رنگین تصاویر سے مزین

انبیاء علیہم السلام سے منسوب 1500 مقدس مقامات
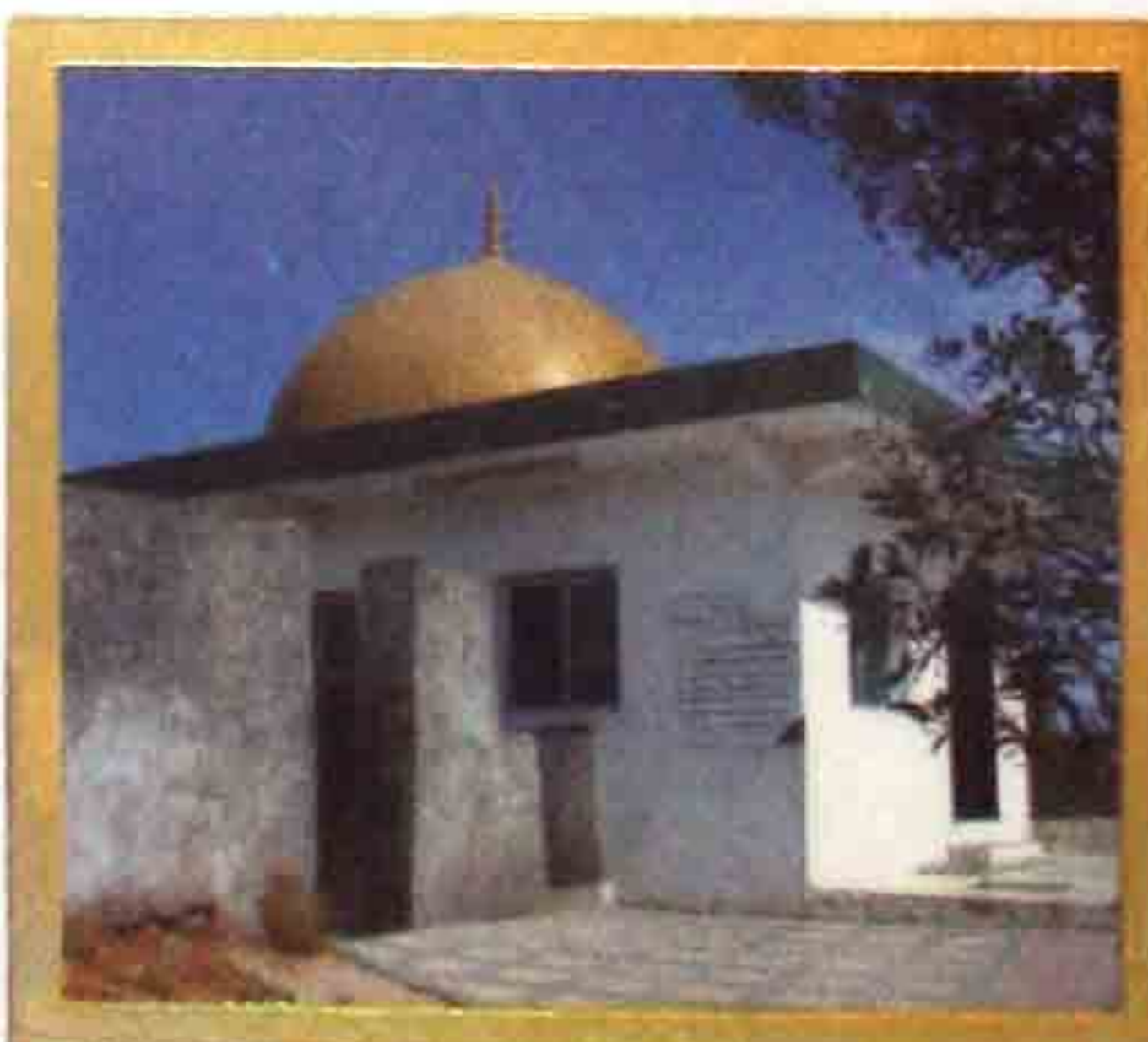
مقاماتِ انبیاء علیہم السلام

کا تصویری البم

مؤلف

مولانا ارسلان بن اختر میمن

مکتبہ ارسلان

MAKTABA-E-ARSALAN

مکتبہ ارسلان
جمشید روڈ نمبر 3، کراچی
فون: 0333-2103655

خط و کتابت کا پتہ: ادارۃ الانور، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34914596

نام کتاب .... **مقاماتِ انبیاء علیہم السلام کا تصویری البم**

جامع و مرتب .... **مولانا ارسلان بن اختر میمن**

اشاعت اوّل .... مئی 2010ء

ملنے کے پتے

کراچی: نفیس اکیڈمی اردو بازار، فون: 021-32722080، مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی، فون: 021-34594144، بیت الکتب گلشن اقبال نمبر 2، فون: 021-34975024
کتب خانہ مظہری گلشن اقبال نمبر 2، فون: 021-34992176۔ دارالاشاعت اردو بازار، ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن فون: 021-34914596۔
علمی کتاب گھر اردو بازار، فون: 021-32624097۔ مکتبۃ القرآن علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701

حیدر آباد: بیت القرآن، چھوٹی گٹی۔ فون: 640875 مکتبہ اصلاح و تبلیغ، مارکیٹ ٹاور۔ فون: 0300-9371712۔

میرپور خاص: مکتبہ یوسفیہ دوکان نمبر 303، گلی نمبر 3، بلدیہ شاپنگ سینٹر۔ فون: 0321-3310080, 0300-3319565

نواب شاہ: حافظ اینڈ کو، لیاقت مارکیٹ **سکھر:** عزیز کتاب گھر بیراج روڈ، فون: 0300-9312148، مکتبہ امدادیہ فون: 0321-5628333

لاہور: مکتبہ رحمانی، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، فون 042-37224228۔ ادارہ اسلامیات، انارکلی بازار، فون: 042-37243991

راولپنڈی: مکتبہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار ۔ اسلامی کتاب گھر فون: 0300-5203645 قرآن محل، فون: 0321-5123698۔

اسلام آباد: مکتبہ جامع الفریدیہ E-78۔ 051-2654813

ملتان: ادارہ اشاعت الخیر، فون: 061-4514929, 0300-7301239۔ مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، فون: 061-4544965

فیصل آباد: اسلامی کتاب گھر دکان نمبر 4، شادمان پلازہ، فون: 0321-7693142۔ مکتبۃ العارفی، نزد جامعہ اسلامیہ ستیانہ روڈ، فون: 0300-6621421

رحیم یار خان: مکتبۃ الامۃ عقب نیو صادق بازار، فون: 0321-2647131، مکتبۃ الازہر فون: 0300-9675060

گجرانوالہ: والی کتاب گھر اردو بازار فون: 055-444613 **سیالکوٹ:** مکتبۃ البشیر خادم علی روڈ، فون: 0321-7183040

سرگودھا: مکتبہ عبداللہ، بلاک 10 سٹی روڈ، فون: 0321-6018171

پشاور: ممتاز کتب خانہ، فون: 091-2580331، دارالاخلاص محلہ جنگی فون: 091-2567539

اکوڑہ خٹک: مکتبہ علمیہ، نزد دارالعلوم حقانیہ، فون: 0923-630594 **کوئٹہ:** مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، فون: 081-2662263

جہلم: بک کارنر، 0321-5440882 **حسن ابدال:** مکتبہ فاروقیہ، 0321-9825540 **بہاولنگر:** مکتبہ حکیم الامت 0321-760630

ڈیرہ اسماعیل خان: قرآن محل، 0966-717806 **چکوال:** کشمیر بک ڈپو، 054-3551148 **بہاولپور:** مکتبہ زکریا، مکتبہ ہاشمیہ

مردان: مکتبۃ الاحرار 0321-9872067 **مانسہرہ:** عثمان دینی کتب خانہ 0997-307583 **میانوالی:** مکتبہ جاوید 045-9230652

کوہاٹ: مکتبہ فاروقیہ 0333-9183789 **ایبٹ آباد:** مکتبہ اسلامیہ 0992-340112

عرض مؤلف

مجھے قلبی طور پر تاریخی اور مقدس مقامات کی زیارت کا شوق رہا ہے اسی شوق کے نتیجہ میں عرصہ 7 سال سے احقر انبیاءؑ، صحابہؓ اور اولیاء اللہؒ سے منسوب مقدس مقامات کی تصاویر جمع کرتا رہا گویا کہ زیر نظر کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے احقر کی سات سالہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔

شروع میں یہ کتاب کئی جلدوں میں چھاپنے کا ارادہ تھا مگر بعد میں بندہ نے قارئین کے بوجھ کو کم کرنے کیلئے اس کتاب کو 7 مختلف کتب میں تقسیم کردیا جن کے نام درج ذیل ہیں۔

① تبرکات نبوی ﷺ
② تبرکات انبیاءؑ
③ مقامات انبیاءؑ کا تصویری البم
④ قرآن کے تاریخی مقامات
⑤ تبرکات صحابہؓ
⑥ مقدس مقامات کا تصویری البم
⑦ تبرکات اولیاءؒ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی چاہت شامل حال رہی تو مذکورہ بالا 7 کتب 6 ماہ کے اندر قارئین کے ہاتھوں میں ہونگی۔

اس کتاب کے بارے میں ایک بات جو کہ انتہائی اہم ہے وہ یہ کہ جب بندہ نے انبیاء کے حالات جمع کرنا شروع کئے تو دوران مطالعہ ایک ہی نبیؑ کی قبریں مختلف مقامات پر پڑھنے کو ملیں پھر جب تصاویر جمع کیں تو بھی ایک ہی نبی کی قبروں کی تصاویر مختلف ممالک میں نظر سے گزریں۔

جیسا کہ حضرت دانیالؑ کا مزار 3 ممالک میں موجود ہے۔ مصر، عراق، ازبکستان۔ اسی طرح حضرت ذوالکفلؑ کا مزار مبارک 4 ممالک میں موجود ہے۔ عراق، دمشق، ترکی، اسرائیل۔ اسی طرح حضرت ایوبؑ کا مزار مبارک، عراق، دمشق، عمان، لبنان، بخارا ترکی یعنی 6 ممالک میں موجود ہے۔

انبیاءؑ دنیا میں کہاں کہاں مدفون ہیں؟ اس سلسلے میں احقر نے مفسرین اور مؤرخین کے اقوال جمع کرنے کے ساتھ ان مقامات کی تصاویر کو بھی اس کتاب کا حصہ بنایا ہے۔ مثلاً اگر حضرت شعیبؑ کی قبر 3 مقامات پر بنی ہوئی ہیں تو احقر نے کوشش کر کے ان تینوں مقامات یعنی مزارات کی تصاویر بھی اس البم میں شائع کی ہیں تا کہ بات حقیقت کے زیادہ قریب ہوجائے۔

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رہے کہ مقامات انبیاءؑ کو جمع کرنے کی جو کوشش میں اپنی ذات کے اعتبار سے کرسکتا تھا وہ میں نے کرلی کہ فلاں نبیؑ کا مزار کہاں ہے اور فلاں نبیؑ کے مقام کے بارے میں مفسرین ومؤرخین کا رجحان کس طرف ہے جیسا کہ حضرت ایوبؑ کا مزار 6 ملکوں میں موجود ہے۔ اب یہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان مقامات میں سے کس مقام پر حضرت ایوبؑ مدفون ہیں؟

اسی طرح بہت سے انبیاءؑ کے مقام پیدائش اور دیگر مقامات کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے لہذا یاد رہے کہ اس کتاب میں موجود مقامات انبیاءؑ مبینہ ہے نہ کہ 100 فیصد درست ہیں۔ کیونکہ ایک ہی نبیؑ 4 جگہ دفن ہو یہ ناممکن ہے۔

درحقیقت یہ کتاب 2 حصوں میں تقسیم ہے اس جلد میں 15 انبیاءؑ کے مقدس مقامات کو مع تصاویر بیان کیا گیا ہے جبکہ دوسری کتاب ''تبرکات انبیاءؑ'' میں بقیہ 15 انبیاءؑ کے مقامات ومزارات کو مع تصاویر شائع کیا جاچکا ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ کر یہ کتاب انبیاء کے حالات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے نہ صرف غور وفکر کے بہت سے نئے دروازے کھول دے گی بلکہ سنجیدہ عشاق حقیقی کے طالب علموں کیلئے قرآن فہمی میں بھی آسانی کا ذریعہ بنے گی کیونکہ بنی آدم کی یہ فطرت ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اسے اس مقام کو دیکھنے کا تجسس ہوتا ہے۔

ہزاروں سال سے قارئین جب بھی انبیاءؑ کے واقعات پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں ان مقامات کو دیکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، مگر مشقت اور مالی اعتبار سے کمزوری کی وجہ سے لوگ مقامات انبیاءؑ کی زیارت کو دل میں لئے ہی اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

احقر نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں انبیاءؑ سے منسوب مقامات و مزارات کو ایک جگہ جمع کردوں تا کہ ہمارے قارئین ان 500 صفحات کا مطالعہ کر کے گھر بیٹھے ہزاروں کلومیٹر کا سفر اور لاکھوں روپے خرچ کئے بغیر انبیاءؑ کے مزارات ومقامات کی سیر کرسکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں انبیاءؑ سے منسوب مقامات کے نقشوں کو بھی تفصیل سے دیا گیا ہے تا کہ قارئین کو ان مقامات کے تعین کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوجائے۔

میرے نزدیک یہ کتاب انبیاءؑ کے عاشقوں کیلئے انمول تحفہ ہے جو قارئین کو مقدس مقامات کی گھر بیٹھے سیر کراتی ہے اور انبیاءؑ کے حالات و واقعات کو پڑھنے کے بعد جذبہ ایمانی پیدا کرتی ہے۔

آخر میں احقر ان تمام احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی طرح کی معاونت کی، خاص طور پر ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جن کی ارسال کردہ کتب اور تصاویر کو احقر نے اس کتاب کی زینت بنایا ہے اللہ تعالیٰ ان احباب کو اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔

العارض: **مولانا ارسلان بن اختر میمن**
کان اللہ لہ عوض کل شئی

نوٹ: انبیاءؑ کے مقامات کے تعین کے بارے میں مفسرین میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے لہذا اگر کسی مقام کے تعین میں مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو اور وہ آپ کے علم میں ہو تو ضرور مجھے اپنی قیمتی رائے سے آگاہ فرمائیں، میں آپ کا شکر گزار ہونگا اور اگلے ایڈیشن میں اسکی اصلاح کرلونگا۔ (انشاء اللہ)

مولانا ارسلان بن اختر اکابر کی نظر میں

محمد یوسف لدھیانوی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

شہید الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ارسلان بن اختر کی کتاب ''علامات محبت'' کی تقریظ میں لکھا ہے کہ! زیر مجموعہ میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے مسترشد ''محمد ارسلان بن اختر'' نے نہایت محنت وعرق ریزی سے سلاست سے معمور اور مستند حوالوں سے مزین زیر نظر کتاب مرتب فرمائی ہے جو کہ تحسین اور لائق اعتماد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو امت مسلمہ کیلئے نافع بنائے۔ آمین !!!

العارض....

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

HAKIM MUHAMMAD AKHTAR
KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA
ASHRAFUL MADARIS

حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ
ناظم: مجلس اشاعۃ الحق
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ / اشرف المدارس

کتاب ''اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں'' ۳۰۰ کتابوں سے مستند ہے۔ جس میں صوفی مولوی ارسلان سلمہ' نے اپنے فطری ذوق عاشقانہ عارفانہ سے محبت اور معرفت کے نہایت مفید مضامین جمع کئے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب اور موصوف کی دیگر کتابوں کا مطالعہ امت مسلمہ کیلئے معرفت اور محبت خداوندی کے حصول میں نہایت مفید ثابت ہوگا۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ موصوف کی تصنیف اور تالیف کردہ کتابوں کو امت مسلمہ کیلئے نہایت مفید بنا کر قارئین اور معاونین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ العارض حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ

Dr. Mufti Nizamuddin Shamzai
Sheikh-ul-Hadees
Jamiat-ul-Uloom-Il Islamiyyah,
Allama Mohammad Yousuf
Banori Town, Karachi-5, PAKISTAN

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

مولوی ارسلان بن اختر کی کتاب ''نماز میں خشوع وخضوع'' میں اقوال سلف کا اچھا ذخیرہ ہے۔ خصوصاً دوسرے حصے میں خشوع وخضوع کی صفت پیدا کرنے کے طریقے خوب بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو امت کیلئے نافع بنائے۔ آمین !!!

بندہ نے عزیز مولوی ارسلان کی کتاب ''حصول ولایت'' دیکھی، ماشاء اللہ اس مقصد کیلئے انتہائی نافع اور مفید ہے اس کتاب کے مضامین بھی ماشاء اللہ بہت اونچے ہیں انشاء اللہ اس کے پڑھنے سے ہر شخص میں محبت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو اپنی مخلوق کیلئے باعث ہدایت بنائے۔ آمین !!!

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ''گناہوں کا سمندر'' نامی کتاب میں دوران تقریظ لکھا ہے بندہ مولوی ارسلان کی محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین !!!

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

فہرست

مولانا ارسلان بن اختر میمن کی تصانیف

نمبر شمار	کتاب کا نام	قیمت	رعایتی
1	بیت اللہ کا تصویری البم	280	168
2	مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصویری البم	320	192
3	نامور علماء کے مثالی واقعات	230	138
4	تاریخ کے سنہری واقعات	265	159
5	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی بچپن	250	150
6	نامور بچوں کے مثالی واقعات	240	144
7	سچی حیران کن کارگزاریاں	200	120
8	موت کے پراسرار واقعات	265	159
9	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ دلچسپ واقعات	270	162
10	اکیسویں اور بیسویں صدی کے سچے واقعات 2 جلد	475	285
11	مولانا طارق جمیل صاحب کے 10 بیانات کے کتابچے	310	186
12	وجوہات محبت (بندوں کی اللہ سے محبت کی وجوہات)	100	60
13	اللہ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں تقریظ مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ	240	144
14	اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر تقریظ مولانا نظام الدین شامزئی	180	108
15	محبت الٰہی کے راستے	150	90
16	گناہوں کا سمندر اور محبت الٰہی کی وسعت	190	114
17	نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے طریقے	150	90
18	جوانی ضائع کرنے کے نقصانات	70	42
19	علامات محبت پسند فرمودہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	310	186
20	اللہ کے دوستوں کے حالات (اولیاء اللہ کے حالات)	70	42
21	اللہ کا پیارا بننے کے طریقے (دعوت وتبلیغ پر تحقیقی کتاب)	100	60
22	اللہ سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ (نفسانی خواہشات کی مذمت)	110	66
23	جدید مستند مجموعہ وظائف	85NET	–
24	عبرت انگیز بیانات (مولانا طارق جمیل صاحب کے 20 اثر انگیز بیانات)	275	165
25	دلچسپ اصلاحی واقعات (مولانا طارق جمیل صاحب کے بیان کردہ)	285	171
26	دلچسپ عبرت انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150	90
27	دلچسپ حیرت انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150	90
28	دلچسپ اثر انگیز واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150	90
29	ہنستے ہنساتے واقعات (اکابر کے مزاحیہ واقعات)	225	108
30	دلچسپ انوکھے واقعات (ہزاروں کتابوں سے منتخب واقعات)	150	90
31	صحابہ کے سبق آموز حالات	275	165
32	اللہ کے عاشقوں کے حالات	375	225
33	اللہ کے دیوانوں کے محبت بھرے واقعات	275	165
34	رب کریم کا گنہگاروں سے پیار	275	165
35	خوف خدا کے سچے واقعات	284	170
36	اللہ والوں کی دنیا سے بے رغبتی	240	144
37	خواتین کے مثالی واقعات	265	159
38	گناہوں کا خوفناک انجام (سائز 23x36)	265	159
39	رزق حلال کی برکتیں	255	153
40	واقعات ہی واقعات	190	114

نمبر شمار	کتاب کا نام	قیمت	رعایتی
41	واقعات کی دنیا 4 کلر انڈونیشن پیپر	375	225
42	واقعات کا خزانہ 4 کلر انڈونیشن پیپر	375	225
43	فضائل حفظ قرآن (مولانا قاری محمد طاہر رحیمی)	240	144
44	روٹھے رب کو منالو (سائز 16=23x36)	190	114
45	حفاظت نظر کے 50 انعامات (سائز 16=23x36)	220	132
46	گناہوں سے بچئے اللہ کا محبوب بنئے	70	42
47	مواعظ مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ	240	144
48	بیانات مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ (اوّل)	200	120
49	گمراہی سے ہدایت تک خطبات مولانا طارق جمیل صاحب (1)	225	135
50	سچی توبہ کی برکات خطبات مولانا طارق جمیل صاحب (2)	225	135
51	قرآن کے حیرت انگیز واقعات	265	159
52	اللہ سے شرم کیجئے	225	135
	مولانا ارسلان بن اختر کی نئی تصانیف		
53	گناہوں سے بچنے کے انعامات	440	264
54	اللہ سے دوستی کے انعامات	275	165
55	لذت ترک گناہ	260	156
56	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انمول واقعات	330	198
57	تبلیغ کی محنت انعامات کی بارشیں (مولانا طارق جمیل صاحب)	200	120
58	اللہ کا تعارف (مولانا طارق جمیل صاحب)	290	174
59	پراسرار اژدھا اور جنتی لاٹھی (حضرت موسیٰ کے 300 واقعات)	255	153
60	مالی پریشانیوں کا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حل	310	186
61	سکون دل کے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم راستے	520	312
62	تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصویری البم 4 کلر آرٹ پیپر	NET	
63	تبرکات انبیاء علیہم السلام کا تصویری البم 4 کلر آرٹ پیپر	NET	
64	عذاب قبر کا تصویری البم (4 کلر آرٹ پیپر 16=23x36)	NET	
65	گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عبرتناک انجام		
	4 کلر پاکٹ سائز کتب + انڈونیشین پیپر		
66	گناہوں کا خوفناک انجام	NET	100
67	عذاب قبر کے دہشت ناک واقعات	NET	100
68	درود شریف کی برکات	NET	100
69	اللہ کو اپنا بنالو......(طارق جمیل) Vol. 1	NET	90
70	اللہ سے دوستی کرلو......(طارق جمیل) Vol. 2	NET	90
71	اللہ سے صلح کرلو......(طارق جمیل) Vol. 3	NET	90
72	شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی واقعات	NET	110
73	ندامت کے آنسو	NET	100
74	نیکیوں کے پہاڑ سیکنڈوں میں	NET	65
75	آپ کے پریشانیوں کا حل وظائف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں	NET	90
76	روٹھے رب کو منالو	NET	100
77	نیک اعمال کی برکات	NET	100
78	تنگی رزق کا نبوی علاج	NET	65
79	کیا آپ سکون چاہتے ہیں؟	NET	100

حضرت آدم علیہ السلام

سری لنکا میں موجود حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب قدم مبارک

سری لنکا کا وہ پہاڑ جہاں حضرت آدم علیہ السلام اترے تھے، یہاں آپ علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان موجود ہے

جدہ میں اماں حوا علیہا السلام کا مزار مبارک

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت ہابیل کا مزار (شام)

حضرت ہابیل کی قبر مبارک
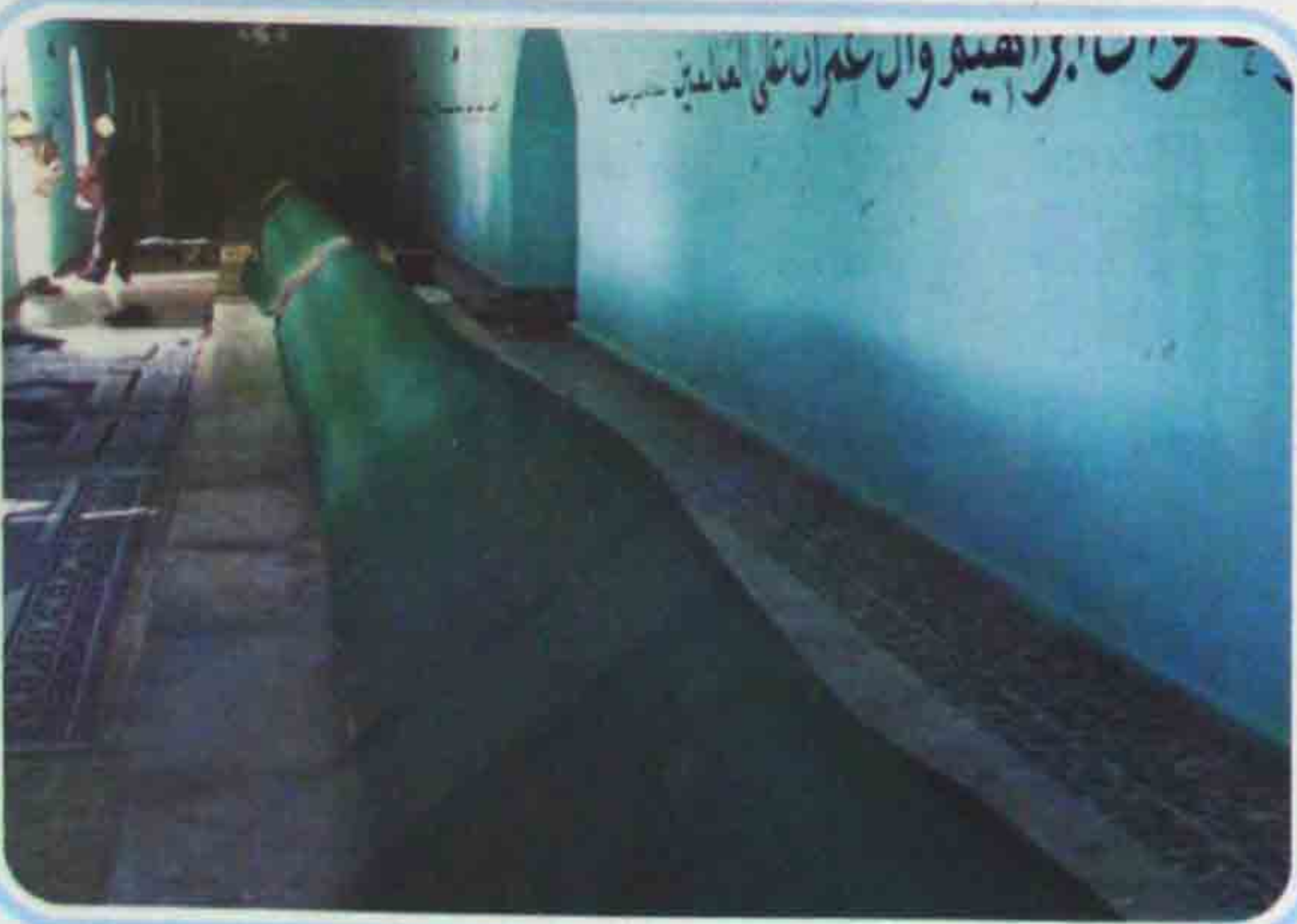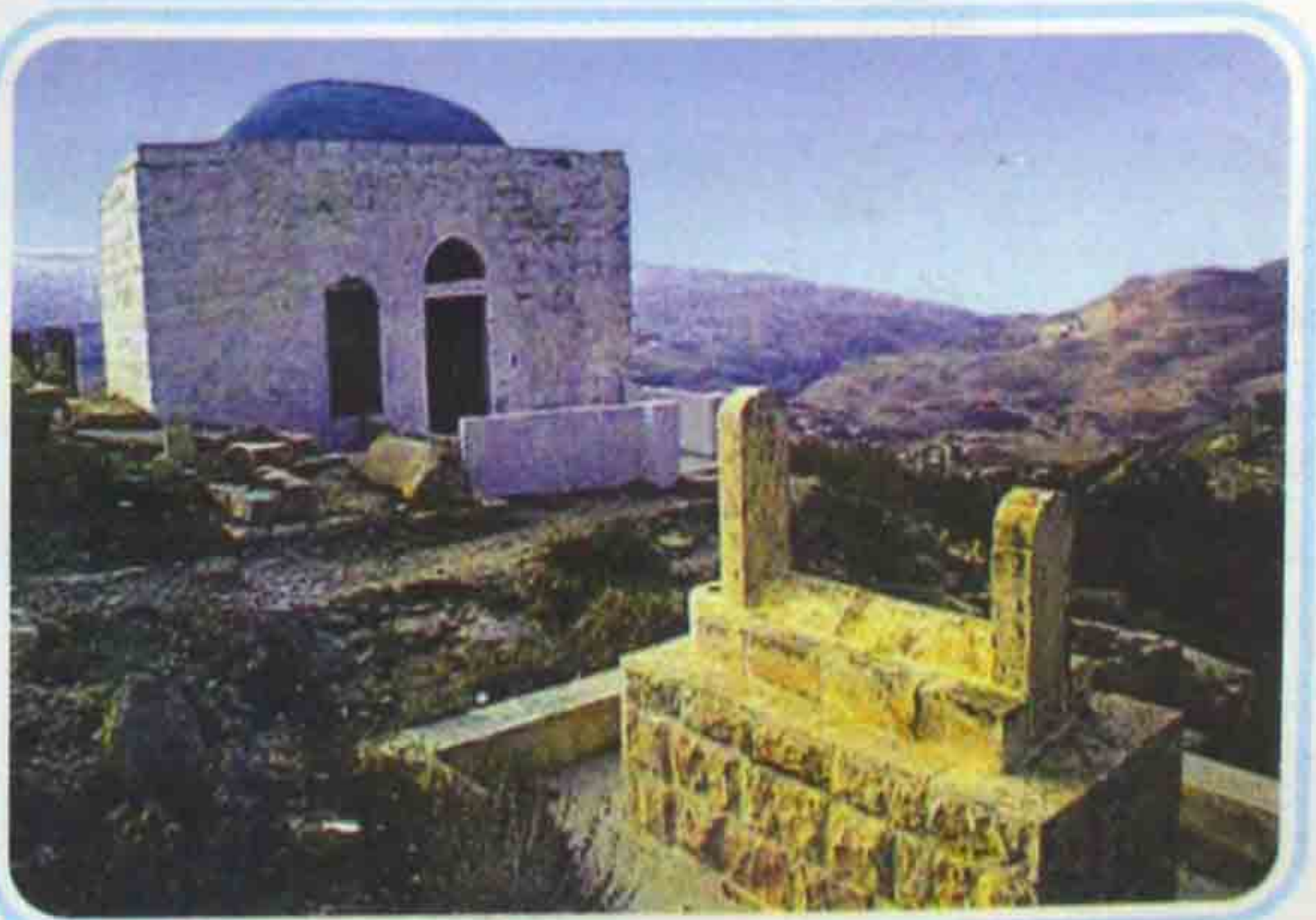
حضرت ہود علیہ السلام

ربع الخالی سے ملنے والا قوم عاد کے شخص کا ڈھانچہ جس کا صرف سر انسانی قد کے برابر ہے

عراق میں موجود حضرت ہود علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت ہود علیہ السلام کا مزار مبارک

عراق میں موجود مزار ہود علیہ السلام کے اندر قبر ہود علیہ السلام
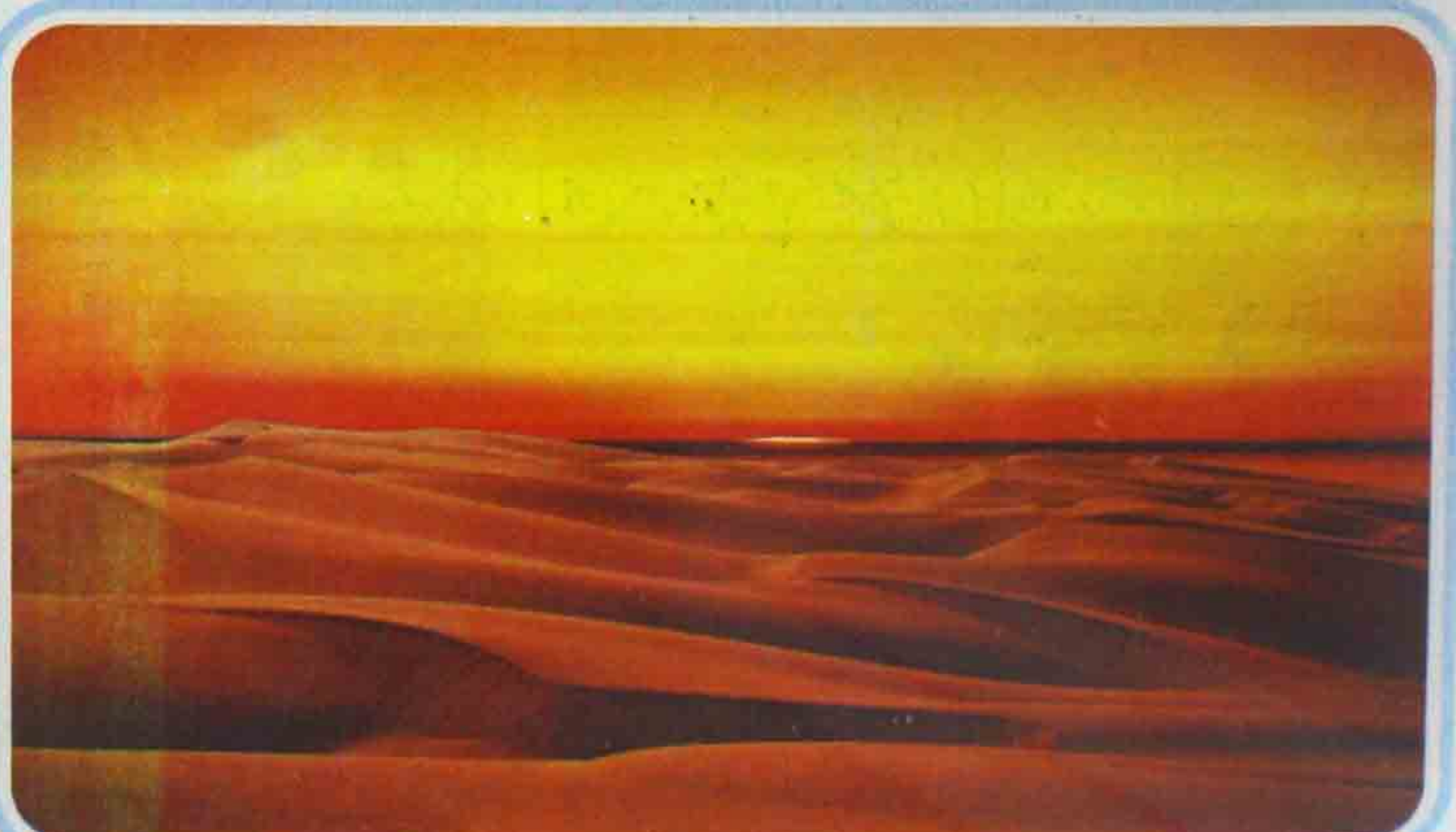
عبار: جہاں قوم ہود علیہ السلام رہتی تھی

حضرت صالح علیہ السلام

مدائن صالح میں موجود قوم صالح کے مکانات

وہ کنواں جہاں اللہ کی نشانی یعنی پہاڑ سے نکلنے والی اونٹنی پانی پیتی تھی

وہ پیالہ جس میں اونٹنی کا دودھ جمع کیا جاتا تھا
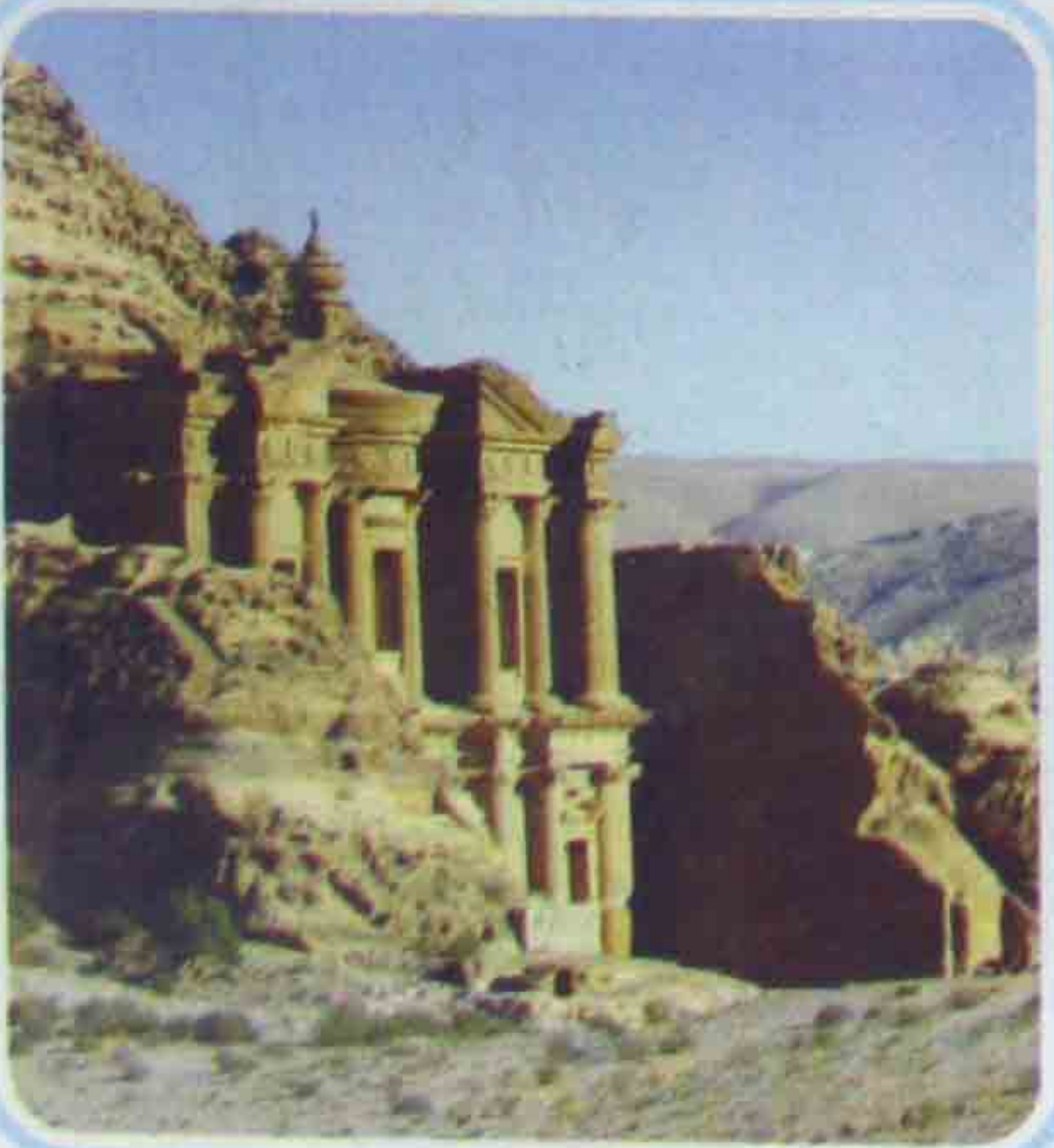
حضرت صالح علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت ابراہیم علیہ السلام

وہ غار جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے یہ غار ترکی کے علاقہ عرفہ میں موجود ہے

بئر سبع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کنواں

نمرود کا قلعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ کی قبر مبارک

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک (مکہ)

عراق کے شہر اُور میں موجود نمرود کے محل کے کھنڈرات، سامنے نمرود بادشاہ کا محل بھی نظر آ رہا ہے

مسجد ابراہیمی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام مدفون ہیں یہ اسرائیل کے شہر حبرون میں موجود ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک (حبرون، اسرائیل)

حضرت اسماعیل علیہ السلام

صفا و مروہ کا فضائی منظر یہ وہ جگہ ہے جہاں اماں ہاجرہ ننھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس کی وجہ سے پانی کی تلاش میں دوڑتی رہیں کبھی صفا جاتیں کبھی مروہ پھر اسی جگہ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پر مارا اور زم زم کا پانی جاری ہوگیا

جدید صفا و مروہ

وہ جگہ جہاں ابراہیم علیہ السلام نے حکم الٰہی پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کیلئے لٹایا تھا

حطیم وہ جگہ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی والدہ کے ساتھ مدفون ہیں

زم زم وہ پانی ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلئے جاری ہوا

حضرت اسحاق علیہ السلام

مسجد ابراہیمی کا فضائی منظر جہاں حضرت اسحاق علیہ السلام مدفون ہیں

حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبر مبارک جو کہ اسرائیل کے شہر الخلیل کی مسجد ابراہیمی کے نیچے بنے ہوئے غار میں ہے

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام سے منسوب غار جہاں حضرت لوط علیہ السلام نے قوم پر آنے والے عذاب کے بعد قیام فرمایا تھا

حضرت لوط علیہ السلام کا مزار (اسرائیل)

بحر میت جہاں قوم لوط عذاب الٰہی کے بعد زیر سمندر دفن ہوگئی

بحر میت وہ جگہ جہاں قوم لوط پتھر کی بارش کی وجہ سے زیر سمندر اپنے شہر کے ساتھ دفن ہوگئی

بحر میت کے اطراف کے عجیب وغریب پہاڑ

حضرت یعقوب علیہ السلام

مسجد اقصیٰ جس کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ آپ علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر میں مزید اضافہ کیا۔

نابلس جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے 11 بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے

حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبر مبارک کے باہر لگی جالیاں یہ مزار اسرائیل کے شہر حبرون کی مسجد الخلیل کے نیچے غار میں آج بھی موجود ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی راحیل کا مزار

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی راحیل کی قبر

حضرت یوسف علیہ السلام

مصر جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت تھی
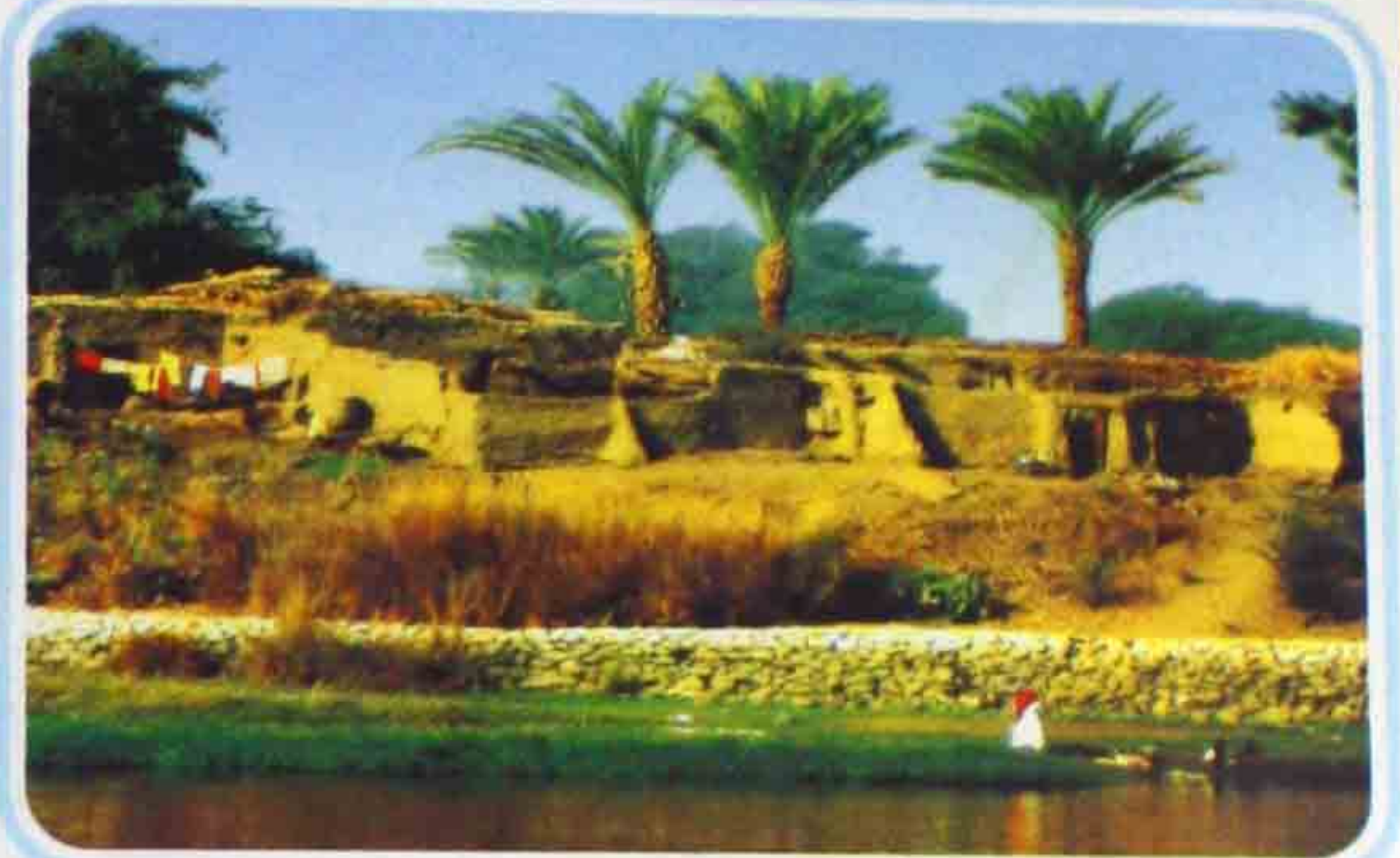
حضرت یوسف علیہ السلام کا عمامہ جو کہ ترکی کے عجائب گھر توپ کاپی میں محفوظ ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی بنیامین کا مزار (اسرائیل)

وہ کنواں جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے 10 سوتیلے بھائیوں نے حسد میں آکر حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈال دیا تھا پھر مصر سے ایک قافلہ نے پانی کی تلاش میں ڈول ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پایا اور مصر جا کر عزیز مصر کے ہاتھوں حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کر دیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام

وہ جگہ جہاں قوم شعیب علیہ السلام رہتی تھی

حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر (اردن)

اسرائیل میں موجود حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار
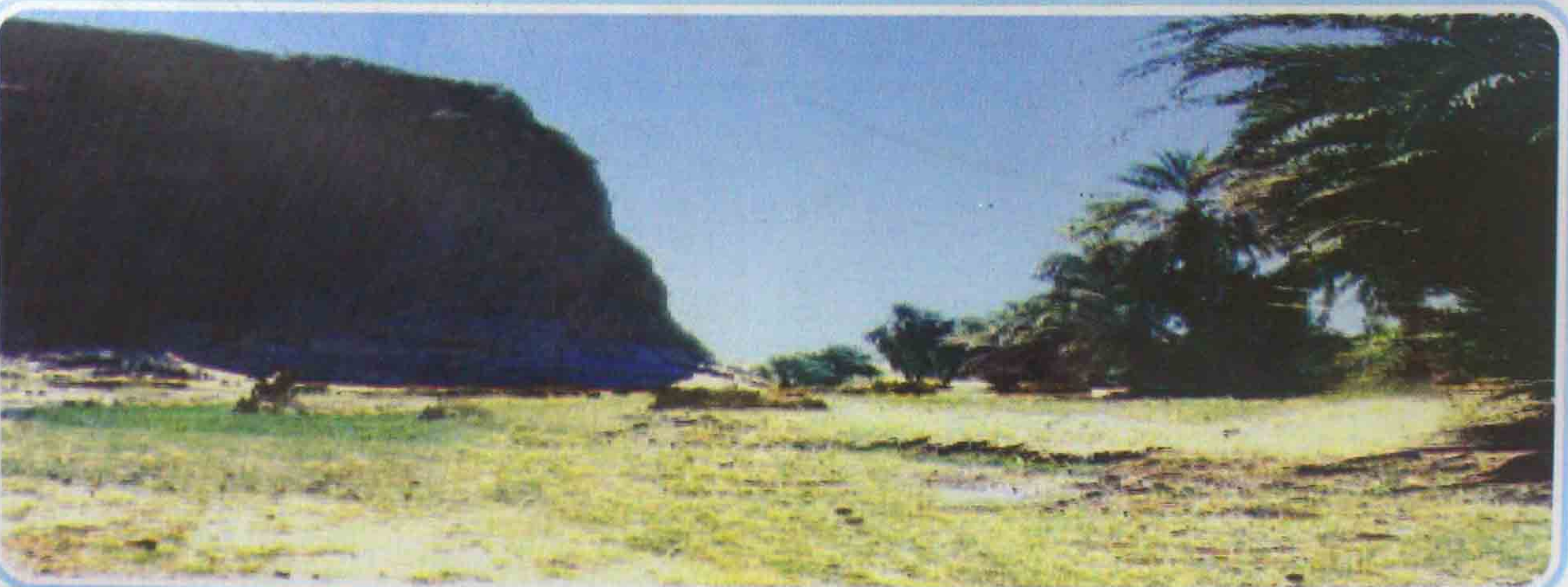
یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سسر حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں دس سال گزارے اور یہیں سے آپ علیہ السلام اپنی زوجہ کو لے کر کوہ طور کی طرف گئے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی

حضرت داؤد علیہ السلام

اسرائیل میں موجود حضرت داؤد علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت داؤد علیہ السلام کی قبر مبارک

مسجد اقصیٰ کے صحن میں موجود قبۃ الصخرہ جہاں حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھا کرتے تھے

حضرت زکریا علیہ السلام

حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار مبارک (حلب)

حضرت زکریا علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، آپ کا نسب یوں ہے:

موسیٰ بن عمران بن قاہث بن عاز بن لاوی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم۔

چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی جاملتا ہے اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے اسی لئے آپ کا شمار بنی اسرائیل میں ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام مبارک قرآن میں 136 مرتبہ آیا ہے، آپ علیہ السلام آج سے تقریباً 4000 سال قبل مصر کے شہر طیبہ جس کا قدیم نام تھیبس تھا، پیدا ہوئے۔ اب طیبہ کا نام الاقصر ہے، مصر کی تاریخ 5000 سال پرانی ہے، یہاں 2500 قبل مسیح میں اہرام مصر تعمیر ہوئے، معجم البلدان کے مطابق مصر کا نام مصر بن مصرایم بن حام بن نوح کے نام پر رکھا گیا تھا۔

قرآن کے چند اہم مقامات
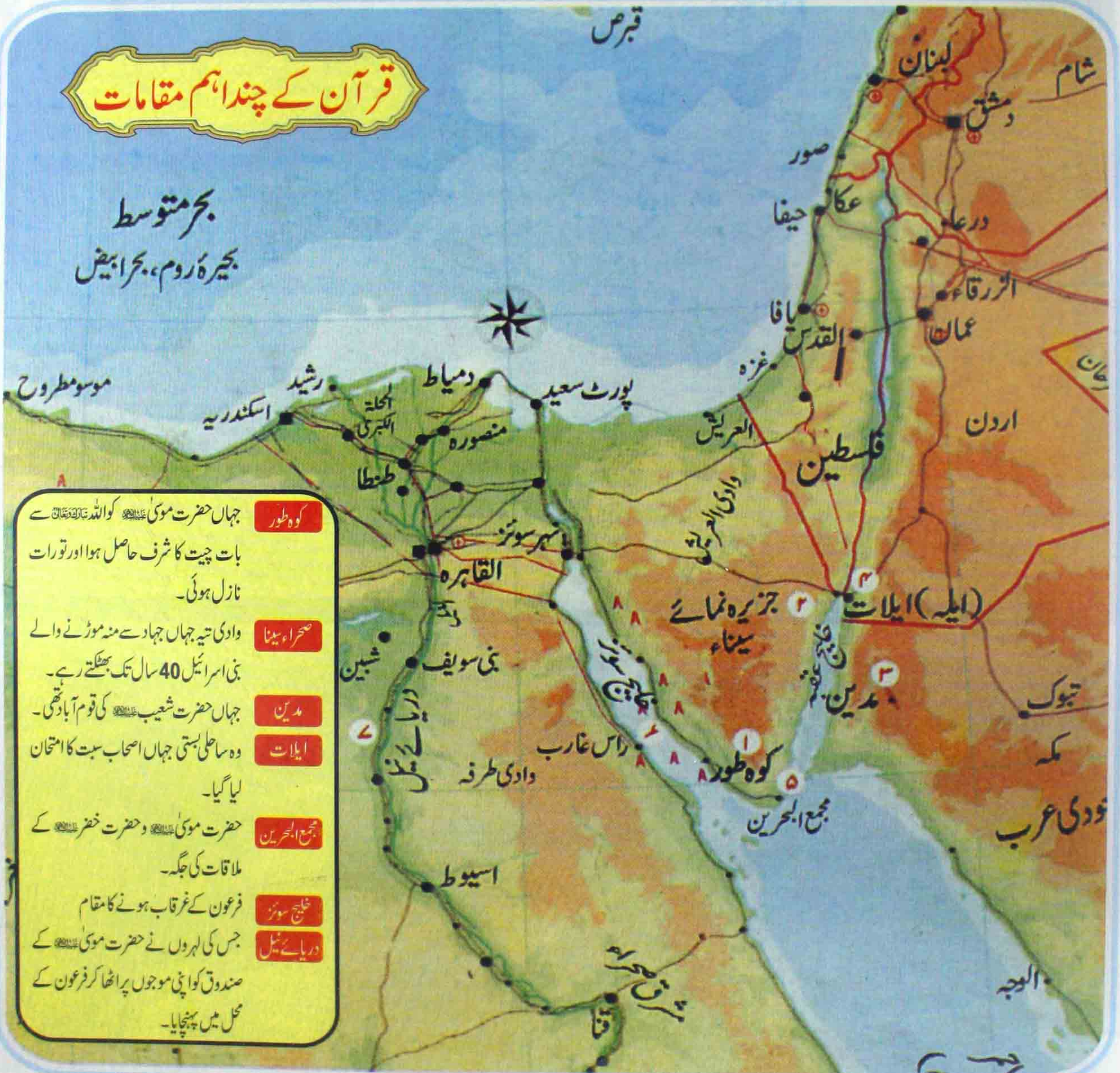
- **کوہ طور**: جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے بات چیت کا شرف حاصل ہوا اور تورات نازل ہوئی۔
- **صحراءِ سینا**: وادی تیہ جہاں جہاد سے منہ موڑنے والے بنی اسرائیل 40 سال تک بھٹکتے رہے۔
- **مدین**: جہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم آباد تھی۔
- **ایلات**: وہ ساحلی بستی جہاں اصحاب سبت کا امتحان لیا گیا۔
- **مجمع البحرین**: حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کے ملاقات کی جگہ۔
- **خلیج سوئز**: فرعون کے غرقاب ہونے کا مقام
- **دریائے نیل**: جس کی لہروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صندوق کو اپنی موجوں پر اٹھا کر فرعون کے محل میں پہنچایا۔

تذکرہ فرعون

مصر میں جتنے بھی بادشاہ گزرے ہیں، ان کا لقب فرعون ہوا کرتا تھا، جس طرح روم کے باشاہوں کا قیصر، فارس کے بادشاہوں کا کسریٰ لقب مشہور تھا، اسی طرح مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا۔

مصر کے تمام فرعونوں میں سب سے زیادہ ظالم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون تھا جو کہ اس زمانے میں رعمیس دوم کے نام سے مشہور تھا، حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانوں میں پائے جانے والوں فرعونوں کے درمیان **400** سال کا فاصلہ ہے۔

تعارف فرعون مصر

مصر سے حالیہ ملنے والے کتبات سے اب یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ (جس فرعون کے زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور جس کی آغوش میں آپ علیہ السلام نے پرورش پائی (وہ رعمیس دوم) تھا، رعمیس دوم اس زمانہ میں بہت معمر اور مسن ہو چکا تھا اس لئے اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے منفتاح کو شریک حکومت کر لیا تھا اور یہی اس کے بعد تخت و تاج کا مالک ہوا، منفتاح رعمیس دوم کی ڈیڑھ سو اولادوں میں سے تیرھواں لڑکا تھا، بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے وقت یہی منفتاح وہ فرعون تھا جو غرق ہوا۔

رعمیس دوم کا تعلق مصر کے انیسویں حکمران خاندان سے ہے۔ یہ شاہ سیتی (Seti) کا بیٹا تھا اور اس کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا۔ رعمیس دوم نے اپنے **67** سالہ دور حکومت میں شام پر متعدد کامیاب حملے کئے اور بہت سی شاندار عمارتیں تعمیر کرائیں اور کچھ نئے شہر بھی بسائے، اس نے ایک شامی شہزادی سے شادی کی جس کا نام ارمات نیفیر اراع **(Ur-Mast Nefera Ra)** رکھا گیا، اس کی متعدد ازواج میں سے ایک اور زوجہ کا نام ہینت ماراع **(Hent Ma Ra)** تھا، جس کا مجسمہ رعمیس دوم کے مجسمہ کے ساتھ ابوکر **(Abukr)** کے مقام پر کھدائی میں برآمد ہوا ہے۔

رعمیس دوم کی حنوط شدہ لاش انیسویں صدی کے اواخر میں باب الملوک کی وادی کی کھدائی میں برآمد ہوئی ہے، یہ لاش ایک چوبی تابوت میں رکھی ہوئی تھی، اس پر تین کتبے کندہ تھے، پھر بھی بعض ماہرین آثار قدیمہ کو اس بارے میں کچھ شک تھا کہ یہ واقعی رعمیس دوم کی لاش ہے۔

بالآخر رفع شک کی خاطر میپیرو **(Maepero)** نے اوپر لپٹے ہوئے کپڑے کو ہٹایا اور لاش کے سینے کے کفن پر روشنائی سے لکھا ہوا ایک واضح کتبہ دیکھا جس نے ہمیشہ کے لئے ان شکوک کا خاتمہ کر دیا اور قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ یہ رعمیس دوم ہی کی لاش ہے، یکم جون **1886**ء کو خدیو توفیق کی موجودگی میں اس لاش کو کھولا گیا۔ یہ لاش اب قاہرہ کے عجائب خانے میں محفوظ ہے۔

رعمیس دوم نے تقریباً **110** سال کی عمر پائی تھی اور بیمار ہو کر فطری موت مرا یہی وجہ ہے کہ اس کا جسم نہایت لاغر اور کمزور ہے برخلاف اس کے کہ اس کے بیٹے منفتاح نے اچانک بحر قلزم میں غرق ہو کر جان دی یہی وجہ ہے کہ وہ تنومند اور صحت مند نظر آتا ہے اور اس کی لاش سے بیماری کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوتے۔ (ملاحظہ ہو ایس ڈبلیو بیرن کی تصنیف کی ''یہود سماجی اور مذہبی تاریخ جلد اول حصہ اول'')

اطلس القرآن کے مصنف نے فرعون کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

یہاں یہ بات اور جان لینی چاہیے کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کے سلسلے میں دو فرعونوں کا ذکر آتا ہے ایک وہ جس کے زمانہ میں آپ علیہ السلام پیدا ہوئے اور جس کے گھر میں آپ علیہ السلام نے پرورش پائی، دوسرا وہ جس کے پاس آپ علیہ السلام اسلام کی دعوت اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ لے کر پہنچے اور جو بالآخر غرق ہوا۔ موجودہ زمانہ کے محققین کا عام میلان اس طرف ہے کہ پہلا فرعون رعمیس دوم تھا جس کا زمانۂ حکومت **1292** سے **1235** قبل مسیح تک رہا اور دوسرا فرعون منفتہ یا منفتاح تھا جو اپنے باپ رعمیس دوم کی زندگی ہی میں شریک حکومت ہو چکا تھا اور اس کے مرنے کے بعد سلطنت کا مالک ہوا۔ یہ قیاس بظاہر اس لحاظ سے مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلی تاریخ کے حساب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سن وفات **1272** قبل مسیح ہے۔ لیکن بہر حال یہ تاریخ قیاسات ہی ہیں اور مصری اسرائیلی اور عیسوی جنتریوں کے مطابق بالکل صحیح تاریخوں کا حساب لگانا مشکل ہے۔

لہٰذا منفتاح ہی وہ فرعون ہے جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام نے دعوت دی اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کیا اور یہی دریا میں غرق ہوا، توریت میں ہے کہ خروج سے پہلے مصر کے بادشاہ کا انتقال ہو گیا اس سے مراد وہی رعمیس دوم ہے جو منفتاح کا باپ تھا۔ (قصص القرآن، حصہ اول)

مصر کے عجائب گھر میں موجود فرعون کی لاش

فرعون کا خواب

فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی جانب سے ایک آگ نکلی ہے، جس نے مصر کا احاطہ کر لیا اور تمام قبطیوں کو جلا دیا لیکن بنی اسرائیل کو اس نے کوئی نقصان نہ پہنچایا، اس خواب سے فرعون بہت پریشان ہوا اور اس نے خواب کی تعبیر بیان کرنے والے ماہرین سے پوچھا کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہوسکتی ہے؟

انہوں نے بتایا کہ اس خواب سے تو یہی سمجھ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا سبب بنے گا۔

یہ سن کر فرعون نے حکم دے دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ بھی پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے، اس طرح اس کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں اسرائیلیوں کے بچے ذبح کر دیئے گئے، وہ بچے جو ذبح کیے گئے ان کی تعداد بارہ ہزار یا ستر ہزار تھی، اتنی بات واضح ہے کہ ہزاروں کی تعداد تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بنی اسرائیل کی حالت

بنی اسرائیل کی حالت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے یہ تھی کہ یہ لوگ فرعونیوں کے خادم تھے، فرعونیوں نے ان کو مختلف قسم کے کاموں پر مقرر کیا ہوا تھا۔ کچھ لوگوں کو تعمیر کے کاموں پر لگایا ہوا تھا اور کچھ لوگوں سے ہل چلانے کا کام لیا جاتا اور کچھ لوگوں سے کھیتی باڑی کے مختلف کام لئے جاتے کچھ لوگ فصل کی کاشت اور کٹائی وغیرہ کے کاموں پر مقرر تھے۔

گندے کاموں پر بھی انہیں ہی لگایا جاتا، بیت الخلاء کی صفائی انہی لوگوں کے ذمے تھی، کیچڑ کی صفائی وغیرہ کے کاموں پر ان کو ہی مقرر کیا جاتا، پتھر تراشنا اور پتھروں کو اٹھا اٹھا کر لانا انہی کے ذمے تھا، جو لوگ یہ کام نہیں کر سکتے تھے ان پر جزیہ مقرر کر دیا جاتا تھا اور جو شخص سورج کے غروب ہونے سے پہلے جزیہ نہ ادا کرتا اس کے ہاتھ اس کی گردن سے باندھ دیئے جاتے اور ایک مہینہ تک اس کے ہاتھ اسی طرح بندھے رہتے۔

بنی اسرائیل کی عورتوں سے اس طرح کام لئے جاتے جیسے لونڈیوں سے کام لئے جاتے ہیں یعنی گھریلو تمام کام ان کے سپرد ہوتے، سوت کاتنا اور سلائی بنائی وغیرہ کے کام ان عورتوں سے ہی لئے جاتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

قرآن میں ہے:

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا، پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر۔ بیشک اسے ہم تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

آپ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہی آپ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال کر یقین کرا دیا گیا تھا کہ پیدائش کے بعد تم بچے کو دودھ پلاتی رہو جب تمہیں فرعون کے جاسوسوں سے خطرہ لاحق ہو یا بچے کے رونے وغیرہ سے پڑوسیوں سے تمہیں خطرہ ہو تو بچے کو دریا میں ڈال دو ہم اس بچے کی حفاظت کریں گے اور تمہاری طرف لوٹا دیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

آپ علیہ السلام کی والدہ نے آپ علیہ السلام کو دریا میں پھینکنے سے پہلے کتنی مدت دودھ پلایا اس کی مدت کا ذکر قرآن پاک میں تو نہیں البتہ ایک قول ابن جریج کا یہ ہے:

انه بعد اربعة اشهر صاح فالقى فى اليم والمراد باليم ههنا النيل

بے شک آپ علیہ السلام چار ماہ بعد روئے تو پڑوسیوں وغیرہ کے خطرہ کے پیش نظر آپ علیہ السلام کو دریائے نیل میں ڈال دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو آپ علیہ السلام کے پاس ایک دایہ آئی ان میں سے جو فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں کے لئے مقرر کر رکھی تھیں، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے نور کی کرنیں ظاہر ہو رہی تھیں جن کو دیکھتے ہی دایہ کا ہر جوڑ کانپنے لگا اس کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت ڈال دی گئی، اس نے کہا: اے عورت (اے اس بچے کی ماں) میں تو اسے قتل کرنے کے لئے آئی تھی لیکن مجھے اس سے شدید محبت ہو چکی ہے اس لئے تو اپنے بچے کو محفوظ کر لے، وہ دایہ یہ کہہ کر چلی گئی۔

اتنے میں فرعون کے جاسوس آپ علیہ السلام کے دروازے پر پہنچ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے جاسوسوں کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا: اے ماں فرعونی آ رہے ہیں؟

آپ علیہ السلام کی ماں کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے ہوش وحواس جاتے رہے بچے کو ڈر کے مارے کپڑے میں لپیٹ کر جلتے تنور میں ڈال دیا جب فرعونی آپ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے تو جلتے تنور کی طرف تو وہ نہ گئے اور گھر تمام چھان مارا کوئی بچہ نظر نہ آیا۔

جب فرعونی آپ علیہ السلام کے گھر سے نکل گئے تو آپ علیہ السلام کی والدہ کو ہوش آیا اور اپنی بیٹی سے پوچھا بچہ کہاں گیا؟ یعنی آپ علیہ السلام کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بچے کو کہاں ڈالا تھا۔ بیٹی نے جواب دیا مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔

اتنے میں تنور سے آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی تو آپ علیہ السلام کی والدہ نے دیکھا کہ بچے پر آگ ٹھنڈی سلامت ہو چکی ہے انہوں نے بچے کو تنور سے نکال لیا، والدہ کو جب یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ فرعون بچے کی تلاش میں پوری جدوجہد کر رہا ہے تو انہوں نے بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دل میں پختہ بات ڈال دی تھی کہ اس طرح بچہ محفوظ رہے گا اور ایک دن انہیں واپس مل جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جھونپڑے سے فرعون کے محل کی طرف

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ایک بڑھئی کے پاس گئیں تا کہ اس سے ایک صندوق حاصل کریں اس نے پوچھا تم نے لکڑی کے صندوق کا کیا کرنا ہے؟
تو آپ نے سچ سچ بتا دیا کہ اپنے بیٹے کو اس میں ڈال کر دریا میں ڈالنا ہے ہوسکتا ہے وہ فرعونیوں سے بچ جائے۔ صندوق اس نے آپ کو فروخت کر دیا لیکن بڑھئی کے دل میں بدنیتی پیدا ہوگئی وہ فرعونی لوگوں کے پاس گیا جو بچوں کو ذبح کرنے پر مقرر تھے کہ انہیں بتا سکے جب وہ ان کے پاس آیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی زبان کو بند کر دیا وہ ہاتھ سے اشارے کر رہا تھا ان لوگوں نے اسے (پاگل سمجھ کر) مارا اور بھگا دیا جب وہ واپس اپنے گھر پہنچا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی زبان کو اس پر پھر لوٹا دیا، پھر وہ دوسری مرتبہ ان لوگوں کی طرف گیا تا کہ انہیں بتا سکے پھر اس کی زبان بند ہوگئی پھر ہاتھوں سے اشارے کرنے کی وجہ سے انہوں نے اسے مارا، گھر لوٹا پھر اس کی زبان ٹھیک ہوگئی پھر تیسری مرتبہ انہیں بتانے کے لئے گیا تو اس کی زبان بھی بند ہوگئی اور اندھا ہوگیا پھر اس کی پٹائی ہوئی اور اسے واپس بھگا دیا گیا اب وہ سچے دل سے توبہ کرنے لگا:
اے اللہ تبارک وتعالیٰ اگر تو مجھے میری نظر اور زبان دے دے تو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول فرما لیا اور اسے زبان اور نظر دے دی۔

ایک سیاح دریائے نیل کے سفر سے لطف اندوز ہو رہا ہے

دریائے نیل، جس میں بہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل پہنچے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام پیدائش
الاقصر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں مفسرین کے دو قول ملتے ہیں:
(۱)...... حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کے شہر ممفس میں پیدا ہوئے۔
(۲)...... دوسرے قول کے مطابق آپ علیہ السلام مصر کے شہر الاقصر میں پیدا ہوئے۔ زیر نظر تصویر الاقصر کی ہے

مصر کے دارالحکومت

آج سے ہزاروں سال قبل مصر کے دارالحکومت ممفس یا الاقصر میں فرعون کا محل دریائے نیل کے کنارے تھا۔ فرعون کے اسی محل کی دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا جھونپڑا تھا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریائے نیل میں ڈالا تو دریا کا پانی حکم الٰہی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے محل کی طرف لے گیا۔

الاقصر: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا

الاقصر: مصر کا قدیم شہر ہے جو کہ قدیم زمانہ میں طیبہ اور تھیبس کے نام سے مشہور تھا، یہ دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ الاقصر وہ شہر ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا گھر تھا اور اسی مقام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ علیہ السلام کو صندوق میں بند کر کے دریائے نیل کے حوالے کر دیا تھا اور پھر وہ صندوق دریائے نیل میں بہتا ہوا الاقصر میں موجود فرعون کے شاہی محل میں جا پہنچا۔

ممفس شہر کی اب صرف چند ایک نشانیاں رہ گئی ہیں باقی سب کچھ زمانے نے مٹا دیا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ بھی فنا ہو گیا، باقی بچ جانے والی چیزوں میں سے رعمیس ثانی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی تھی کے دو بڑے مجسمے شامل ہیں، یہ مجسمے فراعنہ دور میں شہر میں نصب تھے ایک مجسمہ سنگ مرمر کا ہے، ان میں سے ایک چالیس فٹ بلند مجسمہ اب قاہرہ کے مرکزی ریلوے اسٹیشن کے باہر نصب ہے۔
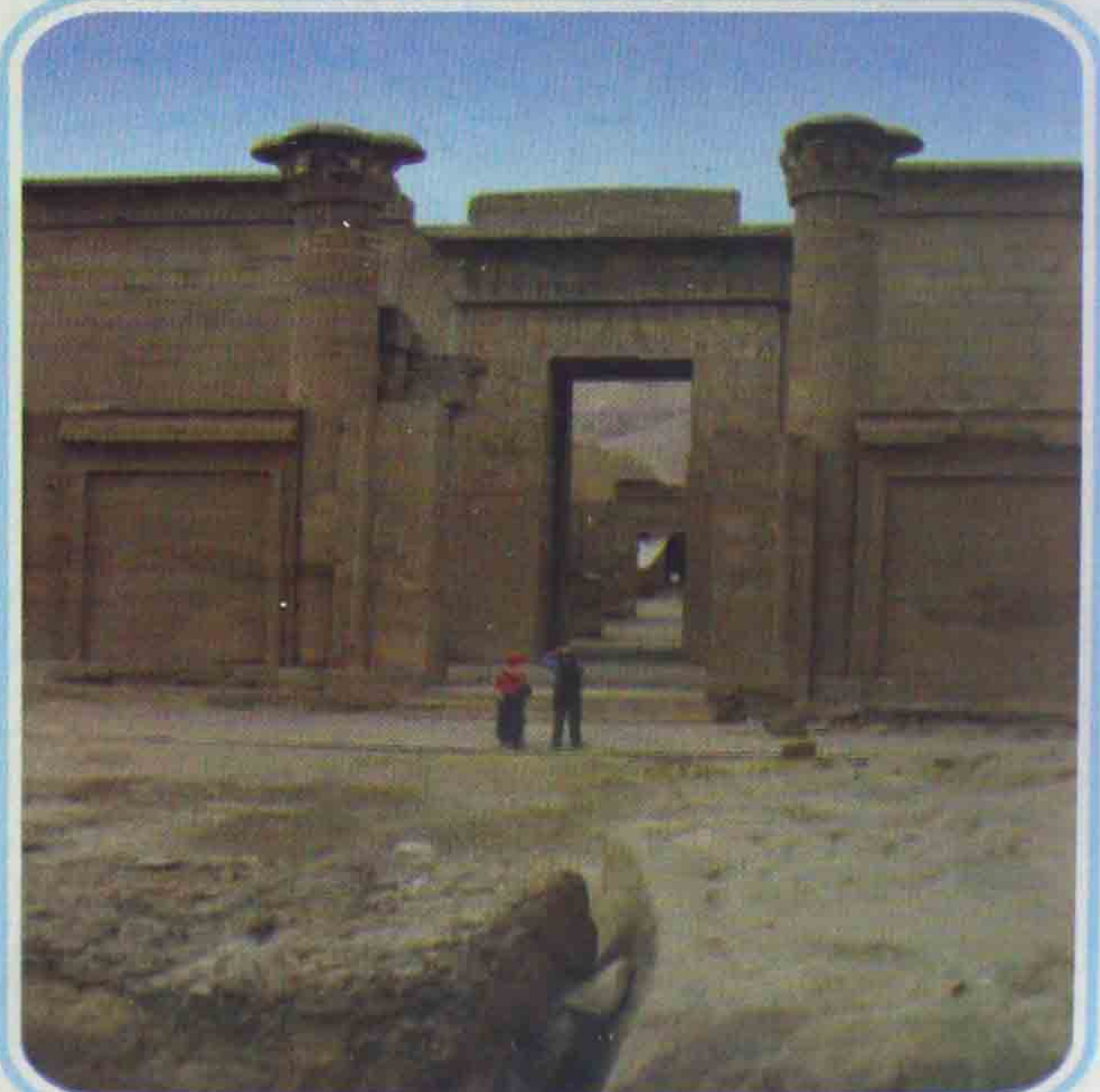
الاقصر کی شاہی عمارتیں

دریائے نیل

حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل میں بہتے ہوئے فرعون کے محل کی طرف جا پہنچے

فرعون کے خوف سے والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا، یہ صندوق فرعون کے محلات کے نیچے بہتا ہوا گذرا اس کی بیوی جناب آسیہ کی نظر صندوق پر پڑی صندوق سے باہر نکال کر آغوش محبت میں لے کر پرورش کرنے لگیں، اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے محل میں ہوئی۔

دریائے نیل

وہ جگہ جہاں لوگ بندر بنا دیئے گئے
ایلہ
مدین
کوہ طور
دریائے نیل
جس کی لہروں میں بہتے ہوئے
حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں جا پہنچے
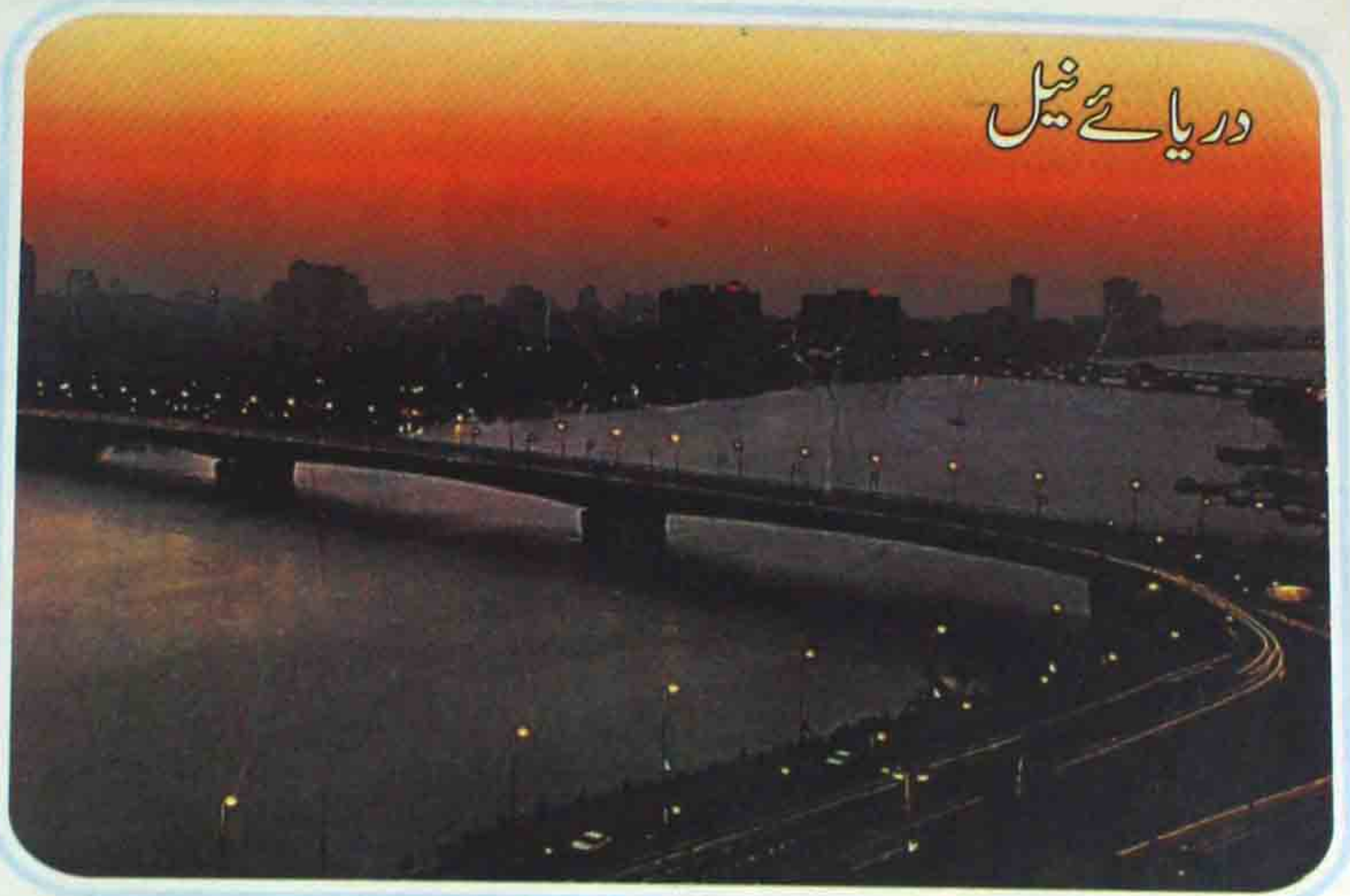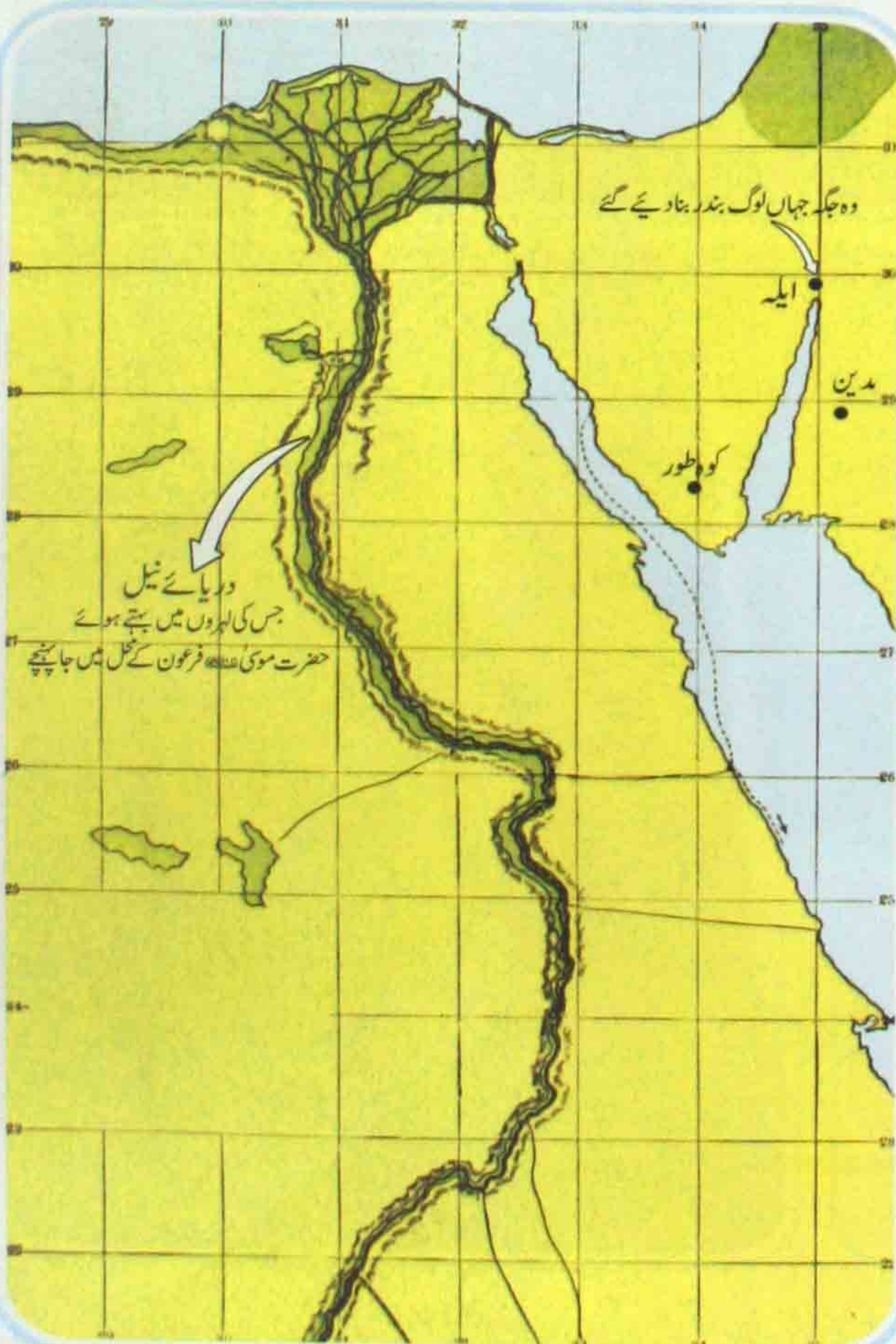
مصر کے نقشہ پر نظر ڈالیں تو دریائے نیل ملک کے بیچوں بیچ ایک لکیر کھینچتا ہوا یوں گزرتا نظر آتا ہے جس طرح انسانی جسم میں شہ رگ، حقیقت بھی یہی ہے مصر کی زندگی اسی دریا کی بدولت ہے ورنہ یہ کب کا صحرا میں بدل گیا ہوتا، دریائے نیل افریقہ کے ملک رونڈا سے نکل کر وکٹوریہ جھیل میں آملتا ہے جس کے بعد دوبارہ اپنا سفر شروع کرتے ہوئے افریقی ممالک سے گزرتے ہوئے سوڈان کے بیچوں بیچ سفر کرتا ہوا ایتھوپیا میں داخل ہوتا ہے، دوسری طرف ایتھوپیا کے پہاڑوں پر مئی سے ستمبر کے دوران مون سون بارشوں کا شفاف پانی جو نیلے دریا کی شکل میں سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کے مقام پر رونڈا سے آنے والے سفید دریا میں مل جاتا ہے یوں دونوں دریا مل کر ایک بڑے دریا کی صورت میں مصر پہنچتے ہیں، مصر میں دریائے نیل جھیل میں شامل ہو کر تھوڑے آرام کے بعد اپنا سفر دوبارہ شروع کرتا ہے یوں چلتے چلتے الاقصر کے پاس سے گزر کر مصر کے درمیان سے ایک آبی لکیر کھینچتے ہوئے قاہرہ پہنچتا ہے جہاں اپنے حسن کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے مصر کے علاقے ڈیلٹا سے ہوتا ہوا 4331 میل کا فاصلہ طے کر کے بحر اوقیانوس میں گرتا ہے۔ لمبائی کے لحاظ سے یہ دنیا کا سب سے لمبا دریا ہے۔

فرعون کے محل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریا کے حوالے کر دیا، فرعون کی صرف ایک بیٹی تھی اور اس کی کوئی اولاد نہ تھی وہ اپنی بیٹی سے بہت زیادہ محبت کیا کرتا تھا وہ بھی ہر روز اپنے باپ کے پاس تین حاجات پیش کرتی تھی، وہ بہت زیادہ برص کی بیماری میں مبتلا تھی۔

فرعون نے اس کے بارے میں طبیبوں اور جادوگروں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اے بادشاہ یہ اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتی جب تک دریا میں سے ایک انسان کے مشابہ کوئی چیز نہ پائی جائے اور اس کا لعاب لے کر اس کے برص والے مقامات پر ملا جائے پھر یہ ٹھیک ہو جائے گی اور یہ بھی اس وقت ہوگا جب فلاں دن اور فلاں مہینہ ہو اور سورج خوب روشن ہو۔

جب وہی دن آ گیا تو فرعون نے دریا کے کنارے پر محفل سجائی اس کے ساتھ اس کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم بھی تھیں، فرعون کی بیٹی بھی اپنی لونڈیوں کے ساتھ دریا کے کنارے پر جا کر بیٹھ گئی، دریائے نیل سے ایک نہر فرعون کے محلات کی طرف آئی ہوئی تھی اس میں فرعون کی بیٹی اور اس کی لونڈیاں نہانے لگیں۔

انہوں نے دیکھا ایک تابوت دریا کی موجوں میں ہچکولے کھا رہا ہے جو ایک درخت کے ساتھ آ کر رکا ہے فرعون نے حکم دیا کہ جلدی سے وہ تابوت میرے پاس لایا جائے کشتی والے لوگوں نے جلدی سے وہ تابوت فرعون کے پاس پیش کر دیا۔

انہوں نے کوشش کی کہ اس کو کھولیں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے پھر توڑنا چاہا لیکن توڑنے میں بھی کامیاب نہ ہوئے، فرعون کی زوجہ آسیہ کو اس تابوت کے اندر ایک نور چمکتا ہوا نظر آیا جو دوسروں کو دکھائی نہ دیا، جب آسیہ نے تابوت کو کھولنا چاہا تو کھل گیا جس میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا جس کی آنکھوں کے درمیان ایک نور چمک رہا تھا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں اس بچے کی محبت ڈال دی، فرعون کی بیٹی نے اس بچے کا لعاب لے کر جب اپنے برص والے مقامات پر لگایا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئی اس نے بچے کو سینے سے لگایا۔

فرعون کو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ وہی بچہ نہ ہو جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں، تمہارے ڈر کی وجہ سے اسے دریا میں پھینک دیا گیا ہوگا۔

فرعون نے یہ سن کر بچے کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن فرعون کی زوجہ آسیہ نے بچے کی بخشش طلب کی اور اسے اپنا بیٹا بنا لیا اس طرح یہ پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لعاب کی خیر و برکت کا مظاہرہ بھی کرا لیا گیا۔

آپ علیہ السلام کو قتل ہونے سے بچا کر رب تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھا دی کہ جس بچے کو ختم کرنے کی غرض سے تم نے ہزاروں بچے ذبح کرا دیئے اسے میں نے تمہارے پاس پہنچا دیا ہے لیکن تم اسے نہ ذبح کر سکے اور نہ ہی کر سکو گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے فرعون کے خوف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں ڈال دیا تھا۔ پھر یہ صندوق دریائے نیل کی لہروں پر بہتا ہوا فرعون کے محل جا پہنچا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مُکّا

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تیس برس کے ہو گئے تو ایک دن فرعون کے محل سے نکل کر شہر میں داخل ہوئے تو آپ علیہ السلام نے دو آدمی آپس میں لڑتے جھگڑتے دیکھے، ایک تو فرعون کا باورچی تھا اور دوسرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا فرعون کا باورچی لکڑیوں کا گٹھا اس دوسرے آدمی پر لاد کر اسے حکم دے رہا تھا کہ وہ فرعون کے باورچی خانہ تک وہ لکڑیاں لے چلے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات دیکھی تو فرعون کے باورچی سے فرمایا اس غریب آدمی پر ظلم نہ کر لیکن وہ باز نہ آیا اور بدزبانی پر اتر آیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے ایک مُکّا مارا تو اس ایک ہی مُکّے سے اس فرعونی کا دم نکل گیا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین کی طرف ہجرت

جب فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کے کارنامہ کی خبر ملی تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ (قرآن کریم، پ ۲۰، ع ۵۔ روح البیان صفحہ ۹۲۵، جلد ۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکلے فرعونیوں میں سے ایک مرد نیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خیر خواہ بھی تھا، وہ دوڑا ہوا آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی اور کہا کہ آپ (علیہ السلام) یہاں سے کہیں اور تشریف لے جائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی حالت میں نکل پڑے اور مدین کی طرف رخ کیا، مدین وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام تشریف رکھتے تھے، یہ شہر فرعون کی حدود سلطنت سے باہر تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا راستہ بھی نہ دیکھا تھا، نہ کوئی سواری ساتھ تھی نہ کوئی ہمراہی۔ چنانچہ اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ کو مدین تک لے گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اسی شہر میں رہتے تھے۔ آپ علیہ السلام کی دو لڑکیاں تھیں اور بکریاں آپ علیہ السلام کا ذریعہ معاش تھا۔

مدین وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سسر حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں 10 سال گزارے

مدین کا محل وقوع

مدین جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 10 سال گزارے، یہ جگہ اس وقت سعودی عرب کے شہر تبوک کے مغرب میں واقع ہے۔ جس جگہ بنی مدیان (قوم شعیب) آباد تھے۔ وہ جگہ آج کل البدع کے نام سے مشہور ہے۔

تفہیم القرآن کے مصنف سفرنامہ مدین کی کارگزاری میں لکھتے ہیں:

1959ء میں تبوک سے عقبہ جاتے ہوئے مجھے مقامی باشندوں نے بتایا کہ ہم باپ دادا سے یہی سنتے آئے ہیں کہ مدین اسی جگہ واقع تھا، اس کے قریب تھوڑے فاصلے پر وہ جگہ ہے جسے مغایر شعیب علیہ السلام یا مغارات شعیب علیہ السلام کہا جاتا ہے، اس جگہ ثمودی طرز کی کچھ عمارات موجود ہیں۔ اس سے میل ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کچھ کھنڈر ہیں جن میں دو اندھے کنویں ہم نے دیکھے۔ مقامی باشندوں کی روایات یہی ہیں کہ ان میں سے ایک کنواں وہ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریوں کو پانی پلایا تھا یہی بات ابوالفداء نے تقویم البلدان اور یاقوت نے معجم البلدان میں لکھی ہے۔

(تفہیم القرآن، جلد سوم)

قرآن پاک میں مدین کا ذکر دو سبب سے آتا ہے۔ اول حضرت شعیب علیہ السلام اور دوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق کی حسب ذیل آیتیں ہیں:

فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۥ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ (طٰہٰ)

اہل مدین میں چند سال رہا پھر اے موسیٰ (علیہ السلام) تو ایک اندازہ پر آیا۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۥ (القصص)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام (مصر سے) مدین کی طرف چلے، انہوں نے کہا: شاید میرا پروردگار مجھے راہ راست دکھائے اور جب وہ مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو وہاں پر لوگوں کو پانی پلاتے ہوئے پایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے مدین کی طرف سفر اور پھر مصر کی طرف واپسی بذریعہ نقشہ

جبل موسیٰ: جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی آواز سنی اور آپ علیہ السلام کو نبوت کا تحفہ دیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے مدین کی طرف سفر

ممفس: جہاں فرعون کی حکومت تھی

برکۃ قارون: قارون سے منسوب کنویں کا مقام

مصر جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

مدین جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 10 سال گزارے اور آپ علیہ السلام کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے ہوا۔
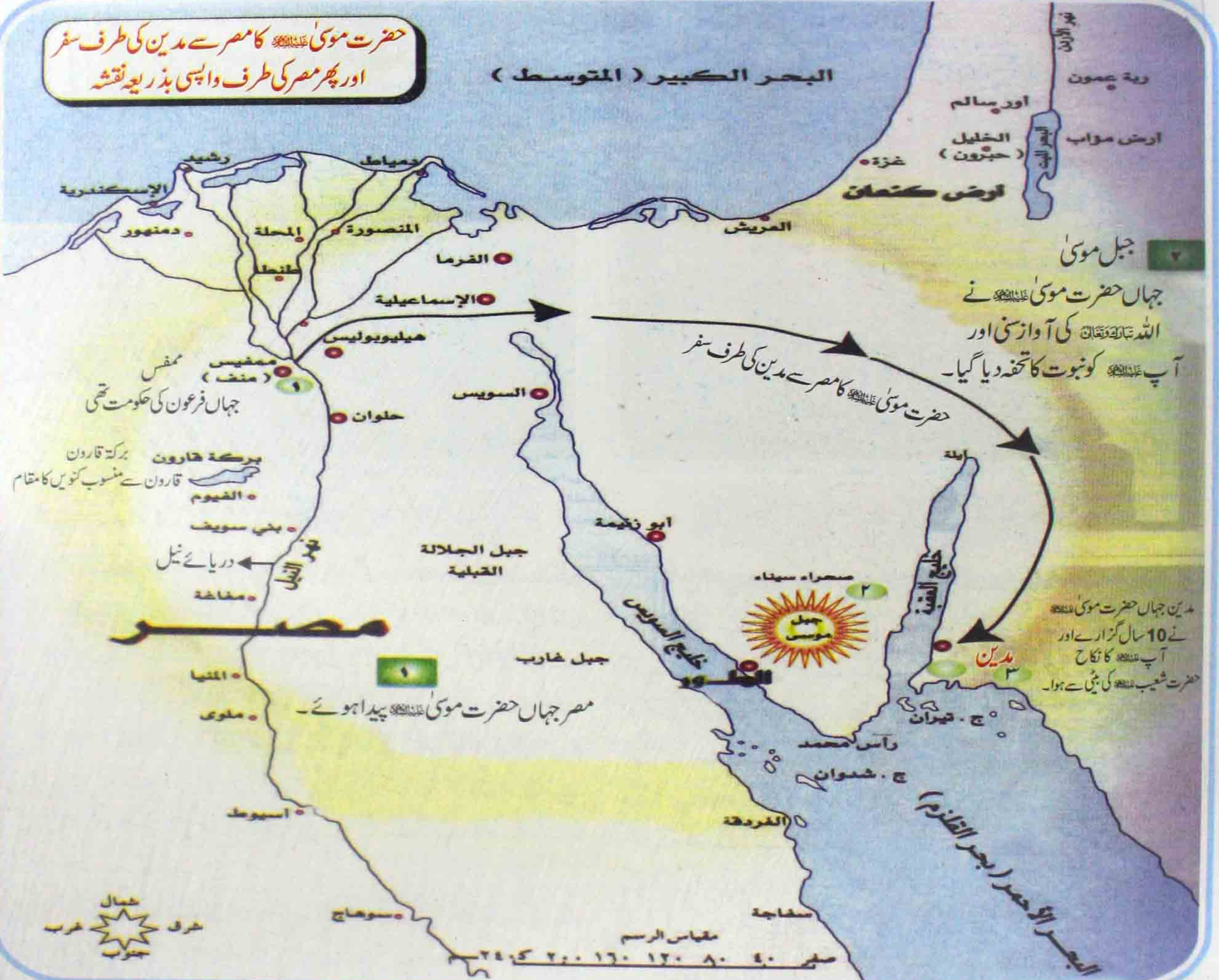
مدین کی 4 اہم تصاویر

مدین کا فضائی منظر: جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کے قبطی کو مارنے کے بعد پہنچے تھے

مدین کی وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے

مدین کی وہ سرسبز جگہ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا

مدین کی وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے

"مدین" سے مراد وہ شہر ہے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام تشریف فرما تھے، اس شہر کو مدین بن ابراہیم کی طرف منسوب کیا گیا تھا، مصر اور مدین میں آٹھ دنوں کی مسافت تھی اس شہر پر فرعون کی حکمرانی نہیں تھی اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس شہر کی جانب جانے کی ہدایت دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہ تو یہ شہر اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی اس کا راستہ جانتے تھے، کوئی سواری بھی پاس نہیں تھی، راستے کا کوئی خرچ اپنے پاس نہیں تھا، صرف درختوں کے پتوں پر گزارا کر کے آپ علیہ السلام نے راستے کی مسافت کو طے کیا۔

راستہ دکھانے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی معاونت کے لئے جبرائیل امین علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ فرعونی لوگ آپ علیہ السلام کو تلاش کرتے رہے لیکن آپ علیہ السلام کو تلاش نہ کر سکے کیونکہ مدین کو جانے والے تین راستے تھے آپ علیہ السلام نے درمیانی راہ کو اختیار کیا اور وہ دوسرے راستوں پر آپ علیہ السلام کو تلاش کرتے رہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ علیہ السلام کی حفاظت کر رہا تھا تو وہ آپ علیہ السلام کو تلاش کر بھی کیسے سکتے تھے؟

اہل تفسیر نے لکھا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے نکلے تو کھانے کے لئے آپ علیہ السلام کو صرف درختوں کے پتے اور سبزیاں ہی ملیں۔ انہیں کو کھاتے کھاتے آپ کو اجابت بھی سبز ہونے لگی اور مدین پہنچے تو آپ علیہ السلام کے ناخن گر چکے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ پہلی آزمائش تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مدین کا کنواں

مدین میں ایک کنواں تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے اسی کنوئیں پر پہنچے اور آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کنویں سے پانی کھینچتے ہیں اور اپنے جانوروں کو پلا لیتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی دونوں لڑکیاں بھی اپنی بکریوں کو الگ روک کر وہیں کھڑی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لڑکیوں سے پوچھا کہ تم اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم سے ڈول کھینچا نہیں جاتا یہ لوگ چلے جائیں گے تو جو پانی حوض میں بچ رہے گا وہ ہم اپنی بکریوں کو پلا لیں گی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آ گیا اور پاس ہی جو ایک دوسرا کنواں تھا، جس پر ایک بہت بڑا پتھر ڈھکا ہوا تھا اور جس کو بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے آپ علیہ السلام نے تنہا اس کو ہٹا دیا اور اس میں سے ڈول کھینچ کر ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔

گھر جا کر ان دونوں لڑکیوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا: ابا جان! ایک بڑا نیک اور قوی نووارد مسافر آیا ہے، جس نے آج ہم پر رحم کھا کے ہماری بکریوں کو سیراب کر دیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات

حضرت شعیب علیہ السلام نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ اور اس مرد صالح کو میرے پاس بلا لاؤ، چنانچہ بڑی صاحبزادی چہرے کو آستین سے ڈھکے ہوئے اور جسم کو چھپائے ہوئے بڑی شرم وحیا سے چلتی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا کہ میرے باپ آپ (علیہ السلام) کو بلاتے ہیں تا کہ آپ (علیہ السلام) کو اجرت دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اجرت لینے پر تو راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب علیہ السلام کی زیارت اور ان سے ملاقات کرنے کے لئے چل پڑے اور ان صاحبزدی سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر راستہ بتاتی جائیں (یہ آپ علیہ السلام نے پردے کے اہتمام سے فرمایا اور اسی طرح تشریف لائے) جب حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت شعیب علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرعون کا حال اور اپنی ولادت سے لے کر فرعون کے باورچی تک کا سب قصہ سنایا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اب کوئی فکر نہ کرو ظالموں سے بچ کر یہاں چلے آئے ہو اب یہیں میرے پاس رہو۔

سبق:..... ظالم اور مغرور حاکم اللہ تبارک وتعالیٰ والوں کے درپے آزار ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ والے مصائب و آلام کو برداشت فرما لیتے ہیں مگر اشاعت حق سے نہیں رکتے۔

مدین میں موجود وہ کنواں جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلاتے تھے

یہ مدین کے اس کنویں کا مقام ہے، جس کا قرآن میں ذکر ہے

مدین: یہ بستی حقیقت میں حجاز کی حدود کے اندر ہے کیونکہ جزیرہ نمائے عرب میں خط بحر کے اندر کا سارا علاقہ داخل ہے اور مدین ساحل پر واقع ہے، یہاں وہ چٹان نظر آتی ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تھا جب وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کے ریوڑ کو پانی پلانے لائے تھے۔ اس جگہ پانی افراط سے ہے۔ بستی میں اوزان، پیمانے اور لوگوں کے رسم ورواج شام والوں کی طرح ہیں۔ (مقدسی، ۱۷۹)

مشہور مؤرخ یاقوت لکھتے ہیں کہ:

مدین آل شعیب علیہ السلام کا شہر ہے، یہ تبوک سے 6 کوس بحر قلزم کے کنارے پر واقع ہے، یہ تبوک سے زیادہ بڑا قصبہ ہے۔ یہیں وہ کنواں ہے جس کے پاس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کے ریوڑ کو سیراب کرتے تھے، میں اسے دیکھ چکا ہوں اسے پاٹ کر اوپر مکان بنا لیا گیا ہے اور پانی ایک چشمے سے بہہ کر نکلتا ہے۔ مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند تھے اور انہیں کے نام پر یہ بستی موسوم ہے۔

قدیم شہر مدین یا "میدین" کا محل وقوع مشتبہ سا نظر آتا ہے، مشہور محقق سر ایف برٹن موجودہ علاقہ مقنا کو جو خلیج عقبہ پر واقع ہے اس کا قائم مقام سمجھتے ہیں اور انہی کی رائے کے مطابق اسے نقشوں میں دکھایا ہے۔

مزار یوشع علیہ السلام

مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں آج بھی موجود ہے۔ مقامی لوگوں میں نسل در نسل یہ بات مشہور ہے کہ یہ وہ کنواں ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام قبطی کو قتل کرنے کے بعد مصر سے مدین آئے تھے اور یہاں آپ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا تھا۔

مدین میں واقع حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں

وادیٔ سینا کا وہ راستہ جس کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے کوہ طور کی طرف گئے تھے

جناب عاصم صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں: مغاریر شعیب علیہ السلام (یا مدین) ایک سرسبز و شاداب وسیع وادی ہے اور اس کے پہاڑوں میں بھی اسی طرح کے مکانات پائے جاتے ہیں جس طرح کے مکانات مدائن صالح میں ہم نے دیکھے تھے۔ اس کے قریب دو بہت پرانے کنوئیں ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں، جن کے متعلق وہاں کے عام لوگوں کا خیال ہے کہ شاید ان ہی میں سے ایک کنواں وہ ہو جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک قبطی کو قتل کرنے کے بعد مصر سے پہنچے تھے ان کا فاصلہ مغاریر شعیب علیہ السلام کے آثار سے تقریباً ایک میل اور البدع کی بستی سے ڈیڑھ اور دو میل کے درمیان ہے ان کے قریب شمال کی طرف ایک پرانے قلعے کے اور جنوب مغرب کی طرف ایک پرانے برکہ کے آثار بھی موجود ہیں۔ معلوم نہیں کہ ان کی تاریخ کیا ہے؟ اس وادی میں دَوم نامی ایک درخت پایا جاتا ہے جو شاید کسی دوسری جگہ نہیں پایا جاتا۔ اس کا پتا پام سے مشابہ ہے اور اس میں ایک قسم کا پھل بھی لگتا ہے۔

وادیٔ سینا میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب مقدس مقامات

وادیٔ سینا وہ مشہور وادی جو مقدس مقامات سے بھری ہوئی ہے۔

(۱) یہی وہ وادی ہے جس میں کوہ طور نامی پہاڑ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی ہوئی تھی۔

(۲) یہی وہ وادی ہے جس میں مقدس درخت سے حق تعالیٰ شانہ کی آواز گونجی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کی گئی تھی۔

(۳) یہی وہ وادی ہے جہاں قوم موسیٰ علیہ السلام کو دشت تیہ میں **40** سال تک من وسلویٰ کھلایا گیا تھا۔

(۴) یہی وہ وادی جس میں کوہ طور نامی پہاڑ بنی اسرائیل پر بطور عذاب معلق ہو گیا تھا، جیسے وہ ان پر گرنے والا ہو۔

(۵) اس وادی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے سونے کا بچھڑا بنایا۔

(۶) یہی وہ وادی ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا تھا۔

(۷) اسی وادی میں حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک موجود ہے۔

(۸) یہی وہ وادی ہے جس میں بنی اسرائیل بطور سزا چالیس سال تک تک بھٹکتے رہے۔

(۹) یہی وہ وادی ہے جس میں بنی اسرائیل کے لئے **12** چشمے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معجزانہ طور پر جاری کرے تھے۔

(۱۰) اسی وادی میں ایک مقام ہے جہاں حضرت صالح علیہ السلام ہجرت کر کے تشریف لے گئے تھے۔

کوہ طور کی بلندی **2285** میٹر (**7396** فٹ) ہے۔ (حوالہ المنجد فی الاعلام)

فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ **1824** ق م میں پیش آیا۔

سینا پہاڑ کے نیچے موجود ہوٹل
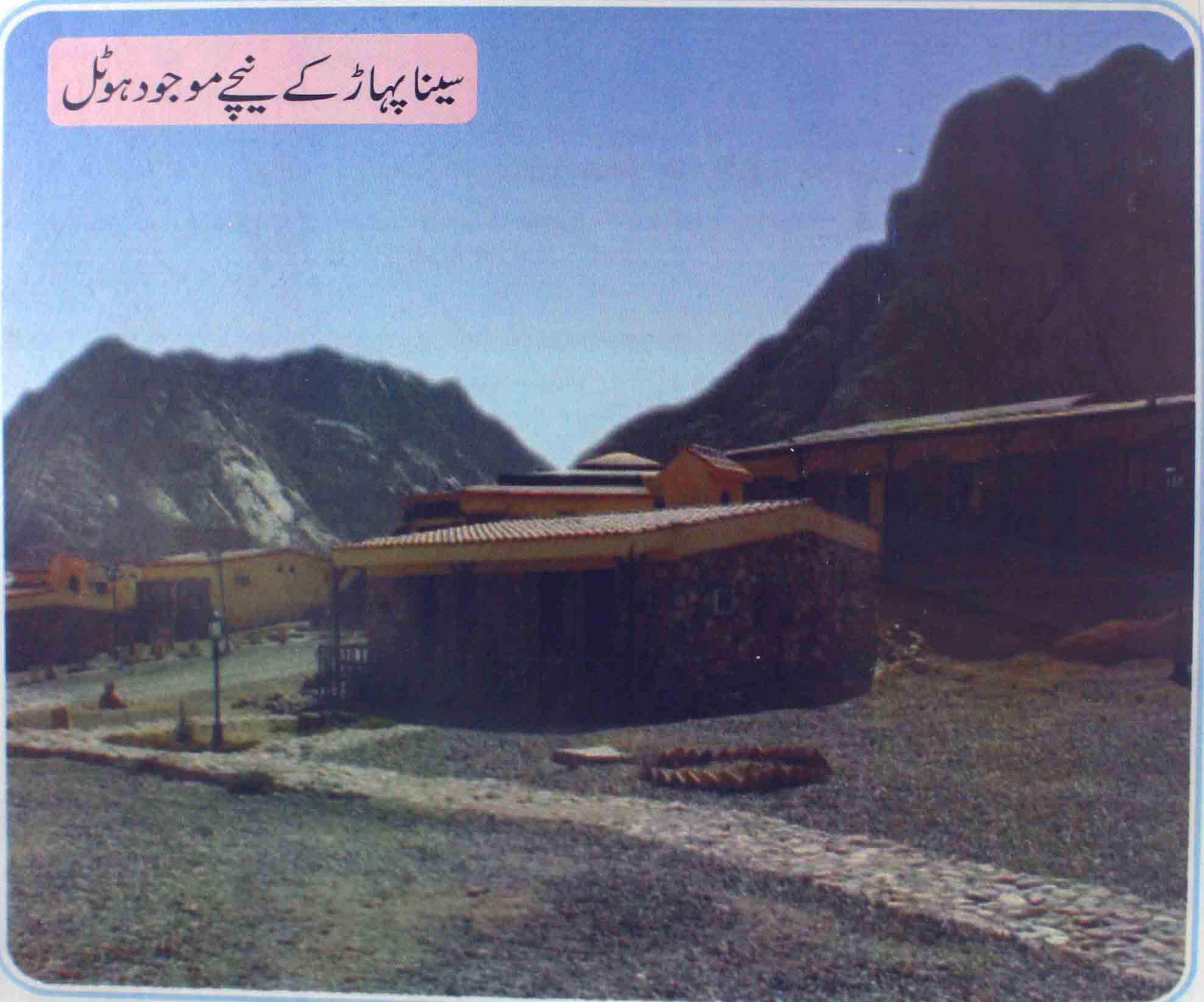
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل سے منسوب مقامات کا تفصیلی نقشہ

جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی تھی — یافا

أريحا

أور سالم

جبل نبو

البحر الكبير (المتوسط)

جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام اور 4 انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں — حبرون (الخليل)

غزة

ارض كنعان

بحيرة لوط

نهر الأردن

عراد

بحيرة البردويل

سدوم: وہ جگہ جہاں قوم لوط غرق ہوئی

مجدول

إيثام

ارض جلسان

العمالقة

جبل هور

رعمسيس

سكوت

قادش برنيع

بحرمرہ

برية صين

وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت میں بنی اسرائیل نے قیام فرمایا

جبل هارون عليه السلام

نقطة الانطلاق

عيون موسى

برية إيثام

تيه بني إسرائيل

يطبانة

مارة

العقبة

أيلة

برية فاران

وہ جگہ جہاں کے رہنے والے نافرمانی پر بندر بنا دیئے گئے

مصر

ايليم

برية سيناء

دفقة

حصيروت

خليج السويس

خليج العقبة

رفيديم

جبل موسى

الطور

مدين

شمال، شرق، غرب، جنوب

مقياس الرسم

① حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی مصر سے رفیدم طرف ہجرت۔

② وہ جگہ جہاں بنی اسرائیل وادیٔ تیہ میں چالیس سال تک پھرنے کے بعد اس جگہ جمع ہوئے تھے۔

③ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل صحراء میں اس علاقے میں جمع ہوئے تھے۔

④ کوہ طور کی وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی۔

⑤ رفیدم: وادیٔ سینا کی وہ جگہ جہاں بنی اسرائیل پیاسے تھے ان کی حالت کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چٹان پر عصا مارا جس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔

⑥ وادیٔ فاران۔

⑦ وادیٔ تیہ: اس وادی میں بنی اسرائیل اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے **40** سال تک بھٹکتے رہے۔

⑧ عمالقہ: وہ جگہ جہاں بنی اسرائیل نے قوم عمالقہ کے دیو جتنے لمبے آدمیوں کو دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کا خدا ان سے لڑیں۔

⑨ جبل نیبو، وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں۔

⑩ جبل ہارون علیہ السلام: وہ جگہ جہاں ہارون علیہ السلام مدفون ہیں۔

⑪ مدین: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں **10** سال گزارے۔

⑫ بحرمرہ: وہ جگہ جہاں فرعون غرق ہوا۔

وادیٔ سینا کی طرف

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم اپنے سفرنامے میں کوہ طور کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

پھر ہمارا قافلہ وادیٔ سینا میں موجود وادیٔ مقدس پہنچا، یہ تقریباً آٹھ نو کلومیٹر کی پہاڑی ہے، درمیان میں ایک وادی ہے، کوہ طور کے اوپر سبزہ نہیں ہے، جیسے کشمیر اور مری کے پہاڑ سرسبز ہوتے ہیں یہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ جبل احد جبل نور اور جبل ثور کی طرح کا ہی ایک پہاڑ ہے اور سرخ گرینائٹ کا بنا ہوا ہارڈ پتھر ہے، جو لوگ بیت اللہ گئے ہیں وہاں جو بیت الخلا کے اندر گرینائٹ استعمال ہوا ہے سرخ یہ اس طرح کا گرینائٹ ہے، اس اتنی بڑی وادی میں کہیں کہیں کوئی گھاس اُگی نظر آتی ہے۔

یہاں پر انہوں نے ایک ہوٹل بنایا ہوا ہے جو فائیو اسٹار ہوٹل ہے اور بہت خوبصورت بنایا گیا ہے۔ یہ تو ہمیں بعد میں پتا چلا کہ ملکوں کے صدر جو یہاں پہنچتے ہیں تو وہ اسی ہوٹل میں رہتے ہیں۔ چنانچہ فرانس کا صدر یہاں رہا، اٹلی کا صدر یہاں رہا اور مصر کا صدر رمضان کے آخری دس دن اس میں گزارتا تھا، تو جہاں ملکوں کے صدر ٹھہرتے ہوں تو وہ تو پھر بہت ہی اہم جگہ ہوتی ہے۔ اس ہوٹل میں بہت سیکورٹی تھی، اب ہمارا ایک ساتھی اندر گیا اور استقبالیہ میں جا کر بات کی تو انہوں نے کہا کہ تم یہاں کہاں؟

اس نے کہا: ہم رات رہنے آئے ہیں یہاں ہماری بکنگ ہے۔

آگے سے جواب ملا آپ کی تو یہاں بکنگ نہیں ہوسکتی۔

اب اللہ کی شان دیکھئے کہ ہوا یہ کہ جس شخص نے اس میں بکنگ کروائی تھی اس کی ساری تعلیم امریکا کی تھی اور یہ اسی لب و لہجے میں بات کرتا تھا، اس نے دبئی سے فون پر بکنگ کروائی تھی اسی ہوٹل میں۔ اس وقت جو عورت استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی بکنگ لے رہی تھی وہ سمجھی کہ کوئی امریکن بول رہا ہے اس نے ان کے کریڈٹ کارڈ سے پیمنٹ (رقم) بھی لے لی بہرحال ہوٹل میں بکنگ لینے والے نے یہ تصور کیا تھا کہ کوئی امریکن آنے والا ہے اور جب ہم وہاں حاضر ہوئے تو وہ ہمیں دیکھ کر حیران ہوئے اب شکلیں دیکھیں تو کہیں جی آپ یہاں نہیں رہ سکتے اور جب وہ بکنگ دیکھتے ہیں کوڈ نمبر دیکھتے ہیں تو بکنگ موجود اسی سوچ بچار میں تقریباً 45 منٹ گزر گئے ہم نے کہا کہ ہم نے رات یہاں رہنا ہے، ہم نے یہاں بکنگ کرائی ہے خیر انہوں نے ہمیں وہاں رہنے کے لیے ایک کمرہ دے دیا۔

ماؤنٹ سینا پہاڑ کی نشاندہی کرنے والا پتھر

وہ وادیٔ سینا جسے اللہ نے مقدس کہا

حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی صاحب فرماتے ہیں:

ہم نے اپنے دوستوں سے کہا کہ بھئی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا: **انک بالواد المقدس طوی**

آپ ایک مقدس طوی وادی میں ہیں۔

یہ وہ وادی ہے اور اللہ نے ہمیں قسمت سے ایک رات یہاں دی ہے، تو بہر حال ساتھیوں نے خوب ذکر، عبادت، تہجد، مراقبہ میں وہ رات گزاری جب صبح ہوئی تو ہم نے ناشتہ کیا پھر وہاں سے ہم جبل طور کی طرف روانہ ہوئے۔

جبل طور کی طرف روانگی

میرے دل میں قدرتی ایک بات آئی کہ بھئی ہوٹل والوں نے ہمیں رات قبول تو کر لیا اب ہم ہوٹل کے ایک شب کے رہائشی تو ہو گئے اب اس کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم فیس ادا کریں گے، ہمیں ایک رہبر دے دو جو ہمیں صحیح جگہوں پر لے جائے اور ہمیں دکھائے بتائے۔

تجربے کی بات

میں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ ایسی جگہوں پر انسان مقلد بن کر سفر کرے جو غیر مقلد بن جاتا ہے تو وہ بہت سی باتوں سے محروم ہو جاتا ہے، تو ساتھی گئے اور انہوں نے ہوٹل والے سے کہا کہ ہمیں گائیڈ چاہیے، انہوں نے اپنی فیس لی اور گائیڈ دے دیا، اللہ کی شان کہ وہ گائیڈ ایک اچھا نوجوان تھا، اس کی داڑھی تو نہیں تھی لیکن جب آ کر بیٹھا اور ہماری مسکین شکل دیکھتا رہا تو تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا کہ مجھے آپ کی مسکین شکل بہت اچھی لگی ہم نے کہا الحمد للہ اس کا فائدہ تو ہمیں ہی ہے کہ آپ ہمیں اچھی طرح سیر کرائیں گے۔

رات تو اس پورے علاقے میں کوئی بندہ تھا لیکن جب صبح ہو گئی تو فوجی ہی فوجی کھڑے ہوئے ہیں اور زائرین کی قطار لگی ہوئی ہے۔ ہمارے اندازے کے مطابق تقریباً دو ہزار زائرین تھے۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ سارے زائرین جو شرم الشیخ میں چھٹیاں گزارنے آتے تھے وہ چھٹیاں گزارنے کے بعد ادھر حج کر کے جاتے تھے۔ وہ وہاں سے چلتے تھے اور تین یا چار گھنٹے میں یہاں پہنچ جاتے تھے اور دوپہر کا کھانا وہ اس ہوٹل میں کھاتے تھے جس میں ہم نے رات گزاری تھی۔ اس ہوٹل میں رات کو اتنے افراد نہیں ہوتے یہ چلتا ہی اسی دوپہر کے کھانے کے اوپر تھا۔ اب دو ہزار بندے جس ہوٹل میں روز کھانے آئیں تو ان کے تو مزے ہی ہیں۔

اب وہاں انسان جو جمع تھے ان کے لباس بھی برائے نام تھے اور سارے کے سارے انسان ایک منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ ہم ایک گاڑی میں چلے ایک جگہ بیریئر تھا۔ اس بیریئر سے تقریباً دو کلومیٹر آگے ایک چرچ تھا جس کا نام "سینٹ کیتھرائن" تھا۔

مصر سے بائی روڈ وادیٔ سینا (کوہ طور) کی طرف جانے والا راستہ
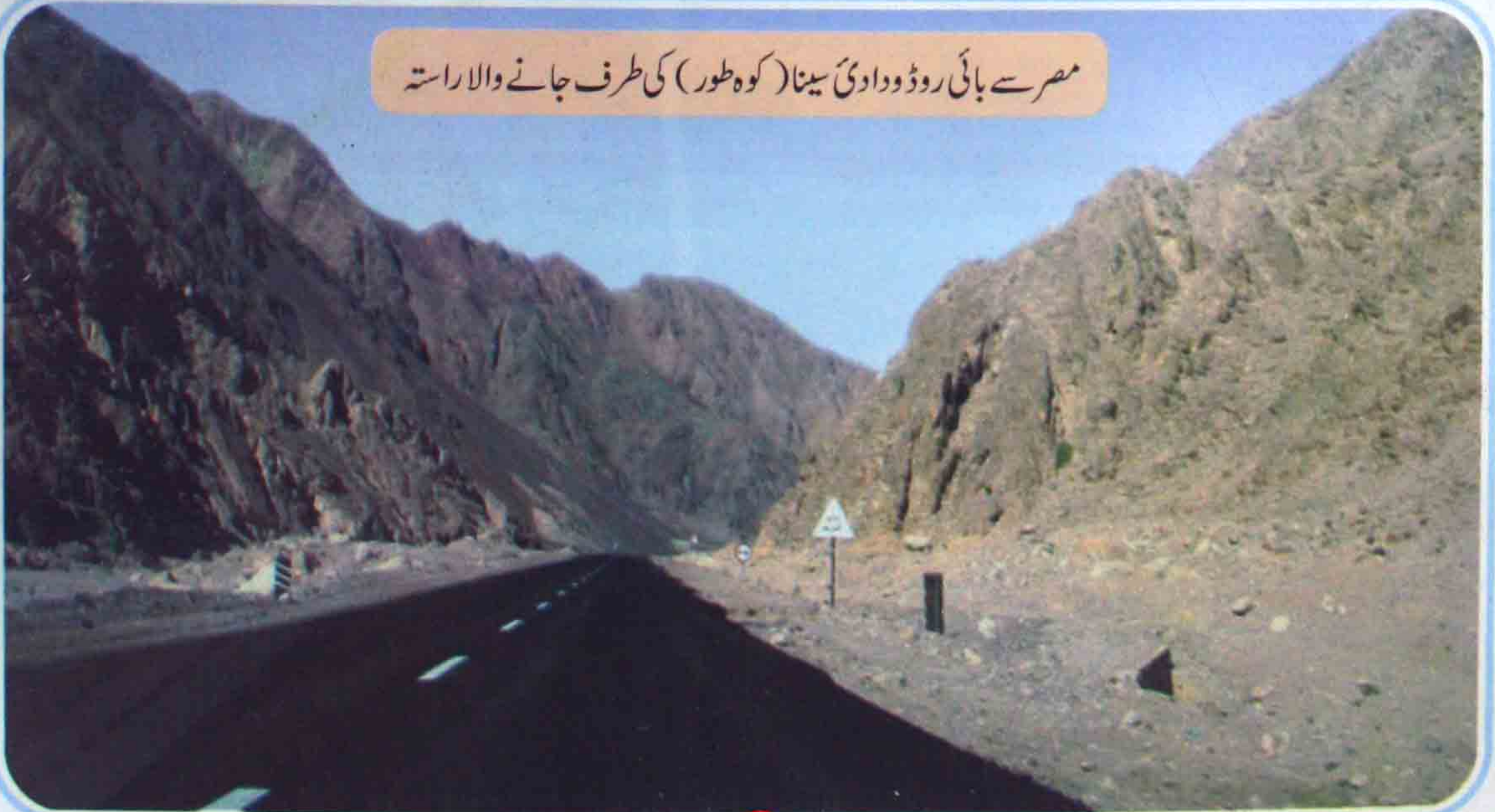
وادئ سینا میں موجود عجیب چٹانیں
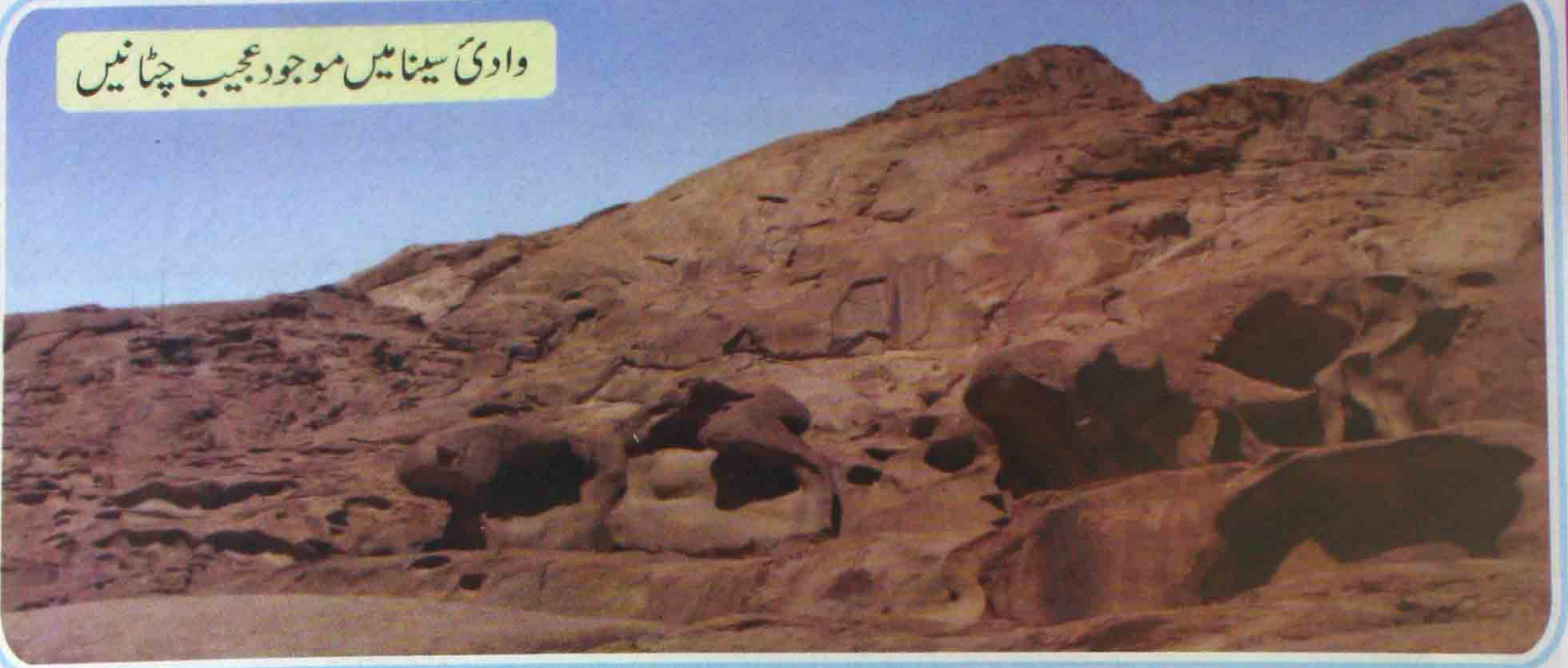
وادئ سینا میں موجود قدیم عمارات کے آثار

وادئ سینا میں موجود عمارت کا پتھروں سے بنا راستہ
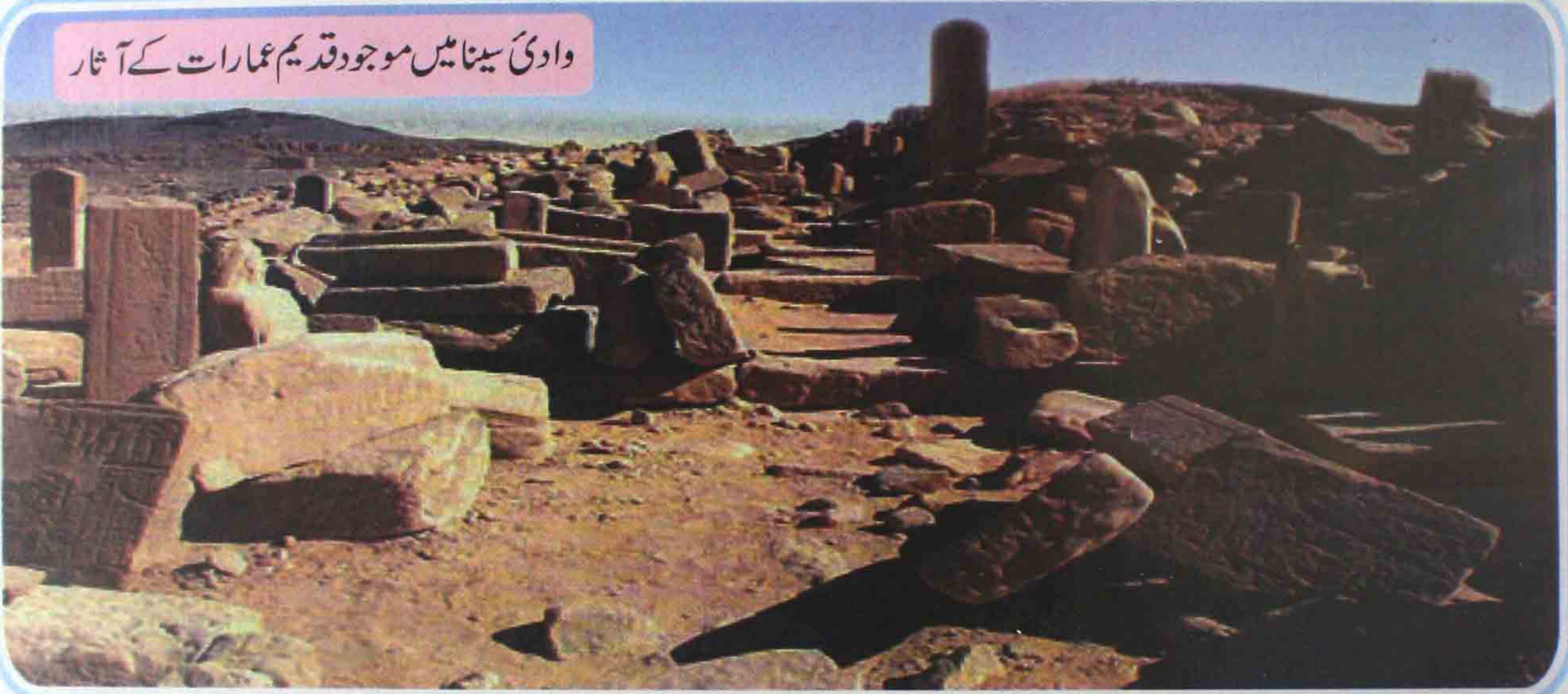
سینا پہاڑ پر قدرتی پانی کا چشمہ

کوہ طور جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کی

وادیٔ سینا میں وہ پہاڑ جو کوہ طور یا ''جبل موسیٰ'' کہلاتا ہے، اسی پہاڑ کی چوٹی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الٰہی کی درخواست کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ پہاڑ پر انوار الٰہی کی تجلی ہوئی تو وہ جل کر ریزہ ریزہ ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو توبہ کی۔

قرآن میں 10 مرتبہ اس مبارک پہاڑ کا تذکرہ آیا ہے اور یہی وہ مبارک پہاڑ ہے جسے قرآن نے **الْبُقْعَةُ الْمُبَارَكَةُ** مبارک قطعہ زمین کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ (پارہ ۲۰، القصص، رکوع ۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ جب آپ علیہ السلام طور پر پہنچے تو آپ علیہ السلام کو ایک درخت سے آواز آئی جو اس مبارک قطعۂ زمین کی داہنی جانب ہے۔

مراد اس جزیرہ نمائے سینا کا کوہ طور ہے۔ جس کی ایک اونچی چوٹی پر پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تھی۔

اس پہاڑ کی اونچائی 7369 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس پہاڑ پر 40 دن تک عبادت کرنا ثابت ہے اور یہی وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا۔

یہودیوں کے نزدیک کوہ طور کی اہمیت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ سفرنامہ کوہ طور کی سرگزشت بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک بیت اللہ معظم ہے۔ جیسے ہم بیت اللہ کا حج کرتے ہیں۔ اسی طرح یہودی لوگ اس جگہ کا حج کرتے ہیں جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام فرمایا کرتے تھے اور اس پر ان کو بڑا مان ہے کہ تاریخ انسانیت میں پہلی مرتبہ اللہ نے بندے سے ہم کلامی کی، جیسے ہم معراج کو بڑے پر زور طریقے سے بیان کرتے ہیں تو یہودی لوگ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانے کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ لہذا وہ ہر سال اس جگہ کا حج کرتے ہیں اور جگہ بھی ان کی مقدس ہے لہٰذا وہ نہیں چاہتے کہ وہاں کوئی اور جائے۔

گفتگو کی جگہ:

کوہ طور پہاڑ کافی اونچا ہے اور اس کی چوٹیاں اوپر نیچے کو چلی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک چوٹی ہے جس کا نام ہے "حجر موسیٰ علیہ السلام" کی چٹان۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے اوپر جاتے تھے اور وہاں ان کی ہم کلامی ہوتی تھی، وہیں کھڑے ہو کر ایک بار کہا تھا:

رب ارنی انظر الیک

"اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا تھا:

لن ترانی ولکن انظر الی الجبل

"تم پہاڑ کی طرف دیکھو۔"

اس پہاڑ سے مراد جس چوٹی پر وہ کھڑے تھے اس سے بھی اونچی چوٹی تھی۔ وہ پہاڑ تھا یعنی پہاڑی سلسلہ تو ایک ہی ہے لیکن اس سے وہ اونچی چوٹی مراد تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس چوٹی کی طرف دیکھا:

فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا

جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلی اس پر پڑی تو وہ پورے کا پورا پہاڑ جو تھا کالا ہو کر ریت کے ذروں کی طرح بیٹھ گیا۔ اس ٹیلے کا سائز اتنا ہے کہ "لوساکا" جیسے پانچ شہر اس کے اندر آجائیں۔ اتنا بڑا پہاڑ ہے لیکن اس گائیڈ نے بتایا کہ یہ چوٹی حجر موسیٰ سے بھی اونچی تھی لیکن یہ بیٹھ گئی اور کالی ہو گئی اس کا نام "جبل دکا" ہے۔ یہ جبل طور کہلاتا ہے اور خاص جس جگہ تجلی پڑی تھی اس کا نام "جبل دکا" ہے۔
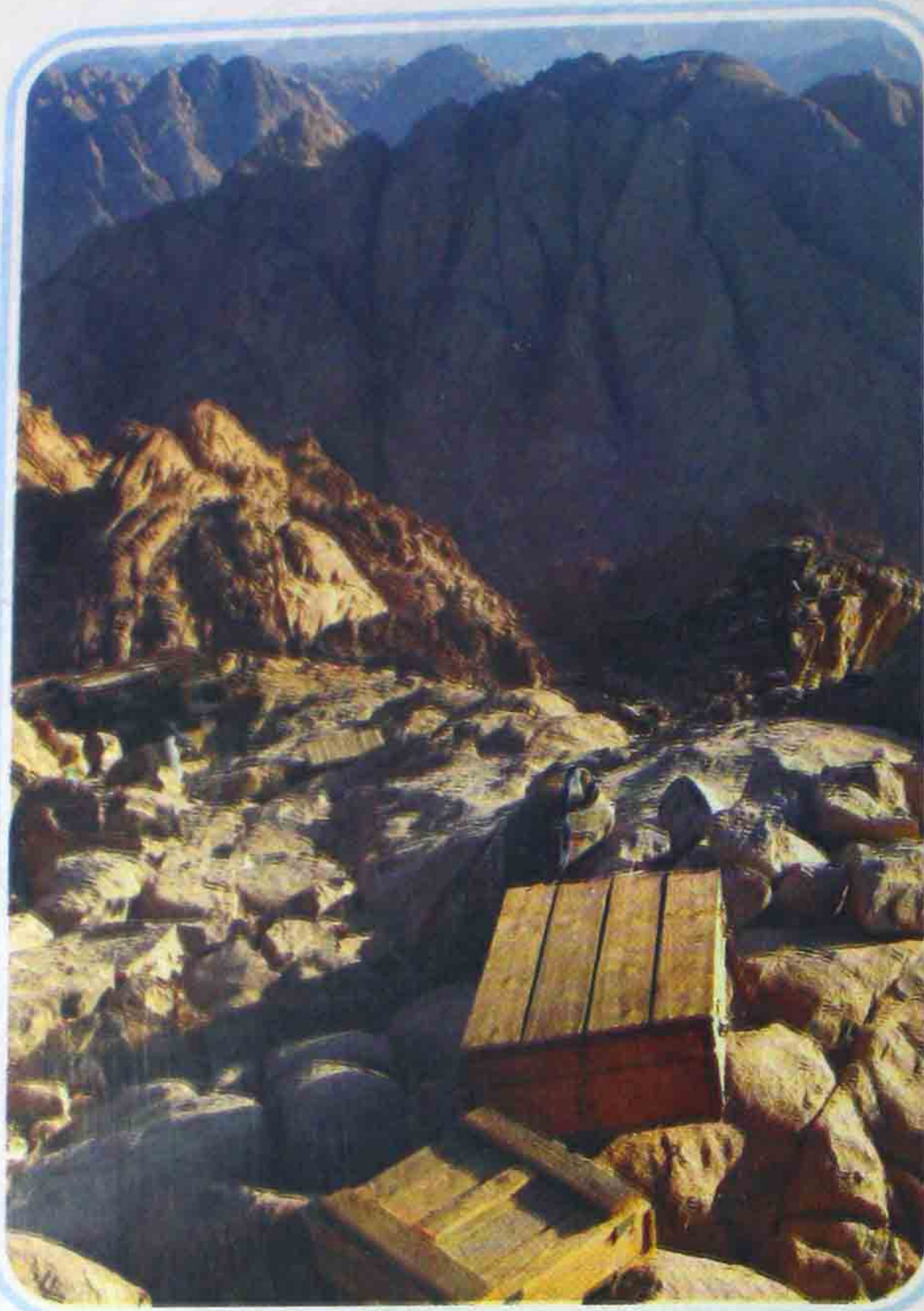
طور پہاڑ کی چوٹی سے لی گئی تصویر

جزیرہ سینا کا پہاڑی سلسلہ شمال مغرب سے جنوب مشرق تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلے کے ایک پہاڑ کو "جبل سینا" کہتے ہیں اور جبل سینا کے جنوبی سلسلے میں جو سب سے بلند پہاڑ ہے اسے جبل موسیٰ کہا جاتا ہے۔ جبل موسیٰ ملا 7396 فٹ قدم بلند ہے۔ نیچے سے اوپر تک راستے کے نشانات ہیں اور بیشتر مقامات پر ناہموار سی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ چونکہ زیادہ تر کھڑی چڑھائی ہے۔ اس لیے اس پر چڑھنا مکہ مکرمہ کے جبل نور تو کیا جبل ثور پر چڑھنے سے بھی زیادہ دشوار ہے۔

کوہ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت سے سرفراز ہوئے

یہی وہ پہاڑ ہے جس کی ''وادیٔ مقدس طویٰ'' میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی، یہی وہ پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر انہیں توریت عطا کی گئی اور یہی وہ پہاڑ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تجلی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا پہاڑ کی حالت خود زبان حال سے اس کی شہادت دیتی ہے، زیادہ تر بھورے اور کالے رنگ کا یہ پہاڑ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اس طرح چیتھڑے بکھیر دیے گئے ہیں کہ بے شمار مقامات پر لبوریاں لٹکی ہوئی ہیں۔

قرآن کریم میں متعدد مواقع پر نبوت اور توریت ملنے اور اللہ کی تجلی سے پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا ذکر موجود ہے۔ جو لوگ جبل موسیٰ پر چڑھتے ہیں وہ عموماً رات کے دو بجے سے چڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور پانچ بجے تک چوٹی پر پہنچ پاتے ہیں، کمزور آدمیوں کو چار گھنٹے بھی لگ سکتے ہیں، پہاڑ پر جانے کے لیے رہبر ضرور ساتھ لینا چاہیے۔

حضرت مولانا مظہر بقا صاحب مدظلہ کوہ طور کی زیارت کرنے کے بعد وہاں کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے بھی ایک رہبر سے وعدہ لے لیا تھا کہ دو بجے سے چڑھنا شروع کر دیں گے لیکن کپتان نے جو پہلے بھی اس پہاڑ پر چڑھ چکا تھا کہا کہ وہ بھی ساتھ چلے گا اس لیے میں نے گائیڈ نہ لیا اور یہ میری غلطی تھی۔

کپتان نے اس خیال سے کہ میں بوڑھا آدمی ہوں مجھے بارہ بجے ہی جگا دیا۔ اس طرح بمشکل ایک گھنٹے کی نیند میسر آئی، ہم ساڑھے بارہ بجے روانہ ہوئے لیکن کپتان خود تو ہمارے ساتھ نہ چڑھا بلکہ دو سپاہیوں کو ساتھ کر دیا جن میں سے ایک سپاہی پہلے بھی پہاڑ پر چڑھ چکا تھا۔ میں نے بیوی اور بچی کو کمرے میں چھوڑا یہ کہہ کر کہ اندر سے تالا لگا لو اور ٹارچ کی روشنی میں دونوں سپاہیوں کے ساتھ چڑھنا شروع کر دیا۔

راستہ میں دو غیر آباد چھوٹے چھوٹے کنیسہ بھی ملے اور نصف بلندی سے کچھ کم پر ایک چھوٹے سے میدان میں جہاں سرو کے نہایت خوبصورت درخت کھڑے تھے ایک بدو مع اہل وعیال کے آباد تھا۔ رات کے تین بجے ہم جس بلندی پر پہنچے وہاں سے اس راستے پر چل پڑے جہاں سے اتار شروع ہو جاتا تھا۔ میں نے کہا: اب تو ہم اتر رہے ہیں۔

ایک سپاہی بولا: بس یہی پہاڑ ہے جسے دیکھنا تھا۔

میں نے کہا: اگر چوٹی پر نہ پہنچے تو اتنی مشقت اٹھانے کا فائدہ ہی کیا ہوا۔

بالآخر یہ طے پایا کہ وہیں آرام کریں اور روشنی ہونے پر منزل کا تعین کریں۔ ایک سپاہی نے وہ بستر ساتھ لے لیا تھا جس کے اندر گھس کر سویا جاتا ہے اور چوں کہ گرمی کا زمانہ تھا اس لیے میں اس کے فعل کو حماقت سمجھ رہا تھا لیکن اس بلندی پر سپاہی کی عقل مندی کا علم ہوا۔ اتنی سخت سردی تھی جیسے **دسمبر کی سردی**۔ سرد ہوا کے جھونکے کپکپی پیدا کر رہے تھے۔

ہم تینوں نے وہی بستر بچھایا اس کو اوڑھا اور ایک دوسرے سے لپٹ کر اس طرح سو گئے کہ صرف اوپر کے بدن ڈھکے ہوئے تھے۔ اس سردی کے باوجود تکان کی وجہ سے نیند میں بے خبری رہی۔ پانچ بجے جاگے۔ میں نے تیمم کر کے نماز پڑھی۔ ایک سپاہی نے تو وہیں ہمت ہار دی اور واپس ہولیا۔ دوسرا میرے ساتھ چڑھا، لیکن تھوڑی دور ہی چڑھے کہ میں نے محسوس کیا کہ نیند کی وجہ سے اس کی ہمت بھی جواب دے رہی ہے، میں نے اس سے کہا: تم یہیں سو جاؤ میں تنہا چڑھتا ہوں اور واپسی پر تمہیں جگا لوں گا۔ چنانچہ تنہا روانہ ہوا راستے میں کچھ لوگ اترتے ہوئے ملے، چڑھنے والا میرے سوا کوئی نہ تھا۔

منزل عشق پہ تنہا پہنچے کوئی مسافر ساتھ نہ تھا
تھک تھک کر اس راہ میں آخر اک اک ساتھی چھوٹ گیا

جبل موسیٰ علیہ السلام

کوہ طور پر بنی مسجد کا خوبصورت نظارہ

مولانا مظہر بقا صاحب کوہ طور کی مسجد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:
کوہ طور پہاڑ کی چوٹی پر تنہا پہنچا تو وہاں ایک جانب چھوٹی سی مسجد تھی اور دوسری جانب ایک چھوٹا کنیسہ اور کنیسہ کے بازو میں چٹان تھی جس کے بارے میں نیچے آنے کے بعد کپتان نے بتایا کہ وہی چٹان ''صخرۂ موسیٰ علیہ السلام'' کہلاتی ہے جس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے، میں نے تیمّم کر کے مسجد میں تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے اور واپس چل پڑا۔ راستہ سے سپاہی کو جگایا اور نیچے اترنا شروع کر دیا۔
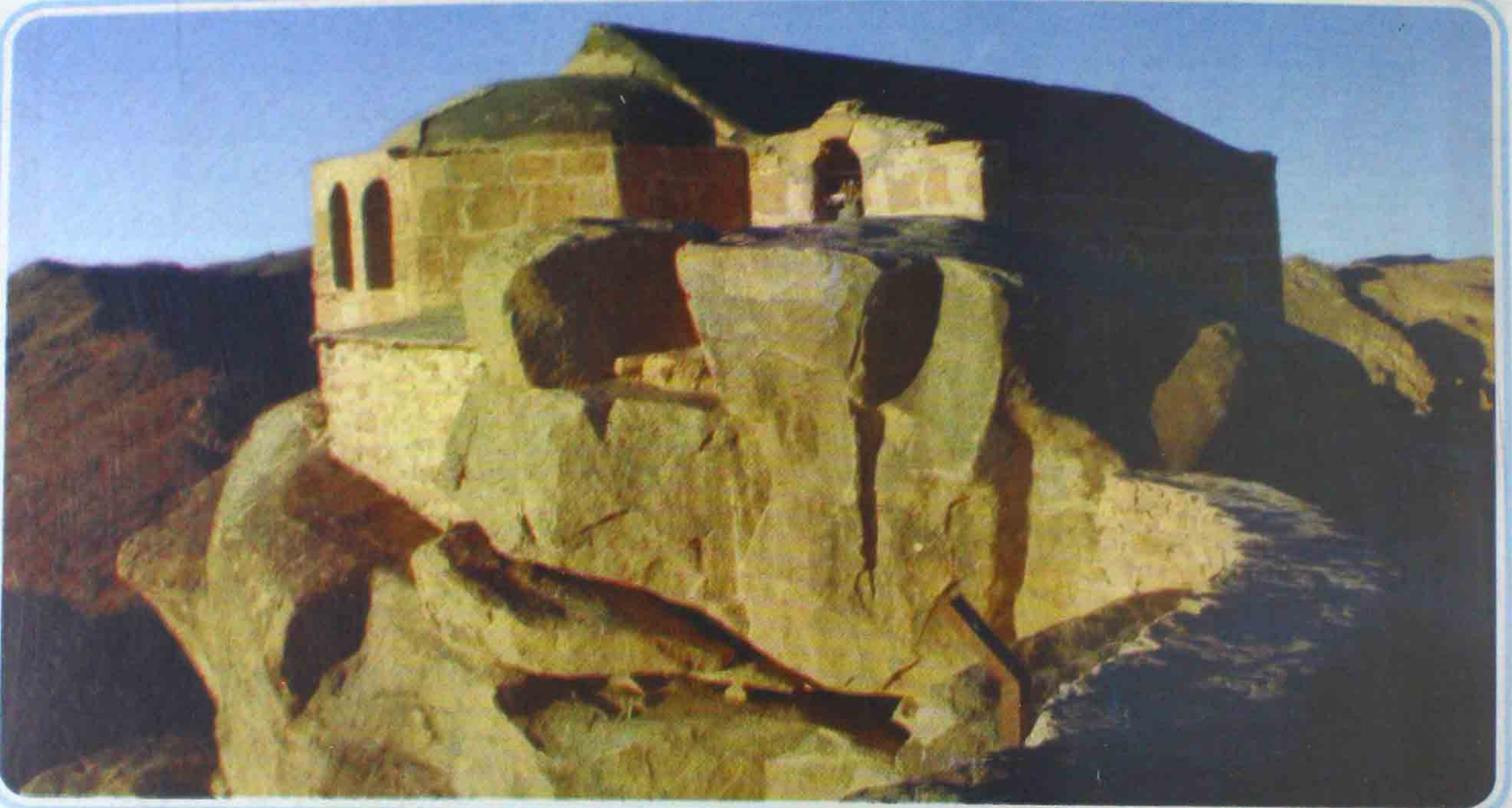
وادیٔ سینا میں موجود مسجد

کوہ طور سے واپسی کا سفر

کوہ طور کی زیارت کے بعد سب لوگ کہتے تھے کہ نیچے اترنے کے لیے دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہیے جو وادی میں سے ہو کر آتا ہے لیکن وہ راستہ ہمیں نہ مل سکا اور جس راہ سے چڑھے تھے اسی سے واپس آنا پڑا اور جب اترنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ کھڑی چڑھائی کے مقابلے میں کھڑا اترنا بوڑھے آدمی کے بس کا نہیں۔ تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ گھٹنوں نے جواب دینا شروع کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے پچاس سیڑھیاں اس طرح طے کیں جیسے وہ اپاہج جس کا نچلا دھڑ بیکار ہو، ہاتھوں کا سہارا لے کر کولھوں کے بل گھسٹتا ہے۔ اپنی جوانی یاد آئی کہ پہاڑوں پر سے گھوڑے کی طرح دوڑتا ہوا اترتا تھا اور اب یہ حال ہے کہ گویا ہر قدم پر پیر میں میخ ٹھونک دی گئی ہے اور اگلا قدم اٹھتا ہی نہ تھا۔ خدا خدا کر کے صبح آٹھ بجے واپس منزل پر پہنچے اور نمک کے گرم پانی کارانوں سے نیچے تک کا ڈھال کیا تب کچھ چلنے کے قابل ہو سکا۔

پہلے روز جب ہم ''سانت کاترین'' کے قریب پہنچے تھے تو میں نے ایک جگہ ایک شخص کو جبل موسیٰ علیہ السلام کے خوبصورت پتھر فروخت کرتے دیکھا تھا۔ ان میں سفید مائل چند پتھر ایسے بھی تھے جن کے ہر رخ پر شجرہ کی قدرتی صورت بنی ہوئی تھی، بڑے اچھے نمونے تھے خیال آیا کہ خرید لوں پھر یہ سوچ کر نہ خریدے کہ مجھے تو پہاڑ پر چڑھنا ہے خود وہیں سے اٹھا کر لاؤں گا۔ لیکن پہاڑ پر مجھے وہ جگہ نظر نہ آئی جہاں اس طرح کے پتھر تھے۔ کوئی واقف کار ساتھ نہ تھا جو نشاندہی کرتا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سانت کاترین سے واپس آئے تو اسی دوکاندار سے چند پتھر خرید لیے اچھے نمونے فروخت ہو چکے تھے جو تھے انہیں پر قناعت کرنی پڑی، ان پتھروں کو جس طرف سے بھی توڑا جائے شجرہ کی صورت برآمد ہوتی ہے ہمیں یہی بتایا گیا تھا لیکن ہم نے ایک پتھر کو توڑا تو درمیان میں کوئی صورت نہ تھی دوسرے پتھر کو دو جگہ سے توڑا تو اس میں شجرہ کی ہلکی ہلکی صورتیں موجود تھیں۔ یہ پتھر میرے پاس محفوظ ہیں۔

کوہ طور

کوہ طور

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب پہاڑ کی زیارت

جناب عاصم صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:
سینٹ کیتھرائن کے مشاہدے سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ ساڑھے نو بجے جبل موسیٰ علیہ السلام کے لیے تین اونٹوں پر روانہ ہوئے۔ تین چوتھائی چڑھائی اونٹوں پر طے کی گئی۔ اونٹوں کے لیے راستہ ایسا بنایا گیا ہے کہ اگر ذرا بھی اسے چوڑا اور درست کرنے کی طرف توجہ دی جائے تو موٹر میں اس مقام تک پہنچا جا سکتا ہے جہاں زائر اونٹ سے اترتا ہے۔

اس کے بعد پھر پیدل سیڑھیوں پر چڑھنا پڑتا ہے اور بہت سخت تھکا دینے والی چڑھائی ہے۔ سیڑھیاں بے قاعدہ بنی ہوئی ہیں بلکہ پتھر رکھ کر راستہ بنا دیا گیا ہے یہ چیز بھی تھوڑی سی توجہ سے اس حد تک درست کی جا سکتی ہے کہ پہاڑ کی چوٹی پر جانے والے کو اتنی زیادہ زحمت نہ ہو جتنی اب ہوتی ہے۔

پیدل چڑھائی کے دوران میں ہمیں جگہ جگہ برف پڑی ہوئی ملی جس کا موٹائی بعض مقامات پر تین فٹ تک تھی اور کہیں کہیں پگھلتی ہوئی برف کا پانی پہاڑ میں رس رس کر آ رہا تھا اور پھر کرسٹل کی شکل اختیار کر رہا تھا۔

سخت تھکا دینے والی چڑھائی پر بار بار بیٹھ بیٹھ کر چڑھتے ہوئے ہم بارہ بجے کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے جہاں ایک چھوٹا سا میدان تھا جس میں کنیسہ اور ایک مسجد بنی ہوئی تھی، کنیسہ بہت صاف ستھرا بنا ہوا اور خوب سجا ہوا تھا اس کا فرش بھی سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا اور اس کے اندر ایسی صفائی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ پابندی کے ساتھ اس کی جھاڑ پونچھ کی جاتی ہے اور غالباً ہفتہ وار عبادت بھی ہوتی ہے۔

ہمیں یہ دیکھ کر سخت شرم محسوس ہوئی کہ اس کنیسہ سے متصل مسجد کے نام سے جو حجرہ بنا ہوا ہے وہ انتہائی خستہ حالی میں ہے کوئی فرش اس میں نہیں ہے دروازہ اس کا ٹوٹ گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ برسوں سے کسی نے اس کی دیکھ بھال نہیں کی۔

جمعہ کا روز تھا ہم نے وہاں قریب کے ایک چشمہ سے پانی لے کر وضو کیا اور ظہر کی نماز ادا کی، تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہر کر ہم وہاں سے ایک بجے اترنا شروع ہوئے، اترنے کا راستہ کچھ دور تک تو وہی تھا جس سے ہم سیڑھیوں پر چڑھے تھے لیکن آگے چل کر ہم دوسرے راستے سے اترے۔

تقریباً پانچ سو فٹ نیچے اترنے کے بعد ہم اس جگہ پہنچے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام سامریہ سے بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے تھے، مقام الیاس علیہ السلام تک کا اترنا کوئی زیادہ تکلیف دہ نہ تھا لیکن اس کے بعد دَیر تک اترنا بے حد تکلیف دہ تھا، اگرچہ لفظ سیڑھی کا اطلاق اس پر کیا جاتا ہے۔ لیکن دراصل وہ سیڑھیاں نہیں ہیں بلکہ تھوڑا بہت پتھروں کو مرتب کر دیا گیا ہے، سخت تھکا دینے والے اتار سے گزرتے ہوئے ہم لوگ تین بجے کے قریب دَیر پہنچے معلوم ہوا کہ ان سیڑھیوں کی تعداد 3400 ہے۔

کوہ طور پہاڑ جس کی بلندی 7359 فٹ ہے

سورہ بقرہ میں اس پہاڑ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:
وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا، اور ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور بلند کیا کہ مضبوطی کے ساتھ ایک کتاب کو پکڑ کے رکھو جو ہم نے تم کو دی ہے۔
دوسری مرتبہ سورۃ النساء میں بھی یہ ذکر اسی سیاق میں ہے۔
سورہ مریم، سورہ طٰہٰ اور سورۃ القصص میں مکرر کل چار جگہ ذکر اس سیاق میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اسی پہاڑ پر عطا ہوئی۔
پہلی جگہ ہے:
اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کوہ طور پر ان کے داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو راز کی گفتگو کے لئے مقرب بنایا۔
دوسری جگہ یوں ہے:
اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور ہم نے وعدہ کیا طور کی داہنی جانب سے۔
تیسری جگہ یوں ہے:
پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) اس مدت کو پورا کر چکے اور اپنے گھر والوں کو لے کر روانہ ہوئے تو انہوں نے طور کی سمت ایک آگ دیکھی۔
چوتھی مرتبہ اس طرح کہ:
نہ آپ طور کے پہلو میں موجود تھے جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو) آواز دی تھی۔
پانچویں مرتبہ اس صورت میں نام کے ساتھ نہیں البتہ اشارۃً یوں ذکر ہے کہ:
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (پہاڑ کی) مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو احکام دیئے تھے۔

کوہ طور کی چوٹی پر موجود عمارت

طور پہاڑ کی چوٹی پر ایک عمارت ہے جو اکثر بند رہتی ہے یہ سفید کمرے پر مشتمل ہے یہاں کھڑے ہو کر اگر نیچے دیکھیں تو دامن میں سینٹ کیتھرائن کی عمارت نظر آتی ہے۔ اس سے تھوڑا آگے دور حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار اور آگے پہاڑوں کے درمیان ایک کھلا میدان ہے۔ غالباً اسی مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اسرائیلیوں کو چھوڑ کر کوہ طور پر آئے تھے جہاں چالیس دن عبادت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اپنا مقدس کلام جو پتھر کی سلوں پر لکھا ہوا تھا عطا کیا تھا۔
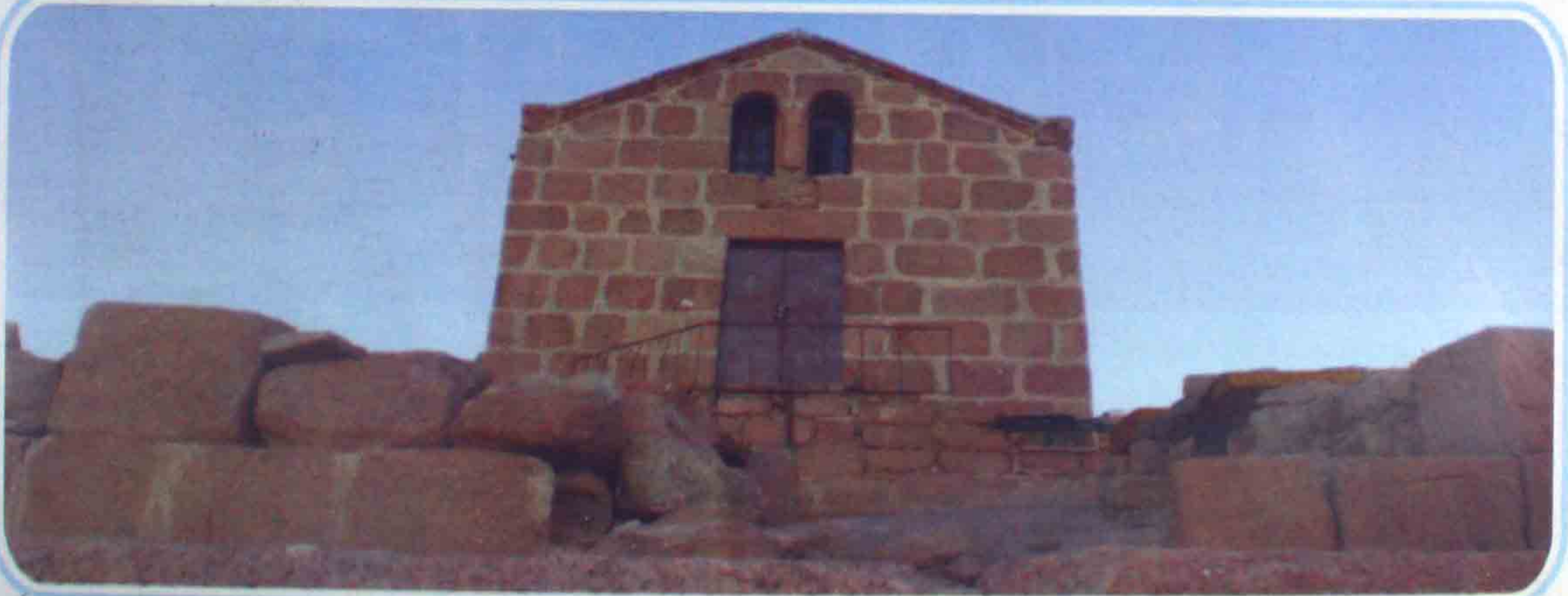
کوہ طور کی چوٹی پر موجود عمارت اور اس کے بائیں جانب وہ چٹان جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے تھے
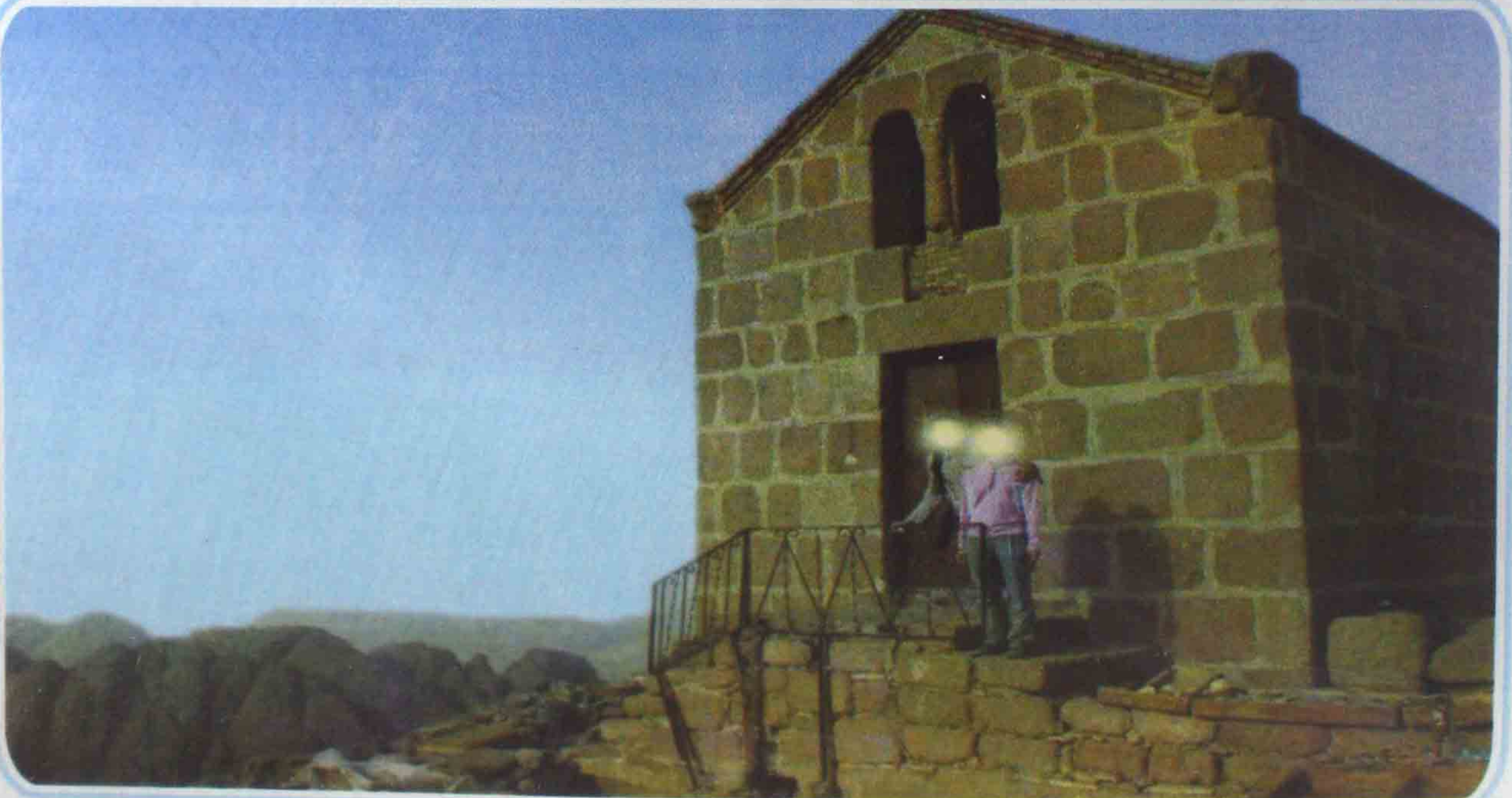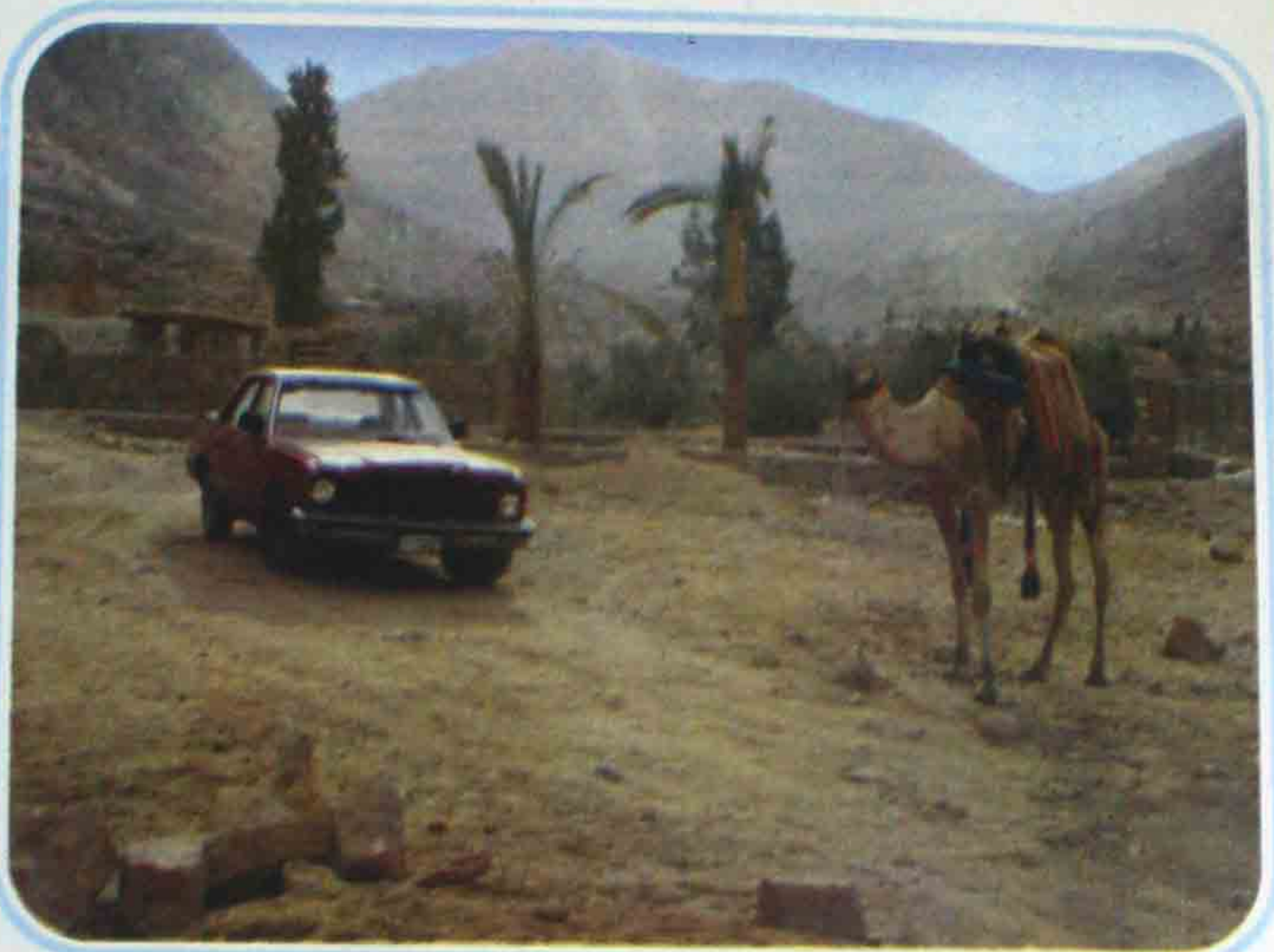
جبل طور (جبل موسیٰ علیہ السلام) کے لئے تین چوتھائی چڑھائی اونٹوں پر ہوتی ہے اور بقیہ چڑھائی حکومت کی طرف سے بنائی گئی سیڑھیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔

طور پہاڑ جہاں 70 ہزار انبیاء مدفون ہیں
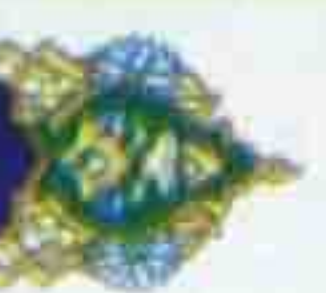
الطّور: ابوالفداء نے لکھا ہے کہ: عبرانی زبان میں ''طور'' عام طور پر پہاڑ کو کہتے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً یہ خاص خاص پہاڑوں کا نام ہوگیا ہے چنانچہ طور زیتا (زیتون کا پہاڑ) یروشلم کے قریب وہ پہاڑی ہے جس پر روایت عام کے مطابق ستر ہزار انبیاء بھوک سے شہید ہوئے۔ (حوالہ بلاد شام و فلسطین)

کوہِ طور جسے ''جبل موسیٰ علیہ السلام'' کہا جاتا ہے قاہرہ سے چار سو آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہ جگہ جہاں جبل موسیٰ علیہ السلام واقع ہے ''سانت کاترین'' بھی کہلاتی ہے۔

کوہ طور پہاڑ پر جانے کے لئے حکومت کی طرف سے بنائی ہوئی سیڑھیاں
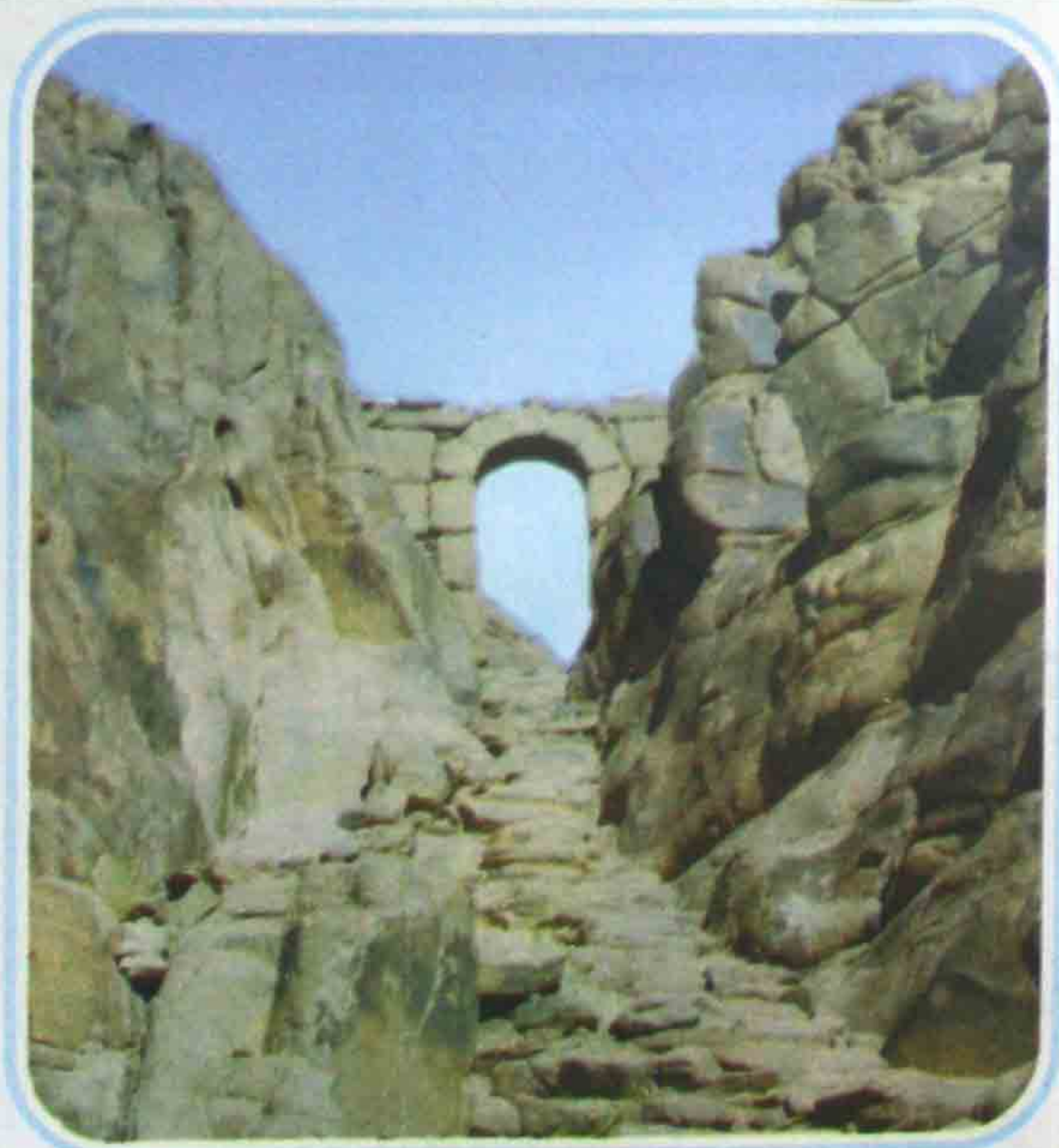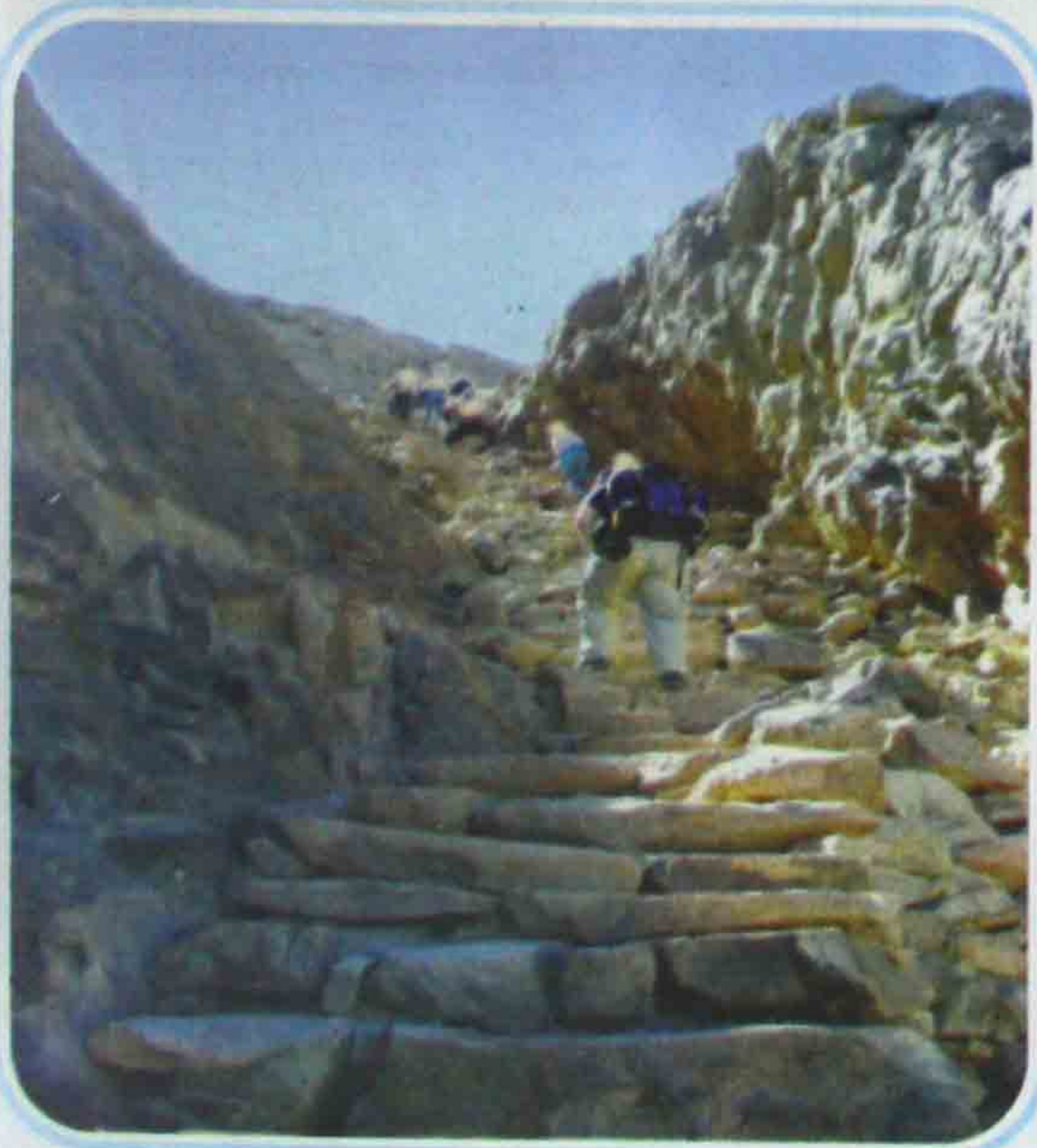
سینٹ کیتھرائن کی طرف جانے کے لئے چڑھائی والا راستہ

سینٹ کیتھرائن وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی

کوہ طور پہاڑ
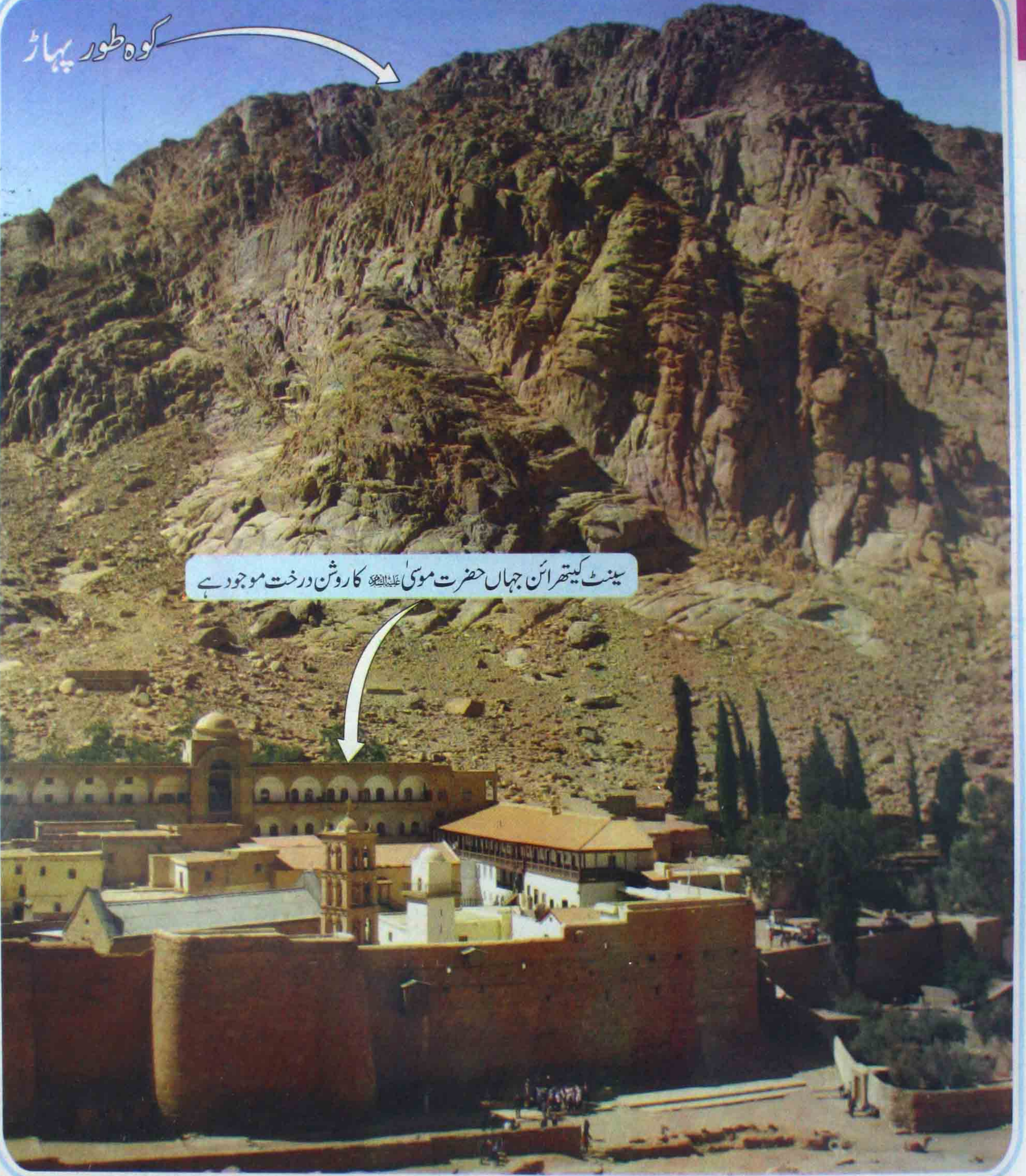
سینٹ کیتھرائن جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روشن درخت موجود ہے

کوہ طور پر بنی سینٹ کیتھرائن نامی خانقاہ۔ خانقاہ کے اندر وہ درخت ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی اور اسی خانقاہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں بھی موجود ہے۔

سینٹ کیتھرائن کا تعارف

جناب یعقوب نظامی صاحب کوہ طور کے سفر کی کارگزاری میں لکھتے ہیں کہ: جہاں میں کھڑا تھا وہیں میرے سامنے سینٹ کیتھرائن کی خانقاہ تھی، دائیں طرف کچھ فاصلہ پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام تھا، یہ وہی جگہ تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور سے واپسی پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مواخذہ کیا تھا۔

میرے بائیں طرف کوہِ طور پہاڑ تھا، کوہِ طور کے بارے میں بچپن سے پڑھتے اور سنتے آئے تھے، پڑھنے اور سننے سے ذہن میں کوہِ طور کا جو نقشہ تھا وہ اس سے بالکل مختلف نکلا، اب کوہ طور میری نظروں کے سامنے تھا بھورے پہاڑ جن میں پتھر ہی پتھر تھے سبزہ نام کی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی یہ ایک تنگ گھاٹی تھی جس کے دونوں طرف بلند و بالا پہاڑ تھے اس گھاٹی اور ان پہاڑوں کے درمیان ہی اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے تھے، اسی مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کی تھی، یہی جگہ وادیٔ مقدس طویٰ کہلاتی ہے۔

سینٹ کیتھرائین کی عمارت وادیٔ طویٰ کے اسی مقام پر تعمیر ہوئی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک چنگاری دیکھی تھی۔ چنگاری دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ حوصلہ پیدا ہوا اور بیوی سے کہا کہ تم یہاں میرا انتظار کرو، میں وہاں سے تمہارے لئے آگ لے آؤں حضرت موسیٰ علیہ السلام چلتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے تو آواز آئی۔ موسیٰ ٹھہر اور جوتے اتار دے چونکہ تو وادیٔ طویٰ میں پہنچ چکا ہے، اس غیب کی آواز پر حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے، اس واقعہ کا ذکر قرآن پاک سورہ طٰہٰ آیت 9 میں یوں آتا ہے: اور تمہیں کچھ موسیٰ کی خبر بھی پہنچی ہے؟ جب کہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ ''ذرا ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید کہ تمہارے لیے ایک آدھ انگارہ لے آؤں یا اس آگ پر مجھے (راستے کے متعلق) کوئی رہنمائی مل جائے۔''

وہاں پہنچا تو پکارا گیا: اے موسیٰ میں ہی تیرا رب ہوں، جوتیاں اتار دے تو وادیٔ مقدس طویٰ میں ہے اور میں نے تجھ کو چن لیا ہے، سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے، میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔

اسی سینٹ کیتھرائن میں موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں بھی موجود ہے۔

کوہِ طور کی چوٹی پر بنی سینٹ کیتھرائن نامی خانقاہ 2637 میٹر اونچائی پر بنی ہوئی ہے۔ اس خانقاہ کو دوسی سلطنت سے پہلے عیسائی بادشاہ نے 365ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کے دوسو برس بعد قیصر جسٹینین نے یہاں ایک دیر (خانقاہ) تعمیر کرایا جس کے اندر قسطنطین کے بنائے ہوئے کنیسہ کو بھی شامل کرلیا، یہ دیر اور کنیسہ دونوں آج تک موجود ہیں اور یونانی کلیسا کے راہبوں کا ان پر قبضہ ہے۔ (تفہیم القرآن، جلد سوم)

روشن جھاڑی، جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی

قرآن پاک سورۃ النساء میں آتا ہے:

وکلم اللہ موسیٰ تکلیما

ہم نے موسیٰ سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔

ہم اپنے آپ کو خوش قسمت قرار دے رہے تھے، چونکہ ایسے مقام دیکھنے کے لئے اچھے نصیبوں کی ضرورت ہوتی ہے، یہاں قریب ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ کی چنگاری دیکھی تھی جو روشن جھاڑی کے نام سے مشہور ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس مقام پر چنگاری نظر آنے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کے ڈیڑھ ہزار سال بعد کیتھرائین نام کی ایک سینٹ (سادھو) عورت جسے اس زمانے کے بازطینی (بازنطینی) عہد کے بادشاہوں نے مذہبی حوالے سے تنگ کیا تو وہ اللہ والی خوف سے بھاگ کر اس مقام پر آ کر روپوش ہوگئی تھی۔

سینٹ کیتھرائین نے اپنی بقیہ زندگی اسی مقام پر کوہ طور کے پہلو میں گزاری۔ اسے دیکھتے دیکھتے مذہب کے نام پر ستائے جانے والے دوسرے لوگ بھی بھاگ کر اسی مقام پر آ کر پہاڑوں میں چھپ کر یاد الٰہی میں اپنا وقت گزارنے لگے۔

527ء میں قسطنطین کے زمانے میں جیسٹنیا نے چرچ کی عمارت اسی جگہ تعمیر کی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چنگاری نظر آئی تھی، چرچ پر یونانی آرتھوڈوکس کے پیروکاروں نے قبضہ کر لیا تھا جو آج تک ان کے قبضہ میں ہے، اس عمارت کے اردگرد ایک اونچی دیوار ہے جس میں ایک چرچ، ایک مسجد اور ایک یہودیوں کا دیر ہے۔ عیسائی علماء کے علاوہ بیس درویش یعنی مذہبی خدمتگار اس عمارت کا انتظام چلاتے ہیں۔

عمارت کے ساتھ ایک خوبصورت باغ اور اس مقام کی زیارت کرنے والوں کے لئے دوسو بستروں کی رہائش گاہ بھی ہے، کھانا تیار کرنے کے لئے باورچی خانہ ہے۔ یہ مقام پہاڑوں کے درمیان آبادی سے کافی دور ہونے کی بناء پر زائرین کو کھانے پینے کی اشیاء اپنے ساتھ لانی پڑتی ہیں جسے پکانے میں چرچ کے ورکر مدد کرتے ہیں۔

انسانوں کی کھوپڑیاں

سینٹ کیتھرائن سے متصل ایک چھوٹا سا باغ ہے اور اس کے اندر دیر کا مقبرہ ہے۔ اس مقبرہ میں جب ہم داخل ہوئے تو یکا یک یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ انسانوں کی بے شمار کھوپڑیاں اور انسانی جسم کی بے شمار ہڈیاں نہایت قرینہ سے سجی رکھی تھیں۔ پادری نیکوفورس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چھٹی صدی عیسوی سے جب سے یہ دیر بنا تھا۔ آج تک اس دیر کے جتنے آرک بشپ اور راہب مرتے ہیں یہ سب ہڈیاں اور کھوپڑیاں ان کی ہیں۔ آرک بشپوں کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں الگ اور عام راہبوں کی الگ؟ اس حرکت کی وجہ پوچھی تو پادری نیکوفورس نے بتایا کہ ہمارے پاس مردے دفن کرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے ایک چھوٹی سی جگہ اس نے دکھائی جس میں چار قبروں کی جگہ تھی پادری نے بتایا کہ جو آرک بشپ اور راہب مرتے ہیں انہیں یہاں دفن کر دیا جاتا ہے اور سات برس گزرنے کے بعد ان کی قبریں کھول کر ہڈیاں نکال لی جاتی ہیں اور ہڈیوں کو اس لائبریری میں سجا دیا جاتا ہے۔

سینٹ کیتھرائن میں موجود عیسائی راہبوں کی کھوپڑیاں
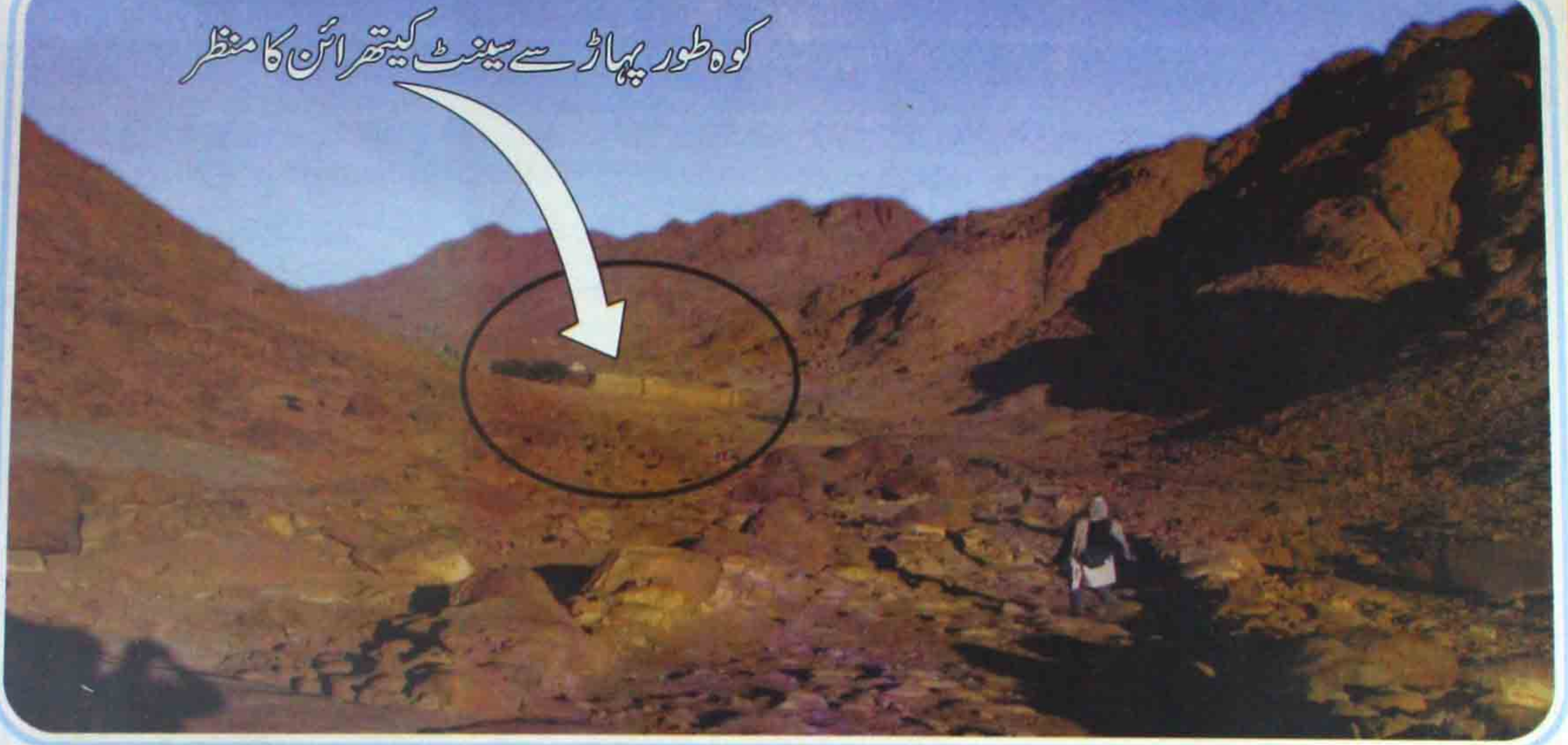
کوہ طور پر بنی
سینٹ کیتھرائن نامی
خانقاہ کا بیرونی منظر
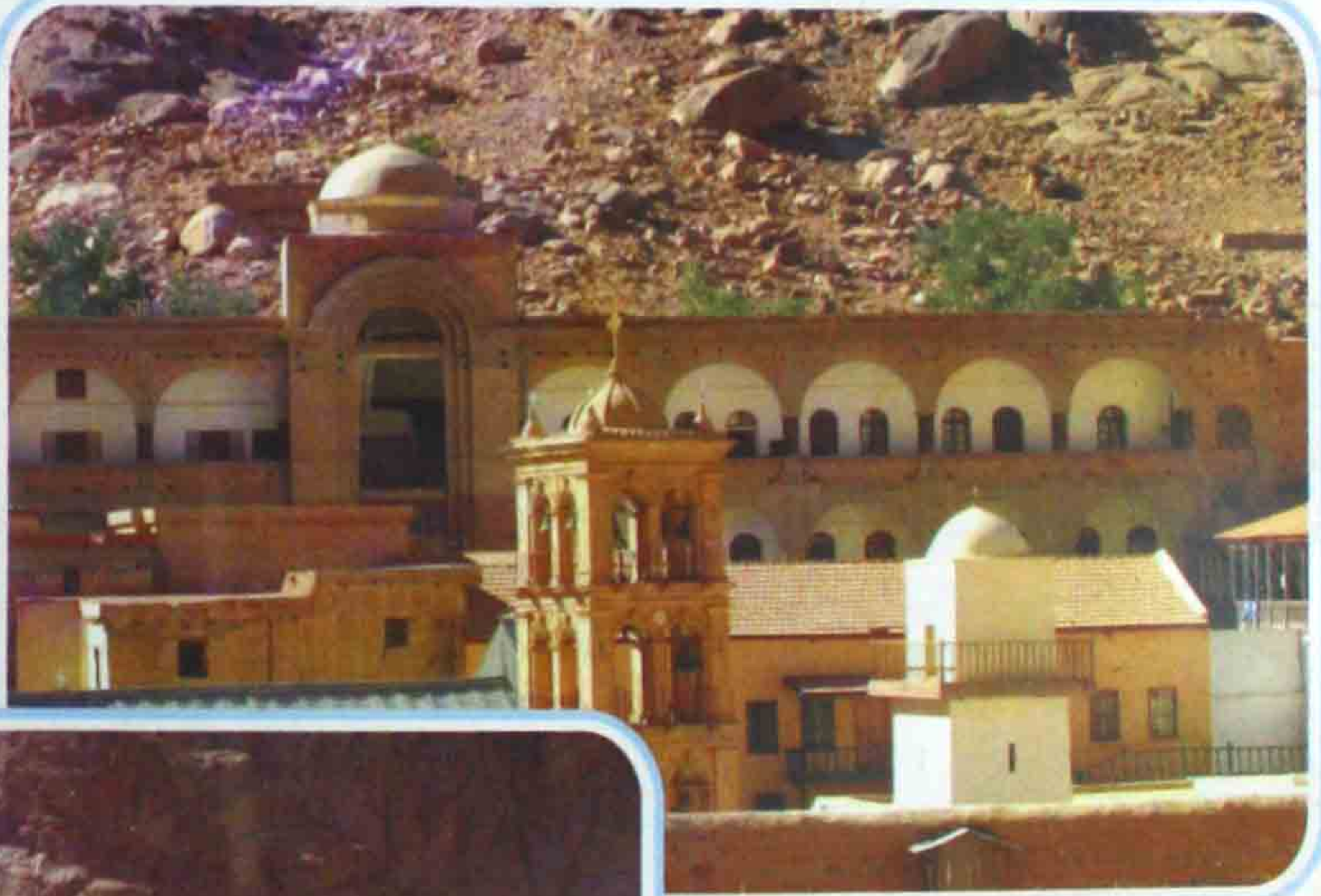
کوہ طور پر بنی
سینٹ کیتھرائن نامی
خانقاہ جس میں
مسجد اور چرچ
دونوں بنے ہوئے ہیں

سینٹ کیتھرائن کی چھت کا منظر

سینٹ کیتھرائن کا مینار

سینٹ کی بیرونی دیوار کا منظر

سیاح کے لئے سینٹ کیتھرائن میں بنے خوبصورت آرام دہ کمرے

کوہ طور پر حکومت مصر کی طرف سے سینٹ کیتھرائن کی نشاندہی کے لیے لگا ہوا بورڈ
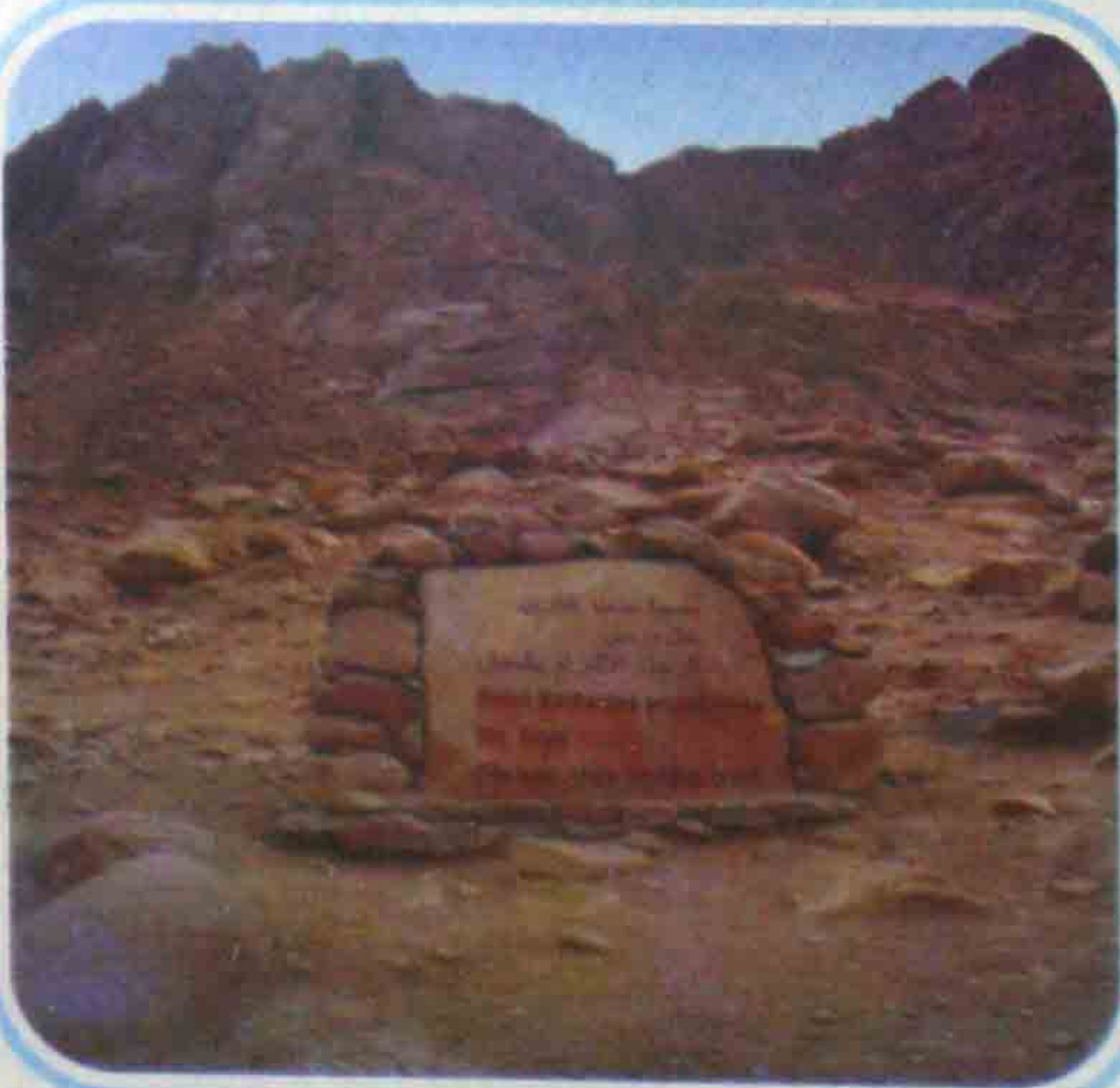
حکومت مصر کی جانب سے کوہ طور پر سینٹ کیتھرائن کی نشاندہی کے لئے لگا ہوا کتبہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں

جناب مظہر بقا صاحب اپنے سفرنامہ کوہ طور میں لکھتے ہیں کہ: جب میں سینٹ کیتھرائن پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کا دروازہ بند ہو چکا ہے میں نے دیکھا وہاں کچھ خدام بیٹھے ہوئے تھے میں نے ایک شخص سے عربی میں دریافت کیا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اس وقت دَیر کی زیارت کر لیں؟

اس نے جواب دیا: میں دریافت کرتا ہوں۔

چنانچہ وہ اندر گیا اور یہ جواب لایا کہ دَیر تو اس وقت نہیں کھولا جا سکتا البتہ اس کے احاطے میں واقع دوسری چیزوں کی زیارت کی جا سکتی ہے۔

چنانچہ خادم کے ساتھ ہم اندر داخل ہو گئے، خادم نے ہمیں بئر موسیٰ علیہ السلام کا پانی پلایا۔ اس میں ہینڈ پمپ لگا ہوا ہے جسے ایک پہیئے سے گھمایا جاتا ہے، ساتھ ہی دیوار سے لگا ہوا ایک بڑا وزنی پتھر رکھا ہوا تھا۔ خادم نے بتایا کہ یہ اس کنویں کا ڈھکن ہے، پانی بڑا سبک اور شیریں تھا، اس کے بعد خادم ہمیں مقدس جھاڑی کے پاس لے گیا، یہ بڑی سی جھاڑی ایک نیم دائرہ قد آدم دیوار کے اندر اُگی ہوئی ہے اور اب تک سبز ہے، دیوار پر آویزاں بورڈ پر لکھا ہوا ہے کہ اس کی کوئی چیز توڑنا منع ہے۔

تعجب ہے کہ تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل کی یہ جھاڑی اب تک سرسبز کس طرح ہے لیکن کیا کہا جائے گا کہ نسل در نسل لوگ اس جھاڑی کو اسی طرح دیکھتے چلے آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

مدینہ منورہ کے اس باغ میں جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ کے نام سے مشہور ہے **1970-71**ء میں، میں نے بچشم خود کھجور کے وہ دو درخت دیکھے ہیں جن کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لگائے ہوئے ہیں اور باغ کا مالک ان کی ایک کھجور کو دو ریال میں فروخت کرتا تھا۔ یہ دونوں درخت اپنے قد و قامت میں باغ کے تمام درختوں سے ممتاز تھے پھر بھی دیکھنے والا شک آمیز تعجب کرتا تھا کہ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے کے لگائے ہوئے درخت اب تک کیسے موجود ہیں، اس طرح کہ پھل بھی دیتے ہیں۔ اس باغ کے درخت اب جلا دیئے گئے ہیں۔

ہم نے احاطے کے اندر کنیسہ کی ایک جانب مسجد بھی دیکھی، جو بند تھی۔ اس کی حالت کنیسہ جیسی نہیں لیکن باہر سے خستہ بھی نظر نہیں آ رہی تھی معلوم ہوا کہ صرف جمعہ یا عیدین کے لیے یہ مسجد کھلتی ہے۔

سینٹ کیتھرین میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ: اس چرچ کے اندر ایک کنواں تھا، اس کنویں کے بارے میں عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے جو پانی جاری ہوا تھا جس سے وہ بارہ چشمے ظاہر ہوئے تھے، یہ بھی اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ظاہر ہوا اور وہ اس پانی کا اسی طرح احترام کرتے ہیں جیسے ہم آب زمزم کا احترام کرتے ہیں، لوگ پانی پی رہے تھے خیر ہم نے چرچ کا معائنہ کیا اس کو انہوں نے قلعہ نما بنایا ہوا اور چمکایا ہوا ہے، سونا چاندی ایسا چڑھایا ہوا ہے کہ انسان حیران ہوتا ہے۔

سینٹ کیتھرائن کی زیارت

جناب مظہر بقا صاحب اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں:
شجرۂ موسیٰ علیہ السلام کی زیارت سے واپس آئے تو ایک قسیس نے ہمیں ایک کمرہ الاٹ کیا جو دس بستروں پر مشتمل تھا اور اس کی چابی ہمارے حوالے کر دی۔ کیوں کہ ہمارے سوا اس کمرے میں کوئی نہ تھا۔ ایک اور قسیس سے عربی میں باتیں کرنے لگا تو دوران گفتگو میں نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی:

ولتجدن أقربهم مودة للذين آمنوا الذين قالوا إنا نصارىٰ

''اور تم مودت کے اعتبار سے ایمان والوں کے سب سے زیادہ قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں''۔
قسیس نے آیت کا باقی ماندہ حصہ خود پورا کر دیا:

ذلک بان منهم قسيسين ورهبانا وأنهم لايستكبرون

''یہ اس لیے کہ ان میں قسیس (علماء) اور رہبان (صوفیاء) ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے''۔
الاٹ شدہ کمرے میں سامان رکھ دینے کے بعد خیال ہوا کہ بیر موسیٰ (علیہ السلام) کا پانی لے بھی لیتے تو اچھا تھا چنانچہ میں دوبارہ دَیر کی طرف گیا کوئی موجود نہ تھا اور چونکہ دَیر ہی کی دوسری منزل میں قسیس اور رہبانوں کی رہائش گاہ ہے اس لیے دروازہ کھلا تھا، میں اندر داخل ہو گیا، پانی نکالنے کے لیے پہیہ چلایا تو گھبراہٹ میں اس کے ہینڈل کا کنارہ سر میں لگا اور خون نکل آیا، پلاسٹک کی دو بوتلیں بھر کر شجرہ کی دوبارہ زیارت کی، چونکہ کوئی شخص موجود نہ تھا اس لیے خیال آیا کہ تبرک کے لیے اس کی کوئی شاخ کیوں نہ توڑ لوں۔
شاخیں کافی اونچی تھیں میں نے اچھل کر شاخ پکڑی جو ہری تھی۔ خاردار کانٹوں سے میرا انگوٹھا اور دو انگلیاں خون آلود ہو گئے۔ تاہم میں نے توڑنے کی کوشش جاری رکھی لیکن شاخ اتنی مضبوط تھی کہ میری کوشش رائیگاں گئی اور مایوس ہو کر مجھے وہ شاخ چھوڑنی پڑی، نہ معلوم کیوں مجھے اس کی خوشی ہوئی کہ میرا خون اس جھاڑی پر لگ گیا۔ 1970-71ء میں جب بیوی کے ساتھ پہلا حج کیا تو غلاف کعبہ کو نیچے کی رسی کے ساتھ سیتے ہوئے سوئی چبھنے سے میرا خون کعبہ کے خلاف میں بھی لگ چکا ہے۔
اس شاخ سے مایوس ہو کر میں دوسری شاخ کی طرف اچھلا اتفاق سے اس کا اگلا سرا خشک تھا وہ ٹوٹ کر ہاتھ میں آ گیا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔
شجرہ کی لکڑی کا یہ ایک انچ سے کچھ بڑا حصہ میرے پاس دوسرے تبرکات کے ساتھ محفوظ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور کی طرف پہلا سفر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سسر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس دس سال مکمل کر لئے تو آپ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر جانے کی اجازت طلب کی تاکہ اپنی والدہ اور اپنے بھائی سے ملاقات کریں اور یہ خیال کیا کہ قبطی کے قتل کو بھی کافی عرصہ گزر چکا ہے اب معاملہ کچھ ٹھنڈا پڑ چکا ہوگا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو اجازت دے دی۔

آپ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ کو ساتھ لیا، ایک سواری اور کچھ بکریاں بھی ساتھ تھیں۔ مختصر سامان سفر ضروریات کے لئے ساتھ کیا اور شام کے بادشاہوں کے خطرہ کے پیش نظر آپ علیہ السلام نے عام راستہ کو چھوڑ کر ایک اور صحرائی راستہ اختیار کیا، راستہ بھی بھول گئے۔ آپ علیہ السلام کی بکریاں وغیرہ بھی متفرق ہوگئیں، پانی وغیرہ بھی پاس نہیں تھا۔

طور پر غربی جانب وادی طویٰ میں جب آپ علیہ السلام پہنچے تو جمعہ کی رات کو جو بہت زیادہ سرد تھی آپ علیہ السلام کے بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے طور کی بائیں جانب راستہ میں آگ دیکھی تو اپنی زوجہ کو کہا:

تم یہاں ہی ٹھہرو کہ میں وہاں سے آگ کی چنگاری لے آؤں یا وہاں سے آگ سلگا کر لاؤں تاکہ تم آگ تاپ سکو اور سردی کم محسوس ہو۔

خیال رہے کہ قرآن پاک میں جذوۃ (چنگاری) قبس (شعلہ) اور شہاب (چمک، شعلہ) کے لفظ استعمال ہیں۔ یعنی میں چنگاری لے آؤں یا شعلہ لے آؤں یعنی کوئی ایسی چیز وہاں سے سلگا کر لے آؤں یا وہاں کوئی آدمی موجود ہو تو اس سے یہ راہ معلوم کرلوں۔

آپ علیہ السلام جب آئے تو دیکھا کہ آگ آہستہ آہستہ شعلے مار رہی ہے جب قریب آئے تو آگ نے شدت اختیار کر لی، بہت بڑی شعلے مارنے والی آگ نظر آئی، عجیب منظر یہ تھا کہ آگ ایک درخت سے نکل رہی تھی۔ آگ جتنی زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے اسی طرح درخت کے پتے بھی زیادہ سبز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام اسی سوچ میں کچھ دیر تک گم رہے کہ آگ کی شدت کہاں اور درخت کے پتوں کا سبز ہونا کہاں؟ کافی دیر سوچنے کے بعد اگرچہ ذہن نے کوئی فیصلہ نہ کیا تاہم خیال کیا کہ آگ سلگا کر لے جاؤں۔ جب آپ علیہ السلام ارادہ کرتے ہیں کہ آگ سلگاؤں تو آگ دور ہو جاتی ہے پھر سوچ میں گم ہو جاتے ہیں۔

کوہ طور پر موجود وہ درخت جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی اور نبوت کا تحفہ ملا۔ یہودی اس جگہ کو اتنا ہی مقدس سمجھتے ہیں جتنا ہم بیت اللہ کو مقدس سمجھتے ہیں اور اس جگہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے گفتگو کی تھی اس واقعہ کو معراج کے واقعہ کی طرح بڑی شان سے سناتے ہیں

کوہ طور کا وہ درخت جس سے آواز آئی کہ میں رب العالمین ہوں

روشن جھاڑی
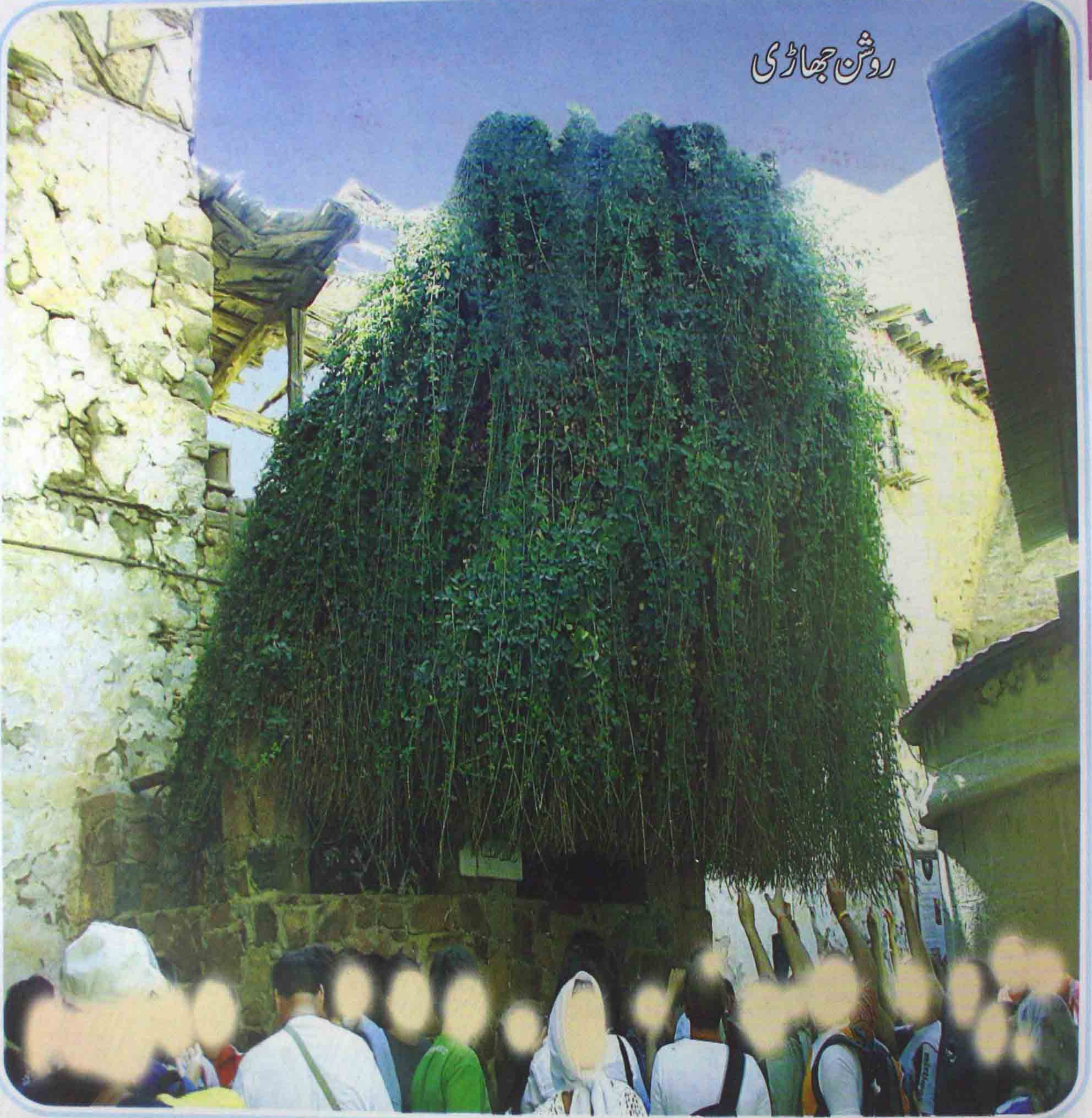
مصر، کوہ طور (جبل موسیٰ علیہ السلام) کے دامن میں واقع سینٹ کیتھرائن میں موجود وہ مقدس جھاڑی جس میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی، آج بھی اس جگہ کوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں چپل کے ساتھ نہیں آ سکتا اور یہی وہ درخت ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا تحفہ دیا گیا اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی خوفناک اژدھے کی شکل معجزانہ طور پر اختیار کر گئی تھی۔

یہ بڑی جھاڑی ایک قد آدم دیوار کے اندر ہے، تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل کی جھاڑی اب تک سرسبز ہے، بتایا گیا کہ صدیوں سے یہ درخت اپنی ابتدائی جڑوں پر بار بار اگتا ہے، پرانا ہو کر مر جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے انہی جڑوں سے تازہ ہو کر تنا اور شاخیں نکال لیتا ہے۔

وہ درخت جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے مزین دیکھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ سے مزین درخت کے عجیب منظر سے سوچ میں گم تھے کہ آپ علیہ السلام کو آواز دی گئی:

یٰمُوْسٰیؕ ﴿۱۱﴾ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًیؕ ﴿۱۲﴾

''اے موسیٰ (علیہ السلام) بے شک میں تیرا رب ہوں، تو اپنے جوتے اتار ڈال۔ بے شک تو پاک جنگل ''طویٰ'' میں ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنے فضل وکرم سے یہ علم دے دیا کہ آپ علیہ السلام نے آواز کو سن کر سمجھ لیا اور یقین کر لیا کہ یہ میرے رب ہی کی آواز ہے، یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ رب تعالیٰ کی آواز کسی مکان سے نہیں آ رہی تھی، وہ مکان سے پاک ہے، اس کی آواز کی کیفیت کو بھی نہیں بیان کیا جا سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب درخت سے آسمانوں کی طرف اٹھنے والے نور کو دیکھا اور اس میں فرشتوں کی تسبیحات کو سنا اور آپ علیہ السلام کو جب یہ آواز دی گئی تو آپ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا ''لبیک'' میں تیری خدمت میں حاضر ہوں میں تیری آواز تو سن رہا ہوں، تجھے دیکھ نہیں رہا تو کہاں ہے؟

رب تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی:

انا معک وامامک وخلفک ومحیط بک واقرب الیک منک

''میں تمہارے پاس ہوں، تمہارے سامنے ہوں، تمہارے پیچھے ہوں، تمہارا احاطہ کئے ہوئے ہوں اور تم سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہوں۔''

آپ علیہ السلام نے تمام وسوسات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کہا:

''میں اللہ تبارک وتعالیٰ تعالیٰ کی آواز کو اپنے اوپر سے، اپنے نیچے سے، اپنے پیچھے سے، اپنے دائیں طرف سے اور اپنی بائیں طرف سے ایسے ہی سن رہا ہوں جیسے سامنے سے سن رہا ہوں۔''

فعلمت انه لیس بکلام المخلوقین

''مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کلام مخلوق میں سے کسی کا بھی نہیں ہو سکتا۔''

کوہ طور کے دامن میں سینٹ کیتھرین نامی بڑی عیسائی عبادت گاہ وہ حصہ جہاں وہ روشن جھاڑی ہے، جس کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ اسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ لگی ہوئی نظر آئی تھی۔ یہ عیسائی عبادت گاہ قسطنطین کے زمانے کی بنی ہوئی ہے۔

کوہ طور پر موجود روشن جھاڑی جس کا ذکر قرآن نے کیا

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰىۘ ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰىؕ ﴿۱۱﴾ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًىؕ ﴿۱۲﴾

''یعنی کیا آپ کو موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی خبر پہنچ چکی ہے جب کہ انھوں نے ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ تم ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے کوئی شعلہ لاؤں یا آگ کے پاس راستے کا پتہ مجھ کو مل جائے تو جب اس آگ کے پاس پہنچے ان کو منجانب اللہ آواز آئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں پس تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو کیونکہ تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں ہو۔''

آگ لینے گئے اور پیغمبری مل گئی

قرآن مجید کی سورۃ قصص میں ارشاد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام درخت کے پاس پہنچے تو آواز آئی:

یَامُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ O (قصص)

اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں ہوں، میں اللہ پروردگار جہانوں کا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز کیسے سنی؟ اس کی تفسیر میں شیخ التفسیر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب "یٰموسیٰ" سنا تو کئی بار لبیک کہا اور عرض کیا کہ میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ بھی پاتا ہوں مگر یہ نہیں دکھائی دیتا کہ تو کہاں ہے؟

آواز آئی: میں تیرے اوپر ہوں، تیرے ساتھ ہوں، تیرے سامنے ہوں، تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔ (فوائد عثمانی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے کی وجہ:

"آپ بیتی" نمبر ۶ میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو باتیں کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ میں نے تم کو اپنے پیغامات اور بات چیت اور اپنا مقرب بنانے کے ذریعے سے لوگوں پر بزرگی عنایت فرمائی ہے۔

ایک دن وہ تھا کہ تم بکریاں چرا رہے تھے، پس ان میں سے ایک بکری بھاگ نکلی اور تم اس کے پیچھے دوڑ پڑے یہاں تک کہ تم نے اس کو پکڑ لیا حالانکہ تم بھی تھک گئے تھے اور بکری بھی تھک گئی تھی، پس تم نے اپنی گود میں لیا اور کہا پیاری تو نے اپنے آپ کو بھی تھکایا اور مجھے بھی، اس حلم وشفقت کا یہ صلہ ملا کہ سرکش بندوں کو خداوند کے آستانے پر لانے کے لئے شاہی سفیر قرار پائے۔ (آپ بیتی بحوالہ مواعظ پیران پیر، صفحہ ۵۶۴)

مسند احمد وغیرہ میں وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آگ کی طرف چلے اور اس کے قریب پہنچے تو ایک عجیب حیرت انگیز منظر دیکھا کہ ایک بڑی آگ ہے جو ایک ہرے بھرے درخت کے اوپر شعلے مار رہی ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس درخت کی کوئی شاخ یا پتا جلتا نہیں بلکہ آگ نے درخت کے حسن اور تروتازگی اور رونق میں اور زیادتی کر دی ہے، یہ حیرت انگیز منظر کچھ دیر تک اس انتظار میں دیکھتے رہے کہ شاید کوئی چنگاری آگ کی زمین پر گرے تو یہ اٹھالیں جب دیر تک ایسا نہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس وغیرہ کے کچھ تنکے جمع کر کے اس آگ کے قریب کیا کہ ان میں آگ لگ جائے گی تو ان کا کام ہو جائے گا مگر جب یہ گھانس پھونس آگ کے قریب کیے تو آگ پیچھے ہٹ گئی اور بعض روایات میں ہے کہ آگ ان کی طرف بڑھی یہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے، بہرحال آگ حاصل کرنے کا مطلب پورا نہ ہوا، یہ عجیب وغریب آگ سے حیرت کے عالم میں تھے کہ ایک غیبی آواز آئی یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ کے دامن میں پیش آیا، جو ان کی داہنی جانب تھا اور جس کا نام طویٰ تھا۔ (حوالہ تفسیر معارف القرآن)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ درخت کی کوئی شاخ جل کر نیچے گرے تو اٹھا کر لے جاؤں۔ آپ علیہ السلام اس نیت سے اس درخت کے قریب جاتے تو وہ دور ہوتا جاتا اور جب گھبرا کر پیچھے ہٹنا چاہتے تو آگ پیچھا کرتی۔ اسی حیرت ودہشت کے عالم میں آواز آئی: **اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ الخ۔**

کسی نے سچ کہا ہے:

خدا کی دین کا موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھئے احوال
آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے

گویا آپ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نبی بنا دیئے گئے۔

وہ درخت جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی

کوہ طور کے اس درخت سے رب تبارک وتعالیٰ کے موسیٰ علیہ السلام کو ارشادات

ان ارشادات کو قرآن اس طرح نقل کرتا ہے۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾

(پ ۱۶، سورۃ طٰہٰ ۱۳، ۱۶)

اور میں نے تجھے پسند کیا۔ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے، بے شک میں ہی ہوں اللہ تعالیٰ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ بے شک قیامت آنے والی ہے، قریب تھا کہ میں اسے سب سے چھپاؤں کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے تو ہرگز تجھے اس کے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا پھر تو ہلاک ہو جائے۔

رب تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اپنی رسالت و نبوت کے لئے تمہیں تمام لوگوں اور تمہاری قوم سے چن لیا ہے، اس لئے اب میں تمہیں وحی کرنے لگا ہوں، تم کامل توجہ سے سننا۔

رب تعالیٰ کے اس حکم کو سنتے ہی آپ علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے اور ایک پتھر سے سہارا لگا لیا، اپنے دائیں ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا اپنی ٹھوڑی کو اپنے سینے سے لگایا اور کامل طریقے سے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

درخت سے آواز کی حقیقت

قرآن عزیز کی سابق آیت اور ان آیات کے پیش نظر دو باتیں کتب تفسیر میں زیر بحث لائی جاتی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس روشنی کو آگ سمجھا تھا وہ آگ نہ تھی بلکہ تجلی الٰہی کا نور تھا، لیکن جو آواز اس پردہ نور سے سنی گئی وہ فرشتے کی آواز تھی اور اس کے واسطے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہم کلامی بخشا یا خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی ندا تھی؟ بعض مفسرین کہتے ہیں یہ فرشتے کی آواز تھی اور اسکے واسطہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز نہ تھی اس لئے کہ:

قول او را لحن نے آواز نے

اور ارباب تحقیق کی رائے یہ ہے کہ یہ براہ راست ندائے الٰہی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو کسی واسطے سے بھی نہیں سنا، بلکہ اسی طرح سنا جس طرح پیغمبران خدا وحی الٰہی کو سنتے ہیں اور مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ (صفوۃ الکلام ابن تیمیہ، صفحہ ۲۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا روشن درخت کی زیارت کے لئے سفر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دوران سفر کرکے میں مدین گیا اور وہاں کے لوگوں سے اس درخت کا پتہ پوچھا، جس کے نیچے اللہ کے کلیم نے سہارا لیا تھا، لوگوں نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا میں نے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز درخت ہے، میرا جانور بھوکا تھا اُس نے اس میں منہ ڈالا، پتے منہ میں لے کر بڑی دیر تک بدقت چباتا رہا لیکن آخر اس نے نکال ڈالے، میں نے کلیم اللہ کے لئے دعا کی اور وہاں سے واپس لوٹ آیا۔

اور روایت میں ہے کہ آپ اس درخت کو دیکھنے کو گئے تھے جس سے اللہ نے آپ سے باتیں کی تھیں، سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ ببول کا درخت تھا۔ الغرض اس درخت تلے بیٹھ کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے رب میں تیرے احسانوں کا محتاج ہوں۔

(تفسیر طبری)

تجلیات الٰہیہ سے معمور درخت کی زیارت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی صاحب دامت برکاتہم سفرنامہ کوہِ طور کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، ان کی اہلیہ امید سے تھیں اور ٹھنڈ بہت تھی، جب وہ ایک مقام پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ تم انتظار کرو مجھے آگ دور سے نظر آ رہی ہے:

اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (۱۰) (طٰہٰ)

میں آپ کے لیے اس میں سے کچھ آگ لے آتا ہوں یا اگر آگ نہ بھی ہوئی تو آگ پر وہاں کسی سے رہنمائی مل جائے گی، لیکن وہ ایک درخت تھا اور اس کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی پڑ رہی تھی اور اس تجلی کا نور ان کو آگ کی طرح نظر آ رہا تھا۔ چنانچہ جب قریب آئے تو آواز آئی:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (۱۲)

آپ جوتوں کو اتار دیجئے آپ وادی مقدس طویٰ میں ہیں

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (۱۴)

برننگ بش'' (شجر تجلی) کے بارے میں یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اب تک موجود ہے لیکن ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اسی جگہ پر جب یہ پرانی ہو جاتی ہے تو مر جاتی ہے اس کو کاٹ دیتے ہیں اور اس کے اندر سے نئی اُگ آتی ہے، بس یہ کہ اسی جگہ پر اس نسل کا وہ درخت اگتا رہا ہے۔ اس کے پتے بالکل سبز ہوتے ہیں اور گرتے بھی نہیں ہیں ان لوگوں نے اس درخت کی شاخوں کو اتنا اوپر سے کاٹا ہوا ہے کہ جہاں تک انسان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے، اس درخت کو دیکھنے لوگ جاتے ہیں اور ان کی نظر میں اس درخت کو دیکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حج کا ایک رکن ادا کرنا۔

خیر! ہم نے بھی دیکھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ سامنے ''برننگ بش'' ہے۔

میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ہم ایک آیت پر عمل کر لیں۔

کہنے لگے: کون سی؟

میں نے کہا کہ ''فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ'' جوتے اتاریئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا تو آج ہم بھی قرآن پاک کی اس آیت پر عمل کریں، چنانچہ ہم نے جوتے اتار لئے اور آگے جو چند قدم تھے وہ ننگے پاؤں چلے، وہاں جا کر اس درخت میں اور تو کیا دیکھنا تھا اس کے قریب ایک پتھر کا بنچ بنا ہوا تھا ہم اس کے اوپر بیٹھ گئے، تو ہم نے کہا کہ دیکھو یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلیات اتری تھیں، قرآن سے ثابت ہے اس کو مقدس جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا ہے تو وہ تجلیات ختم تو نہیں ہوگئی ہوں گی ابھی تک ہوں گی، اس لیے توبہ ذکر اور مراقبہ کرو، نہ معلوم ہمیں کتنا وقت لگا، دس منٹ یا آدھا گھنٹہ، البتہ ہم نے جی بھر کے مراقبہ کیا۔

پھر جب اٹھے تو دیکھا کہ فوج کا ایک کرنل سامنے کھڑا ہوا ہے۔ اصل میں وہ سینٹ کیتھرائن کے سیکورٹی اسٹاف کا ہیڈ تھا اور جب وہ دیکھ رہا تھا کہ ہم گیٹ میں انٹر ہوئے لمبے کپڑے، پگڑیاں اور داڑھیاں... تو وہ حیران ہو رہا تھا اور وہ ہمیں ویڈیو کیمرے کے ذریعے چیک کر رہا تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ کیا کر رہے ہیں؟ اب جب ہم یہاں آ کر گردن جھکا کر دیر تک بیٹھے رہے تو وہ فزیکلی دیکھنے کے لیے آ گیا اس لیے کہ یہ تو ان کے لیے ایک نئی چیز تھی کہ یہ بندے آئے اور آ کر گرن جھکا کر بیٹھ گئے۔

جب ہم اٹھے تو وہ سامنے کھڑا تھا اور بہت سیریس موڈ میں تھا، میں نے ہیلو ہائے کیا جیسے ایسے موقع پر کرنی ہوتی ہے، مسکرا کر اس کی طرف دیکھا لیکن وہ بالکل نہیں مسکرایا، وہ سیریس رہا اور پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟

ہم نے کہا کہ پاکستان سے۔

اس کا پہلا سوال تھا آپ یہاں کیوں آئے؟ آپ سعودی عرب جایئے۔

پھر ہم نے اس کو سمجھایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے بھی پیغمبر ہیں بس مجھے اندازہ ہوا کہ یہ اکھڑا اکھڑا لگ رہا ہے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مہربانی کی، تھوڑی دیر اس کے ساتھ بات چیت ہوتی رہی تو وہ تھوڑا سا مانوس ہو گیا اور اس کو بھی ہماری مسکین شکل پسند آ گئی، پھر مجھے کہتا ہے کہ میں آپ کو وہ جگہ بتاؤں جو آپ کے دیکھنے کی ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں!

کوہ طور پر بنی مسجد کی زیارت

کہنے لگا کہ ایک صحابی عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں آئے تھے (جنہوں نے مصر فتح کیا تھا) انہوں نے اس چرچ کے ساتھ ہی اندر ایک مسجد بنائی تھی وہ مسجد ابھی تک ہے لیکن ان پادریوں نے حکومت سے اس کا چارج خود لے رکھا ہے، اس کو انہوں نے بند کر دیا ہے اور کوئی بندہ وہاں نہیں جا سکتا، مسجد تو اپنی جگہ ہے لیکن مقفل ہے۔ اس کے اندر جانا اور نماز پڑھنا منع ہے، اس کا دروازہ بند رکھتے ہیں، جب اس کرنل نے ہمیں یہ بتایا تو ہمارا دل کرنے لگا کہ ہم اس مسجد کے اندر جائیں جس کو ایک صحابی نے بنایا ہے۔

نہ جانے ہمارے کتنے اکابر یہاں آئے ہوں گے، تو کہنے لگا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اس مسجد کے قریب کچھ مرمت اور تعمیر کا کام ہو رہا ہے اور مزدور آ جا رہے ہیں سیمنٹ اور اینٹ لینے کے لیے اور وہ جو سامنے آپ کو لوہے کا دروازہ نظر آ رہا ہے اس کا تالا آج کھلا ہوا ہے تو مزدور جاتے ہیں اور دروازہ ملا دیتے ہیں۔ آتے ہیں کھول کر پھر ملا دیتے ہیں لہٰذا آپ لوگ جائیے اور اگر کوئی پوچھے کہ آپ لوگ یہاں کیوں آئے تو کہنا دروازہ کھلا دیکھ کر ہم گھومتے ہوئے اندر آ گئے ہیں۔

سبحان اللہ! جو وہاں کا محافظ ہے وہی ہمیں راہ بھی بتا رہا ہے، وہ وہیں کھڑا رہا، ہم نے آرام سے دروازہ کھولا ہم تینوں اندر گئے۔

تین ہم تھے چوتھا گائیڈ، وہ گائیڈ بھی بڑا خوش تھا کہ آج مجھے بھی اندر جانے کا موقع مل گیا، خیر مسجد ہم نے دیکھی، مسجد اتنی بڑی نہیں تھی، دروازہ اس کا مقفل تھا لیکن شیشوں سے سب اندر کا حصہ نظر آتا تھا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھئی چاشت کا وقت ہو گیا ہے وضو بھی ہے۔ جی چاہ رہا ہے کہ دو رکعت پڑھی جائے۔

وہ گائیڈ کہنے لگا کہ ان کے منک (پادری) پھر رہے ہوتے ہیں اگر کسی نے دیکھ لیا کہ ہم اندر بھی گئے ہیں، نماز بھی پڑھ رہے ہیں تو یہ خطرناک چیز ہے۔ میں نے کہا کہ ''ہم تو پڑھیں گے۔''

اس نے کہا: لیکن کیسے؟ میں نے کہا کہ اس کا طریقہ میں بتاتا ہوں آپ تینوں منہ دوسری طرف کر لو اور آپس میں باتیں شروع کر دو اور آپ کی پشت کی آڑ میں میں کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھ لیتا ہوں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اللہ کی شان کہ میں نے ایک رکعت ہی پڑھی تھی کہ اوپر سے ایک منک آ گیا لگتا یہ ہے کہ وہ ویڈیو کے ذریعے نگرانی کر رہے تھے، انہوں نے ہمیں مسجد کے دروازے پر دیکھ لیا، وہ آیا اور مجھے دیکھتا رہا جیسے کوئی سیریس موڈ میں ہوتا ہے، ہمارے ساتھی تو گھبرا گئے کہ یہ اب یہ ہمیں پکڑے گا اور کہے گا: گیٹ آؤٹ اور ابھی تو ہم نے اور بھی زیارتیں کرنی تھیں۔

خیر! ہم نے دعائیں مانگیں اور باہر نکل آئے باہر ہم نے دیکھا کہ وہ جو کرنل تھا وہ ابھی اسی جگہ پر کھڑا تھا، ہم نے اسے بتایا کہ ہم دیکھ بھی آئے اور نماز بھی پڑھ آئے وہ مسکرا پڑا، اللہ کی شان دیکھئے کہ اللہ دلوں میں محبت ڈالنے والا ہے وہ مجھے کہنے لگا کہ کیا آپ ''برننگ بش'' کی پتیاں لینا پسند کریں گے۔

میں نے کہا: کیوں نہیں؟

کہنے لگا کیا آپ کو معلوم نہیں اس پر پابندی ہے؟ پھر کہنے لگا: میں آپ کو دوں گا لیکن پہلے اسی جگہ جہاں پہلے بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے واپس اسی طرح سے جا کر بیٹھ جائیں پھر میں آپ کو دوں گا۔ ایک بات ہمیں پہلے معلوم نہ ہو سکی بعد میں پتا چلا، اصل میں ہوا یہ کہ ہم تو چلے گئے برننگ بش کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور مراقبہ شروع کر دیا، جب ہم مراقبہ کر رہے تھے تو جو زائرین کی قوم پھر رہی تھی وہ برننگ بش کی دو تین تصویریں لے کر باقی ہماری تصویریں اتار رہی تھی، چنانچہ ہمارے گرد بھیڑ کو کیمرے کے ذریعے اس کرنل نے دیکھا کہ یہ ساری قوم کس چیز کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے کہ برننگ بش ادھر ہے ان کے کیمرے اُدھر چل رہے ہیں تو وہ یہ منظر کیمرے کے ذریعے دیکھ رہا تھا ہمیں پتا نہیں تھا، ہم تو مراقبہ میں بیٹھے تھے، مراقبہ ختم کرنے پر محسوس ہوا کہ ادھر ہمارے پاس کوئی بندی کھڑی تھی اور اس کا خاوند اس کے فوٹو لے رہا تھا، دوسری طرف دیکھا کہ اُدھر دوسرا بندہ کھڑا ہے اور اس کی بیوی اس کا فوٹو لے رہی تھی، ان کی تو ایسی ہی زندگی ہوتی ہے۔

ہم نے اس کرنل سے پوچھا کہ بھئی: آپ نے کیوں بیٹھنے کے لیے کہا۔ تو اس نے بتایا کہ اس درخت کے پاس تقریباً پانچ سو بندے ہر وقت ہوتے ہیں اور اگر کوئی بندہ اس کے پتے توڑتا ہے تو اس کو سزا ہوتی ہے، لہٰذا میں کسی کے سامنے کیسے توڑ سکتا تھا۔ جب لوگ آپ لوگوں کے فوٹو بنانے میں مصروف ہو گئے تو درخت کی سائیڈ خالی تھی اس دوران میں نے چند پتے توڑ لیے، خیر اس نے اس کے پانچ چھ پتے ہمیں پکڑا دیے۔

اسی برننگ بش کے پاس بیٹھ کر پھر ہم نے دعا مانگی، میں نے اپنے ساتھیوں سے یہی کہا کہ اس جگہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہی کہنا چاہیے کہ اے اللہ! اس جگہ ایک جھاڑی تھی اس پر آپ کی تجلیات پڑ گئی تھیں، ہم میلے دلوں کو لے کر آئے ہیں، اس پر اپنی تجلیات ڈال دیجیے، بہر حال! وہ بہت پُر نور جگہ تھی اور پُر سکون بھی۔

وہ جھاڑی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ لگی ہوئی نظر آئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلام ہوئے

سینٹ کیتھرائن میوزیم کی زیارت

پھر ہمیں پتا چلا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا تو اس وقت یہاں کے منک مدینہ طیبہ گئے تھے اور انہوں نے وہاں جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ بات عرض کی تھی کہ وہ ہماری جگہ ہے، اگر آپ کا دین پھیلتے پھیلتے کبھی وہاں تک بھی پہنچ جائے تو یہ جگہ ہمارے ہی پاس رہنی چاہیے، ہمیں امن نامہ لکھ کر دیں، چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کا احترام فرمایا کرتے تھے لہذا تالیف قلب کے طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان نامہ لکھ کر دیا، وہ انہوں نے ایک میوزیم بنایا ہوا ہے اس میں لگایا ہوا ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستخط بھی ہیں۔

یہ بات ہمیں گائیڈ نے بتائی کہ انہوں نے یہ میوزیم اوپر بنایا ہوا ہے اور چونکہ خاص جگہ ہے اس لیے ہر کسی کو نہیں جانے دیتے، جو لوگ جا رہے تھے ان سے پچاس ڈالر فی کس فیس لے رہے تھے اور وہ تو گویا اپنا حج کرنے کے لیے آئے تھے کہ کنویں کا پانی پی لو، برننگ بش کی تصویریں لے لو اور میوزیم دیکھ لو اور واپس چلے جاؤ اس لیے ان کے لیے تو پچاس ڈالر ادا کرنا کوئی مشکل نہیں تھا، لہٰذا اگر دو سو آدمی ہوں اور پچاس ڈالر فی کس کے طور پر لیے جائیں تو دس ہزار کی رقم بنتی ہے۔

پھر ہمیں پتا چلا کہ اس چرچ کا پورا پورا خرچ ہی وہ میوزیم سے چلا رہے تھے۔ اس کا اسٹاف، اس کی گاڑیاں، شاہانہ زندگی تھی ان کی۔ ہم بھی گئے، وہاں لمبی لائن تھی، ہم بھی لائن میں لگ گئے، جب ہم دروازے پر پہنچے تو دروازے کے اندر منک بیٹھا ہوا تھا اس نے شاید کیمرہ لگا رکھا ہوگا اس سے دیکھتا تھا اور بتاتا تھا کہ فلاں کو اندر بھیجو، جب ہمارا نمبر آیا تو ہم تینوں کو ایک طرف بائی پاس (نظر انداز) کر دیا اور پیچھے سے انگریزوں کو بلانا شروع کر دیا، جو دروازے پر تھا ایک مصری شخص تھا، ہم نے اس سے پوچھا کہ بھئی ہمیں کیوں اندر نہیں جانے دے رہے؟

اس نے کہا کہ ابھی اجازت نہیں ہے، آپ انتظار کریں۔

ہمیں کوئی پندرہ بیس منٹ انتظار کرنا پڑا، ہمارے ساتھیوں نے دو دفعہ مجھ سے کہا کہ جی چلتے ہیں، یہ ہمیں اندر نہیں جانے دیں گے۔

میں نے کہا: تھوڑی دیر کھڑے رہتے ہیں۔

پندرہ بیس منٹ کے بعد پھر اس منک نے ہمیں اندر بلا لیا، اس نے ہم سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟

ہم نے کہا پاکستان سے آئے ہیں۔

پوچھنے لگا: کیوں آئے ہو؟

ہم نے کہا: دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔

اس نے ہم سے دو چار سوال کیے، لیکن بار بار مجھ سے کہتا تھا کہ آپ کون ہیں؟

میں بار بار اسے کہتا تھا کہ میں الیکٹریکل انجینئر ہوں، خیر اس نے ہمیں ٹکٹ تو دیئے لیکن وہ سوچتا رہا۔

جب ہمیں اجازت مل گئی تو ہم اندر گئے، ہم نے وہ ساری جگہ دیکھی اور بھی وہاں کافی نادر چیزیں جمع کی ہوئی ہیں، وہ دیکھ کر جب ہم واپس آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اس منک نے ہمارے ساتھی کو بلایا اور کہنے لگا یہ کون شخص ہیں؟

اس نے کہا: یہ میرے ٹیچر ہیں۔

کہنے لگا کہ یہ تو اپنے آپ کو انجینئر کہتے ہیں۔

ساتھی نے کہا کہ ہمارے ٹیچر ہیں لیکن انجینئر بھی ہیں۔

اس نے کہا۔ اچھا میں آپ کی فیس واپس کرتا ہوں آپ بغیر کسی فیس کے زیارت کیجئے۔

ساتھی آئے خوش ہو کر کہ حضرت اس نے تو ہمیں فیس واپس کر دی۔

میں نے کہا: اصل وجہ یہ ہے کہ یہ وہی منک ہے جس نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تھا اور چونکہ آج مدتوں کے بعد اس مسجد میں نماز پڑھی گئی تو اس نے اس منظر کو دیکھا اور اس کا دل محسوس کر رہا تھا کہ اس جگہ کا کوئی وارث یہاں آیا ہے اور وہ یہ چاہ رہا تھا کہ میں ان سے کوئی فیس نہ لوں اور بغیر فیس کے میں ان کو سارا کچھ دکھاؤں۔

خیر! پھر ہم باہر آ گئے اور کرنل صاحب نے ہمیں اس کنویں کے پانی کی بوتلیں بھر کر بھی دیں جس کا نام بئر موسیٰ علیہ السلام ہے۔

سینٹ کیتھرائن کا حسن نظام

جناب عاصم صاحب سفرنامہ ارض القرآن میں لکھتے ہیں کہ: فاران کے نخلستان سے نکل کر ہم 67 کلومیٹر کے فاصلہ پر سینٹ کیتھرائن پہنچے۔ دَیر بہت بڑی خانقاہ ہے، جس کا وہ حصہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھاڑی میں آگ لگی ہوئی نظر آئی تھی جسے ''برنگ بش'' کہتے ہیں، یہ قسطنطین کے زمانے کا بنا ہوا ہے، یہاں اب بھی کوئی شخص جوتے اتارے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ جٹینیا نے کافی وسیع خانقاہ بنائی تھی اس کی حد بندی کی دیوار بہت اونچی سنگین فصیل کی ہے، گرجا گھر کا پاور ہاوس ہے جس سے بجلی پیدا ہوتی ہے، اس خانقاہ میں کمرے اور برآمدے بہت شاندار بنے ہوئے ہیں۔ سیاحوں کو ٹھہرنے کے لیے بہت اعلیٰ ونفیس انتظامات ہیں۔ سیاحوں کو کھانا پکا کر دینے کے لیے ملازم مقرر ہیں، باورچی خانہ، کھانے کا کمرہ اور تمام ضروریات فراہم کی گئیں ہیں۔ سینٹ کیتھرائن کی طرف سے ایک آفیسر مقرر ہے جو سیاحوں کا استقبال کرتا ہے اور آثار کی زیارت میں ان کی ہر طرح مدد کرتا ہے۔

جناب عاصم صاحب آگے لکھتے ہیں: صبح سینٹ کیتھرائن کے ریلیشنز آفیسر نیکوفورس نے ہمیں سینٹ کیتھرائن خانقاہ کا مشاہدہ کرایا، خانقاہ میں ایک شاندار کنیسہ بنا ہوا ہے جس میں بازنطینی عہد کی تصویریں آج تک ایسی حالت میں موجود ہیں کہ آدمی کو شبہ ہوتا ہے کہ شاید ابھی حال کی بنی ہوئی ہیں، اس طرح فرنیچر اور دروازوں کے بعض حصے ایسے ہیں جو جیٹنیان کے عہد سے اب تک قائم ہیں۔ کنیسہ کی پشت پر وہ مقام واقع ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھاڑی میں آگ لگی ہوئی نظر آئی تھی۔ قسطنطین نے یہاں ایک یادگار بنادی تھی اور خاص اس مقام کو جہاں جھاڑی میں آگ لگی معلوم ہوئی تھی نمایاں کر کے ایک چھوٹے سے مقصورہ کی شکل میں بنادیا تھا۔ اس مقام کی پشت پر باہر صحن میں وہ درخت ہمیں بتایا گیا جس پر سے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا اس درخت کے متعلق پادری نیکو فورس نے ہمیں بتایا کہ صدیوں سے یہ اپنی ابتدائی جڑوں پر بار بار اگتا رہا ہے۔ پرانا ہو کر مرجاتا ہے اور پھر نئے سرے سے انہی جڑوں سے تازہ ہو کر تنا ور شاخیں نکال لیتا ہے۔ یہاں سینٹ کیتھرائن سے متصل سلطان سلیم نے ایک مسجد بنادی ہے جو اہل دَیر ہی کے انتظام میں ہے باوجودیکہ یہ علاقہ ایک مسلمان حکومت کے پاس ہے لیکن اس مسجد کے لیے کسی امام وموذن وغیرہ کا انتظام نہیں ہے اور نہ یہاں نماز باجماعت کا کوئی اہتمام کیا گیا ہے، حالانکہ دَیر کے ملازمین میں اچھی خاصی تعداد مسلمانوں کی موجود ہے۔

روشن درخت کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدھا بن گیا

مقامِ قرب بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا O (پ ۱۶)

"اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کو اسے اپنے قریب کیا"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب درخت سے اللہ کی اس آواز کو سنا اور ان کو یہ معلوم ہوا کہ آج ان کے نصیب میں وہ دولت آ گئی ہے جو خاص الخاص نصیب والے ہی کو ملتی ہے چنانچہ آپ علیہ السلام پھولے نہ سمائے اور اللہ کی تجلیات میں محو ہو کر مثل مورت حیران کھڑے رہ گئے۔ آخر پھر اللہ ہی کی طرف سے ابتدا ہوئی اور پوچھا:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى O

موسیٰ، تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے!

بس پھر کیا تھا۔ محبوب حقیقی کا سوال عاشق صادق سے:

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

عشق الٰہی میں یہ بھی خیال نہ رہا کہ سوال کے پیمانے ہی پر جواب کو تولا جائے اور جو کچھ پوچھا گیا ہے صرف اسی قدر جواب دیا جائے، بولے:

هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ

میری لاٹھی ہے۔ اس پر (بکریاں چراتے وقت) سہارا لیا کرتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑ لیتا ہوں۔

حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال صرف اتنا ہوا تھا ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ اس کا اتنا جواب کافی تھا کہ لاٹھی ہے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ تین باتیں اصل سوال کے جواب سے زیادہ عرض کیں۔ اول یہ کہ قال ھی عصای یہ عصا میرا ہے۔ دوسری یہ کہ میں اس سے بہت سے کام لیتا ہوں ایک یہ کہ اس پر ٹیک لگا لیتا ہوں دوسرا یہ کہ اس سے اپنی بکریوں کے لئے درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں۔ تیسری یہ کہ اس سے اور بھی میرے بہت سے کام نکلتے ہیں۔

اس طویل اور تفصیلی جواب میں عشق ومحبت اور اس کے ساتھ رعایت ادب کی جامعیت کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ عشق ومحبت کا تقاضا ہے کہ جب محبوب مہربان ہو کر متوجہ ہے تو بات دراز کی جائے تاکہ اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ادب کا مقتضا یہ بھی ہے کہ بہت بے تکلف ہو کر کلام زیادہ طویل بھی نہ ہو، اس دوسرے مقتضاء پر عمل کرنے کے لئے اخیر میں اختصار کر دیا کہ **وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى** یعنی میں اس سے اور بھی بہت سے کام لیا کرتا ہوں اور ان کاموں کی تفصیل بیان نہیں کی۔ (روح ومظہری)

پراسرار اژدھا

اب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى O

موسیٰ! اپنی اس لاٹھی کو زمین پر ڈال دو۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ارشاد عالی کی تعمیل کی:

فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى O

موسیٰ (علیہ السلام) نے لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا۔ پس ناگاہ وہ اژدھا بن کر دوڑنے لگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ حیرت زدہ واقعہ دیکھا تو گھبرا گئے اور بشریت کے تقاضے سے متاثر ہو کر بھاگنے لگے، پیٹھ پھیر کر بھاگے ہی تھے کہ آواز آئی:

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى O

(اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا) موسیٰ! اس کو پکڑ لو اور خوف نہ کھاؤ ہم اس کو اس کی اصل حالت پر لوٹا دیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی دوشاخہ تھی اب وہی دوشاخہ اژدھے کا منہ نظر آرہا تھا۔ سخت پریشان تھے، مگر قربت الٰہی نے طمانیت وسکون کی حالت پیدا کر دی اور انہوں نے بے خوف ہو کر اس کے منہ پر ہاتھ ڈال دیا اس عمل کے ساتھ ہی فوراً وہ دوشاخہ لاٹھی بن گیا۔

وادیٔ سینا کی ماؤنٹ نیبو پر موجود
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا سے مشابہ بنا ہوا عصا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جنتی لاٹھی کی خصوصیات

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ مقدس لاٹھی ہے جس کو ''عصاء موسیٰ'' کہتے ہیں۔اس کے ذریعہ آپ علیہ السلام کے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا، جن کو قرآن مجید نے مختلف عنوانوں کے ساتھ بار بار بیان فرمایا ہے۔ اس مقدس لاٹھی کی تاریخ بہت قدیم ہے جو اپنے دامن میں سینکڑوں ان تاریخی واقعات کو سمیٹے ہوئے ہے جن میں عبرتوں اور نصیحتوں کے ہزاروں نشانات ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں جن سے اہل نظر کو بصیرت کی روشنی اور ہدایت کا نور ملتا ہے۔

یہ لاٹھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قد کے برابر دس ہاتھ لمبی تھی اور اس کے سر پر دو شاخیں تھیں جو رات میں مشعل کی طرح روشن ہو جایا کرتی تھیں، یہ جنت کے درخت پیلو کی لکڑی سے بنائی گئی تھی اور اس کو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ چنانچہ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

وَاٰدَمُ مَعَهٗ اُنْزِلَ الْعُوْدُ وَالْعَصَا
لِمُوْسٰی مِنَ الْاٰسِ النَّبَاتِ الْمُكَرَّمِ
وَاَوْرَاقُ تِيْنٍ وَّالْيَمِيْنُ بِمَكَّةَ
وَخَتْمُ سُلَيْمٰنَ النَّبِيِّ الْمُعَظَّمِ

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ عود (خوشبودار لکڑی) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو عزت والی پیلو کی لکڑی کا تھا۔ انجیر کی پتیاں، حجر اسود جو مکہ معظمہ میں ہے اور نبی معظم حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی یہ پانچوں چیزیں جنت سے اتاری گئیں۔ (صاوی ج ا ص ۳۶)

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد یہ مقدس عصاء حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کو یکے بعد دیگرے بطور میراث کے ملتا رہا یہاں تک کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو ملا جو ''قوم مدین'' کے نبی تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے ہجرت فرما کر مدین تشریف لے گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی حضرت بی بی صفوراء رضی اللہ عنہا سے آپ علیہ السلام کا نکاح فرما دیا اور آپ علیہ السلام دس برس تک حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر آپ علیہ السلام کی بکریاں چراتے رہے اس وقت حضرت شعیب علیہ السلام نے حکم خداوندی (عزوجل) کے مطابق آپ علیہ السلام کو یہ مقدس عصا عطا فرمایا۔

مَاٰرِبُ اُخْرٰی (دوسرے کاموں) کی تفسیر میں حضرت علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مثلاً:

1. اس کو ہاتھ میں لے کر اُس کے سہارے چلنا۔
2. اس سے بات کر کے دل بہلانا۔
3. دن میں اس کا درخت بن کر آپ پر سایہ کرنا۔
4. رات میں اس کی دونوں شاخوں کا روشن ہو کر آپ کو روشنی دینا۔
5. اس سے دشمنوں، درندوں، سانپوں اور بچھوؤں کو مارنا۔
6. کنوئیں سے پانی بھرنے کے وقت اس کا رسی بن جانا اور اس کی دونوں شاخوں کا ڈول بن جانا۔
7. بوقت ضرورت اس کا درخت بن کر حسب خواہش پھل دینا۔
8. اس کو زمین میں گاڑ دینے سے پانی نکل پڑنا وغیرہ۔

(تفسیر مدارک التنزیل ج ۳ ص ۵۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کی طرف سفر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت ملنے کے بعد کوہ طور سے مصر کے شہر ممفس گئے۔ بعض مورخین کے مطابق آپ علیہ السلام مصر کے شہر الاقصر میں موجود فرعون کے محل میں تشریف لے گئے اور جس وقت آپ علیہ السلام فرعون کے محل میں پہنچے اس وقت فرعون سو رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جگایا اور فرمایا

اے ملعون!

چھوڑ دے تو اپنا دعویٰ خدا چھوڑ دے!

کبر کے شیشے کو ظالم توڑ دے!

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو دیکھا تو کہنے لگا تم وہی تو ہو جو میرے پاس پلے بڑھے اور میرا ایک آدمی بھی قتل کر کے بھاگ گئے تھے اور آج مجھے تبلیغ کرنے آ گئے، ذرا ہوش سے اور سوچ سمجھ کر بات کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم خود ہوش میں آؤ، خبردار! میری کوئی بے ادبی نہ ہونے پائے۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کا پیغمبر بن کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا

وَقَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (الاعراف ع ۱۹)

''اے فرعون! میں اس کا بھیجا ہوا تیرے پاس آیا ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے۔''

فرعون نے کہا: واہ واہ! کیا خیال ہے۔ تم اپنے متعلق کچھ بھی دعویٰ کرو، میری نظر میں تو تم وہی ہو جو میرے پاس رہ چکے اور اگر کچھ ایسا ہی دعویٰ ہے تو کوئی نشانی ہو تو دکھلاؤ۔

فَاَلْقٰی عَصَاہُ فَاِذَا ھِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ

تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا عصا ڈال دیا۔ وہ فوراً ایک اژدھا بن گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا عصا مبارک زمین پر ڈالا تو سبحان اللہ! وہ عصا ایک اتنا بڑا اژدھا بن گیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق اس کا رنگ زرد تھا اور وہ اپنا منہ کھولے ہوئے زمین سے ایک میل اونچا اپنی دم پر کھڑا ہو گیا اور ایک جبڑا اس نے زمین پر رکھا، ایک قصر شاہی کی دیوار پر، پھر اس نے فرعون کی طرف رخ کیا اور فرعون سمیت اس کے محل کو نگلنے لگا، فرعون نے جو یہ منظر دیکھا تو مارے دہشت کے بھاگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی منت کرنے لگا اور کہنے لگا۔ اے موسیٰ، تمہیں اس کی قسم جس نے تجھے رسول بنایا۔ اس کو پکڑ لو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اٹھا لیا تو وہ پھر عصا بن گیا۔

فرقد السنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس سانپ کے دونوں جبڑوں کے درمیان **اسی گز** کا فاصلہ تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالی تو وہ زرد اور سرخ رنگ کا سانپ بن گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا، اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان کا فاصلہ اسی گز تھا اور یہ تقریباً زمین سے ایک میل دور اپنی دم کے سہارے کھڑا تھا جس کا نیچے والا ہونٹ زمین پر پڑا تھا اور اوپر والا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا۔ (حوالہ حیات الحیوان)

''حیات الحیوان'' کے مصنف فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا اور وہ فوراً اژدھا بن گیا تو اس نے لوگوں پر حملہ شروع کر دیا۔ بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اس نے فرعون پر بھی حملہ کر دیا۔

عصا موسیٰ علیہ السلام اژدھا بن گیا

ہزاروں فرعونی اژدھے کی دہشت سے مر گئے

بعض تاریخی روایات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ اس اژدھے نے فرعون کی طرف منہ پھیلایا تو اس نے گھبرا کر تخت شاہی سے کود کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پناہ لی اور دربار کے ہزاروں آدمی اس کی دہشت سے مر گئے۔ (تفسیر کبیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سدی کی طرف اس قول کی نسبت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اژدھا بن گئی، یہ اژدھا زرد رنگ کا تھا اس کے اوپر بال تھے سر پر کلغی تھی۔ اتنا منہ کھولے ہوئے تھا کہ دونوں جبڑوں کے درمیان اسی گز کا فاصلہ تھا، ایک میل زمین سے اونچا تھا، نچلا جبڑا قصر کی دیوار کے اوپر رکھے تھا اور اوپر کھڑا ہو کر فرعون کی طرف بڑھتا تھا۔
روایت میں آیا ہے کہ اژدھے نے فرعون کا قبہ منہ میں بھر لیا۔ (تفسیر مظہری)

بعض نادان لوگ اژدھے کی جسامت پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تصویر ان نادانوں کے لئے اس کتاب میں شامل کی گئی ہے۔ جس میں ایک اینا کونڈا نامی اژدھا سالم بکرے کو نگل رہا ہے اور جب دور حاضر میں اتنے بڑے اژدھے ہو سکتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب اژدھا تو ان کا معجزہ تھا نہ کہ حقیقی اژدھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کچھ مہلت طلب کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے مہلت دے دی۔

فرعون گھبرایا ہوا اپنے وزراء وارا کین سے کہنے لگا کہ موسیٰ تو کہیں سے ایک زبردست کرشمے والا عصا لے آیا ہے، بتاؤ کیا کریں؟

سب نے کہا: ملک کے سب جادوگر اکٹھے کرو اور ان سے کہو کہ وہ موسیٰ (علیہ السلام) کا مقابلہ کریں۔

چنانچہ فرعون کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں جادوگر جمع ہوئے اور فرعون نے ان کو بتایا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس ایک عصا ہے۔ جب وہ زمین پر ڈالتا ہے تو اس کا عصا ایک خوفناک اژدھا بن جاتا ہے۔ میں نے تم سب کو اس لیے جمع کیا ہے کہ کسی طرح موسیٰ (علیہ السلام) کو شکست دو۔

چنانچہ جادوگروں نے اپنی اپنی لاٹھیوں اور رسیوں پر مسالے ملنا شروع کر دیئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کے لیے تیار ہونے لگے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چیلنج دے دیا کہ ہم سے مقابلہ کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چیلنج منظور فرمایا اور فرعونیوں کے ایک بہت بڑے میلے کا دن اس مقابلہ کے لیے مقرر فرما دیا۔ یہ دن فرعونیوں کا ایک ایسا دن تھا جس دن وہ زینتیں کر کر کے دور دور سے جمع ہوتے تھے۔ چنانچہ جب یہ دن آیا تو فرعون ایک بڑے میدان میں اپنا تخت بچھوا کر بڑے فخر وغرور سے اس پر بیٹھا اور ہزاروں جادوگر اپنا سامان جادو لے کر وہاں پہنچ گئے اور ہزاروں کی تعداد میں دوسرے لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے۔

چنانچہ فرعونی جادوگر جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اپنے رسے اور سونٹیاں لے کر آگے بڑھے اور کہنے لگے:

يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ. (پ۹، ع۴)

اے موسیٰ! (علیہ السلام) یا تو پہلے آپ اپنا عصا ڈالیں یا پھر ہم اپنے سونٹے رسیاں وغیرہ ڈالتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی پہلے ڈال لو اور نکال لو جو سانپ نکالنا ہے۔

چنانچہ انھوں نے اپنی اپنی رسیاں اور سونٹے ڈالے تو جادوگروں کے جادو سے سارا میدان سانپوں سے گھر گیا اور ہر طرف ہزاروں کی تعداد میں سانپ ہی سانپ دوڑتے پھرتے نظر آنے لگے۔

فرعون بڑا خوش تھا کہ اب موسیٰ (علیہ السلام) جیت نہیں سکتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ''اے موسیٰ! اب تم بھی اپنا عصا ڈالو اور پھر دیکھو کہ یہ نبی کا عصا اپنا کیا کمال دکھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک زمین پر ڈالا تو:

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ.

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ عصا ایک عظیم اژدھا بن گیا اور سارے میدان میں منہ کھول کر چکر لگانے لگا اور ایک ہی چکر میں سارے جادوگروں کے ہزاروں سانپوں کا ایک ہی لقمہ بنا لیا۔ اللہ کے نبی کے سونٹے کے ایک ہی چکر نے جادوگروں کی مہینوں کی کوششوں پر پانی پھیر دیا اور وہ جادوگر یہ اعجاز دیکھ کر سب کے سب سجدے میں جا پڑے اور کہنے لگے:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ.

ہم موسیٰ وہارون (علیہما السلام) کے رب اور سارے جہانوں کے رب پر ایمان لے آئے۔

سبحان اللہ! نبی کے عصا نے وہ کمال دکھایا کہ ہزاروں جادوگر ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور فرعون پر لعنت بھیجنے لگے۔

فرعون نے جو یہ منظر دیکھا تو گھبرایا اور ان جادوگروں کو ڈرانے دھمکانے لگا مگر انھوں نے یہ جواب دیا کہ کچھ بھی کر مگر اب ہم ایمان لا چکے اور سچے رب کو پا چکے ہیں۔ اب ہم اس ایمان سے پھسل نہیں سکتے اور تمھیں کبھی سچا نہیں مان سکتے۔

فرعونی حکومت کی دیوہیکل عمارت کے آثار

مقاماتِ حضرت موسیٰ علیہ السلام

1. مصر: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے
2. کوہِ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام سنا
3. بحیرۂ قلزم (احمر) مجمع البحرین میں وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی
4. ممفس: جہاں فرعون کا محل تھا
5. فیوم: مصر میں موجود وہ جگہ جہاں فرعون کی شکارگاہ تھی

کلومیٹر
0
100
200
300
400

بحیرۂ روم
اسکندریہ
بوطو
سائیس
بحیرۂ منزلہ
بحیرۂ تانیس
نیل کا ڈیلٹا
جشن جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت میں رہائش تھی
ہیلوپولس
القاہرہ
4 ممفس جہاں فرعون کا محل تھا
بحیرۂ قارون
یہاں قارون کا کنواں تھا
5 فیوم
مصر میں موجود وہ جگہ جہاں فرعون کی شکارگاہ تھی
1 وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے
مصر
دریائے نیل
تل العمارنہ
فرما
عریش
قلزم (سویز)
وہ جگہ جہاں فرعون غرق ہوا
صحرائے سیناء
وادی تیہ
جہاں بنی اسرائیل نے 40 سال تک من وسلویٰ کھایا
جزیرہ نمائے سیناء
خلیج سویس (سویز)
وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام سنا
کوہِ طور
بحیرۂ قلزم (احمر) مجمع البحرین میں وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی
دوتن جہاں کے کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا
قیساریہ
نابلس (سکم) اس جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام رہتے تھے
یافا
وہ جگہ جہاں حضرت یونس علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے
(جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام) کو ذبح کیا گیا
اسدود
القدس
اریحا
غزہ
یہاں کے غار میں حضرت یعقوب
الخلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحٰق
بئر سبع
اس جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے 7 کنویں کھودے تھے
بحیرۂ مردار
جہاں قومِ لوط (علیہ السلام) زیرِ سمندر دفن ہے
نقب
پیٹرا
اس جگہ وہ قطبی رہتے تھے جنہوں نے پہاڑوں کو کاٹ کر محل بنائے
معان
عقبہ
ایلہ (ایلات)
وہ جگہ جہاں کے لوگ نافرمانی پر بندر بنا دیئے گئے
مدین
وہ بستی جہاں قومِ شعیب (علیہ السلام) رہتی تھی
عرب
دریائے اردن
اس جگہ حضرت داؤد علیہ السلام کی جالوت سے جنگ ہوئی
عمان
صحرائے شام
خلیج عمان
اردن
مصیرہ
وادی سرحان

فرعون کے محل کے آثار

فراعنہ نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر ان سے بیگار لینی شروع کر دی۔ جب رعمیس ثانی برسر اقتدار آیا تو ڈیلٹا کے علاقے کی فوجی اہمیت اور زرخیزی کے باعث اس نے اپنا شاہی محل چر واہے حکمرانوں کے دارالخلافہ سے تھوڑا دور قنطیر (Qantir) کے مقام پر تعمیر کروایا تھا جس کا موجودہ نام تینس ہے۔ رعمیس کا محل اور عبادت گاہیں یہاں تعمیر کی گئیں تھیں، محققین کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام کام بنی اسرائیل سے بیگار میں لیا گیا، اب کھدائی کے بعد فراعنہ کے دیوتا امن کے مندر کے کھنڈرات ملے ہیں، یہ مندر الاقصر کے کارنک مندر کے ہم پلہ تھا۔ اس علاقے میں دو شاہی قبرستان بھی دریافت ہوئے ہیں۔

موجودہ تحقیق نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ بنی اسرائیل اسی علاقے میں آباد تھے اور پھر فرعون رعمیس کے شاہی محلات بھی اسی علاقے میں تھے جس میں پانی دریائے نیل کی ایک شاخ فراہم کرتی تھی۔ ایسے میں میرا قیاس ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اسی علاقے میں پیدا ہوئے، چونکہ ان کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ بنی اسرائیل کا الاقصر یا مصر کے کسی دوسرے علاقے میں آبادکاری کے کوئی ثبوت نہیں۔ رعمیس ثانی کے ان محلات کے قریب ہی بنی اسرائیل کے لوگوں کی بستی تھی جہاں ایک غریب گھرانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھ کھولی تھی۔

(بشکریہ یعقوب نظامی صاحب)

فرعون کی حکومت کا مرکزی مقام : ممفس
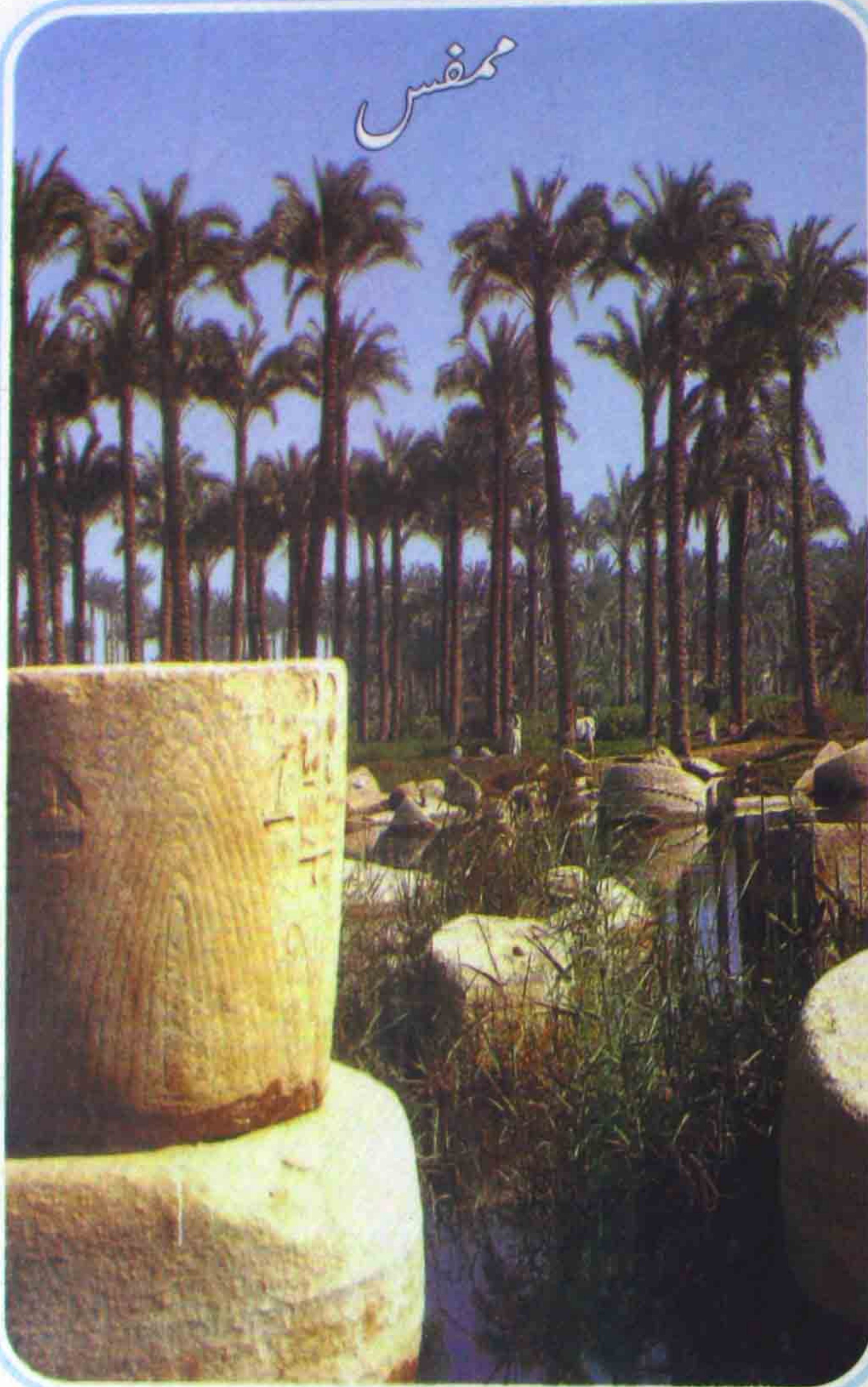
ممفس

جناب یعقوب نظامی لکھتے ہیں کہ ممفس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون کا دارالحکومت تھا، بعض مورخین کے نزدیک فرعون کا دارالحکومت الاقصر (طیبہ) تھا اور یہیں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہجرت کر کے مدین پہنچے تھے۔

آج سے پانچ ہزار سال پہلے قاہرہ سے 32 کلومیٹر اور سقارہ سے تین کلومیٹر دور جنوب مغرب میں فراعنہ بادشاہ نے 1300 ق م میں ممفس نام سے ایک شہر آباد کیا تھا، ممفس تین ہزار سال تک فراعنہ بلکہ دنیا بھر کا مرکز رہا، بعد میں فراعنہ کا دارالحکومت کچھ عرصہ الاقصر میں بھی رہا لیکن اس کے باوجود اس شہر کی رونق اور اہمیت میں کوئی فرق نہیں آیا، یہ دنیا کا منفرد شہر تھا جسے ایک بادشاہ نے اپنے پائے تخت کے لئے بنوایا تھا۔

اس زمانے کے لوگوں میں شہروں کا تصور نہیں تھا، اکثریت غاروں یا پھر خیموں میں خانہ بدوش زندگی بسر کرتی تھی، غاروں اور خیموں کے زمانے میں ممفس ایک ایسا جدید ترین شہر تھا جس میں زندگی کی تمام تر سہولیات میسر تھیں جو بڑے کمال کی بات تھی، ایسی سہولیات جن کا آج کے جدید ترین دور میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔

ممفس کی بنیاد پڑتے ہی دنیا میں شہنشاہیت کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل دنیا میں وسیع تر حکومت کا تصور نہیں تھا، لوگ قبائل میں تقسیم تھے اور قبیلے کا سردار ہی روزمرہ کے مسائل کو نمٹاتا تھا۔

ممفس دریائے نیل کے کنارے ایک خوبصورت شہر تھا جس کے اردگرد سفید پتھر کی دیوار تھی اسی بناء پر یہ شہر "وائیٹ وال" کے نام سے مشہور تھا، سفید دیوار کے اندر آباد شہر میں محلات، حکومتی دفاتر، ہسپتال، میت کو حنوط کرنے کے سینٹر، عبادت گاہیں، جیلیں اور بازار تھے۔ محل دو حصوں میں تقسیم تھا ایک حصہ "ریڈ ہاؤس" اور دوسرا "وائیٹ ہاؤس" کہلاتا تھا۔

فرعون کے دور کے محلات کے کھنڈرات
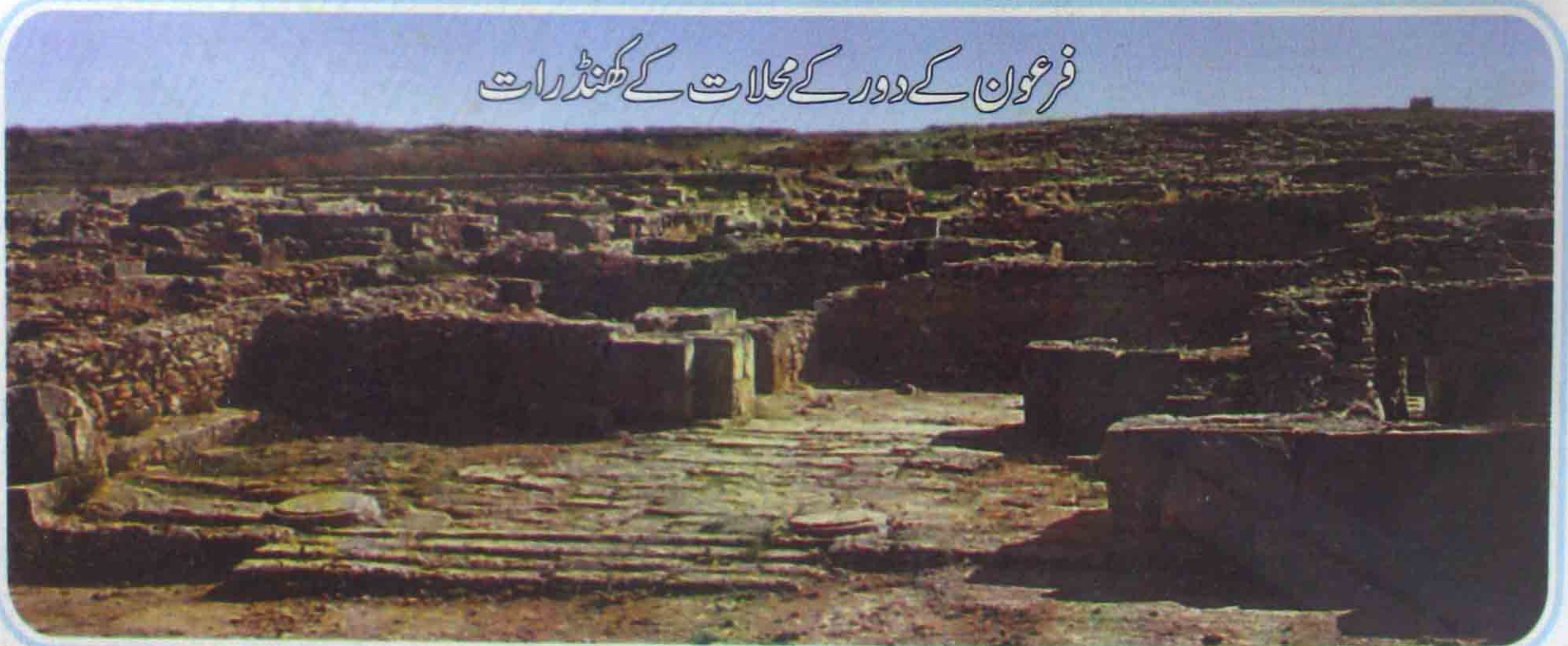
ممفس میں موجود فرعون کے زمانے کی عمارتیں
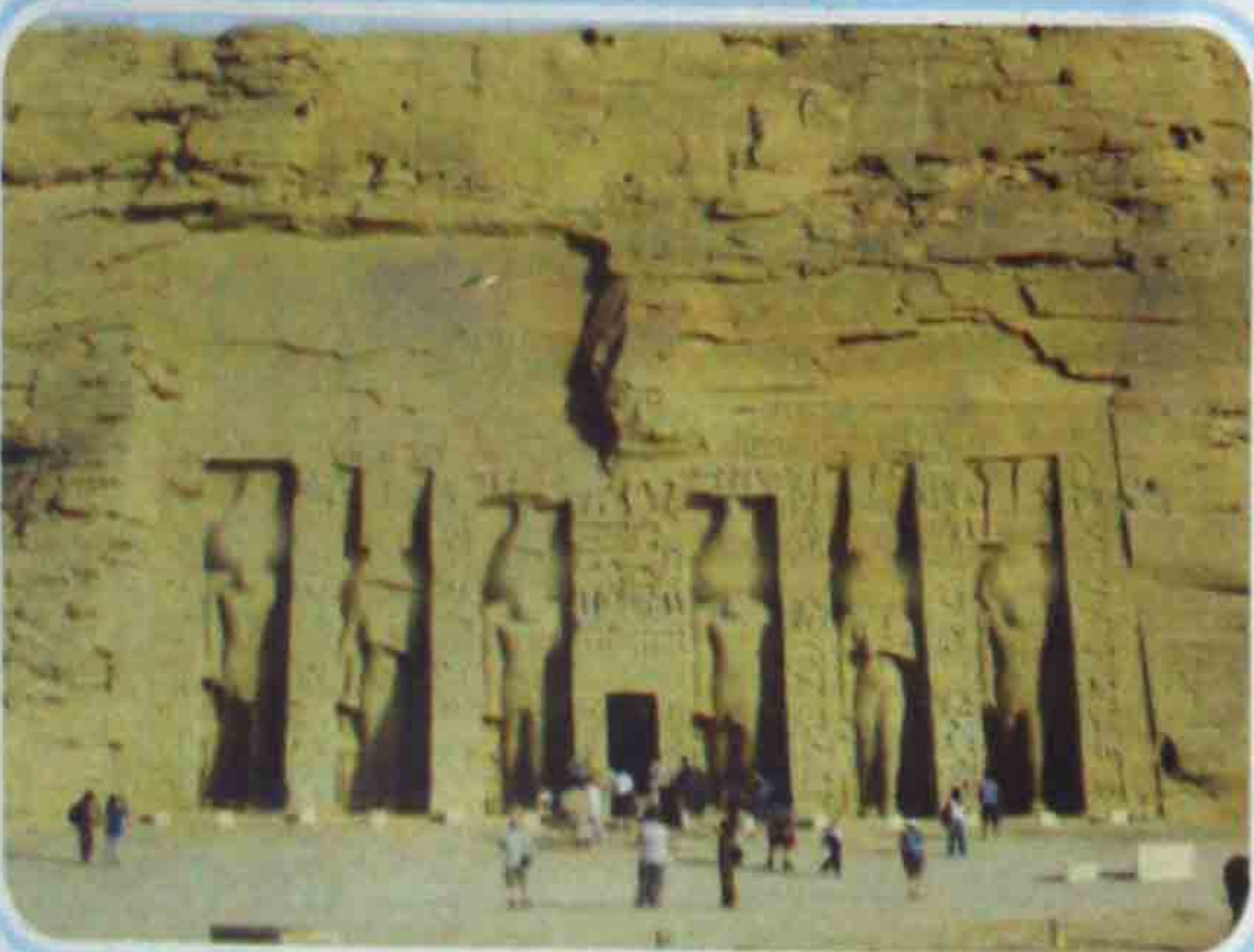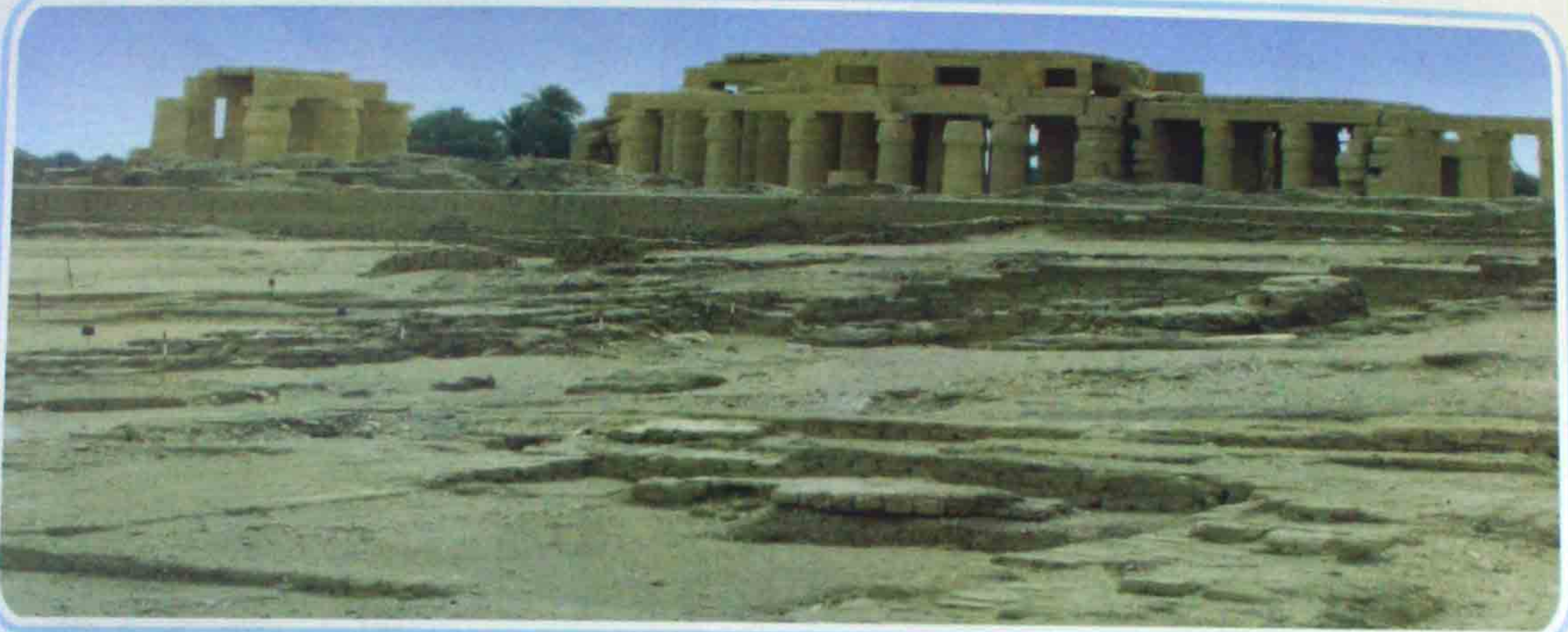
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون مصر کے اٹھارویں خاندان کا جلیل القدر بادشاہ تھا، اس کی عمارات کے کھنڈرات آج تک دریائے نیل پر موجود ہیں جس کی دیواروں پر اس کے حالات خط مسند میں کندہ ہیں، اسی فرعون کا وزیر جنگ اور محکمہ تعمیرات کا افسر اعلیٰ ہامان تھا جو امن کے دیوتا کے مندر کا کاہن اعظم بھی تھا اس کا نام مکس خونس تھا، اس کا مجسمہ جرمنی میں موجود ہے۔

ممفس میں موجود فرعون کا نصب کردہ مجسمہ

ممفس شہر کے بڑے بڑے مراکز میں فراعنہ کے مجسمے نصب تھے۔ شاہی تقریبات محلات کے اردگرد پھیلے ہوئے وسیع علاقے میں ہوتی تھیں، جب بادشاہ گزرتے تو راستے کے اردگرد جوان لڑکیاں اپنے سر کے بال پھیلا دیتی تھیں جن پر بادشاہ چلتے تھے بالکل ایسے ہی جیسے آج کے آغا خان کے پیروکار کی جوان دوشیزائیں اپنے بال ان کی عقیدت میں راہ میں بکھیر دیتی ہیں۔ فراعنہ کے زمانے میں کچھ خواتین بادشاہوں پر پھول نچھاور کرتی تھیں صحن کے چاروں طرف دور دور تک جوان لڑکیاں میوزک پر ناچ گانے میں مصروف رہتی تھیں، ان تمام مناظر کی تصویر کشی ان بادشاہوں کے مقبروں میں بنی ہوئی آج بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

فرعون کے دارالحکومت ممفس میں موجود فرعون دوم رعمیس کا 40 فٹ لمبا مجسمہ جو مصر کے میوزیم میں آج بھی موجود ہے

فرعون مصر کی ممی

فرعون مصر رعمیس دوم کی نصب کردہ مجسمے
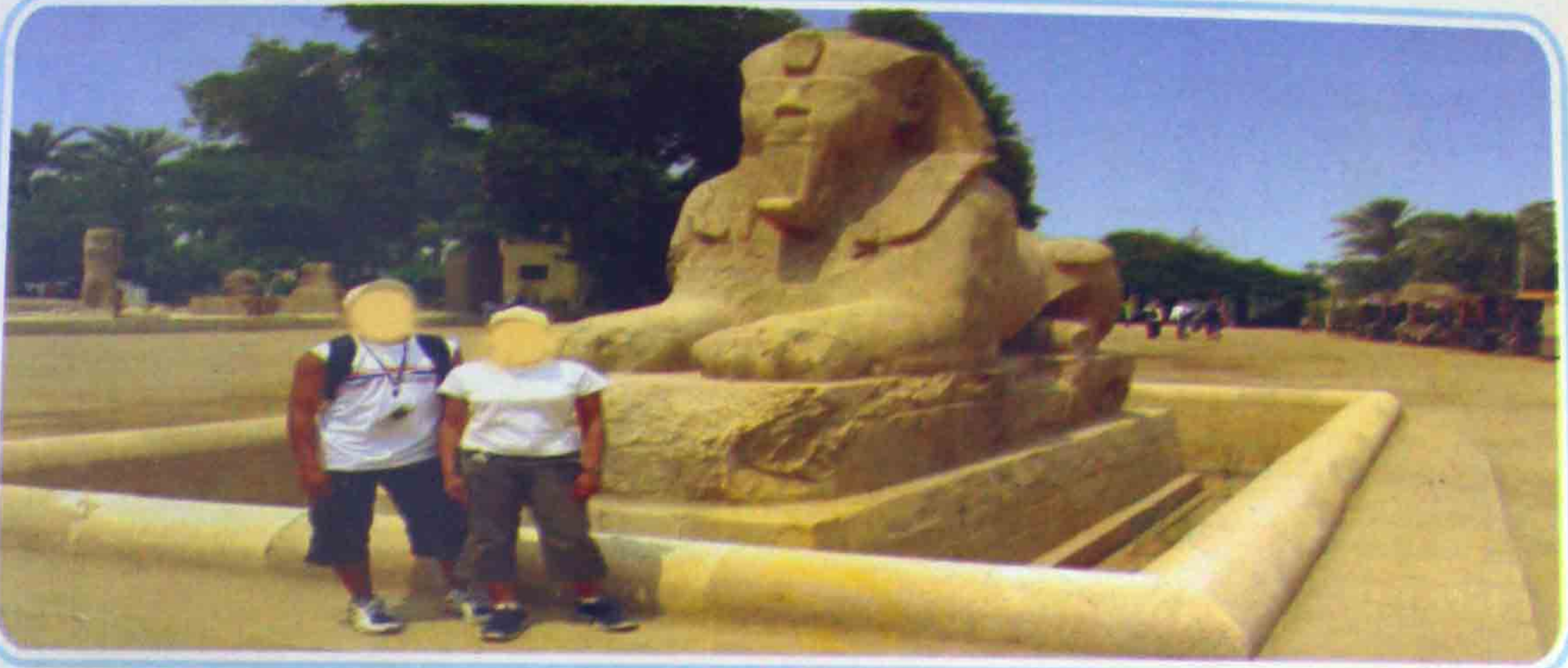
فرنچ کٹ داڑھی فرعون کا فیشن تھا

جناب یعقوب نظامی نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ فرعون داڑھی نہیں رکھتے تھے لیکن جب مرتے تو میت کو حنوط کرنے کے بعد ٹھوڑی پر رسمی طور پر ایک لمبی سی داڑھی لگا دی جاتی تھی، فراعنہ کی حنوط شدہ لاشوں کی تصویروں میں یہ داڑھیاں ٹھوڑیوں پر نظر آتی تھیں، میت کے بازوؤں کو کراس کی شکل میں سینے پر رکھا گیا تھا۔ ٹھوڑی پر داڑھی کے نشان اور بازوؤں کے کراس کا مطلب تھا کہ بادشاہ زندہ نہیں۔

ممکن ہے فرانس کے محققین نے فرعونی دور پر تحقیق کے دوران جب یہ معلوم کیا ہو کہ فراعنہ کی داڑھیاں ہوتی تھیں تو انہوں نے اسی طرز کی داڑھیاں رکھنی شروع کر دیں جسے انہوں نے اپنی اختراع سے ''فرنچ کٹ داڑھی'' کے طور پر متعارف کروایا چونکہ فرانسیسی فراعنہ سے بڑے مرعوب تھے۔

جب فرانس نے مصر پر قبضہ کیا تو فرانسیسی حکمران نپولین مصر گیا۔ جہاں اس نے رات اہرام کے اس چیمبر میں گزاری جہاں کسی زمانے میں فرعون کی میت رکھی ہوئی تھی، آج بھی بعض مسلمان فرنچ کٹ داڑھی فیشن کے طور پر رکھتے ہیں، اس تناظر میں سعودی حکمرانوں اور شہزادوں کی فرنچ کٹ داڑھیاں کافی شہرت رکھتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو فیشن کے طور پر رکھی ہوئی داڑھیوں کے پس منظر پر بھی غور کر لینا چاہئے کیونکہ مکمل شرعی داڑھی رکھنا یہ تمام انبیاء کی سنت ہے اور آدھی داڑھی یا فرنچ کٹ داڑھی رکھنا یہ فرعون کا فیشن تھا، جسے بدقسمتی سے آج کے جدت پسند مسلمان پسند کرتے ہیں۔

ابوالہول: فرعون کا بنایا ہوا دیوہیکل مجسمہ
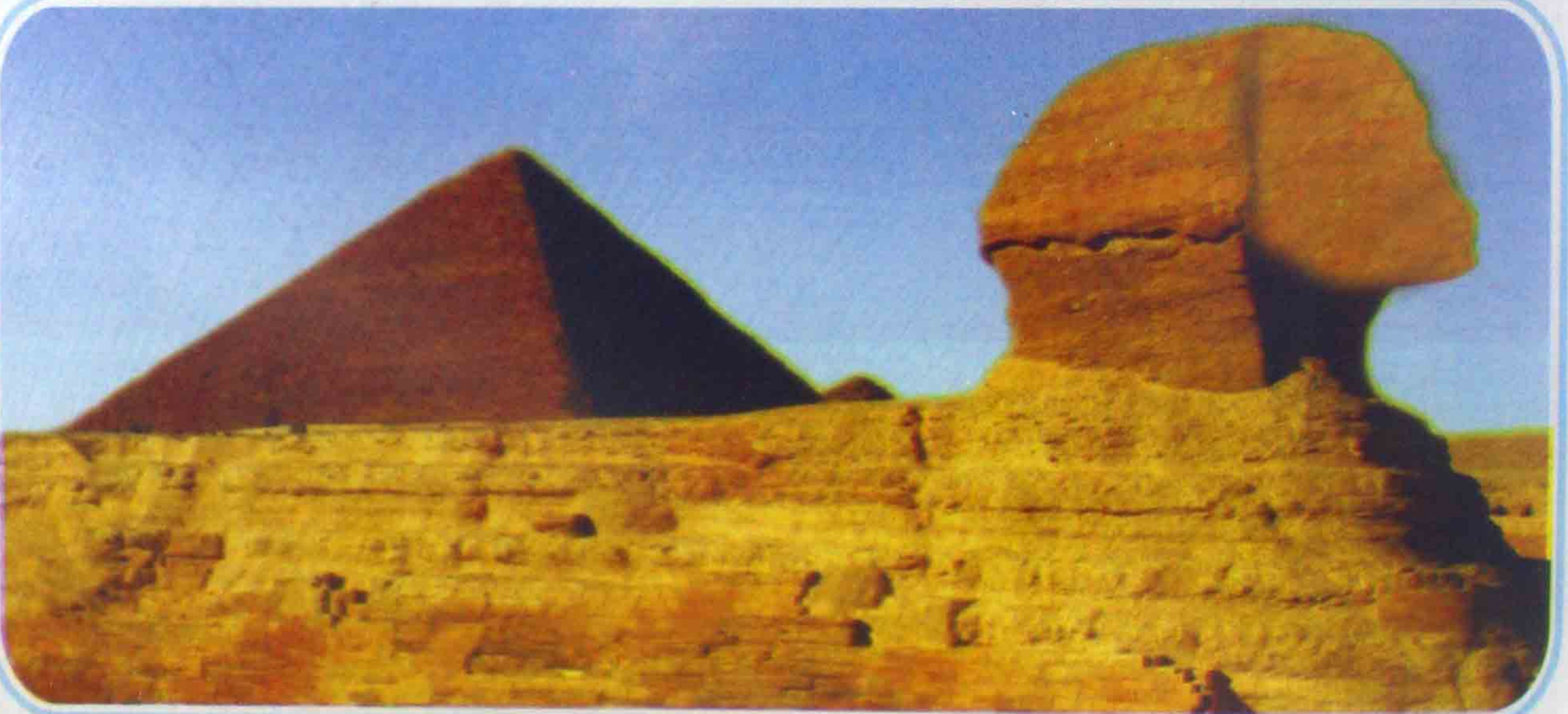
ابوالہول کا یہ مجسمہ 240 فٹ لمبا 66 فٹ اونچا ہے۔ اس کی ناک قد آدم کے برابر ہے اور ہونٹ 7 فٹ لمبے ہیں۔
یہ مجسمہ زیر زمین ریت میں دفن تھا 1618ء میں اس کو دریافت کیا گیا۔

ابولہول کا مجسمہ
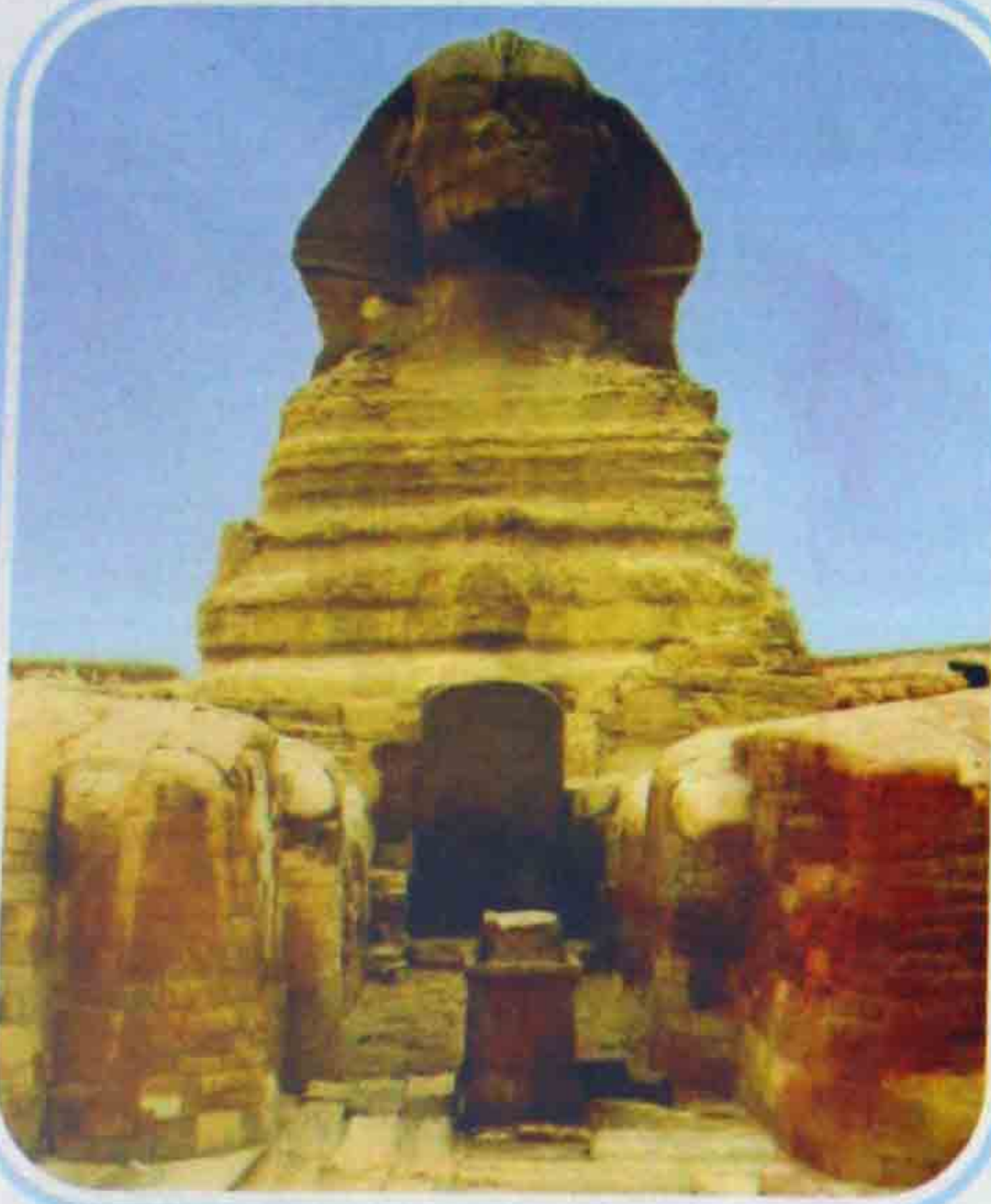
اہرام جیزہ کے مشرقی جانب میں شہرۂ آفاق ''ابوالہول'' واقع ہے۔ یہ دراصل ہرم اوسط کے بانی خیفرے کا مجسمہ ہے جو اس نے خود اپنی زندگی میں بنوایا تھا۔ مقریزی نے لکھا ہے کہ اس کا قدیم نام ''بیلبیب'' تھا۔ عربوں نے اس کا نام ابوالہول رکھ دیا۔ مقریزی کے زمانے میں اس مجسمے کا سر اور گردن سطح زمین پر نظر آتی تھی اور لوگوں کا قیاس یہ تھا کہ باقی جسم زمین میں مدفون ہے چنانچہ بعد میں کسی وقت زمین کھودی گئی تو قیاس درست نکلا اب اس کے چاروں طرف زمین کھدی ہوئی ہے اور پورا مجسمہ نظر آتا ہے البتہ چہرے کے نمایاں نقوش مٹے ہوئے ہیں۔
مقریزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں ایک صوفی بزرگ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ہمیشہ روزے سے رہتے تھے، انہوں نے بہت سے منکرات کے ازالے کے لیے ایک مہم شروع کی اور اسی مہم کے دوران انہوں نے ابوالہول کے چہرے کو اس طرح بگاڑ دیا کہ چہرے کے نقوش نظر نہ آئیں۔ (الخطط ج ۱ ص ۱۲۱)

بہرکیف! یہ مجسمہ **240** فٹ لمبا اور **66** فٹ اونچا ہے۔ اس کی ناک قدِ آدم ہے اور ہونٹ **7** فٹ سے زائد لمبے ہیں۔ چہرہ مردانہ ہے لیکن دھڑ شیر جیسا ہے اور یہ پورا مجسمہ ایک ہی پتھر کا بنا ہوا ہے۔ تاریخی روایات اس بات پر متفق ہیں کہ اہرام اور ابوالہول کے لیے پتھر اسوان کے علاقے سے لائے گئے تھے جہاں آج کل اسوان بند تعمیر کیا گیا ہے۔ ابوالہول کے دائیں جانب ایک زیرِ زمین قلعہ نما عمارت کے کھنڈر ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ فرعون کے زمانے میں شہزادیوں کے کمرے تھے۔

ابوالہول کو قریب سے دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پہلے یہ ایک پہاڑی تھی جسے کاریگروں نے کاٹ اور تراش کر 66 فٹ اونچا یہ مجسمہ بنایا جس کا چہرہ بیس فٹ چوڑا ہے

ابوالہول کی دائیں جانب ایک
زیرِ زمین عمارت کے کھنڈرات موجود ہیں
کہا جاتا ہے کہ یہ شہزادیوں کے مخصوص کمرے تھے۔

فرعون کا تعمیر کردہ مندر

دریائے نیل کے کنارے الاقصر کی عبادت گاہ ہے، ہم نے اس کا جائزہ لیا تو ایک بڑے قطعۂ ارضی پر اس کے کھنڈرات پھیلے ہوئے دیکھے، ایک ایسی عبادت گاہ جس کی فراعنہ دور میں بڑی اہمیت رہی، اس عبادت گاہ کو فرعون رعمیس ثانی نے تعمیر کیا تھا۔ الاقصر کی اس عبادت گاہ کے مین گیٹ پر رعمیس دوم کے دو بڑے بڑے مجسمے دائیں اور بائیں نصب ہیں، ان مجسموں میں وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ عبادت گاہ کے مختلف حصے تھے، فرعون کا کورٹ یارڈ اب بھی موجود ہے۔ بڑے بڑے پتھروں سے تعمیر ہونے والا یہ مندر بہت اونچا تھا، عمارت انتہائی پرشکوہ تھی، ستونوں پر انتہائی اعلیٰ قسم کی نقش نگاری کی گئی ہے اور اس عبادت گاہ میں فراعنہ کے بارے میں مختلف کہانیاں در و دیوار پر لکھی ہوئی ہیں۔

فرعون کا تعمیر کردہ عبادت خانہ
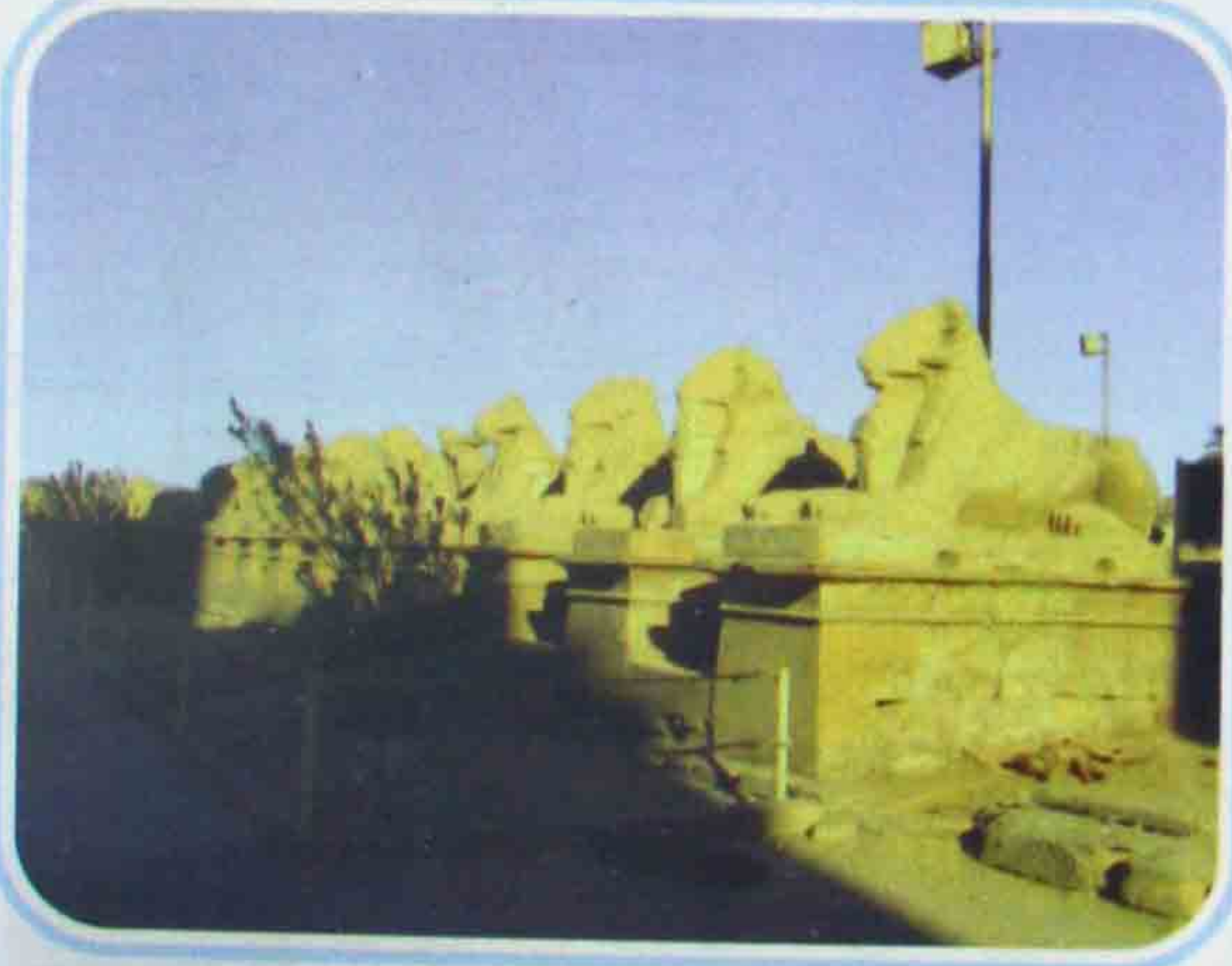
الاقصر میں دریائے نیل کے کنارے کارنک کا مندر جسے رعمیس دوم نے تعمیر کروایا تھا
دریائے نیل کے کنارے فرعون کا تعمیر کردہ مندر

یہاں شہر کے آخری کنارے پر کارنک کے مندر کے کھنڈرات ہیں، اس کی اہمیت سب سے زیادہ تھی اور تقریباً ڈیڑھ ہزار سال تک اس کی مرکزی حیثیت کو تسلیم کیا جاتا رہا۔ **1980** ایکڑ قطعۂ ارضی پر پھیلی ہوئی یہ عبادت گاہ فراعنہ کے امن دیوتا کا مندر کہلاتا تھا، یہ عبادت گاہ ہی نہیں تھی بلکہ اس میں پوری دنیا آباد تھی، ہر فرعون نے اس کی حیثیت کو تسلیم کیا اور پھر اس میں اضافی عمارتیں تعمیر کیں، اس کے ستون، دیواریں بلکہ چھت کے اوپر بھی نقش ونگار اور قدیمی زبان میں تحریریں لکھی ہوئی ہیں، دیواروں پر جو نقش ونگار ہیں وہ تصویری کہانیاں ہیں۔

یہاں بڑے بڑے اسکالر موجود رہتے تھے جو مذہبی تعلیم دیتے تھے، بادشاہوں کی تاج پوشی یہاں ہوتی تھی، حقیقت یہ ہے کہ یہ مندر طاقت کا سرچشمہ تھا، اس کا صدر دروازہ **141** فٹ اونچا اور **425** فٹ چوڑا تھا۔ اس سے بخوبی اس عبادت گاہ کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، صدر دروازے سے اندر داخل ہونے پر چاروں طرف کھلے دالان تھے جس کے بعد ایک اور گیٹ تھا اسی طرح مختلف گیٹ سے گزرنے کے بعد مرکز میں فراعنہ کے سب سے بڑے دیوتا کا بت رکھا ہوا تھا وہاں تک بادشاہوں، شاہی خاندان، وزراء اور پادریوں کو رسائی حاصل تھی، عوام تو بس اس عبادت گاہ کے باہر سے گزر جاتے تو اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے تھے۔ الاقصر اور کارنک کی عبادت گاہوں کے قریب شاہی محلات تھے، جن کے اب کھنڈرات بھی موجود نہیں۔

(بشکریہ جناب یعقوب نظامی صاحب)

فرعون کی ہلاکت

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور فرعونیوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو آپ علیہ السلام نے ان کی ہلاکت کی دعا کی اور کہا:

''اے ہمارے رب! ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور خدا نے انہیں حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات شہر سے نکل جائیں، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو نکل چلنے کا حکم سنایا اور بنی اسرائیل کی عورتیں فرعونیوں کی عورتوں کے پاس گئیں اور ان سے کہنے لگیں کہ ہمیں ایک میلے میں شریک ہونا ہے وہاں پہن کر جانے کے لئے ہمیں مستعار طور پر اپنے زیورات دے دو۔ چنانچہ فرعونی عورتوں نے اپنے اپنے زیورات ان بنی اسرائیل کی عورتوں کو دے دیئے اور پھر سب بنی اسرائیل عورتوں اور بچوں سمیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ راتوں رات ہی نکل گئے ان سب مردوں، عورتوں، چھوٹوں، بڑوں کی تعداد 6 لاکھ تھی۔ فرعون کو جب اس بات کی خبر پہنچی تو وہ بھی راتوں رات ہی پیچھا کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

شیخ التفسیر علامہ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

فرعون کے لشکر میں ایک لاکھ گھوڑے تھے اور سات ہزار گھڑ سوار اور اس کے آگے ایک لاکھ تیراندازوں کا دستہ، ایک لاکھ نیزہ بازوں کا دستہ اور ایک لاکھ عمود والوں کا دستہ تھا اور دریا کا پانی جوش مار رہا تھا، جس وقت فرعون بنی اسرائیل کے قریب پہنچا تو سورج روشن ہو چکا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی یہ دیکھ کر گھبرا گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اپنا عصا سمندر پر مارو۔

اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ

''دریا میں عصا مارو''

فرعون اور اس کے لشکر کا بحرِ قلزم میں غرق ہونے کا منظر (مصورانہ تخیل)

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ ۱۹، سورۃ شعراء ۶۳-۶۸)

تو ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار، تو جبھی دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ ہو گیا جیسا بڑا پہاڑ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو اور ہم نے بچا لیا موسیٰ (علیہ السلام) اور اس کے سب ساتھ والوں کو۔ پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے اور بیشک تمہارا رب تعالیٰ ہی عزت والا مہربان ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی تو بحیرۂ احمر دو حصوں میں پھٹ گیا۔ قرآن پاک میں آتا ہے کہ:

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾

''فوراً سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک بڑے ٹیلے کی طرح کھڑا ہو گیا۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر عصا مارا اور سمندر میں بارہ راستے بن گئے، ہر خاندان کے لیے ایک مستقل راستہ اور ہر راستے کے درمیان پانی پہاڑ کی طرح حائل ہو گیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہوا اور سورج کے ذریعہ دریا کی زمین کو خشک کر دیا چنانچہ بنی اسرائیل کا ہر خاندان ایک ایک راستے سے سمندر میں داخل ہو گیا۔ چونکہ ہر راستے کے درمیان پانی اس طرح حائل ہو گیا تھا ایک خاندان دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہا تھا اس لیے ہر خاندان گھبرانے لگا کہ ہمارے دوسرے بھائی مارے گئے، اس صورت حال کو دیکھ کر حق تعالیٰ نے پانی کو پھٹ جانے کا حکم دیا تو پانی میں سے کھڑکیاں بن گئیں اور ہر خاندان کو دوسرا خاندان نظر آنے لگا اور ایک دوسرے کی آواز سننے لگا۔ اس طرح سے بنی اسرائیل صحیح و سالم سمندر پار ہو گئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی واقعے کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا ہے:

فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ.

''ہم نے تمہیں نجات دی اور فرعونیوں کو غرق کر دیا اس حال میں کہ تم ان کو غرق ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔''

بنی اسرائیل کے سمندر پار کرنے کے بعد جب فرعون سمندر کے قریب پہنچا اور اس کو منتشر پایا تو اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ دیکھو میرے خوف سے دریا کس طرح پھٹ گیا اور میں نے ان غلاموں کو پا لیا جو بھاگ آئے تھے۔ تم لوگ دریا میں داخل ہو جاؤ۔

اس کی قوم دریا میں داخل ہونے سے گھبرا رہی تھی۔ کہنے لگی آپ رب ہیں تو پہلے آپ داخل ہو جائیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہو گئے۔ فرعون گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے لشکر میں کوئی گھوڑی نہیں تھی لہٰذا حضرت جبرئیل علیہ السلام جفتی کی خواہش مند گھوڑی پر سوار ہو کر اس کے لشکر کے آگے آئے اور دریا میں داخل ہو گئے جب فرعون کے گھوڑے نے اس کی بو سونگھی تو اس گھوڑی کے پیچھے دریا میں کود پڑا اور فرعون بے بس و لاچار ہو گیا۔ اس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کے گھوڑے کے پیچھے ہی پورا لشکر دریا میں کود پڑا اور پیچھے حضرت میکائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر اس لشکر والوں کو یہ کہہ کر کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ہو جاؤ سب کو دریا میں دھکیل رہے تھے۔ یہاں تک کہ تمام کا تمام لشکر سمندر میں داخل ہو گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ان سب سے پہلے سمندر سے نکل گئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ فرعون کو غرق کر دو چنانچہ دریا پہلے کی طرح مل گیا اور سب کو غرقاب کر دیا۔

دریا کے دونوں کناروں کے درمیان کی مسافت چار فرسخ تھی، کنارے سے ہی بنی اسرائیل فرعون کی غرقابی کا منظر دیکھ رہے تھے، اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ '' اس سمندر کا نام بحر قلزم ہے یہ بحر فارس کا ایک کنارہ ہے۔ (حیات الحیوان)

فرعون کی لاش بطور عبرت آج بھی محفوظ ہے

قران پاک کی سورہ یونس آیت ۸۹ میں ارشاد خداوندی ہے کہ:
جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا ''میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں''۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً

''اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تا کہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے۔''

فرعون کی یہ میت اس وقت قاہرہ کے عجائب گھر میں محفوظ ہے، یہ لاش بہت عرصہ الاقصر کے قریب فراعنہ کے شاہی قبرستان کی ایک خفیہ غار نما مقبرے میں رہی، جب یہ ملی تو 1907ء میں سر گرافٹن الیسٹ اسمتھ نے حنوط شدہ لاش سے پٹیاں کھولیں تھیں، عجائب گھر میں ہزاروں لوگ ہر روز فرعون کی میت دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں۔

کچھ مفکرین جب اس واقعہ کو عقل کے ترازو پر تولتے ہیں تو اس بات سے انکاری ہیں کہ بھلا سمندر کیسے خشک ہو کر پھر اچانک ہی اپنی اصل حالت میں واپس آ گیا یہ سب کہاوتیں ہیں، عملی لحاظ سے ایسا ہونا ممکن نہیں؟
میں ایسے دانشور کو ایک بات یاد دلاتا چلوں کہ 26 دسمبر 2005ء کو جب سونامی آیا تو لمحوں میں سمندر اپنی اصل جگہ سے میلوں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ زمین خشک دیکھ کر بچے اور بڑے سمندر کی قیمتی چیزیں اٹھانے کے لئے بھاگے تو لمحوں کے اندر وہ سمندر جس تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹا تھا اسی تیزی کے ساتھ واپس آیا جس سے ہزاروں لوگ ڈوب گئے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ موجودہ دور میں ایسا کر سکتے ہیں تو دنیا کے ظالم ترین انسان فرعون کی عبرت کے لئے تو ایسا کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

فرعون رعمیس دوم کی میت تابوت میں رکھی ہوئی ہے۔
ساتھ تابوت کے اوپر رکھنے والا حصہ نظر آ رہا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرعون کے منہ میں کیچڑ ٹھونس دیا

بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تبارک وتعالیٰ فرعون کو غرق کرنے لگا (یعنی بحکم خدا فرعون ڈوبنے لگا) تو بولا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ

''میں اس اللہ پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔''
تو یہ سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کاش آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ منظر دیکھتے کہ میں اس کے منہ میں سمندر کی کیچڑ ٹھونس رہا تھا کہ کہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اس کو نہ پہنچ جائے اور مرنے سے پہلے اس کی توبہ قبول ہو جائے۔

فرعون کا فتویٰ

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لے کر آئے جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر کا اس غلام کے بارے میں کیا فتویٰ ہے جو آقا کے مال ونعمت میں پلا، پھر اس غلام نے اپنے آقا کی نعمت کا کفران کیا اور اس کا حق نہ مانا اور خود آقا ہونے کا دعویٰ کیا تو ایسے غلام کا کیا حکم ہے؟
فرعون نے اپنے ہاتھ سے اس کا جواب لکھا کہ ایسے غلام کی سزا یہ ہے کہ اس کو سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ اور اس فتوے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرعون سے دستخط بھی لے لئے۔
فرعون نے اپنے قلم سے لکھ دیا کہ یہ وہ جواب ہے کہ جو ابو العباس ولید بن مصعب یعنی فرعون نے لکھا ہے۔ جب فرعون غرق ہونے لگا اور ایمان ظاہر کرنے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا فتویٰ اس کو دکھلایا اور کہا کہ فتویٰ کے بموجب تیرے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ (معارف کاندھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

مصر کے شہر قاہرہ کا وہ میوزیم جس میں فرعون کی لاش رکھی ہوئی ہے

مصری عجائب خانے میں حنوط کی ہوئی ایک لاش (Mummy) آج تک محفوظ ہے کہا جاتا ہے کہ یہ لاش فرعون منفتاح ثانی کی ہے جو تماش گاہ خاص و عام ہے۔ (واللہ اعلم)
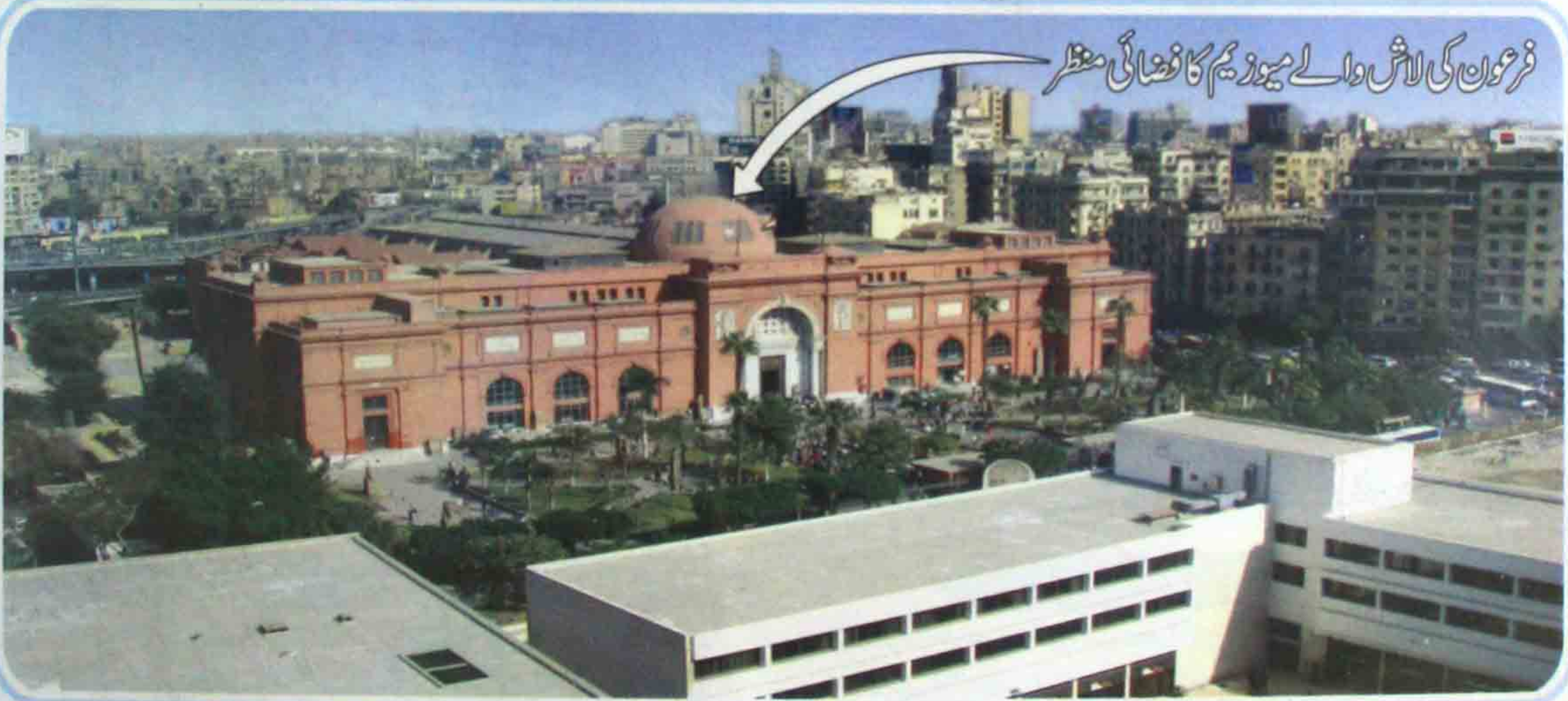
فرعون کی لاش والے میوزیم کا فضائی منظر

اس عجائب گھر کی اصل وجہ شہرت فرعون کی لاش ہے، اس موضع عبرت کو دیکھنے دنیا بھر سے بکثرت سیاح آتے ہیں اور حکومت مصر بھی انہیں لوٹنے کا فن خوب جانتی ہے، چنانچہ بالائی منزل پر ایک حصہ فراعین مصر کی حنوط شدہ لاشوں خصوصاً فرعون موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے مخصوص ہے۔ اس کا علیحدہ ٹکٹ ہے جو سیاحوں کو لوٹنے کے زمرے میں آتا ہے، تاہم اسے دیکھنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ اس سے قرآنی صداقت کا اظہار ہوتا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

فرعون اور دیگر ممیوں کے سرہانے باقاعدہ ٹمپریچر چیک کرنے کے آلات نصب ہیں پورا جسم سفید پٹیوں سے لپٹا ہوا ہے البتہ پاؤں اور چہرہ ننگا ہے۔ اس کا قد درمیانی ہے گوشت ہی نہیں کھال تک خشک ہو چکی ہے اور خدائی کا دعویدار شخص ہڈیوں کا ڈھانچہ سا دکھائی دیتا ہے۔ باہر آئے تو پھر ایک طائرانہ نظر اس ساز و سامان پر ڈالی جس کے بل بوتے پر یہ اکڑفوں کیا کرتے اور انا ربکم الاعلی کی ڈینگیں مارتے تھے، مگر متاع دنیا کی حقیقت ہی کیا ہے؟ سب کچھ یہیں رہ گیا اور ملکیت کے دعویداروں کے اجسام موضع عبرت بنے ہوئے ہیں جب کہ ان کی روحیں جہنم میں بلبلا رہی ہیں۔ (از جناب یعقوب نظامی صاحب)

عجائب گھر فرعون

جناب محبوب الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ:
قاہرہ کے قلب میں دریائے نیل کے کنارے ایک نہایت خوبصورت علاقے میں ''میدان رمسیس'' (رمسیس چوک) واقع ہے۔ یہاں بڑے بڑے بلند و بالا ہوٹل، ایئر لائنز کے دفاتر اور دیگر کاروباری مراکز ہیں۔ یہیں عجائب گھر کی وسیع و عریض عمارت ہے جسے متحف کہتے ہیں، مین گیٹ سے اندر داخل ہو کر ایک صحن کراس کرنے کے بعد بہت بڑا ہال ہے جس میں ٹکٹ کے ذریعے داخلے کی اجازت ہوتی ہے، ہال کے اندر شیشے کے بڑے بڑے شوکیسوں میں قدیم نوادرات بڑے قرینے سے سجائے گئے ہیں۔ صدیوں پرانی تلواریں، نیزے، بھالے اور دیگر اسلحہ کے علاوہ نادر ظروف بعض بالکل سادہ اور بعض نہایت منقش اور قیمتی بادشاہوں کے استعمال کی تھیں، جنھیں غلام کھینچتے، طرح طرح کی چھڑیاں، مختلف ڈیزائنوں کے زیورات وغیرہ نوادرات شامل ہیں۔ عجائب گھر مصر میں مختلف ادوار کے بادشاہوں اوران کی بیویوں کے مجسمے بڑی کثرت سے رکھے گئے ہیں، مصر کی قدیم ثقافت میں مجسمہ سازی کا بڑا رواج تھا اور اس فن میں مصریوں کو بڑی مہارت تھی۔

فرعون کی لاش والا میوزیم

فرعون کا خالی ہاتھ آپ سے کچھ کہہ رہا ہے.....

فرعون کی ممی جو مصر کے عجائب خانے میں رکھی گئی ہے اس کی لمبائی 202 سینٹی میٹر ہے

عبرت نامۂ فرعون
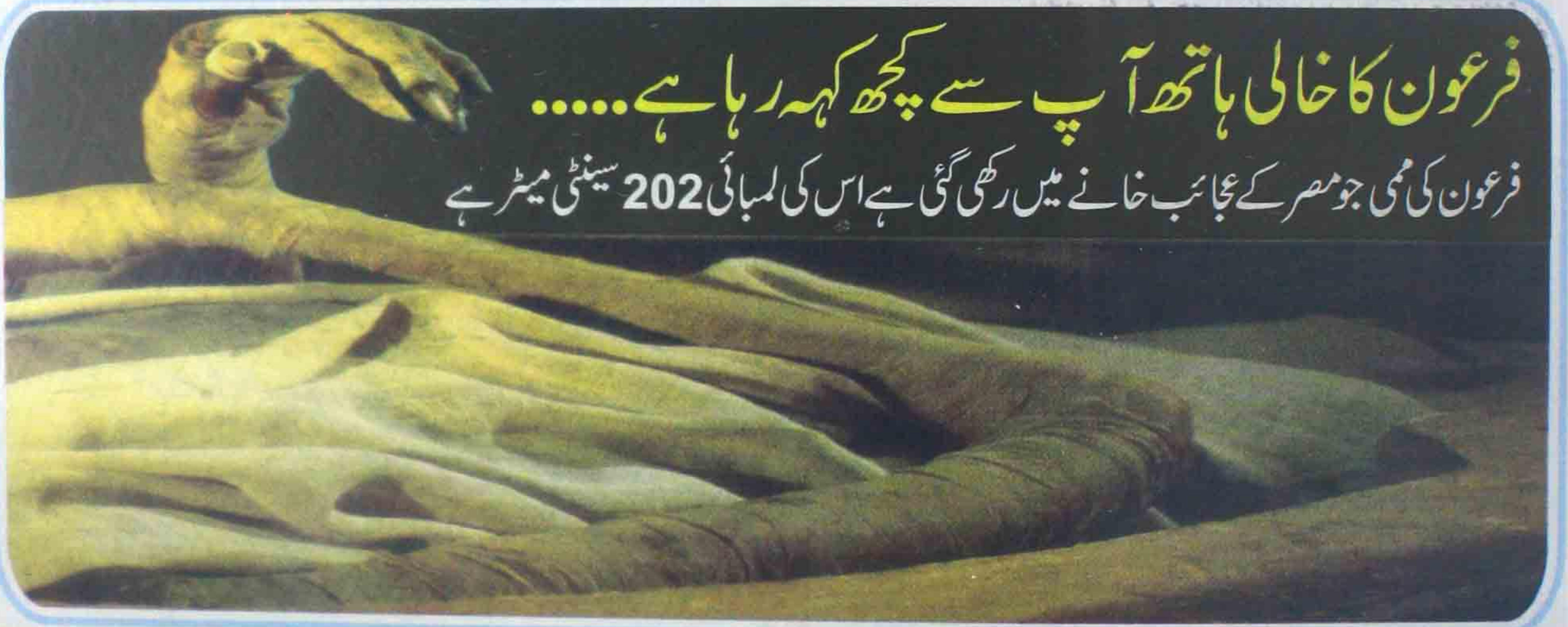
مصری دستور کے مطابق ہر بادشاہ کا مقبرہ جدا ہوتا تھا جس میں اس کے تمام حالات کندہ کیے ہوتے اور اس کی بعض اشیاء اور جواہرات اس کی قبر کے ساتھ ہی محفوظ رکھے جاتے لیکن منفتاح کا الگ مقبرہ نہ بنایا گیا بلکہ اسے عجلت سے امنحوتب (1400 تا 1370 ق م) کے مقبرے ہی میں دفن کر دیا گیا اور یوں اٹھارھویں اور انیسویں خانوادوں کے دو فرعونوں کی نعشیں ایک ہی مقبرے میں جمع ہوگئیں۔ منفتاح کی لاش مصری عجائب خانے (قاہرہ) میں آج بھی محفوظ ہے۔
محمد احمد عدوی ''دعوۃ الرسل الی اللہ'' میں لکھتے ہیں کہ اس نعش کی ناک کے سامنے کا حصہ ندارد ہے جیسے کسی حیوان نے کھا لیا ہو غالباً سمندری مچھلی نے اس پر منہ مارا تھا پھر اس کی لاش اللہ ہی فیصلے کے مطابق کنارے پر پھینک دی گئی تا کہ دنیا کے لیے عبرت ہو۔

فرعون کی لاش کو بطور عبرت دیکھنے والے کی سرگزشت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جس فرعون نے پرورش کی اس کا نام رعمیس دوئم تھا۔ یہ وہ فرعون تھا جس کے محل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بچپن گزرا تھا۔ اسی نے فرعون کا لقب اختیار کیا تھا اس سے قبل یہ لقب صرف شاہی خاندان کے لئے مخصوص تھا لیکن بادشاہ فرعون نہیں کہلاتے تھے۔

جناب یعقوب نظامی صاحب مصر کے رائل میوزیم میں موجود فرعون کی لاش کو نگاہ عبرت سے دیکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: رعمیس کی میت کا میں نے خصوصی طور پر بغور جائزہ لیا، پہلی نظر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بڑے عذاب میں مبتلا ہو کر مرا ہے، اس کی کھنچی ہوئی گردن سامنے نظر آ رہی ہے، گردن کی نالیاں واضح نظر آتی ہیں، سر کے بال درمیان سے غائب اور دونوں طرف کانوں کے اوپر موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گنجا تھا، منہ زیادہ کھلا ہونے کی وجہ سے حنوط کرنے والوں نے منہ میں کوئی چیز ٹھونس کر اسے بند کرنے کی کوشش کی تھی، دائیں طرف سے دانت نظر آ رہے ہیں، اس کے سر کے بال ہاتھ اور پاؤں کے ناخن بھی موجود ہیں، قد چھ فٹ کا تھا، جسم چھریرا تھا۔ رعمیس دوم کے ساتھ اس کے بیٹے منفتاح کی میت ہے یہ وہ فرعون تھا جس نے رعمیس کے بعد 1203-1213 ق م کے درمیان حکومت کی، اس کے سر کے بال موجود ہیں اور پر کھدر کی چادر ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ اسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کیا تھا اور سمندر میں ڈوب کر غرق ہوا تھا۔ اس واقعے کو قرآن پاک سورہ یونس آیت نمبر 92 میں یوں بیان کیا گیا ہے:

”اب تو ہم صرف تیری لاش ہی بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے اگرچہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں۔“

جب قرآن پاک کی یہ آیات نازل ہوئیں تب سے لے کر گزشتہ صدی تک کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی میت کو کسی خفیہ مقام پر اپنی حکمت کے تحت محفوظ رکھا ہوا ہے اور کمال کی بات یہ بھی ہے کہ کبھی کسی نے اس بارے میں استفسار بھی نہیں کیا کہ قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق وہ میت کہاں ہے؟

اب جب سائنس نے اس قدر ترقی کر لی ہے کہ وہ آثار قدیمہ کے سرمائے کی حفاظت رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو کسی انسان کو یہ سمجھ عطا کر دی کہ فلاں مقام کو کھودو۔ الاقصر میں پہاڑیوں کے بیچ کھدائی ہوتی رہی اور آخر یہ میتیں مل گئیں۔ ایسے میں میں سوچتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کا ایمان کامل نہ ہوتا تو ممکن ہے اسی ایک نکتے پر کئی مسلمانوں کا ایمان متزلزل ہوتا۔

متکبر فراعنہ کی میتیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا کے لئے عبرت کے طور پر محفوظ کیا ہوا ہے کو دیکھا، عبرت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور پختہ ہوا۔ جب میں اس شاہی میت گاہ سے باہر نکلا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کو گہرائی میں سمجھنے کا موقع ملا، جس میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں متعدد بار انسانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ دنیا میں گھومو پھرو اور ان لوگوں کا انجام دیکھو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اگر میں مصر نہ آتا اور فراعنہ کی میتیں اور ان کے عالیشان محلات اور شاہی قبرستان نہ دیکھتا تو مجھے ان متکبر لوگوں کے انجام سے اس طرح آگاہی نہ ہوتی جس طرح انہیں دیکھ کر آگاہی اور عبرت حاصل ہوئی۔

فرعون کا مسخ شدہ چہرہ

جبل فرعون: یہ وہ جگہ ہے جس کے متعلق مقامی لوگوں میں یہ روایت پائی جاتی ہے کہ اس جگہ فرعون کی لاش پانی میں ملی تھی۔ جزیزہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر اس مقام کو موجودہ زمانے میں ”جبل فرعون“ کہتے ہیں اور اس کے قریب ایک گرم چشمہ ہے جو حمام فرعون کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی جائے وقوع ابوزنیمہ سے چند میل اوپر شمال کی جانب ہے۔

فرعون سے منسوب میوزیم کے ہال کا منظر
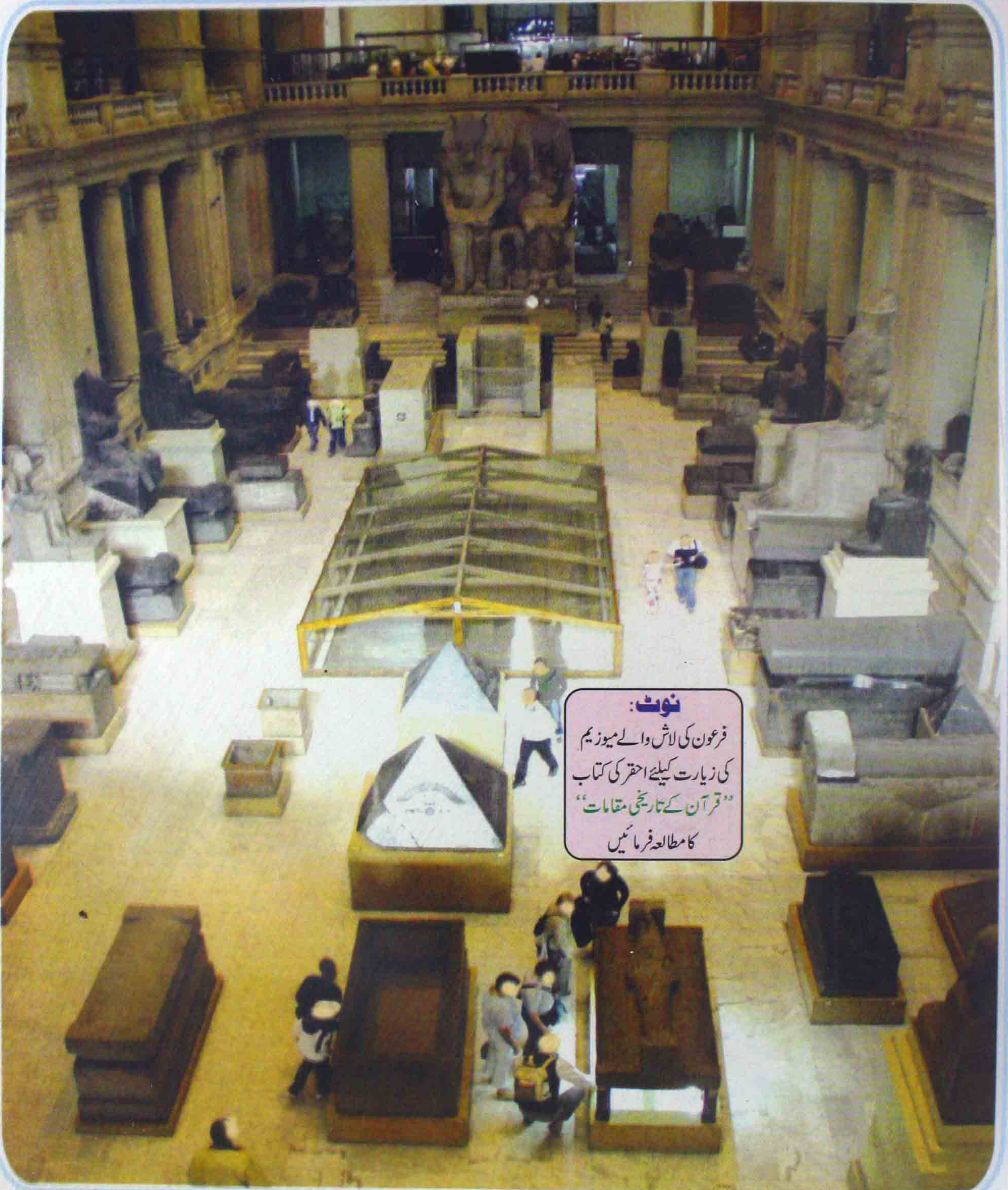
نوٹ:
فرعون کی لاش والے میوزیم کی زیارت کیلئے احقر کی کتاب ''قرآن کے تاریخی مقامات'' کا مطالعہ فرمائیں

مصر کے شہر قاہرہ کے رائل میوزیم کی عمارت کئی منزلہ ہے۔اس میوزیم میں ہزاروں کی تعداد میں مصر کے شاہی قبرستانوں سے ملنے والی اشیاء محفوظ ہیں

فرعون کی لاش جو قرآن کی حقانیت کا زندہ ثبوت ہے

بحر مرہ یا بحر قلزم سے 1824 ق م میں غرق ہونے والے فرعون کی لاش جو کہ 1881ء میں بحر احمر سے ملی تھی، بعض کا کہنا ہے کہ یہ لاش الاقصر کے شاہی خاندان کے اہرام سے ملی تھی۔

فرعون کی یہ لاش 3000 سال سمندر میں رہی، مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نشانی کے طور پر آج تک محفوظ ہے۔ جس کو قرآن کی سورۃ یونس میں بطور عبرت باقی رکھنے کا قرآن نے اعلان آج سے 1400 سال پہلے کیا تھا۔

یہ لاش مصر کے شہرہ قاہرہ کے رائل میوزیم میں آج بھی موجود ہے۔ جسے دیکھنے کے لیے حکومت مصر کی جانب سے علیحدہ ٹکٹ رکھا گیا ہے۔

1970ء میں سر گرافٹن ایلیٹ اسمتھ نے اس کی ممی (مومیا) پر سے جب پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر نمک کی ایک تہہ جمی پائی گئی تھی جو کھارے پانی میں اس کی غرقابی کی کھلی علامت تھی۔ (تفہیم القرآن، جلد دوم)

فراعنہ مصر: تین ہوئے ہیں۔

(۱) پہلا فرعون سنان بن الاشعل بن علوان بن العمید بن عملیق۔ یہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔

(۲) دوسرا فرعون ریان بن الولید۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

(۳) تیسرا فرعون الولید بن مصعب۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے۔

فرعون کی لاش والا میوزیم

مصر کے شہر قاہرہ کے رائل میوزیم کا بیرونی منظر
اس جگہ فرعون کی ممی اور فرعونیوں کے استعمال کی کثیر چیزیں موجود ہیں
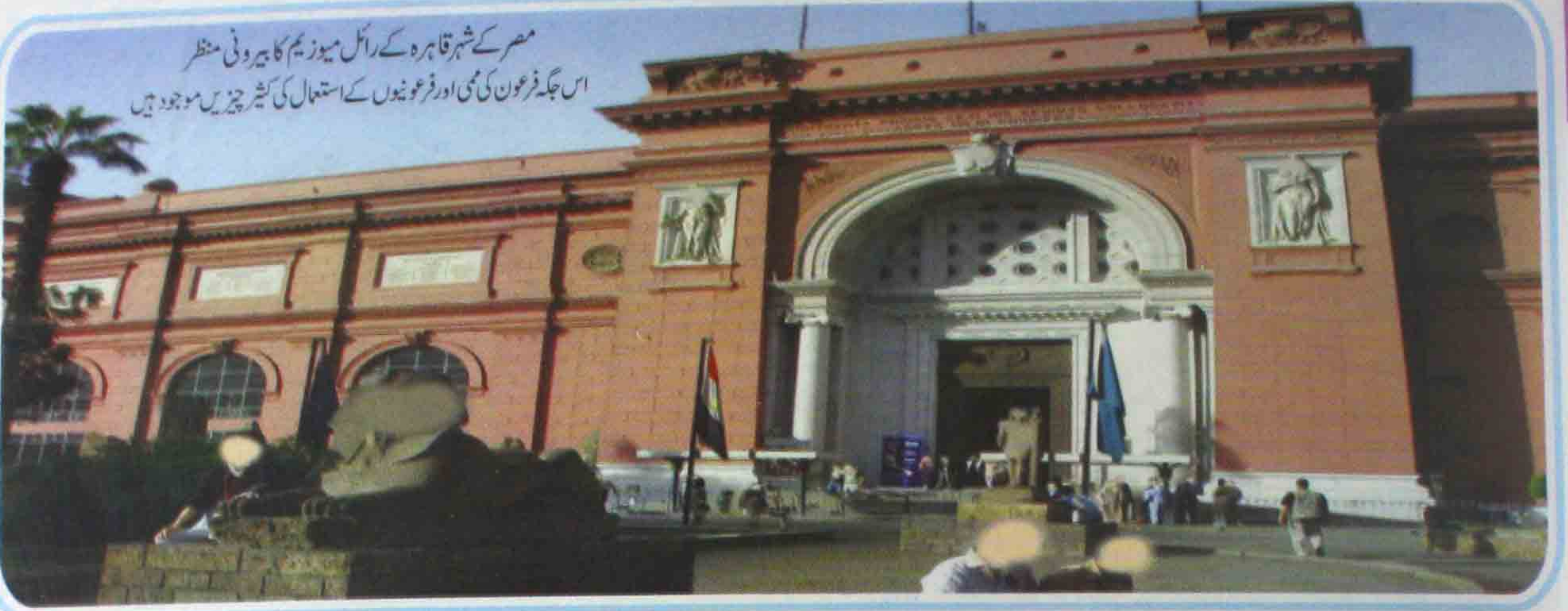
3200 سال پرانی ممی جو کہ مصر کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔

فرعون کی لاش جو 1200 قبل مسیح میں سمندر میں ڈوبی تھی 3116 سال سمندر میں بغیر گلے سڑے محفوظ رہی۔ یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن ایک الہامی کتاب ہے۔

الاقصر کا شاہی قبرستان جہاں سے فرعون کی ممی ملی

① رعمیس دوم ② سیٹی ③ مرناپتھ ④ امین میسس ⑤ رعمیس سوم ⑥ ملکہ ٹکس ⑦ رعمیس ششم ⑧ توتن خانم

رعمیس دوئم کے مقبرے میں اس کی جنگی فتوحات کے بڑے واقعات لکھے ہوئے ہیں۔ جب اس نے مصر کے جنوب میں نمبیہ کے لوگوں سے جنگ کی اور ان پر فتح پانے کے بعد مغلوب لوگ بادشاہ کے حضور حاضر ہوئے تو جو تحفے تحائف لائے تھے اس کی خوبصورت منظر کشی اس کے مقبرے کے درودیواروں پر موجود ہے۔ جس کمرے میں میت ہوتی تھی۔ اس کے بعد آگے اور خفیہ کمرے ہوتے تھے جن میں سونے چاندی اور دوسری قیمتی چیزیں رکھی جاتی تھی۔ یہ سب کچھ خفیہ رکھنے کا ایک ہی مقصد تھا کہ یہ چیزیں محفوظ رہیں۔ دنیاوی آفات اور چور لٹیروں سے۔

فرعون کی لاش

فرعون کہاں غرق ہوا؟

مفسرین اور مؤرخین کا بنی اسرائیل کے عبور سمندر اور فرعون کے غرق ہونے کے مقام کے بارے میں اختلاف ہے اس بارے میں 2 قول ملتے ہیں:

1 بحرمرہ 2 بحرقلزم (خلیج سوئس)

پہلا قول: فرعون بحرمرہ میں غرق ہوا

بعض کا کہنا ہے کہ بنی اسرائیل نے بحرمرہ کو پار کیا اور اسی بحرمرہ میں بنی اسرائیل کے پار کرنے کے بعد سمندر پہلے کی طرح مل گیا اور فرعون غرق ہوگیا۔ بحرمرہ وادیٔ سینا کے اوپری حصہ میں واقع ہے۔ یہ کڑوے پانی کی جھیل کے نام سے بھی معروف ہے۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ بحرمرہ فرعون کے زمانے میں خلیج سوئس (بحر قلزم) سے ملی ہوئی تھی۔ بعد میں جغرافیائی تبدیلی کی وجہ سے ہزاروں سال بعد یہ جھیل بحرقلزم سے الگ ہوگئی۔

توریت بہت سے مقامات کے ناموں کا ذکر کرتی ہے جہاں سے بنی اسرائیل گزر کر مقام عبور پر پہنچے، ان مقامات کے نام آج معروف نہیں ہیں۔

اور بحراحمر کے جہازراں خلیج سوئس میں ایک جگہ کا نام برکۃ فرعون (فرعون کا گڑھا) بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبور بنی اسرائیل یہاں سے ہوا تھا۔ اور یہ جگہ سوئس سے بہت دور ہے۔

سمندر کا پھٹنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا کے ضرب سے تھا۔ ہواؤں کے چلنے سے اس کا تعلق نہ تھا لیکن اگر یہ بھی کہا جائے کہ سمندر کا شق ہو جانا ہواؤں کے چلنے سے تھا تو بھی اسے معجزہ ہی کہا جائے گا۔

اس لئے کہ تاریخ میں نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور نہ بعد میں یہ کبھی سننے میں آیا کہ ہواؤں نے ایک خاص وقت چل کر سمندر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور پھر وہ دونوں مل گئے ہوں اگر یہ صورت بھی پیش آئی تو یہ بھی معجزہ ہی تھا۔ اسے اتفاقی یا طبعی صورت نہیں کہا جاسکتا۔

غرق فرعون کا حادثہ (منفتاح) کے زمانے میں پیش آیا۔ جسے رعمیس ثانی نے اپنا شریک حکومت کرلیا تھا اور جو منجملہ اس کی 151 اولادوں میں اس کا بڑا بیٹا اور ولی عہد تھا۔ اس کی لاش آج بھی مصری عجائب خانہ میں موجود ہے اور دیکھنے والوں کے لئے سامان عبرت ہے۔

فرعون کی لاش والے میوزیم کا اندرونی منظر
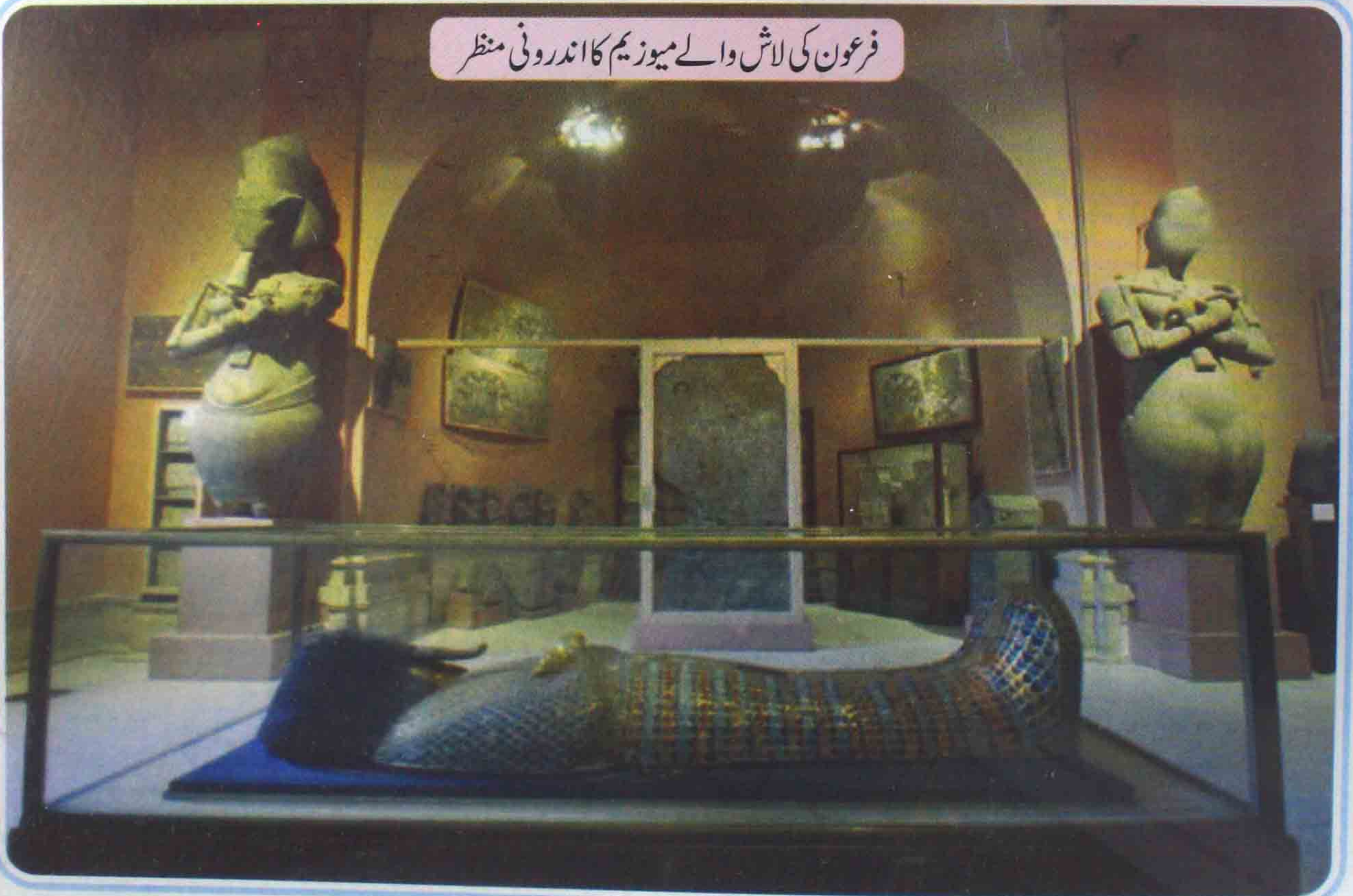
بحرہ مرہ جہاں فرعون غرق ہوا

بحر مرہ کی فضائی تصویر

دوسرا قول: فرعون بحر قلزم میں غرق ہوا

مصر سے ہجرت اور فرعون کا چھ لاکھ کے لشکر کے ساتھ پیچھا کرنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کے جس مقام پر عصا مار کر دو حصوں میں تقسیم کیا تھا اس میں سے ایک مقام بحر قلزم (خلیج سوئس) ہے۔ اس جگہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کے گزرنے پر راستہ بن گیا تھا اور جب فرعون کا لشکر یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کا پیچھا کرتے ہوئے گزرا تو سمندر دوبارہ مل گیا اور فرعون اپنے لشکر کے ساتھ غرق ہو گیا۔

بحر قلزم جہاں فرعون غرق ہوا

بحر قلزم جہاں فرعون غرق ہوا

بحرمرہ اور بحرقلزم کے محل وقوع کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر

بحرمرہ جہاں ایک قول کے مطابق فرعون اپنے 6لاکھ کے لشکر کے ساتھ غرق ہوگیا تھا۔

اردن

سعودی عرب

مصر

ایلہ

مدین

1 بحرمرہ کا مقام **2 بحرقلزم کا مقام**
مورخین کے نزدیک ان دومقاموں میں سے ایک مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مارنے کی وجہ سے سمندر کا پانی دوحصوں میں تقسیم ہوگیا تھا۔ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پار کیا اور فرعون اپنے لشکر کے ساتھ یہاں غرق ہوگیا۔

3 کوہ طور: یہ وہ جگہ ہے جہاں کوہ طور پہاڑ واقع ہے۔ اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا، اسی جگہ وہ روشن درخت ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی۔

4 مدین: یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر حضرت شعیب علیہ السلام رہتے تھے۔ اسی جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال تک بکریوں کی رکھوالی کی۔

5 ایلہ: وہ جگہ ہے جہاں کے لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی پر بندر بنادیئے گئے۔

6 بحرمیت: قوم لوط علیہ السلام کی وہ جگہ جو زیر سمندر غرق ہوگئی۔

7 نہراردن: جہاں حضرت داوٗد علیہ السلام کی جالوت سے جنگ ہوئی۔

8 بحرطبریہ: جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام مدفون ہیں۔

9 مجمع البحرین: یہاں دوسمندر ملتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تھی۔

10 وادیٔ تیہ: جہاں بنی اسرائیل 40 سال تک حالت قید میں من وسلویٰ آسمانی کھانا کھاتے رہے۔

اہرام مصر، فرعون کا شاہی قبرستان

حقیقت میں یہ علاقہ فراعنہ کا شاہی قبرستان تھا۔ جہاں بادشاہوں، شاہی خاندان کے دوسرے افراد، مذہبی لیڈروں، وزراء، رؤساء اور شاہی عہدیداروں کے چھوٹے چھوٹے اہرام تھے۔

تین اہرام کا مختصر تعارف

اہرام اکبر: قاہرہ میں واقع یہ عمارت صرف عہد قدیم میں نہیں بلکہ آج بھی اپنی بلندی اور طول وعرض کے اعتبار سے دنیا کی سب سے بڑی عمارت تسلیم کی جاتی ہے۔ اہرام اکبر کا زمینی رقبہ 13.1 ایکڑ پر محیط ہے اس کی ہر سمت 756 فٹ طویل ہے۔ اس کی اونچائی تعمیر کے بعد 481.4 فٹ تھی۔ اس کی تعمیر میں تقریباً تیئس لاکھ سے زیادہ پتھر استعمال کیے گئے تھے، جن میں سے بعض پتھر 15 ٹن تک وزنی ہیں۔ کہتے ہیں کہ عمارت کے اندر کچھ ایسی سرنگیں بنائی گئیں تھیں جن میں دریائے نیل کا پانی داخل ہو کر کسی خاص مقام تک پہنچ سکے۔ وقت کے تمام علوم اس کی دیواروں اور ستونوں پر کندہ کیے گئے تھے۔ سورید نے اہرام کی دیوار پر جلی حروف کے ساتھ تحریر کندہ کروائی تھی کہ ”میں نے یہ عمارت چھ سال کے قلیل عرصے میں بنائی ہے میرے بعد اگر کوئی بادشاہ میری مماثلت اور ہمسری کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو چھ سو سال میں گرا کر دکھائے باوجود یکہ گرانا بنسبت بنانے کے آسان ہوتا ہے۔“

اہرام اکبر کے بعد دوسرے نمبر پر ”اہرام اوسط“ ہے۔ نیچے کھڑے ہو کر دیکھیں تو یہ زیادہ بڑا معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقتاً اہرام اکبر سے چھوٹا ہے یہ تعمیر کے وقت 471 فٹ بلند تھا اور اب اس کی اونچائی 447 فٹ ہے۔ یہ خوفو کے بیٹے خفرے کا بنایا ہوا ہے جو شیفرن کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

تیسرا اہرم ”اہرام اصغر“ ہے۔ یہ تعمیر کے وقت 218 فٹ بلند تھا اور اب 204 فٹ بلند ہے۔ اور یہ خفرے کے جانشین منکارہ کا تعمیر کردہ ہے، جو مائی سرینوس کے نام سے معروف ہے۔ یہ تینوں اہرام چونکہ قاہرہ کی عام سطح زمین سے کافی بلند ہیں، اس لیے یہاں سے شہر قاہرہ کا منظر بھی بڑا خوبصورت دکھائی دیتا ہے اور یہاں ہر وقت سیاحوں کا ہجوم رہتا ہے۔

اس اہرام کے اندر فرعون خوفو کی قبر ہے جو اندر داخل ہونے کے بعد 344 فٹ مزید اندر چلنے کے بعد آتی ہے۔
ان اہرام میں آکسیجن کی بھی کمی ہے لہٰذا جو ایک مرتبہ اندر چلا جاتا ہے وہ دوبارہ اندر آنے سے پکی توبہ کر لیتا ہے۔

اہرام مصر کی فضا سے لی گئی تصویر
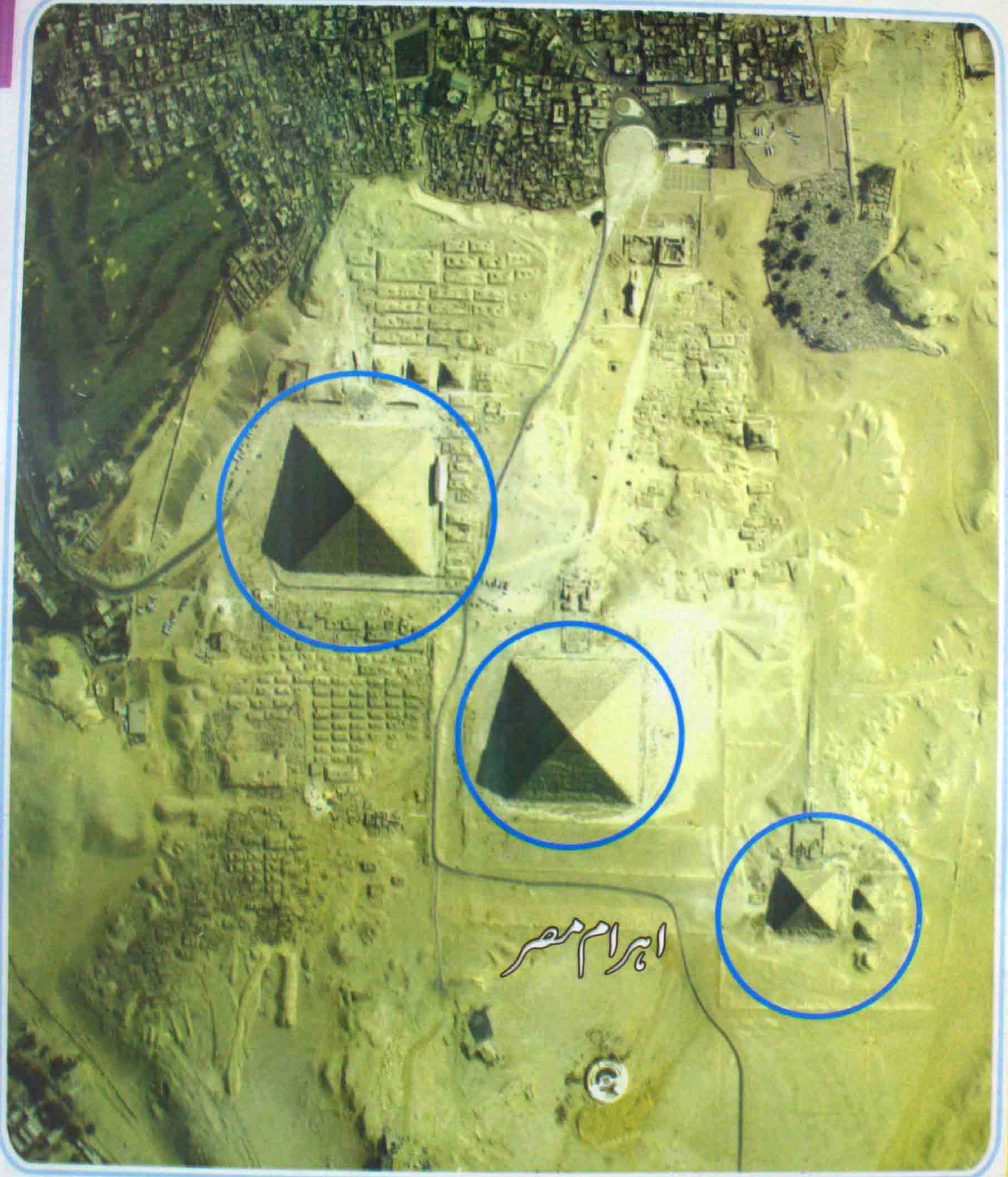
اہرام مصر

یہ وہ اہرام ہے، جسے فرعون مصر نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر تعمیر کرایا۔ یہ اہرام مختلف سالوں میں مختلف فرعونوں نے اپنی اپنی قبر کے لئے تعمیر کرائے۔ یہ جگہ درحقیقت فرعون کا شاہی قبرستان ہے۔

اہرام مصر کو خلیفہ مامون رشید نے سب سے پہلے کھولا

اہرام ایک عرصہ تک بند رہے۔ خلیفہ مامون رشید نے اپنے عہد حکومت میں اس کے اندرونی راز معلوم کرنے کی کوشش کی چنانچہ اہرام اکبر کی کھدائی کی گئی۔ آگ، سرکے اور منجنیقوں کے ذریعے زر کثیر صرف کر کے بمشکل ایک حصہ توڑا گیا تو اتفاق سے آگے وہی جگہ آگئی جہاں سے اوپر جانے کا راستہ بنا ہوا تھا۔ کھدائی سے معلوم ہوا کہ دیوار کا اندرونی حجم بیس ہاتھ ہے، اندر جانے والے راستے پر سبز زبرجد کے ایک تھال میں ایک ہزار دینار رکھے ملے۔ ہر دینار کا وزن ایک اوقیہ تھا۔ مامون کو پتا چلا تو اس نے اہرام کا راستہ کھولنے پر اٹھنے والے مصارف کی تفصیل معلوم کی۔ حساب لگایا گیا تو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ جس قدر دینار ملے تھے اتنا ہی کھدائی پر خرچ آیا تھا۔

علامہ سیوطی نے ان اہرامات کے عجائبات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ احمد بن طولون کے دور حکومت میں اہرام میں سے ایک جام ملا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اسے خالی وزن کیا جاتا یا پانی سے بھر کر وزن کیا جاتا دونوں صورتوں میں جام کا وزن ایک جیسا رہتا۔

حضرت مفتی تقی عثمانی اہرام مصر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

عہد قدیم میں دنیا کے جو سات عجائبات مشہور تھے ان میں سے اہرام مصر ہی تنہا وہ عجوبہ ہے جو آج تک باقی چلا آتا ہے۔ سات ہزار سال قبل مسیح بنی ہوئی یہ حیرت انگیز عمارتیں آج بھی انجینئرنگ تاریخ کا عجوبہ سمجھی جاتی ہیں اور آج جب کہ انجینئرنگ اپنے بام عروج پر پہنچی ہوئی ہے "الھرم الاکبر" اس دور میں بھی اپنے طول وعرض اور اونچائی کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی عمارت ہے۔

یہ عمارت کس نے اور کیوں بنائی تھی؟ اس کے بارے میں تاریخی روایات اس قدر مختلف ہیں کہ ان کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ مصر کے مشہور مؤرخ علامہ مقریزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وقد اختلف الناس فی وقت بناء ھا، واسم بانیھا، والسبب فی بنائھا، وقالوا فی ذلک أقوالا متباینة أکثرھا غیر صحیح.

لوگوں کے درمیان اہرام کی تاریخ تعمیر، اس کے بانی کے نام اور تعمیر کے سبب کے بارے میں اختلاف ہے اور اس سلسلے میں متضاد اقوال ہیں۔ جن میں سے اکثر صحیح نہیں۔ (الخطط المقریزی، ص ۱۹۸ ج ۱)

لیکن قدیم عربی مآخذ میں اس سلسلے میں جو روایت زیادہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے پہلے مصر کے ایک بادشاہ سوریدنے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر بعض کاہنوں اور نجومیوں نے یہ دی کہ دنیا پر ایک

اہرام مصر میں جانے کا راستہ خلیفہ مامون رشید نے برآمد کیا تھا
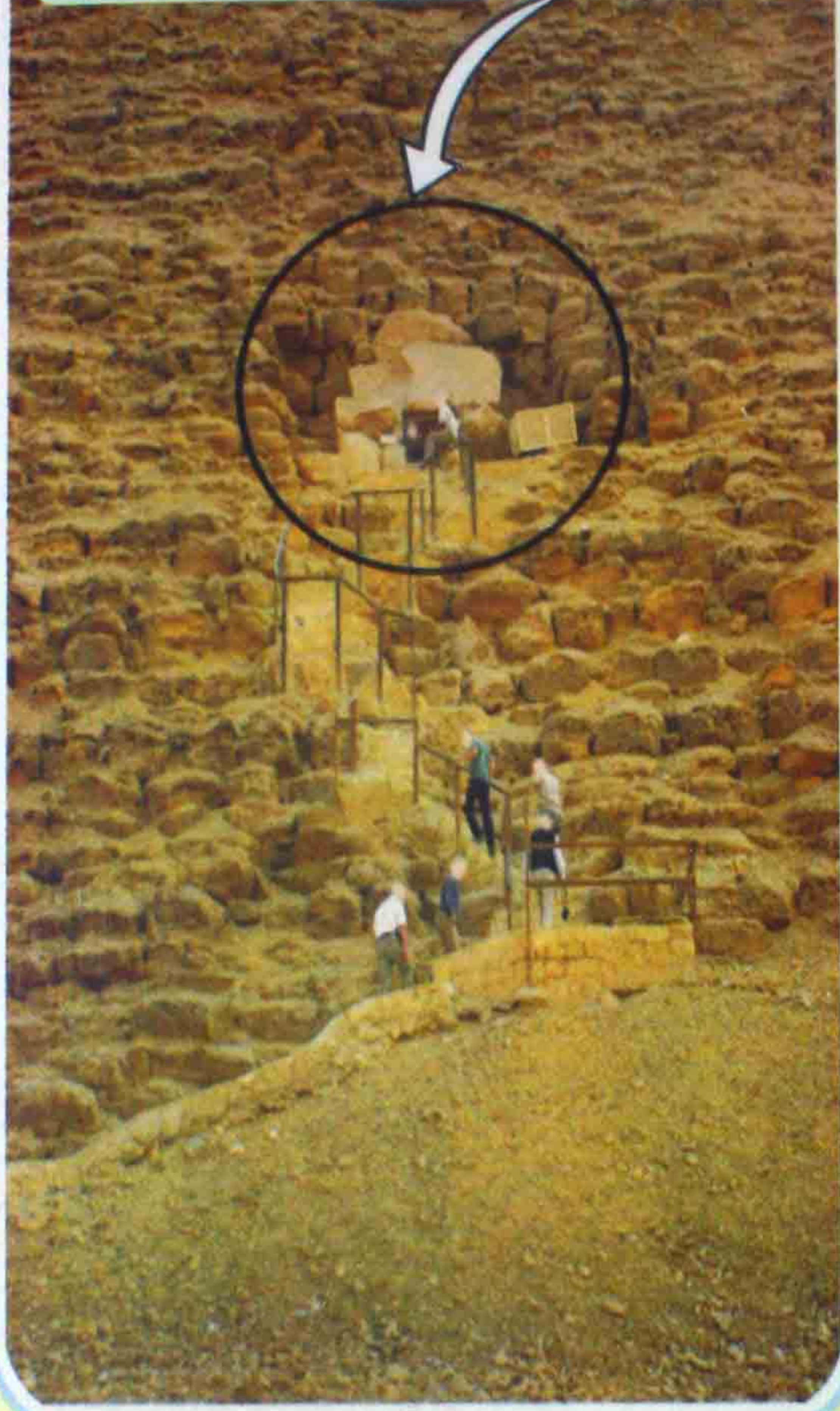
جب اہرام تیار ہو جاتے تو میت رکھ کر تمام دروازے کچھ اس طرح بند کئے جاتے تھے کہ باہر سے پتہ نہیں چلتا تھا کہ اندر جانے کا راستہ کونسا ہے۔ یہ تدابیر چوروں سے بچنے کے لئے تھی۔

عالمگیر مصیبت آنے والی ہے۔ سوریدنے اس موقع پر اہرام کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کے اندر کچھ ایسی سرنگیں بنائی تھیں جن سے دریائے نیل کا پانی داخل ہو کر کسی خاص جگہ تک جا سکے نیز اس عمارت میں طرح طرح کے عجائب شامل کیے تھے اور اس وقت اہل مصر سائنس اور حساب سے لے کر طب اور سحر تک جتنے علوم سے واقف تھے ان کو اس عمارت کی دیواروں، چھتوں اور ستونوں پر لکھ کر محفوظ کیا تھا۔ بعد میں اسی عمارت کو بادشاہوں کے مقبروں کے طور پر بھی استعمال کیا گیا۔

(حسن المحاضرہ للسیوطی، ص ۳۳ تا ۳۵)

ایک روایت یہ ہے کہ اہرام کا بانی قوم عاد کا ایک بادشاہ شداد تھا اور بعض روایتوں میں حضرت ادریس علیہ السلام کو ان کا بانی قرار دیا گیا ہے۔ (الخطط المقریزیہ، ص ۲۱۰ ج ۱)

اہرام مصر کی حیران کن داستان

اہرام کو انگریزی میں ''پیرامڈز'' Pyramids کہتے ہیں۔ ''اہرام'' کا نام عربوں کا دیا ہوا ہے۔ اہرام ہرم کی جمع ہے اور ہرم کے معنی پرانی چیز کے ہیں۔ اب ان پرانی یادگاروں کے لئے ہرم کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ ایک ہرم کو بھی وہ اہرام ہی کہتے ہیں۔

مصر کے اہرام کا شمار دنیا کے قدیم ترین عجائبات میں ہوتا ہے اور ماہروں کا اندازہ ہے کہ اہرام کی عمر پانچ ہزار سال سے کم تو کسی صورت میں نہیں ہے۔ ان پانچ ہزار برسوں میں مصر کے صحرائے غزہ میں کیسے کیسے طوفان نہیں آئے ہوں گے۔ ان ساٹھ ہزار مہینوں یعنی اٹھارہ لاکھ سے بھی زیادہ دنوں میں اہرام پر کیا کیا آفتیں نہیں ٹوٹی ہوں گی۔ ایک عرب مصنف نے کہا تھا کہ وقت سے ہر چیز ڈرتی ہے لیکن اہرام مصر سے وقت بھی ڈرتا ہے۔ مصر کے صاف آسمان کے سامنے یہ اہرام پچاس صدیوں سے تنے کھڑے ہیں اور اگر دنیا ایٹمی جنگ سے بچی رہی۔ (کیونکہ ایٹمی جنگ میں تو پہاڑ بھی سرمہ بن جائیں گے) تو اہرام ابھی نہ جانے کتنی بے شمار صدیوں تک اسی طرح تنے کھڑے رہیں گے۔

ان اہرام کی کل تعداد اسی (۸۰) کے قریب ہے۔ ان میں سے بعض ملبہ بن چکے ہیں۔ مگر یہاں صرف ایک اہرام کا ذکر کیا جائے گا۔ یہ سب سے بڑا اور سب سے مکمل اہرام ہے۔ اسے عظیم اہرام یا بڑے اہرام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ماہر کہتے ہیں کہ دنیا کے سات عجوبوں میں تو یہ اہرام شامل ہوتا ہی ہے لیکن اگر دنیا کے عجوبوں کی تعداد تین یا دو بھی ہوتی تو بھی یہ اہرام ان عجوبوں میں ضرور شامل ہوتا۔

مصر کے یہ اہرام اصل میں بادشاہوں اور ان کی بیویوں کے مقبرے ہیں۔ اہرام کی تعمیر کر کے مصری بادشاہ دنیا پر اپنے کمال کا سکہ نہیں بٹھانا چاہتے تھے۔ ان کا یہ کمال ان کے عقیدے کی پیداوار ہے۔ اس زمانے کے مصری لوگ سورج دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد اگر مرنے والے کا جسم محفوظ رہے اور اس کے پاس عام زندگی کی تمام ضروری چیزیں بھی موجود ہوں تو وہ دوسری دنیا میں زندہ ہو جاتا ہے۔ مرنے والے کی روح کی سہولت کے لئے یوں تو برتن اور اوزار اور استرے تک موجود پائے گئے ہیں مگر بعد کے ایک مصری بادشاہ توتنخامعن کے مقبرے میں سے تو ایک رتھ بھی نکلا ہے تاکہ روح اس میں سوار ہو کر آسمان پر سیر سپاٹا کر سکے۔

مصر کا ایک بادشاہ خوفو تھا جسے یونانی چیوپس (Cheops) کہتے ہیں۔ اسی خوفو نے وہ اہرام تعمیر کرایا جو مصر کا سب سے بڑا اہرام ہے۔ اس کے بعد شیفرین اور مائسرینس نے بھی اپنے اپنے مقبرے بنوائے۔ یہ تینوں اہرام قریب قریب ہیں۔ مگر سب سے بڑا ہی خوفو کا اہرام ہے۔

پتھر کی جو سلیں اس اہرام کی تعمیر کے کام آئی ہیں وہ ستر من سے ساڑھے چار سو من تک بھاری ہیں وہ سلیں جو اہرام کے اندر شاہی مقبرے کی چھت پر نصب ہیں چودہ سو من بھاری ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس اہرام پر یہ خوفناک حد تک بھاری سلیں بلکہ چٹانیں ۲۳ لاکھ کی تعداد میں خرچ ہوئی ہیں۔ اگر ہر سل ایک مربع فٹ کی ہو اور ان سلوں کو خط استوا پر ایک قطار میں بچھایا جائے تو وہ زمین کے کرے کے دو تہائی محیط پر پھیل جائیں گی۔

نپولین بونا پارٹ نے بھی مصر کو فتح کرنے کے بعد یہ اہرام دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ فرانس کے چند ماہر بھی تھے۔ ان ماہروں نے اسے بتایا کہ صحرائے غزہ کے تینوں اہرام میں جو پتھر استعمال ہوئے ہیں ان سے پورے فرانس کے ارد گرد دس فٹ اونچی اور ایک فٹ چوڑی دیوار کھڑی کی جا سکتی ہے۔

کیا اہرام میں سونے کی چٹانیں موجود ہیں؟

مصر میں اب تک مشہور ہے کہ ان اہرام میں سونے اور ہیرے جواہرات دفن ہیں۔ حالانکہ یہ سارا اہتمام صرف ایک لاش کو دفنانے کے لئے کیا جاتا تھا۔ سونے اور جواہرات کے لالچ میں لوگوں نے ہر زمانے میں اہرام کی کھدائیاں کیں اور انہیں نقصان پہنچایا۔ بڑے اہرام کی چوٹی کی 31 فٹ بلندی اسی لئے غائب ہو چکی ہے۔ مگر خزانوں تک پہنچنے کے اس جنون نے اہرام کے راز بھی کھولے۔ کہتے ہیں کہ نویں صدی عیسوی میں خلیفہ مامون الرشید کے حکم سے بڑے اہرام میں نقب لگائی جا رہی تھی۔ جب اہرام کے اندر کی ایک غلام گردش میں ایک بھاری پتھر ٹوٹ کر لڑھکا اور کھدائی کرنے والے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ لڑھکتا ہی چلا گیا کچھ دیر تک اس کی ڈراؤنی آواز غلام گردش میں گونجتی رہی جب رک گئی تو لوگ اس آواز کے رستے آگے بڑھے اور یوں انہیں اہرام کے اندر کے ایوانوں کا سراغ ملا۔

اہرام کے شمال کی طرف زمین سے 45 فٹ کی بلندی پر اس میں اندر جانے کا راستہ ہے۔ یہ ڈھلائی راستہ 345 فٹ تک پھیلا ہوا ہے۔

اہرام کا شاہی کمرہ

اہرام مصر میں شاہی ایوان بھی ہے یہ 34 فٹ لمبا، ساڑھے سترہ فٹ چوڑا اور 19 فٹ اونچا ایوان بادشاہ خوفو کی آخری آرام گاہ ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اسے ''آرام'' نہیں کرنے دیا۔ پتھر کا تابوت ٹوٹا ہوا پڑا ہے۔ ڈھکنا غائب ہے اندر سے بادشاہ کا جسم بھی غائب ہے اور وہ چیزیں بھی جو روحانی زندگی کو آسانی سے بسر کرنے کے لئے اس کے پاس رکھی گئی ہوں گی وہ بھی غائب ہیں۔

خوفو کی لاش کے پاس کیا کچھ رکھا گیا ہوگا، اس کا کچھ اندازہ خوفو کے بعد کے زمانے کی ایک ملکہ کے مقبرے سے ہو سکتا ہے، اس ملکہ کی حنوط شدہ لاش سونے کے پتروں سے مڑھے ہوئے لکڑی کے ایک تابوت میں بند پائی گئی اور اس کے پاس جو چیزیں رکھی تھیں، ان میں سے چند یہ تھیں:

اہرام سے کیا کیا ملا؟

زیورات، ہیرے جواہرات، سنگ جراحت کے برتن، سونے کے برتن، سونے کے استرے اور چاقو، تانبے کے اوزار، سونے کا ایک چھوٹا سا آلہ جس کے ایک سرے کو ناخنوں کی صفائی کے لیے موڑ دیا گیا ہے، آرائشی سامان کا ڈبہ، اس میں سنگ مرمر کے آٹھ ننھے ننھے برتن ہیں۔ ان برتنوں میں مالش کرنے اور چھڑنے کے مرکبات ہیں۔ جواہرات کے ایک ڈبے میں چاندی کے بیس کنگن ہیں۔ ان کے علاوہ دو کرسیاں اور ایک پلنگ جن پر جا بجا سونے کی پتریاں چڑھی ہوئی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

ممی بنانے کا طریقہ

دفن کرنے سے پہلے مردہ جسم میں سے وہ تمام حصے نکال دیئے جاتے تھے جن کے جلد ہی گل سڑ جانے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ پھر جسم کے ان خالی جگہوں میں مسالے بھرے جاتے تھے اور جسم کے اوپر ہر عضو پر الگ الگ قیمتی کپڑے کی پٹیاں لپیٹ دی جاتی تھیں۔ اس سارے عمل میں سو، دو سو، تین سو دن تک لگ جاتے تھے۔ خوفو کی لاش کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا۔ پھر اسے صندل کے تابوت میں رکھا گیا۔ یہ تابوت ایک اور تابوت میں اتارا گیا۔ یہ تابوت بھی تیسرے تابوت میں بند کیا گیا۔ اور اسی تابوت کو بڑے اہرام کے شاہی ایوان میں پتھر کے اس تابوت کے حوالے کر دیا گیا جو اب ٹوٹا ہوا ہے اور خوفو کا تابوت غائب ہے۔

ہر اہرام کی طرح بڑے اہرام کے لئے بھی دریائے نیل کے مغربی کنارے پر ایک ایسی چٹان تلاش کی گئی جس میں سے تیرہ ایکڑ کے مربع کا رقبہ آسانی سے تراشا جا سکے۔ کاریگروں نے سب سے پہلے اس چٹان کو توڑا اور ہموار کیا۔

یہ اہرام مصر کے بادشاہ فرعون خوفو کا ہے۔

خوفو فراعنہ مصر کے چوتھے خاندان کا سربراہ تھا۔ جس کا اہرام 13.1 ایکڑ رقبہ پر تعمیر ہوا تھا۔ اس کی بلندی 481 فٹ اور چوڑائی 756 فٹ ہے۔ دیواریں سیدھی اوپر نہیں بلکہ ترچھی، 52 زاویہ کے مطابق ہیں۔ ماہرین اہرام کہتے ہیں کہ خوفو کے اہرام کی تعمیر میں 23 لاکھ پتھر نصب ہیں۔ کوئی بھی پتھر ساٹھ من سے کم نہیں۔ یوں اس اہرام کا کل وزن 68 لاکھ چالیس ہزار ٹن بنتا ہے۔ دور جدید کے ماہرین کے خیال میں تیس ہزار کے لگ بھگ مزدور کام کرتے تھے۔ کام مختلف ماہرین کی نگرانی میں مختلف ٹیم کی شکل میں انجام پاتا رہا۔

بلندی 481 فٹ اور چوڑائی 756 فٹ ہے

ایک پتھر کا وزن 60 من کم سے کم، بڑے پتھر کا وزن 400 من

23 لاکھ پتھروں سے یہ اہرام بنا ہے

دیوار کی موٹائی 20 ہاتھ ہے

یہ اہرام جس کا ایک ایک پتھر 60 من سے کم نہیں ہے، مکمل اہرام میں 23 لاکھ پتھر نصب ہیں۔ یوں اس اہرام میں 68 لاکھ 40 ہزار ٹن پتھر لگا ہے۔ ہزاروں سال پہلے جب مشینیں بھی نہیں تھی کس طرح 60 من کے 23 لاکھ پتھروں کو اوپر چڑھایا گیا ہوگا؟ یہ معمہ آج تک حل نہ ہوسکا۔

ایک امریکی ماہر آثار قدیمہ ڈیسمنڈ اسٹیورٹ نے اہرام مصر پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتا ہے: ”دنیا بھر میں پتھر کی یہ سب سے بڑی تعمیر تیرہ ایکڑ کے رقبے میں کھڑی ہے جو بیس لاکھ سے زائد بلاکوں پر مشتمل ہے اور یہ بلاک اوسطاً ڈھائی ٹن وزنی ہیں۔ اس کی ہر سمت 756 فٹ طویل ہے، لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تمام کو نے مکمل طور پر بالکل صحیح زاو
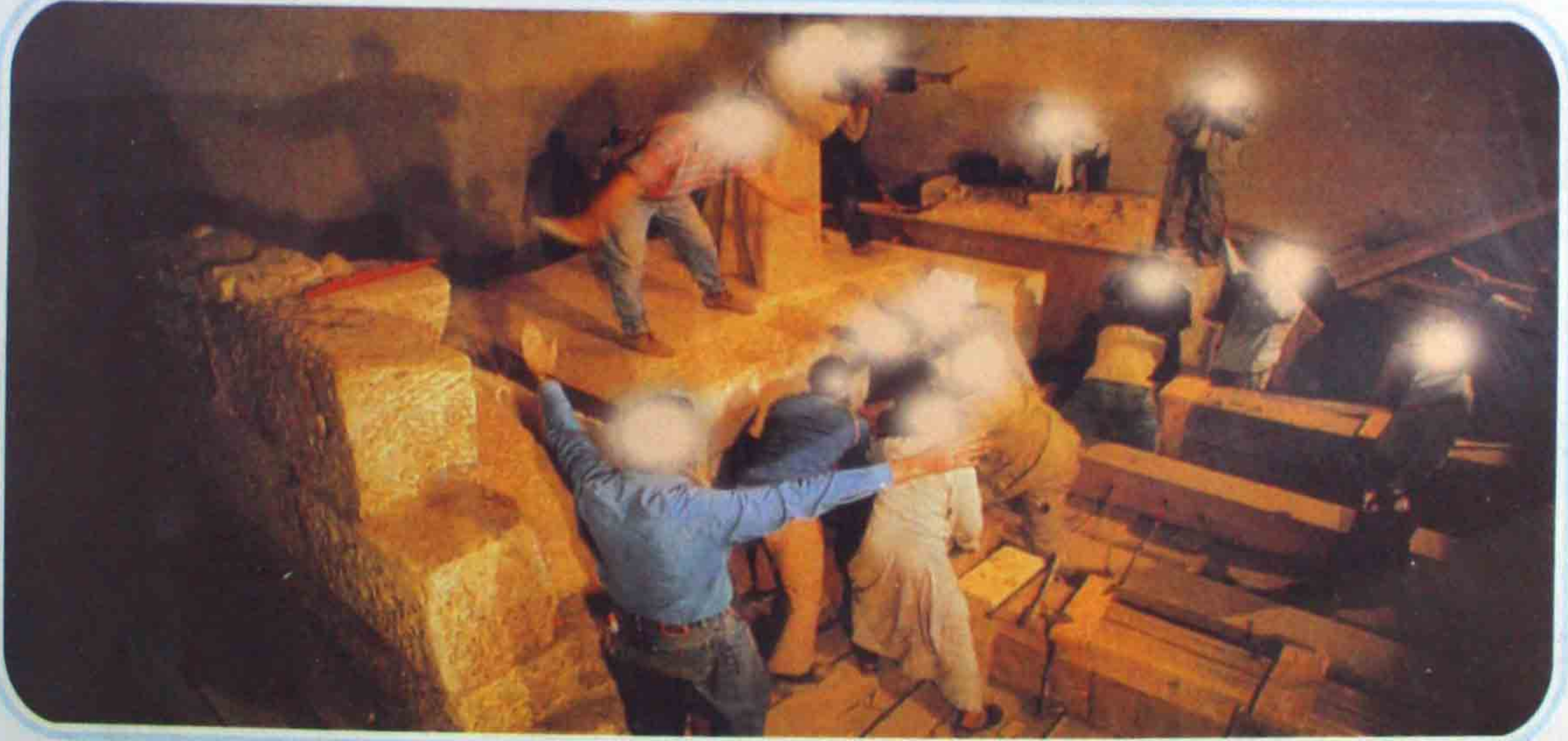
بناتے ہیں اور سامنے کے پتھر اتنے ٹھیک ٹھیک نصب کیے گئے ہیں کہ ان کے درمیانی جوڑ نظر نہیں آتے۔“

ان پتھروں کو ایسی فنکاری کے ساتھ جوڑا گیا ہے کہ ان کی درمیانی جھری باہر سے نظر ہی نہیں آتی اور دور سے پوری عمارت ایک ہی دیوہیکل مخروطی پتھر معلوم ہوتی ہے۔

اہرام مصر کے دیو ہیکل پتھر

بڑے اہرام کی بنیادوں کو ہموار کرنے کے لئے جو پتھر ٹوٹے وہ بھی اہرام کے پاس ہی ریت میں دبے ہوئے مل گئے ہیں۔ایک ماہر کا کہنا ہے کہ ان ٹوٹے ہوئے پتھروں کا وزن بڑے اہرام کے آدھے پتھروں کے برابر ہے۔اس بات سے بڑی آسانی کے ساتھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اہرام کی تعمیر سے پہلے کاریگروں کو کتنی محنت کرنی پڑی ہوگی۔ساتھ ہی یہ بھی سوچنا چاہیے کہ آج سے سات ہزار سال پہلے مشینیں نہیں تھیں۔صرف چند اوزار تھے جو آری، چھینی، بسول اور بیچر وغیرہ کی ابتدائی صورتوں میں تھے۔

اس کے بعد اہرام کے لئے دور دور سے پتھر کی سلیں لانے کا کام تھا۔ مگر یہ سلیں بنی بنائی صورت میں تو ملتی نہیں تھیں۔انہیں پہاڑوں کے پہلوؤں اور بنیادوں میں سے کاٹا جاتا تھا۔دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر اور جنوب میں اسوان کے پاس چٹانوں کے وہ حصے اب بھی موجود ہیں جنہیں اہرام کے لئے پتھر کاٹنے والے مزدوروں نے توڑنے کی کوشش کی تھی۔

اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ خوفو کے زمانے تک مصر میں پہیہ ایجاد نہیں ہوا تھا۔پہیے والی گاڑیوں کے بغیر یہ 75 من سے چودہ سو من تک بھاری سلیں اہرام تک پہنچانا صرف انسانی قوت کا کام تھا۔بغیر پہیوں کی ایک گاڑی پر (جسے انگریزی میں سلیج کہا جاتا ہے اور جو آج بھی برفانی ملکوں میں استعمال ہوتی ہے) یہ سلیں لادی جاتیں۔

ان سلوں کو تین چار سو فٹ کی بلندی پر لے جانا ہوتا تھا۔اس کام کے لئے زمین سے کچھ اونچا پتھروں کا چبوترا بنایا گیا۔جوں جوں اہرام تعمیر ہوتا گیا، یہ چبوترا بھی بلند ہوتا گیا۔اور طاقتور مزدور پتھر اٹھا کر اسی ڈھلانی چبوترے کے ذریعے معماروں تک پہنچتے۔یہ ڈھلان بڑھتے بڑھتے ایک اچھی خاصی سڑک بن گئی جس کا ایک سرا زمین پر اور دوسرا اہرام کی چوٹی پر تھا۔جب اہرام مکمل ہوگیا تو اس چبوترے کو گرا دیا گیا۔ایک وقت میں چار ہزار معمار اہرام پر کام کرتے تھے۔بیس سال میں اہرام مکمل ہوا۔تھوڑے ہی عرصے بعد خوفو مر گیا جیسے وہ اپنے اہرام کے مکمل ہونے ہی کے انتظار میں تھا۔اس کی لاش اہرام کے شاہی ایوان میں پہنچا دی گئی اور وہاں تک پہنچنے کا راستہ بظاہر ہمیشہ کے لئے بھاری سلوں سے بند کر دیا گیا۔خوفو کا یہی مقبرہ آج کے اس ترقی یافتہ زمانے میں بھی ساری دنیا کے لئے حیرت اور تعجب کا باعث بنا ہوا ہے، اسی لئے تو اسے عجوبہ کہتے ہیں۔

اہرام مصر کے دیو ہیکل پتھر جن میں سے ہر ایک کم سے کم 60 من وزنی ہے۔ بھاری اور بڑا پتھر 400 من وزنی ہے

اہرام کیوں بنائے گئے؟

فرعون موت کے بعد زندگی کے قائل تھے، وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہی انسان دوبارہ زندہ اٹھے گا جس کا جسم صحیح سلامت ہوگا، یوں اپنے دور حکمرانی کی پوری قوت اسی کام پر لگا دیتے تھے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ فراعنہ پر موت کا خوف ہر وقت طاری رہتا تھا۔ غالباً یہی سبب تھا کہ برسر اقتدار آتے ہی وہ اپنے مقبرے بنوانے شروع کر دیتے تھے۔ میت کو محفوظ رکھنے کے لے حنوط کرنے کے طریقے ایجاد ہوئے۔

فراعنہ نے دوسری زندگی تک حنوط شدہ میت کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے اہرام بنوانے شروع کیے۔ مضبوط ہونے کے باوجود یہ اہرام چوروں کی دسترس سے محفوظ نہیں تھے۔ چنانچہ شاہی میتوں کو خفیہ مقامات پر انتہائی رازداری کے ساتھ رکھا جانے لگا۔ آج الاقصر کے مقام پر بادشاہوں اور شاہی خواتین کے جو مقبرے دریافت ہوئے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ حکمران اپنی میتوں کو حنوط کرنے کے بعد کسی انتہائی خفیہ مقام پر چھپا دیتے تھے تا کہ میت چوروں کی نظروں سے اوجھل رہیں۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کفن چوری کا دھندہ مصر سے شروع ہوا جو چلتا چلتا برصغیر اور دنیا کے دوسرے ممالک تک آ پہنچا۔ آج الاقصر کے مقام پر بادشاہوں اور شاہی خواتین کے وہ خفیہ مقبرے دریافت ہو رہے ہیں جو کسی زمانے میں مال و دولت سے لبالب بھرے ہوئے تھے۔

چور شاہی میتوں کی تلاش میں اس لئے رہتے تھے چونکہ فراعنہ میت کے ساتھ سونا چاندی اور ضروریات زندگی کی چیزیں بھی قبر میں رکھ دیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ دوسری زندگی میں یہ ساز و سامان کام آئے گا۔ بالکل اسی طرح کی سوچ آج بھی چین میں موجود ہے جہاں کسی عزیز کی وفات پر لوگ نوٹوں کو آگ لگاتے ہیں۔ تا کہ یہ دولت مرحوم کے دوسرے جہاں میں کام آسکے۔ (حوالہ مصر کا بازار)

اہرام مصر کا داخلی دروازہ

تصویر میں وہ عمارت نظر آ رہی ہے جو دنیا کے عجائبات میں سے ایک عجوبہ ہے۔ جس کے بارے میں آج تک کوئی یہ نہیں بتا سکا کہ آج سے کئی سو سال قبل کے زمانے میں جدید ٹیکنالوجی کے نہ ہوتے ہوئے یہ عمارت کیسے تعمیر کی گئی؟

اہرام مصر اور ابوالہول کی قریب سے لی گئی تصویر

اس کی اونچائی 66 فٹ ہے
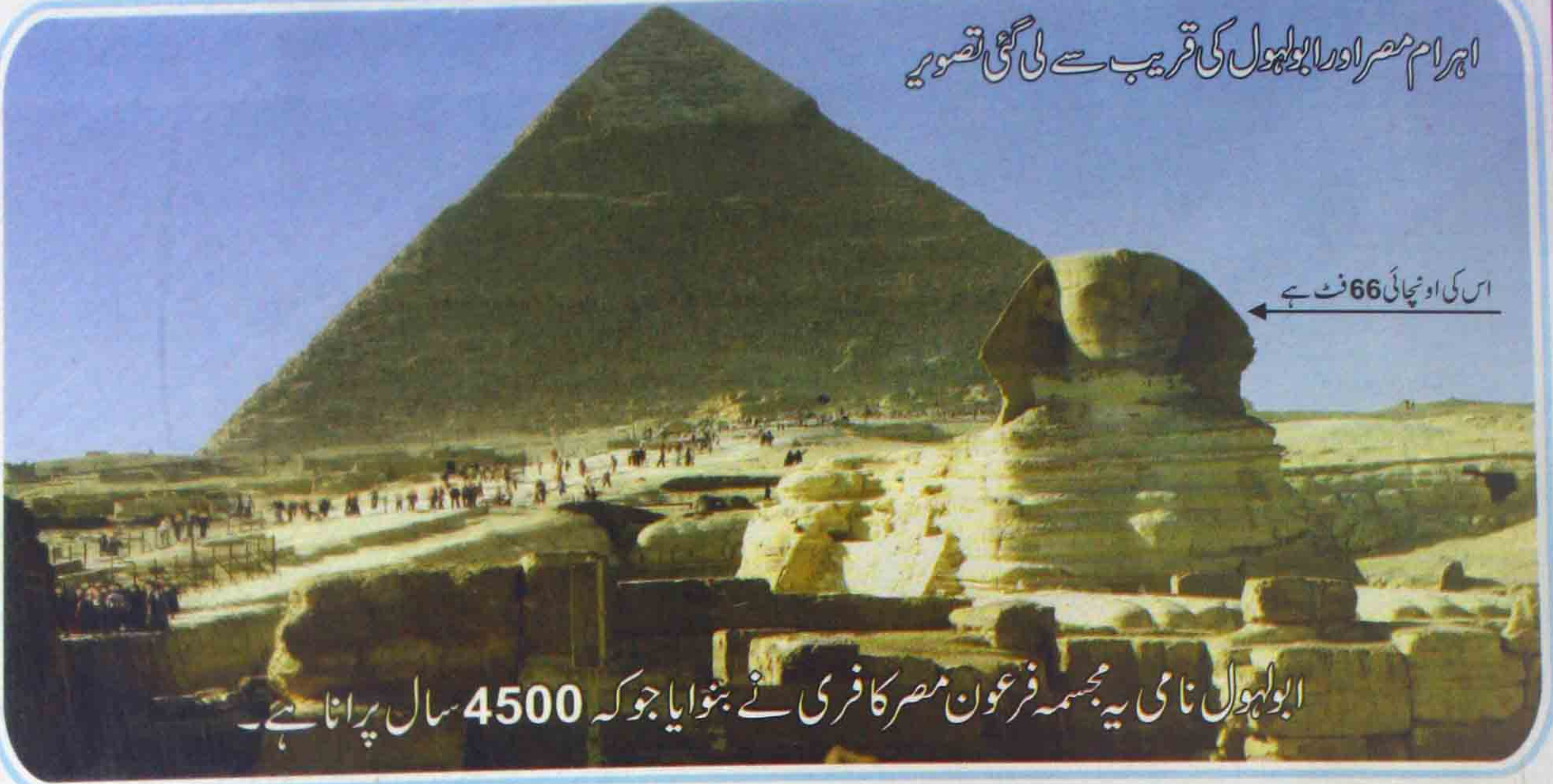
ابولہول نامی یہ مجسمہ فرعون مصر کافری نے بنوایا جو کہ 4500 سال پرانا ہے۔

اہرام مصر کا اندرونی منظر

فرعون کے رئیس زادے جب مرتے تو وصیت کرتے کہ ہمارے ساتھ خزانہ بھی اور آرام دہ کرسیاں اور پلنگ بھی دفن کیا جائے تا کہ ہم وہاں آرام سے رہ سکیں۔ مگر ان کو حقیقت کی خبر نہ تھی۔

اہرام مصر کا اندرونی منظر

جناب یعقوب نظامی صاحب اہرام مصر کے اندرونی منظر کا نظارہ کرنے بعد لکھتے ہیں کہ اہرام مصر کے اندر جانے کا ٹکٹ ایک سو مصری پونڈ تھا ہم نے ٹکٹ خریدے اور اہرام کے قریب چلے گئے قریب سے اہرام کو دیکھا تو مجھے سخت حیرت ہوئی اہرام کا ہر پتھر جسامت میں انتہائی بڑا تھا۔ جنہیں کاریگروں نے انتہائی نفاست کے ساتھ کاٹ کر انتہائی خوبصورت بنایا ہوا تھا۔ ہر پتھر جسامت میں دوسرے سے ملتا جلتا تھا۔ کسی بھی پتھر کا وزن ڈھائی ٹن یعنی ستر من سے کم نہیں تھا۔ بعض پتھروں کا وزن دس دس ٹن بھی تھا۔

میں اہرام کی مشرقی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تو ایک ایک پتھر میرے کندھوں کے قریب تھا۔ پتھر پانچ فٹ سے کسی بھی صورت کم نہیں تھے۔ جب اہرام کی چوڑائی کا جائزہ لیا تو وہ میرے تصور سے بھی زیادہ تھا۔ پتھروں کا جائزہ لیا تو وہ انتہائی سخت تھے۔ ان میں چونے کی آمیزش تھی۔ اہرام کی اونچائی کا جائزہ لینے کے لئے اوپر کی طرف دیکھا تو سر پر رکھا ہیٹ گر گیا۔ ہیٹ اٹھایا اور اہرام کی دیوار پر خوبصورتی سے پیوست پتھروں پر چڑھتے ہوئے جب 56 فٹ کی بلندی تک پہنچا تو وہاں اہرام کے اندر جانے کے لئے بالکونی بنی ہوئی تھی۔ جہاں شائقین قطار میں کھڑے تھے۔ ہم بھی قطار میں کھڑے ہو

اہرام کے اندر جانے سے قبل سیکورٹی احکام نے ہماری جامہ تلاشی لی۔ ہمارے دستی بیگ اور کیمرے اپنی تحویل میں رکھ لیے تا کہ ہم اندر چوری چھپے فوٹو گرافی نہ کرتے رہیں۔ اہرام کے اندر تصویریں بنانا ممنوع ہے۔ ایک تنگ اور تاریک راستے سے اہرام کے اندر داخل ہوئے تو جلد ہی مجھے احساس ہو گیا کہ جس راستے کا آج انتخاب کیا ہے اسے سر کرنا اتنا آسان نہیں ہوگا۔ ساڑھے 3 فٹ چوڑا اور 4 فٹ اونچا یہ ایک سرنگ نما راستہ تھا۔ جس میں سر اونچا کر کے چلنا ہرگز ممکن نہیں تھا۔ ہم سر جھکائے اس حالت میں اندر داخل ہوئے جس طرح لوگ فراعنہ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ ممکن ہے کاریگر جب یہ راستہ بنا رہے تھے تب ان کے ذہن میں یہ بات آئی ہوگی کہ کل اگر کوئی اہرام میں داخل ہو تو وہ اکڑنے کی بجائے جھک کر آئے چونکہ یہی آداب شاہی ہیں۔

میں سر جھکائے چلتا رہا۔ اب یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہم اوپر کی بجائے آہستہ آہستہ نیچے کی طرف جا رہے ہیں۔ گائیڈ نے بتایا کہ یہ تنگ و تاریک راستہ 32 گز ایک فٹ لمبا ہے جب میں قدرے کھلی جگہ پہنچا تو اوپر کی طرف دیکھ کر گھبرا گیا۔ یہ جگہ اندھیری غار کی مانند نظر آئی جس کا دھانہ انتہائی تنگ اور تاریک تھا، اس کی چوڑائی 1.5 میٹر اور اونچائی 1.6 میٹر تھی۔ دیوار میں ڈرل کر کے لوہے کے بریکٹ لگا کر اوپر لکڑی کے تختے بچھا کر ایک مختصر سا راستہ بنایا گیا تھا، دائیں طرف دیوار اور بائیں طرف لکڑی کی حفاظتی ریلنگ لگی ہوئی تھی جس کے سہارے لوگ چل رہے تھے۔ یہ راستہ سیدھا نہیں بلکہ عمودی طور پر 45 ڈگری زاویئے کے مطابق اوپر جا رہا تھا۔ اس تنگ و تاریک اور مشکل سفر کے آغاز میں ہی منیر حسین اندر جانے کا ارادہ ترک کر کے واپس چلے گئے۔ میں نے بھی واپسی کا سوچا لیکن پھر خیال آیا کہ میں یہ چیزیں اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے قارئین کے لئے بھی دیکھ رہا ہوں، اگر اپنی ذات تک بات محدود ہوتی تو میں بھی منیر حسین کی سنت پر عمل کرتا۔

اہرام ایک تنگ و تاریک قبر ہے۔ لیکن یہ قبر عام آدمی کی نہیں بلکہ فرعون خوفو کی تھی جس کے لئے ہمیں 344 فٹ اسی قبر سے گزر کر اوپر اس مقام تک پہنچنا تھا جہاں فرعون کی لاش رکھی گئی تھی۔ تنگ و تاریک راستے میں آکسیجن کی کمی کی وجہ سے میری سانس گھٹنے لگی، پیاس نے سخت ستایا، گلا اس قدر خشک کہ بات کرنی مشکل تھی۔ آگے آگے یعقوب آزاد جا رہے تھے جنہوں نے پیچھے مڑ کر کہا "نظامی صاحب فرعون کی قبر میں اگر ہم مر گئے تو ہماری کوئی فاتحہ بھی نہیں پڑھے گا۔"

میں نے ہاں میں مختصر جواب دیا، چونکہ اس وقت مجھے اپنی فاتحہ کی نہیں بلکہ یہ فکر تھی کہ کسی حادثہ کی صورت میں میری میت کیسے باہر نکالی جائے گی۔ ہماری طرح بہت سے گورے اور گوریاں بھی حکومت مصر کو کوس رہی تھیں جنہوں نے اندر جانے سے قبل مکمل معلومات نہیں دیں۔ اگر ہم اس خطرے سے آگاہ ہوتے تو ممکن ہے اندر نہ جاتے۔ لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے مصری حکومت دولت کمانے کے چکر میں ہے۔ اگر وہ یہ راز افشاں کر دیں تو ممکن ہے بہت سے لوگ اندر کا رخ نہ کریں، جس کا نتیجہ آمدنی میں کمی ہے۔

فرعون کے شاہی قبرستان اہرام مصر کا اندرونی منظر

فرعون نے جس طرح اپنے محل کو خوبصورت بنایا تھا اسی طرح اپنی زندگی ہی میں اہرام یعنی اپنی قبر بنائی تھی اور اس قبر کو وہ جتنا مزین کر سکتے تھے کیا۔ مگر ان کو معلوم نہ تھا کہ قبر میں مال نہیں اعمال کام آتے ہیں
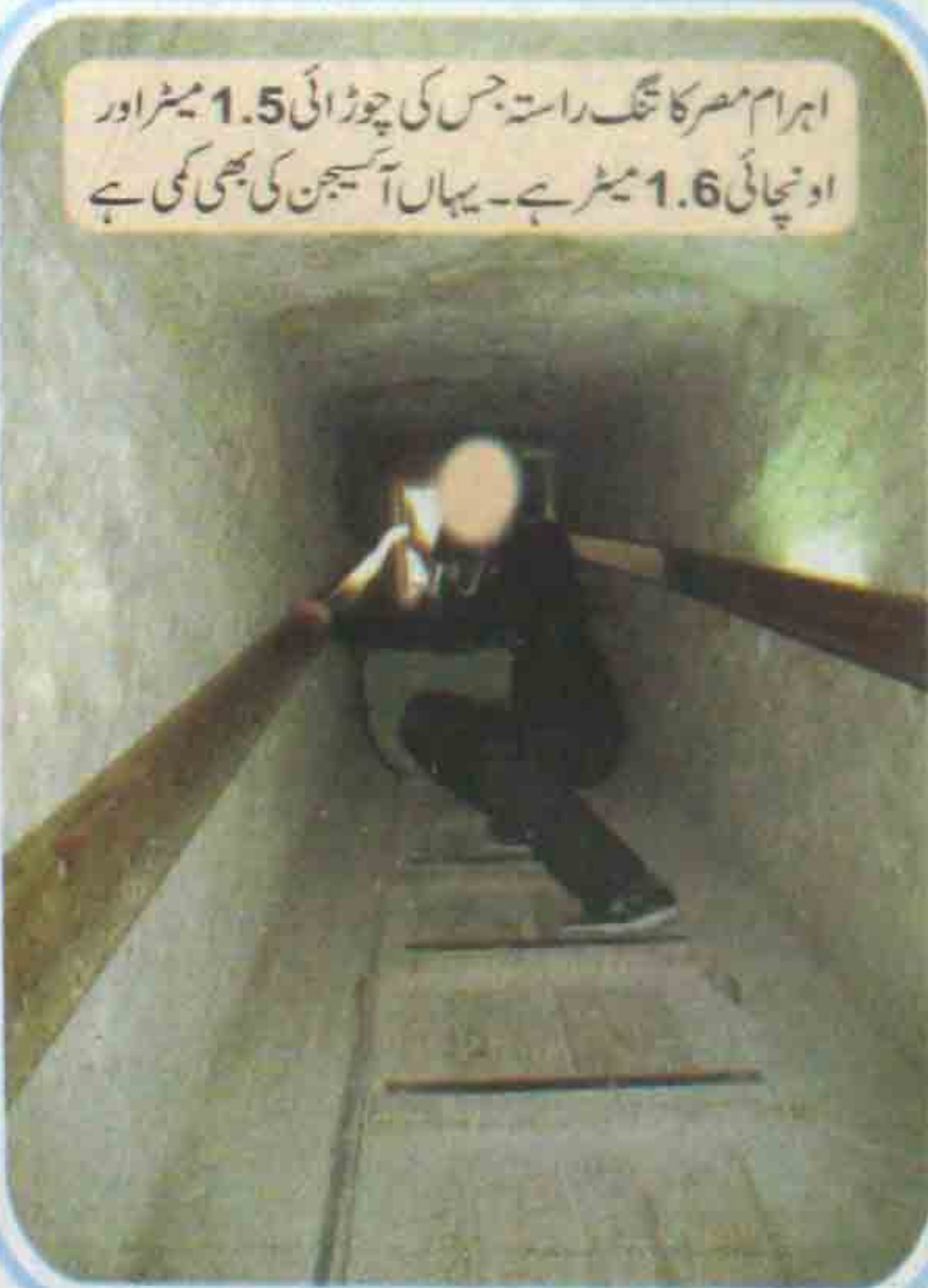
اس سرنگ کی چڑھائی خاصی دشوار گذار ہے چڑھائی کی مشقت اور گرمی کی شدت سے لوگ اوپر پہنچتے پہنچتے پسینے میں شرابور ہوجاتے ہیں۔ اس سرنگ کی انتہا ایک وسیع وعریض ہال پر ہوتی ہے جس کی تمام تر دیواریں پتھر کی ہیں اور اس کے شمال مغربی کونے میں پتھر کا ایک حوض بنا ہوا ہے، اس حوض میں بادشاہ کی لاش رکھی جاتی تھی۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ ہرم کی دیواروں پر عجیب وغریب رسم الخط کی عبارتیں تحریر تھیں جو مرور زمانہ سے مٹ گئی ہیں۔ نیز دیواروں کو طرح طرح کے نقوش اور لعل وجواہر سے مزین کیا گیا تھا، اب ان میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔

اہرام مصر کا تنگ راستہ جس کی چوڑائی 1.5 میٹر اور اونچائی 1.6 میٹر ہے۔ یہاں آکسیجن کی بھی کمی ہے

اہرام کے اندرونی حصے کو دیکھنے کے بعد واپسی کا سفر

واپسی کا راستہ بھی یہی تھا۔ چنانچہ وقفہ وقفہ پر رک کر ہمیں واپس لوٹنے والوں کو راستہ دینا پڑتا تھا۔ اسی قبرنما سرنگ میں سے اوپر چڑھتے چڑھتے جب 124 فٹ سفر طے کیا تو ہم قدرے کھلی جگہ پہنچے۔ یہ گرانڈ گیلری کہلاتی ہے۔ یہاں سے دو راستے جدا ہوتے ہیں۔ اگر افقی سفر کرتے تو ملکہ کے چیمبر میں پہنچ جاتے، لیکن ہمیں ملکہ سے کیا لینا تھا۔ ہمیں فرعون سے ملاقات کرنی تھی۔

گرانڈ گیلری ہموار نہیں بلکہ 45 زاویہ پر ترچھی سیڑھیوں یا زینے کی طرح تھی۔ یہ گیلری نما راستہ سیدھا اوپر کوئی 153 فٹ جاتا تھا۔ جس کی چوڑائی سات فٹ اور اونچائی 28 فٹ تھی۔ گیلری کے بیچ میں لکڑیاں بچھا کر اوپر پٹیاں لگی ہوئی تھیں جن پر پاؤں رکھ کر لوگ اوپر چڑھتے تھے۔ ہم سر اونچا کر کے دائیں بائیں لگی لکڑی کی ریلوں کے سہارے پوری جسمانی قوت سے چڑھتے جا رہے تھے۔ مدھم سی روشنی بھی تھی۔ یہ راستہ اہرام کے عین درمیان میں نہیں بلکہ درمیان سے 24 فٹ مشرق کی طرف تھا۔ ان راستوں کے علاوہ اندر بڑے بڑے پہاڑ نما پتھر نصب تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ پورے کا پورا اہرام ٹھوس پتھروں کا ایک مخروطی پہاڑ ہے۔

آخر ہم منزل مقصود پر پہنچے۔ تو دیکھا ایک مصری بوڑھا لمبا روایتی چوغا پہنے سیاحوں کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ تین فٹ چوڑی ایک اور سرنگ میں سے سر جھکائے گزر کر ہم ایک کمرے میں پہنچے۔ یہی کنگ چیمبر یعنی بادشاہ کا کمرہ تھا۔ یہ کمرہ 17 فٹ چوڑا 34 فٹ لمبا اور 19 فٹ اونچا تھا۔ چھت پر نصب ایک ایک پتھر چالیس سے ساٹھ ٹن یعنی تقریباً سولہ سو من سے کم نہیں تھا۔ یہی وہ کمرہ تھا جہاں خوفو بادشاہ کی حنوط شدہ لاش رکھی گئی تھی۔ کمرے کے ایک طرف میت رکھنے کے لئے جگہ تھی۔ جو پتھر سے تعمیر کردہ ایک ٹب کی مانند تھی۔ بلکہ اگر اسے ٹب کی بجائے پتھر کی قبر کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ میں نے جھانک کر اندر دیکھا تو وہ خالی تھی۔ نہ اندر فرعون تھا اور نہ اس کے خزانے۔ گائیڈ نے بتایا کہ ہزاروں سال کی جدوجہد کے بعد جب سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کی جستجو کرنے والے یورپی یہاں پہنچے تو انہیں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ یہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ اس مقام تک چوروں کا پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ چونکہ یہاں تک پہنچنے کے لئے کوئی بھی دروازہ نہیں۔ بلکہ آج کے جدید ترین دور میں بھی مزید کسی خفیہ راستے کا پتہ نہیں چلایا جا سکا۔

کنگ چیمبر کے اندر کوئی خاص بات نہیں تھی۔ بس ایک عام سا قبرنما کمرہ تھا۔ جس میں نہ کوئی کھڑکی تھی نہ روشندان۔ اندرونی دیواریں بہت ہی ملائم تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دیواریں چونے سے پلستر کر دی گئی تھیں۔ تاکہ دیواریں ہموار اور ملائم ہو جائیں۔ فراعنہ کے خالی تابوت کو دیکھ کر میں نے یہی سبق سیکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال و دولت سے نوازا ہے تو اسے دنیا میں خرچ کر دینا ہی عقل مندی ہے۔ چونکہ فراعنہ کے ساتھ دفن خزانے ان کے کسی کام نہ آ سکے۔

مصری گائیڈ نے فرش پر ایک جگہ زور زور سے پاؤں مارے اور بتایا کہ یہاں سے عین نیچے ملکہ کا چیمبر ہے۔ جہاں خوفو بادشاہ کی ملکہ کا تابوت تھا۔ اس مقام سے اہرام کی چوٹی 95 میٹر یعنی 290 فٹ ہے۔ لیکن اوپر کوئی راستہ نہیں جاتا۔ اسی کنگ چیمبر میں فرانس کے حکمران نپولین نے اکیلے رات بسر کی تھی۔ وہ رات نپولین نے کس حالت میں گزاری، اس کا ذکر اس نے کبھی کسی سے نہیں کیا تھا۔

ہم کچھ وقت یہاں رہے اِدھر اُدھر گھوم پھر کر دیکھتے رہے۔ سچ یہ ہے کہ مجھے اپنے حواس پر زیادہ قابو بھی نہیں تھا، بس یہی فکر تھی کہ اس قبر سے باہر کیسے نکلوں گا۔ جلدی جلدی کمرے کو دیکھا اور باہر نکلنے کی راہ لی۔

اوپر جاتے وقت میں سوچ رہا تھا کہ واپسی آسان رہے گی۔ لیکن میرے ساتھ تو معاملہ اونٹ والا ہوا جس کے لئے چڑھائی اور اترائی دونوں تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جب میں اترنے لگا تو لمبے قد نے مجبور کیا۔ راستہ تنگ اور تاریک تو تھا ہی لیکن اتنی جگہ تھی کہ انسان صرف بیٹھ کر ہی نیچے اتر سکتا تھا۔ اوپر چڑھتے وقت تو میں سر نیچے کیے، بازو اور ٹانگوں کے زور پر اوپر چڑھ گیا لیکن نیچے اترتے وقت مشکل تھی۔ میں نیم دراز ہو کر لڑکھڑاتے ہوئے آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔

راستہ میں جگہ جگہ پریشان حال بوڑھے انگریز اور میمیں دیکھیں جن کے اوپر جانے کے ارادے تھے۔ لیکن راستے میں بیٹھے اس سوچ میں تھے کہ اب کیا کیا جائے۔ ہم نے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کی لیکن جب انہوں نے ہمارے بھی حواس بکھرے ہوئے دیکھے تو انہیں ہماری حوصلہ افزائی پر شک ہوا۔

سقارہ کا قبرستان

اہرام مصر کی اندرونی دیوار کا نقش و نگار
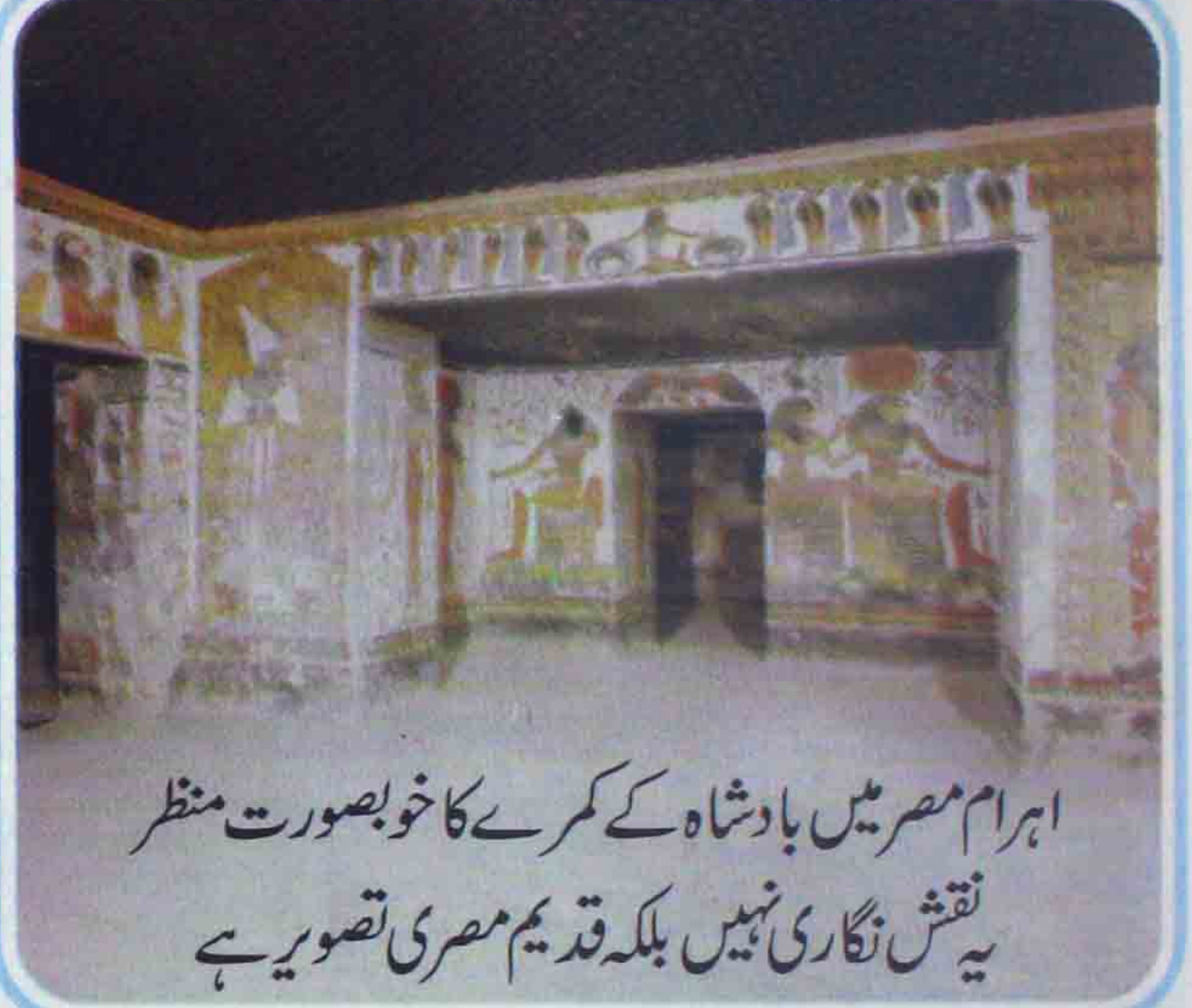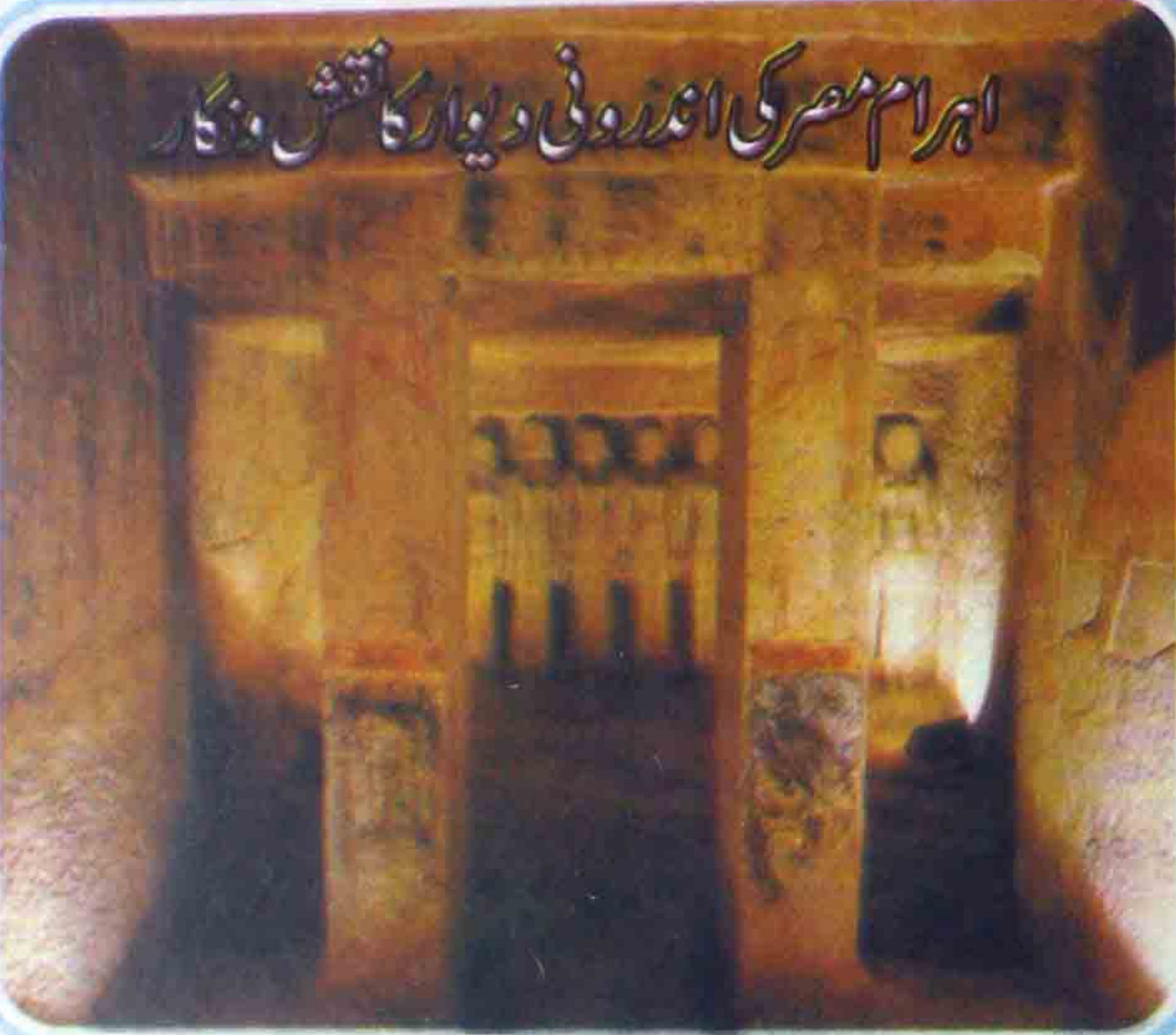
اہرام مصر میں بادشاہ کے کمرے کا خوبصورت منظر
یہ نقش نگاری نہیں بلکہ قدیم مصری تصویر ہے
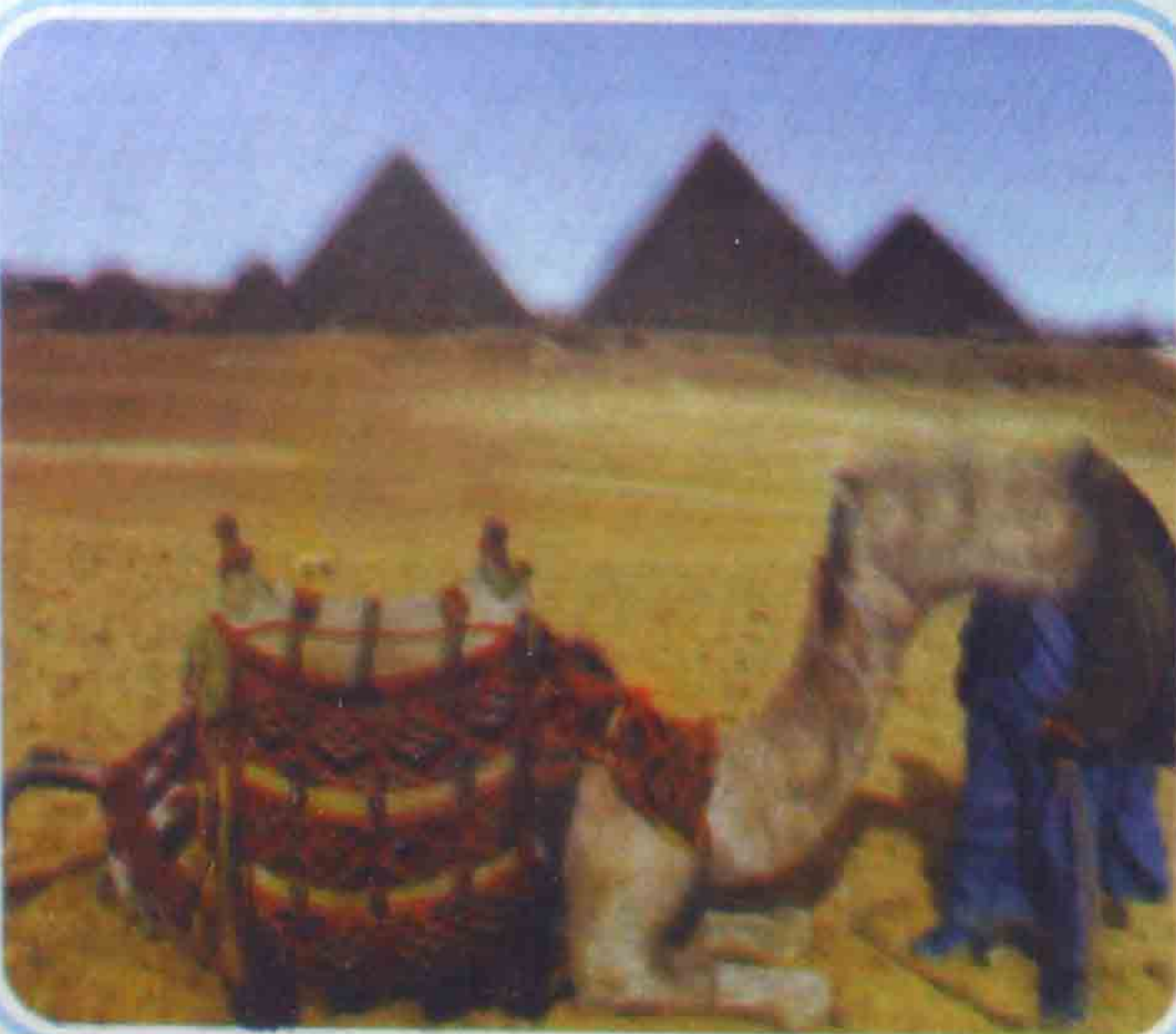
رعمیس کی بیوی ملکہ نجیتاری کے مقبرہ کا اندرونی منظر
یہ مقبرہ دریائے نیل کے قریب واقع ہے۔

توریت کا تحفہ لینے کے لئے کوہ طور کی طرف سفر

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جب بنی اسرائیل مصر میں تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا تو تم کو ایک کتاب عطا فرمائے گا۔ جس میں تمام اوامر و نواہی کا بیان ہوگا۔ پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے دشمن کو ہلاک کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کتاب نازل فرمانے کی درخواست کی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیس روزے رکھنے کا حکم دیا۔ جب تیس دن ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منہ میں کچھ بد بو محسوس ہوئی تو آپ علیہ السلام نے کسی نرم لکڑی سے مسواک کر لی۔ ابو العالیہ نے کہا کسی درخت کی چھال کو چبایا تھا۔

فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا پہلے ہم کو آپ کے منہ سے مشک کی خوشبو آتی تھی آپ علیہ السلام نے مسواک کر کے اس کو خراب کر دیا۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذی الحجہ کے دس دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ روزہ دار کے منہ کی بو میرے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(حوالہ تفسیر روح المعانی و در منثور)

اہل تفاسیر نے لکھا ہے کہ کوہ طور پر پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تبارک وتعالیٰ کے کلام کو سن کر ایسی لذت محسوس کی کہ آپ علیہ السلام کے دل میں رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوگئی اور عرض کی اے اللہ تبارک وتعالیٰ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرما۔

رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔''

یہ نہیں فرمایا: ''مجھے نہیں دیکھا جا سکتا''۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات رب کا دیدار کیا۔ نیز یہ دیکھنے کی نفی دنیا سے متعلق ہے۔ جنت میں مومنین رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار کریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال کرنا ہی اس چیز پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ نے ممکن چیز کا سوال کیا۔ اگر رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھنا محال ہوتا تو آپ علیہ السلام سوال نہ کرتے۔

رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی تجلیات کا ظہور پہاڑ پر کرتا ہوں۔ تم پہاڑ کو دیکھو اگر تم نے پہاڑ کو دیکھ لیا تو سمجھنا کہ مجھے بھی دیکھ لو گے۔ لیکن رب تبارک وتعالیٰ کی تجلیات کی تاب پہاڑ نہ لا سکا کہ وہ قائم رہتا بلکہ وہ بھی پاش پاش ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوش برقرار نہ رکھ سکے۔

کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقام قرب کا تحفہ

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے مقرر کیے ہوئے وقت پر بنی اسرائیل کے 70 آدمیوں کو لے کر طور سینا پر تشریف لے گئے۔ آپ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم اور اجازت ہی سے وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ان ستر افراد نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام سننے کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''ایسا ہی ہوگا۔''

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کے قریب پہنچے تو بادل نے پورے پہاڑ کو چھپا لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور بادل کے اندر داخل ہو گئے اور دوسروں سے فرمایا: ''قریب آ جاؤ!''

سابقہ کتابوں میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس درخواست پر ان سے کہا گیا تھا کہ اے موسیٰ! مجھے جو زندہ شخص دیکھ لے وہ مر جائے۔ میرے دیدار کی تاب کوئی زندہ نہیں لا سکتا۔ خشک چیزیں بھی میری تجلی سے تھرتھرا اٹھتی ہیں۔ چنانچہ پہاڑ کا حال خود کلیم اللہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور خود بھی بے ہوش ہو گئے۔

امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب رب تبارک وتعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی، اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو وہ چکنا چور ہو گیا۔

راوی حدیث ابو اسماعیل نے اپنے شاگردوں کو اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا لیکن اس حدیث کی سند میں ایک راوی مبہم ہے۔ جس کا نام واضح نہیں کیا گیا۔ (حوالہ تفسیر ابن کثیر)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی کی ہیبت

تفسیر طبری میں لکھا ہے کہ: پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام آسمانوں کی طرف وحی کی کہ میں پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالنے والا ہوں (یہ سن کر) تمام آسمان، زمین، پہاڑ، سورج، چاند ستارے، بادل، جنت، دوزخ، فرشتے اور سمندر کانپ اٹھے اور تمام کے تمام سجدے میں گر گئے اور (وہی کمزور بندہ دیدار الٰہی کا مشتاق) موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

''پھر جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر۔'' (الاعراف، 143)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نور الٰہی کی وجہ سے بے حس و حرکت ہو کر پتھر سے گر پڑے اور پتھر (ہل کر) ان کے اوپر آ گیا اور ان پر قبے کی شکل میں سایہ کرنے لگا تاکہ آپ علیہ السلام جل نہ جائیں۔

کوہ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے گفتگو کی

مصر کی وادیٔ سینا کے پہاڑوں میں سب سے مقدس پہاڑ کوہ طور ہے۔

(۱) یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا۔

(۲) یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم کلامی کرتے تھے۔

(۳) یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور کی تجلی پڑی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام 40 دن تک اس پہاڑ پر بے ہوش پڑے رہے۔

(۴) اس پہاڑ پر سینٹ کیتھرائن نامی عبادت خانہ ہے۔ جس میں آج بھی وہ روشن درخت موجود ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی اور اسی روشن درخت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور عصا کے اژدھا بننے کا معجزہ ملا تھا۔

کوہ طور پہاڑ قرآن کی روشنی میں

کوہ طور مصر کا سب سے مشہور اور مقدس مقام ہے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

اے موسیٰ! تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، البتہ ہم پہاڑ پر اپنی صفاتی تجلی فرماتے ہیں۔

پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو کیفیت یہ ہوئی

جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

پہاڑ ان جلوؤں کی تاب نہ لا سکا اور پہاڑ کا وہ حصہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے، ریزہ ریزہ ہوگیا۔

پہاڑ پر پڑنے والی تجلیات کی انعکاسی شعائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پڑیں، وہ کافی دیر تک وجدانی کیفیت سے سرشار رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس تجلی کا ایک اثر یہ ہوا کہ ان کی نگاہ اتنی تیز ہوگئی کہ اندھیری رات میں تیس میل کی مسافت سے چیونٹی کو ملاحظہ فرمالیتے۔ چہرے کے تجلیات کا یہ عالم تھا کہ کسی شخص کو یہ ہمت نہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رخ انور کو دیکھ سکے۔

بلکہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

مکث موسیٰ اربعین لیلۃ لاینظر الیہ احد الا مات من نور رب العالمین

"چالیس دن تک تو یہ حالت تھی کہ جو شخص آپ کو دیکھتا، جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا"۔

قوم موسیٰ علیہ السلام کلام سننے کتنی بار گئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام سنوانے کے لئے ساتھ لے گئے۔ یہ کتنی مرتبہ ہوا؟ علماء تفسیر نے اس میں 3 مرتبہ جانا لکھا ہے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب توریت شریف لینے لے لئے طور پر جارہے تھے اس وقت ایک جماعت کو ہمراہ لے گئے تھے اور اس کا ثبوت سورہ طٰہٰ کی آیت وَمَا اَعْجَلَکَ عَنْ قَوْمِکَ یٰمُوْسٰی سے ہوتا ہے۔

(۲) جب بنی اسرائیل نے ان کے پیچھے بچھڑے کی عبادت کرلی تو اس وقت بارگاہ الٰہی میں معذرت پیش کرنے اور قبولیت توبہ کی درخواست کرنے کے لئے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل پر توریت شریف پیش کی تو انہوں نے کہا کہ ہم کیسے مانیں کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سے خود فرمائیں کہ یہ میری کتاب ہے تو ہم تسلیم کرلیں گے۔ لہٰذا ان کو تسلیم کرانے کے لئے اپنی قوم کے منتخب افراد کو ساتھ لے گئے۔

(حوالہ: صاحب روح المعانی صفحہ۲۷ جلد۹)

کوہ طور وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کا تحفہ ملا

توریت کے چند اوراق جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ لیکن اب وہ توریت نہیں ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی بلکہ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں یہودیوں نے اپنے مفاد کے لئے خوب ردوبدل کردیا ہے۔ اسی لئے کہ تورات کا 4 انبیاء کے علاوہ کوئی بھی حافظ نہیں تھا البتہ قرآن تمام آسمانی کتابوں میں وہ واحد کتاب ہے جس میں 1400 سال میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کی جاسکی، کیونکہ یہ واحد کتاب ہے جس کے کروڑوں حافظ قرآن ہر دور میں موجود رہتے ہیں۔

کوہ طور کی وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے 10 احکامات ملے

تجلی موسیٰ کی برکت سے چہرہ کا نور بڑھ گیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کوہ طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اپنی تجلی ڈالی تو اس تجلی کی بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ اتنا روشن اور پرنور ہوگیا کہ کوئی بھی آپ کے چہرہ کو نہیں دیکھ سکتا تھا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو 40 دن تک اپنے چہرہ کو ڈھانپنا پڑا۔ (حوالہ مثنوی شریف)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس ایک تجلی کی جو جھلک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مبارک آنکھوں نے دیکھی اس کی بدولت آپ علیہ السلام کی نظر مبارک میں جو برکت پیدا ہوئی وہ بھی سن لیجئے۔

امام طبرانی معجم صغیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھیری رات میں صاف پتھر پر دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔ (شفا ملا علی قاری ج ا ص ۱۷۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجلی طور کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں ایسی روشن ومنور ہوگئیں کہ اندھیری رات میں دس فرسخ کے فاصلے سے چیونٹی جیسی باریک چیز آپ علیہ السلام کو نظر آنے لگی اور رات کی ظلمت اور زمین کی مسافت آپ علیہ السلام کی آنکھوں کے لئے حجاب نہ بنی۔

علماء فرماتے ہیں کوہ طور کی تجلی سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصہ کی تجلی تھی جب اس آسان سی تجلی کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے تو ان کا کیا کہنا جن کی مقدس آنکھوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا۔ اور بچشم سر دیکھا اور اس شان سے دیکھا کہ خود رب العزت فرماتا ہے۔

مازاغ البصر وما طغی (قرآن مجید)

مجھے دیکھنے میں پلک بھی تو نہ جھپکی۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین ذات کو دیکھا چشم نبی نے جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی میرے محبوب نے جو کچھ دیکھا دل نے اسے نہ جھٹلایا۔

ماکذب الفؤاد مارای (قرآن مجید)

اللہ اکبر! وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جو آسان سی تجلی کی تاب نہ لا سکے بے ہوش ہو کر زمین پر آ رہے۔ یہ محبوب خدا ہیں جو ذات کو دیکھ رہے ہیں، قلب اقدس مطمئن اور چہرہ مبارک متبسم ہے یعنی مسکراتے ہوئے خالق اکبر کو دیکھ رہے ہیں۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو جمال ۔۔۔ تو عین ذات می نگری در تبسمی

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب حوض پر بنی عمارت
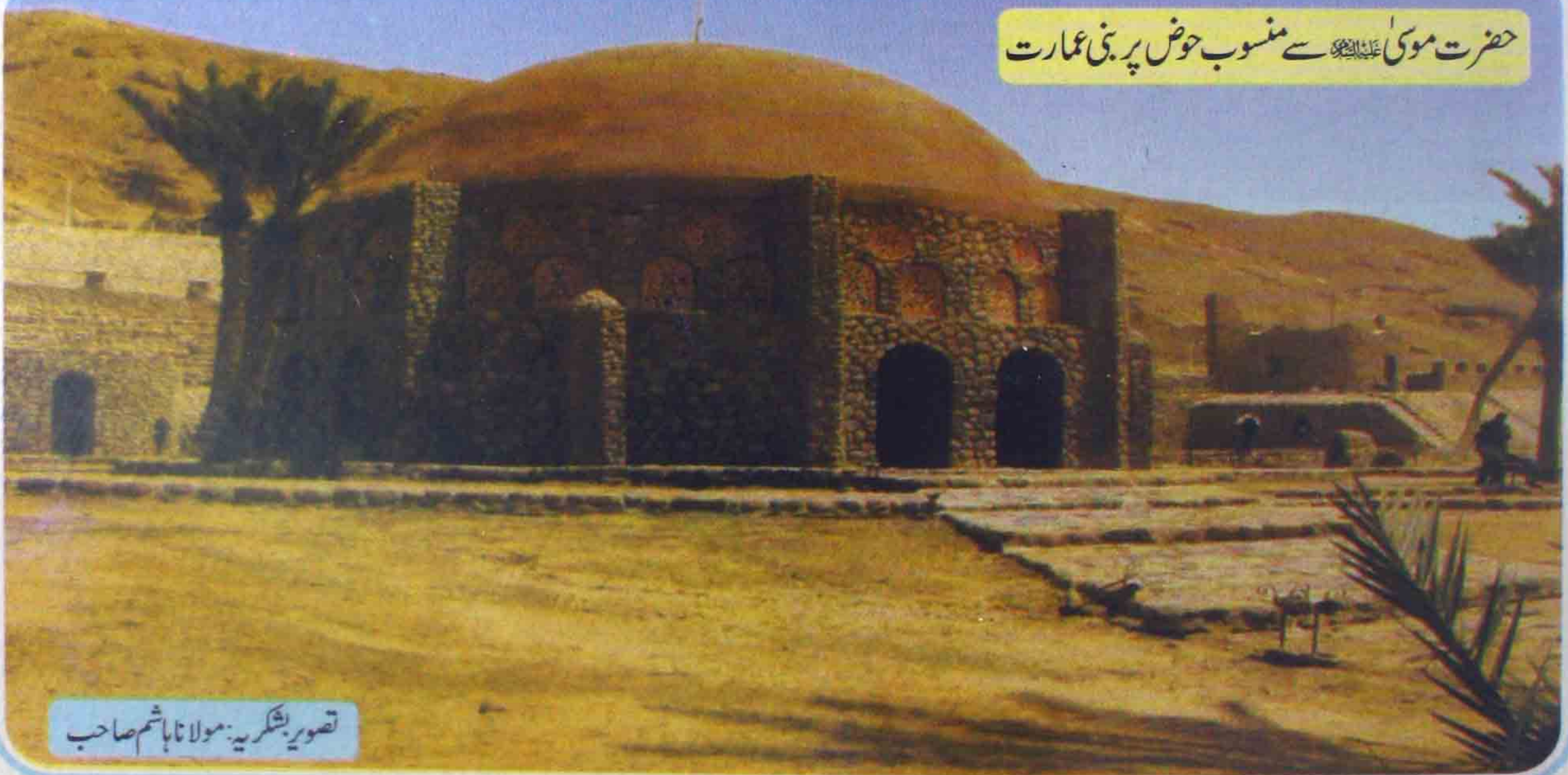
تصویر بشکریہ: مولانا ہاشم صاحب

اس عمارت میں موجود تالاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے یہی وہ تالاب ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نہارہے تھے اور بنی اسرائیل یہ گمان کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بدن پر برص کے نشانات ہیں۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیا کی وجہ سے اپنے جسم کو برہنہ نہیں کرتے تھے۔ پھر ایک موقع پر حکم الٰہی سے آپ علیہ السلام نہارہے تھے تو ایک پتھر آپ علیہ السلام کے جبہ مبارک کو لے کر بھاگ نکلا اور آپ علیہ السلام کی تہہ بند کو وہیں چھوڑ گیا تو آپ علیہ السلام نے تہہ بند باندھا اور پتھر کے پیچھے جبہ لینے کیلئے دوڑے تو لوگوں نے آپ علیہ السلام کے جسم کے اوپری حصہ کو دیکھا جس سے ان کی بدگمانی دور ہوگئی۔

سونے کا بچھڑا

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں فرعون سے نجات پالی اور دریا کو عبور کر کے جب پار ہو گئے تو ان کا گزر ایک بت پرست قوم پر ہوا جو بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے تھے اور ان بتوں کو پوج رہے تھے یہ بت گائے کی شکل کے تھے۔

بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اے موسیٰ علیہ السلام! جس طرح ان لوگوں کے اتنے خدا ہیں اسی طرح ہمیں بھی آپ علیہ السلام ایک خدا بنا دیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ جاہلو! یہ کیا بکنے لگے ہو یہ بت پرست تو بربادی و ہلاکت کے حال میں ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں بالکل باطل ہے۔ کیا میں ایک اللہ کے سوا کوئی دوسرا خدا تمہارے لئے تلاش کروں؟ (قرآن کریم پ ۹ ع ۷)

فرعون کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل اس کے پنجے سے آزاد ہو کر سب ایمان لائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب کریم کا یہ حکم ہوا کہ وہ چالیس راتوں کا کوہ طور پر اعتکاف کریں، اس کے بعد انہیں کتاب (توریت) دی جائے گی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے گئے اور بنی اسرائیل کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔ آپ علیہ السلام چالیس دن تک دن بھر روزہ دار رہ کر ساری رات عبادت میں مشغول رہتے۔

سامری سنار کی ملعون حرکت

سامری بنی اسرائیل میں ایک حرامی شخص تھا جو طبعی طور پر نہایت گمراہ کن آدمی تھا۔ اس کی ماں نے برادری میں رسوائی و بدنامی کے ڈر سے اس کو پیدا ہوتے ہی پہاڑ کے ایک غار میں چھوڑ دیا تھا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو اپنی انگلی سے دودھ پلا پلا کر پالا تھا۔ اس لیے یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچانتا تھا۔ اس کا پورا نام ''موسیٰ سامری'' ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام بھی ''موسیٰ علیہ السلام'' ہے۔ موسیٰ سامری کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پالا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر ہوئی تھی۔ مگر خدا کی شان کہ فرعون کے گھر پرورش پانے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو خدا کے رسول ہوئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا پالا ہوا موسیٰ سامری کافر ہوا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کر کے اس نے بچھڑے کی پوجا کروانا شروع کر دی۔

کوہ طور: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو چھوڑ کر 40 دن کے لئے تشریف لے گئے
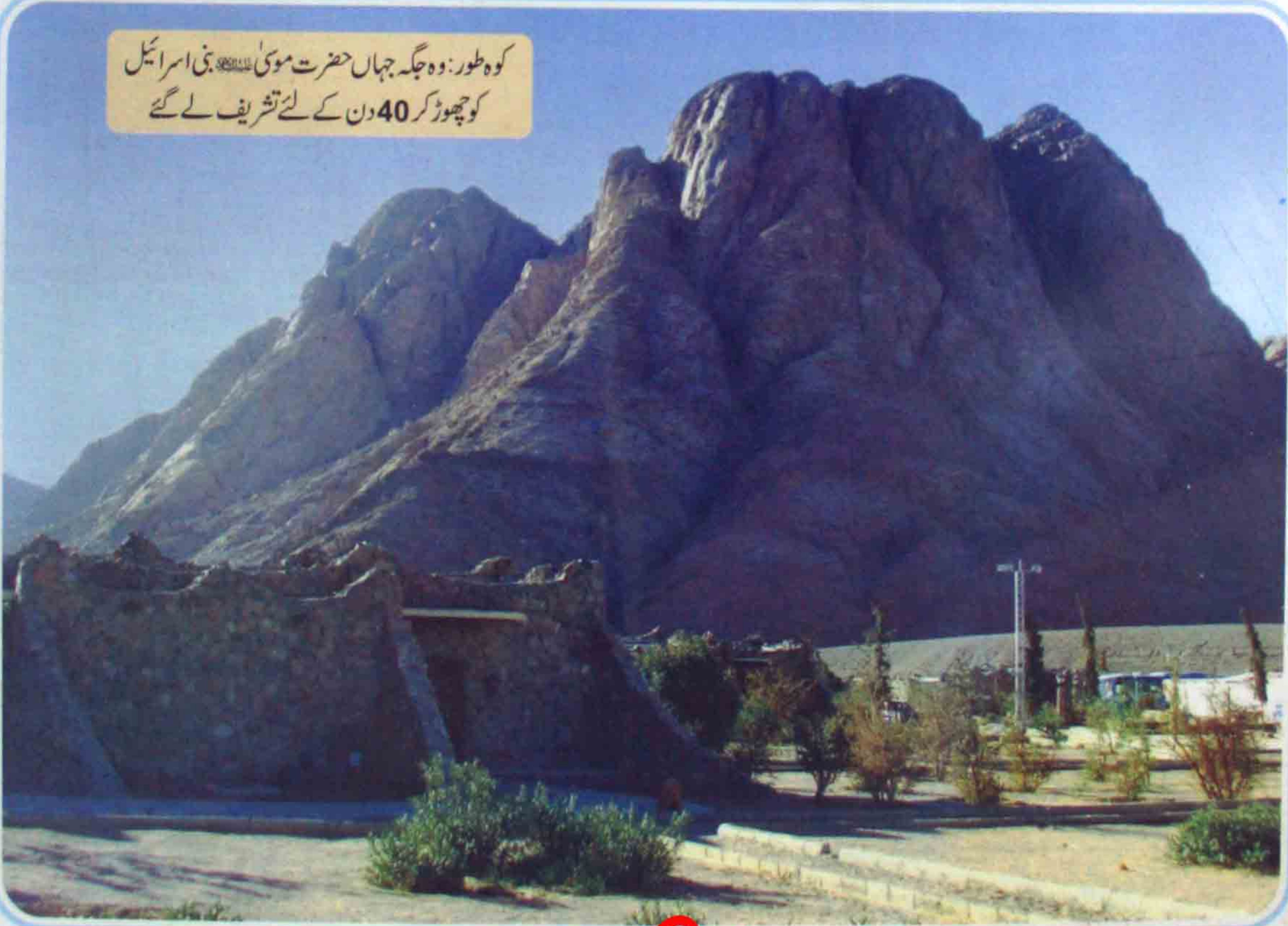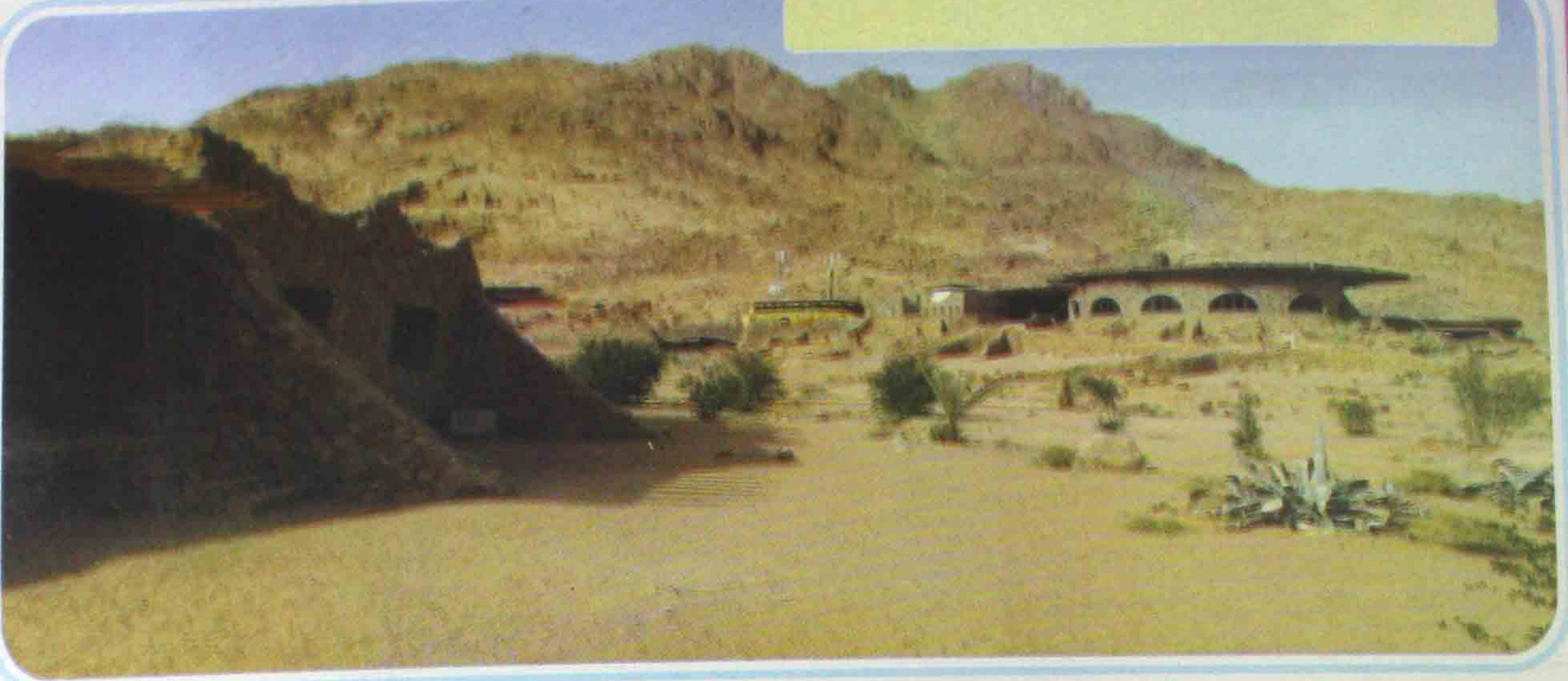
وادیٔ راحہ میں سیاحوں کے لئے بنا ہوا ہوٹل

یہ وہ جگہ ہے جہاں قوم موسیٰ علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تھی۔ آج یہ جگہ مصر کے شہر قاہرہ سے تقریباً 500 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے

میدان الراحہ اور جبل ہارون

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد باری تعالیٰ کی تعمیل میں چالیس دن کیلئے کوہ سینا کو جاتے ہوئے بنی اسرائیل کو اس مقام پر چھوڑا جو آج کل بنی صالح اور کوہ سینا کے درمیان وادی شیخ کے نام سے موسوم ہے۔ اس وادی کا وہ حصہ جہاں بنی اسرائیل نے پراوڈالا تھا آج کل میدان الراحہ کہلاتا ہے۔ وادی کے ایک سرے پر وہ پہاڑی واقع ہے جہاں مقامی روایت کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام ثمود کے علاقے سے ہجرت کر کے تشریف لائے تھے۔ آج وہاں ان کی یاد میں ایک مسجد (نبی صالح) بنی ہوئی ہے۔ دوسری طرف ایک اور پہاڑی جبل ہارون ہے جہاں کہا جاتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام بنی اسرائیل کی بچھڑے کی پوجا سے ناراض ہو کر جا بیٹھے تھے۔ تیسری طرف سینا (طور) کا بلند پہاڑ ہے جس کا بالائی حصہ اکثر بادلوں سے ڈھکا رہتا ہے اور جس کی بلندی 7369 فٹ ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر آج تک وہ کھوہ زیارت گاہ عام بنی ہوئی ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چلہ کیا تھا۔ اس کے قریب مسلمانوں کی ایک مسجد اور عیسائیوں کا ایک گرجا ہے اور پہاڑی کے دامن میں رومی قیصر جسٹینین کے زمانے کی ایک خانقاہ آج تک موجود ہے۔ (حوالہ اطلس القرآن)

وہ جس کی پرورش حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی وہ بت پرستی کا استاد بن گیا

جب کوئی آدمی ازل ہی سے نیک بخت نہیں ہوتا تو وہ نامراد ہوتا ہے۔ موسیٰ سامری جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا پالا ہوا تھا وہ کافر ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جو فرعون کی پرورش میں رہے وہ خدا کے رسول ہوئے۔ اس کا راز یہی ہے کہ موسیٰ سامری ازلی شقی اور پیدائشی بدبخت تھا لہذا حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تربیت اور پرورش نے بھی اس کو کچھ نفع نہ دیا او وہ کافر ہی رہ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ازلی سعید اور نیک بخت تھے اس لیے فرعون جیسے کافر کی پرورش سے بھی ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ (صاوی ج اص ۲۹)

جن دنوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر 40 دن تک اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے سامری نے آپ علیہ السلام کی غیر موجودگی کو غنیمت جانا اور یہ فتنہ برپا کردیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے سونے چاندی کے زیورات کو مانگ کر پگھلایا اور اس سے ایک بچھڑا بنایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں کی خاک جو اس کے پاس محفوظ تھی اس نے وہ خاک بچھڑے کے منہ میں ڈال دی تو وہ بچھڑا بولنے لگا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ اے میری قوم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر خدا عزوجل کے دیدار کے لئے تشریف لے گئے ہیں حالانکہ تمہارا خدا تو یہی بچھڑا ہے، لہٰذا تم لوگ اسی کی عبادت کرو۔ سامری کی اس تقریر سے بنی اسرائیل گمراہ ہوگئے اور بارہ ہزار آدمیوں کے سوا ساری قوم نے چاندی سونے کے بچھڑے کو بولتا دیکھ کر اس کو خدا مان لیا اور اس کے آگے سربسجود ہو کر اس بچھڑے کو پوجنے لگے۔

چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ

ترجمہ: اور موسیٰ کے بعد اسکی قوم اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا بیٹھی بے جان کا دھڑ گائے کی طرح آواز کرتا۔ (اعراف رکوع 18 آیت 148)

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر توریت لینے گئے تو بنی اسرائیل کے سامری نامی شخص نے سونے کا ایک بچھڑا بنالیا اور اس کی پوجا شروع کردی گیا کہ بنی اسرائیل والوں کا اللہ عزوجل سے تعلق اتنا کمزور تھا کہ انہوں نے بحر قلزم کو راستہ دیتے اور فرعون کو غرق ہوتے دیکھا مگر کچھ ہی عرصہ میں وہ اللہ عزوجل کی اس نشانی کو بھول کر بت پرست بن گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے واپسی

جب چالیس دنوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل سے ہم کلام ہو کر اور توریت ساتھ لے کر بستی میں تشریف لائے اور قوم کو بچھڑے کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تو آپ علیہ السلام پر بے حد غضب وجلال طاری ہو گیا آپ علیہ السلام نے جوش غضب میں توریت کو زمین پر ڈال دیا اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر گھسیٹا اور مارنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے کہ کیوں تم نے ان لوگوں کو اس کام سے نہیں روکا حضرت ہارون علیہ السلام معذرت کرنے لگے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝

ترجمہ: کہا اے میرے بھائی قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا اور مجھے ظالموں میں نہ ملا۔ (اعراف رکوع 18)

حضرت ہارون علیہ السلام کی معذرت سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے اس بچھڑے کو توڑ پھوڑ کر اور جلا کر اس کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیا۔

جناب یعقوب نظامی سفرنامہ مصر میں لکھتے ہیں کہ:

کوہ طور سے اتر کر ہم بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر میدان الراحہ پہنچے جہاں سامری نے بچھڑا بنایا تھا جس میں سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے خدا کو بھول کر اس بچھڑے کو ہی خدا ماننے لگ گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو پہلے اپنی بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا محاسبہ کیا جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ پھر سامری اور اپنی قوم سے باز پرس کرنے کے بعد غصہ میں اس سونے کے بچھڑے کو پھینکا تو وہ قریب کی چٹان پر لگنے سے پاش پاش ہو گیا۔ ہم نے کوہ طور کے دامن میں ایک چٹان پر بچھڑے کے نقوش دیکھے جو بالکل نمایاں نظر آ رہے تھے۔ جو اس بات کی گواہی تھی کہ سامری کا معاملہ یہاں ہی پیش آیا تھا۔ اس کے قریب پشت کی طرف ایک اونچے ٹیلے پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام ہے۔ سامری کے بچھڑے کے نقوش دیکھنے کے بعد ہم حضرت ہارون علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہوئے۔

سامری کا گوسالہ

جناب عاصم صاحب سفرنامہ کوہ طور کے ذیل میں لکھتے ہیں:

23 جنوری کی صبح ہم قاہرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں دیر سے ڈیڑھ کلومیٹر (ایک میل) پر ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے کے اوپر سیدنا ہارون علیہ السلام کا مقام آیا یہ پہاڑی اس وادی میں واقع ہے جس میں سامری نے گوسالہ بنا کر پیش کیا تھا اور بنی اسرائیل نے اس کی پرستش شروع کر دی تھی۔ اور یہ مقام سیدنا ہارون علیہ السلام غالبًا اسی جگہ بنا ہوا ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور سے واپس آ کر حضرت ہارون علیہ السلام سے مواخذہ کیا تھا۔

اس کے بعد یعنی دیر سے تقریبًا دس کلومیٹر پر ایک وادی میں حضرت صالح علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔ ہر سال یہاں دیہاتیوں کا بہت بڑا مجمع ہوتا ہے جس میں وہ قربانیاں کرتے ہیں اور سارا میدان بھر جاتا ہے۔ اسی طرح کا مجمع حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر پر بھی ہوتا ہے۔ مقامی روایات یہ ہیں کہ قوم ثمود پر جب عذاب نازل ہوا تو حضرت صالح علیہ السلام ہجرت کر کے یہاں آ گئے تھے لیکن ان روایات کی کوئی تاریخی سند نہیں ہے۔

کوہ طور سے نیچے کے علاقہ کی تصویر یہ وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو چھوڑ کر کوہ طور تشریف لے گئے تھے اور قوم موسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ بچھڑا بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی تھی
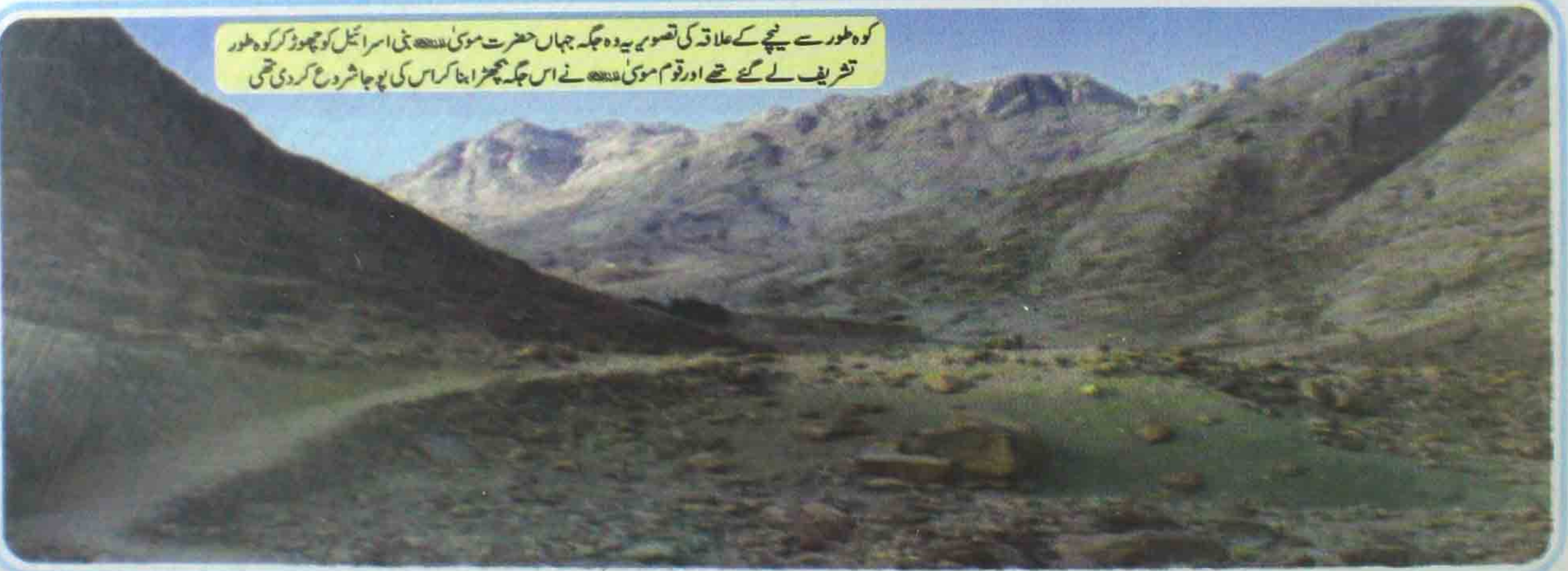
وادی راحہ جہاں بنی اسرائیل نے سونے کا بچھڑا بنا کر اسے پوجنا شروع کر دیا تھا

"طور پہاڑ" بنی اسرائیل کے سر پر معلق ہو گیا

سونے کے بچھڑے کی پوجا کے جرم میں بنی اسرائیل کی ہزاروں کی تعداد موت کے گھاٹ اتار دی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر ان کا یہ جرم معاف کر دیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا میرے پاس یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب ہے تمہارا فرض ہے کہ اس پر ایمان لاؤ۔

بنی اسرائیل کہنے لگے کہ "اے موسیٰ ہم تمہارے کہنے سے ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم خود خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اور اس کی زبان سے نہ سنیں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جواب دیا کہ "تم سب کو کوہ طور پر لیجانا تو مشکل ہے میں تم میں سے 70 آدمی تمہارے نمائندے بنا کر لیجا سکتا ہوں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام 70 نمائندوں کو ساتھ لیکر کوہ طور پر پہنچے وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان کی گفتگو شروع ہوئی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ ہم کلامی حجاب نور میں تھی ان سرداروں نے کہا ہم بھی یہ گفتگو خود سننا چاہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر ان سرداروں کو بھی حجاب نور میں لے لیا گیا اور انہوں نے بھی اس گفتگو کو سنا۔ مگر ان سرداروں نے پھر بھی نہ مانا اور کہنے لگے کہ جب تک ہم خدا کو بے حجاب نہ دیکھ لیں ہم ایمان نہیں لا سکتے۔ آخر ایک سخت زلزلہ آیا اور وہ سب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر ایک سخت کڑک نے ان کو جلا کر خاک کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے خدا اپنی رحمت سے تو ان کو معاف کر دے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کو دوبارہ زندگی عطا ہوئی قرآن شریف میں سورہ بقرہ میں فرمایا گیا ہے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَٰمُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى ٱللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ ٱلصَّٰعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٥﴾

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تم پر ایمان نہیں لائینگے جب تک خدا کو بے حجاب نہ دیکھ لیں پس تم کو بجلی کی کڑک نے آ پکڑا اور تم دیکھ رہے تھے اور تمہیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا تا کہ تم شکر گذار بنو۔

دوبارہ زندگی پا کر جب یہ 70 سردار اپنی قوم کے پاس پہنچے اور انہیں تمام قصہ سنایا تو بنی اسرائیل نے پھر بھی اپنے نمائندوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے خدا میں اپنی قوم کی نافرمانی سے عاجز ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اچھا میں ایک معجزہ تم کو دیتا ہوں چنانچہ کوہ طور کو حکم دیا کہ وہ سائبان کی طرح بنی اسرائیل پر چھا جائے اور اگر وہ پھر بھی نافرمانی پر تلے رہیں تو وہ ان پر گر جائے۔

بنی اسرائیل اس خوفناک منظر کو دیکھ کر گھبرائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے توریت کے احکام کی تعمیل کا اقرار کیا اگرچہ زیادہ عرصہ تک وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہ سکے۔ (حوالہ قصص القرآن)

کوہ طور

زیر نظر تصویر مصر کی وادئ سینا میں موجود کوہ طور پہاڑ کی ہے یہ وہ پہاڑ ہے جو بنی اسرائیل کی نافرمانی پر ان کے سروں پر معلق ہو گیا تھا جس کے ڈر کی وجہ سے انہوں نے احکام قبول کئے

رفیدم وہ جگہ جہاں قوم عمالقہ رہتی تھی

فرعون کے غرق ہونے کے بعد جب بنی اسرائیل وادیٔ سینا میں پہنچے تو حکم ہوا کہ قوم عمالقہ سے جہاد کر کے ان سے بنی اسرائیل کے اصل علاقہ کو آزاد کرائیں تاکہ بنی اسرائیل وہیں قیام کر سکیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 12 سرداروں کو قوم عمالقہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ سرداران 40 روز تک قوم عمالقہ کے حالات مشاہدہ کر کے واپس لوٹے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ قوم عمالقہ کے قد تو درختوں جتنے ہیں اور وہ بے حد طاقتور ہیں۔ جب بنی اسرائیل کو قوم عمالقہ کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا ''اے موسیٰ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کا رب قوم عمالقہ کے جنوں سے لڑیں'' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانی پر بنی اسرائیل کو 40 سال تک میدان تیہ میں قید کر دیا۔ بنی اسرائیل 40 سال تک یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہوئے۔

رفیدم

رفیدم

رفیدم

بنی اسرائیل کی سرکشی کے باوجود ان پر انعامات
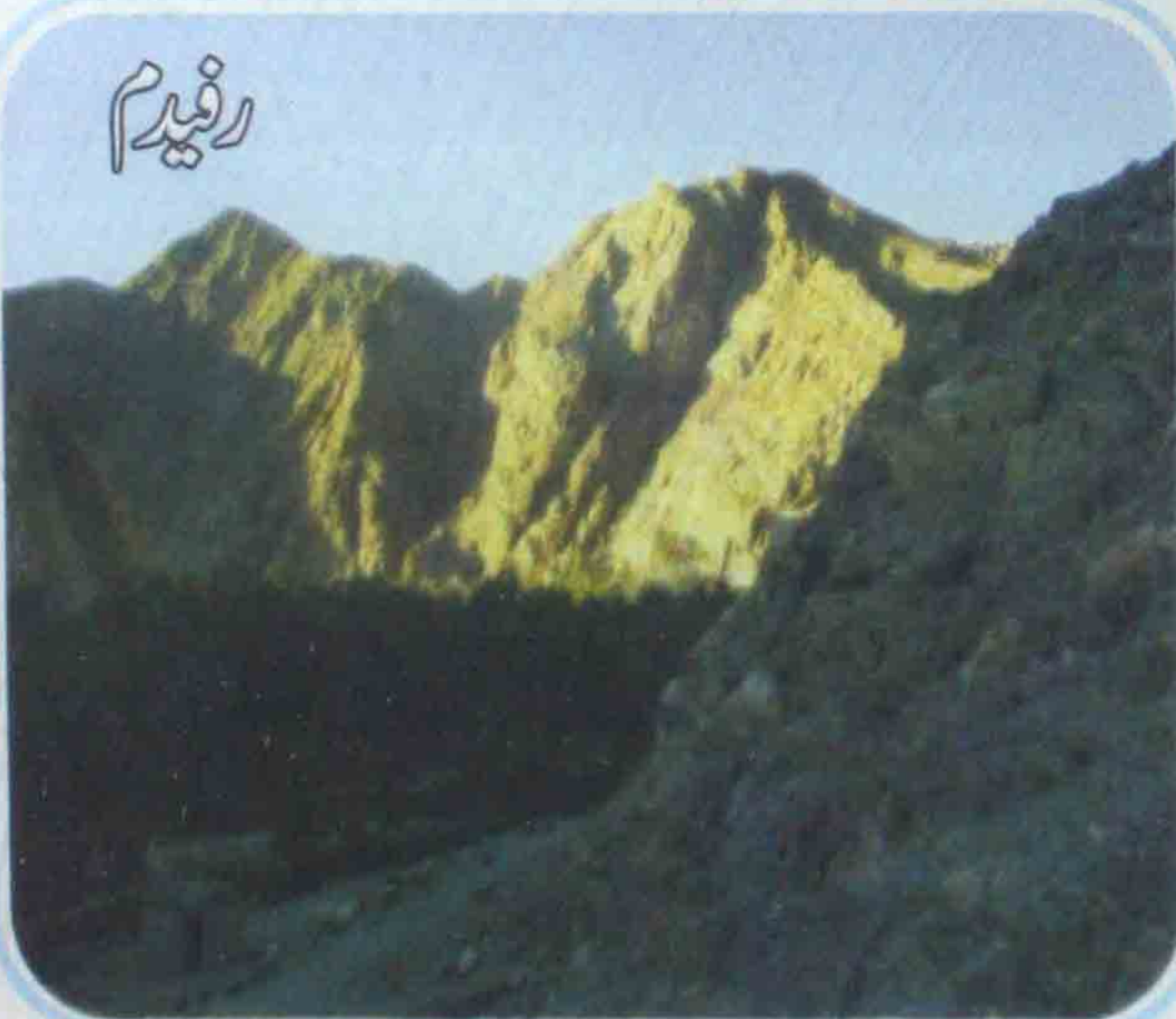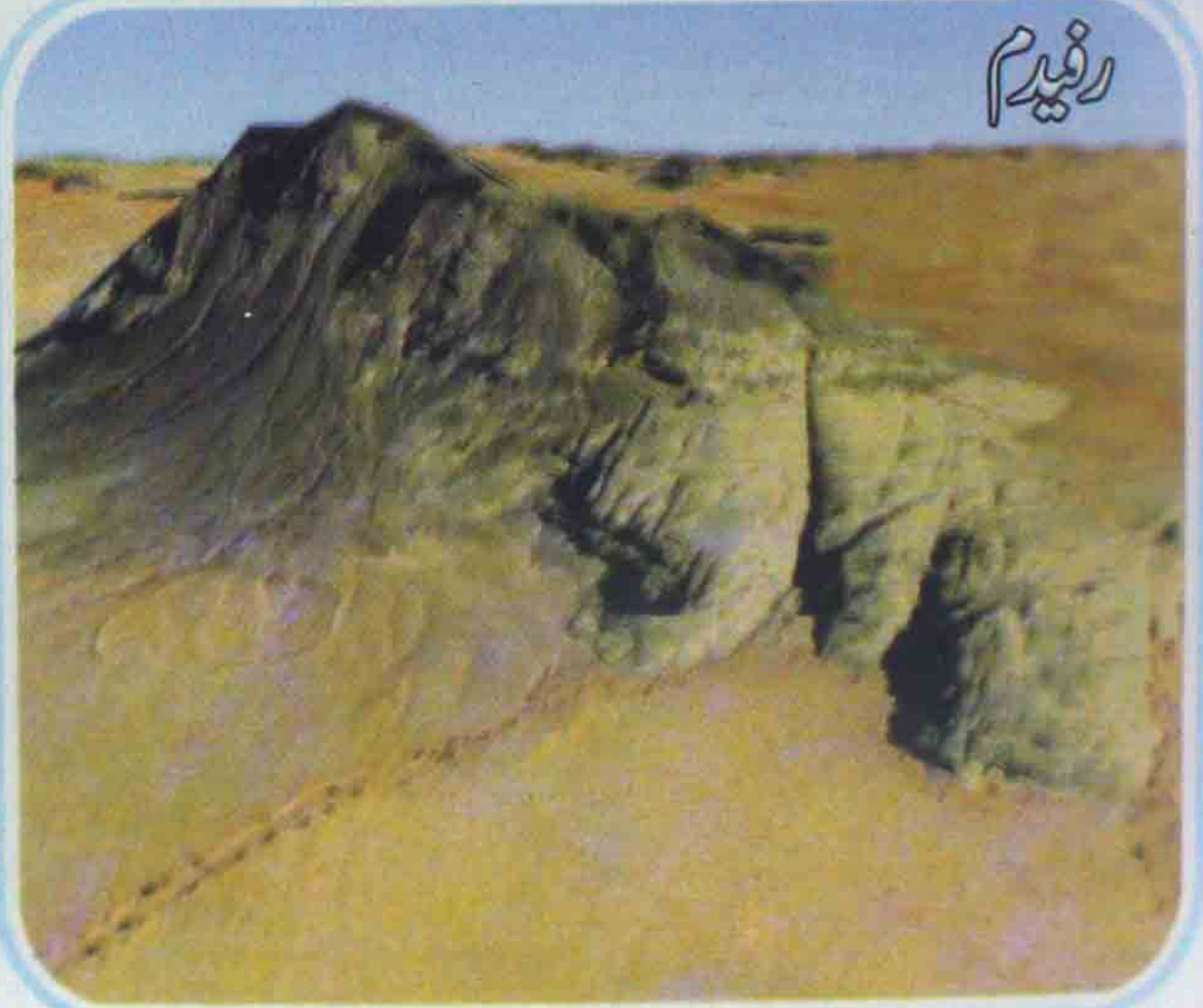
قرآن پاک میں ارشاد باری ہے کہ:

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٥٧﴾

اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کر دیا اور من وسلوی تم پر اتارا، کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک چیزوں سے اور انہوں نے (ہماری نافرمانی) کر کے ہم پر ظلم نہیں کیا ہاں وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

وادی تیہ مصر کی ایک وادی ہے جو کوہ طور کے قریب ہی ہے جب بنی اسرائیل نے قوم عمالقہ کے علاقہ ارض مقدس (کنعان) میں داخل ہونے سے انکار کیا کہ وہاں تو بڑے دیو ہیکل انسان رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو 40 سال تک بطور سزا اس وادی میں حیران و پریشان رکھا اس لئے اس وادی کو وادئ تیہ کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے لوگ صبح اس وادی سے اپنے گھروں کی جانب جانے کے لئے نکلتے مگر رات کو اسی وادی میں اپنے آپ کو پاتے تھے۔ تیہ کے معنی بھی بھٹکنے کے ہیں اس زمانہ کی وادی تیہ میں نہ کوئی درخت تھا نہ ہی کوئی عمارت۔ نہ پینے کا پانی۔ نہ کھانے کے لئے کوئی چیز۔ نہ روشنی تھی اور نہ ضروریات زندگی کے دیگر لوازمات۔ اس بے سروسامانی اور غریب الوطنی کے عالم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کے لئے سب سامان مہیا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دھوپ سے بچاؤ اور سایہ کے حصول کے لئے بادل بطور سائبان نازل فرما دیئے۔ کھانے کے لئے من وسلوی بھیج دیا۔

من وسلویٰ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں صحیح یہی ہے کہ من سے مراد ترنجبین ہے جو ایک نفیس شیریں ذائقہ دار مادہ تھا، جو شبنم کی طرح صبح کے وقت آسمان سے اترتا تھا۔

سلویٰ کے بارے میں بھی متعدد اقوال ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ وہ بٹیر تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ بھنا ہوا اترتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ بکثرت زندہ پرندے ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے وہ انہیں زندہ پکڑ لیتے اور ذبح کرتے تھے۔

الغرض من اور سلوی ان کی شیریں اور نمکین لطیف غذائیں تھیں جنہیں شکم سیر ہو کر وہ کھاتے تھے۔ تاریکی دور کرنے کیلئے عمودی شکل میں ایک روشنی ظاہر ہو جاتی تھی۔ لباس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اعجازی شان اس طرح ظاہر فرمائی کہ نہ ان لوگوں کے کپڑے میلے ہوتے اور نہ ہی پھٹتے اور ان کے بچوں کے جسم کے ساتھ بچوں کا لباس بھی بڑھتا رہتا تھا۔

ذخیرہ اندوزی کا انجام

یہ من اور سلویٰ نامی آسمانی کھانے بنی اسرائیل کو بغیر محنت کے مل جاتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کو یہ حکم تھا کہ صرف ایک روز کی غذا جمع کریں دوسرے روز کی غذا جمع نہ کریں، دوسرے روز کے لئے نہ رکھیں۔

مگر سبت کے دن کے لئے جو عبادت کا دن تھا ان کو ذخیرہ کرنے کی اجازت تھی۔ مگر انہوں نے اپنی ذخیرہ اندوزی کی عادت کی وجہ سے غذائیں جمع کرنی شروع کر دیں۔

چنانچہ وہ سڑنے لگیں، نیز ان اعلیٰ آسمانی غذاؤں سے اکتا گئے اور معمولی ترکاریوں کا مطالبہ کرنے لگے اس لئے ان کو حکم دیا گیا کہ اگر ترکاریاں مطلوب ہیں تو کسی شہر میں جائیں اور محنت کر کے وہاں ان چیزوں کو اُگائیں۔

بنی اسرائیل پر جو انعامات کا یہ سلسلہ جاری رہا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ باوجود اپنی مسلسل نافرمانی اور ناشکری کے پھر بھی اپنے زمانہ میں دوسری معاصر قوموں کے مقابلہ میں وہ غنیمت تھے۔
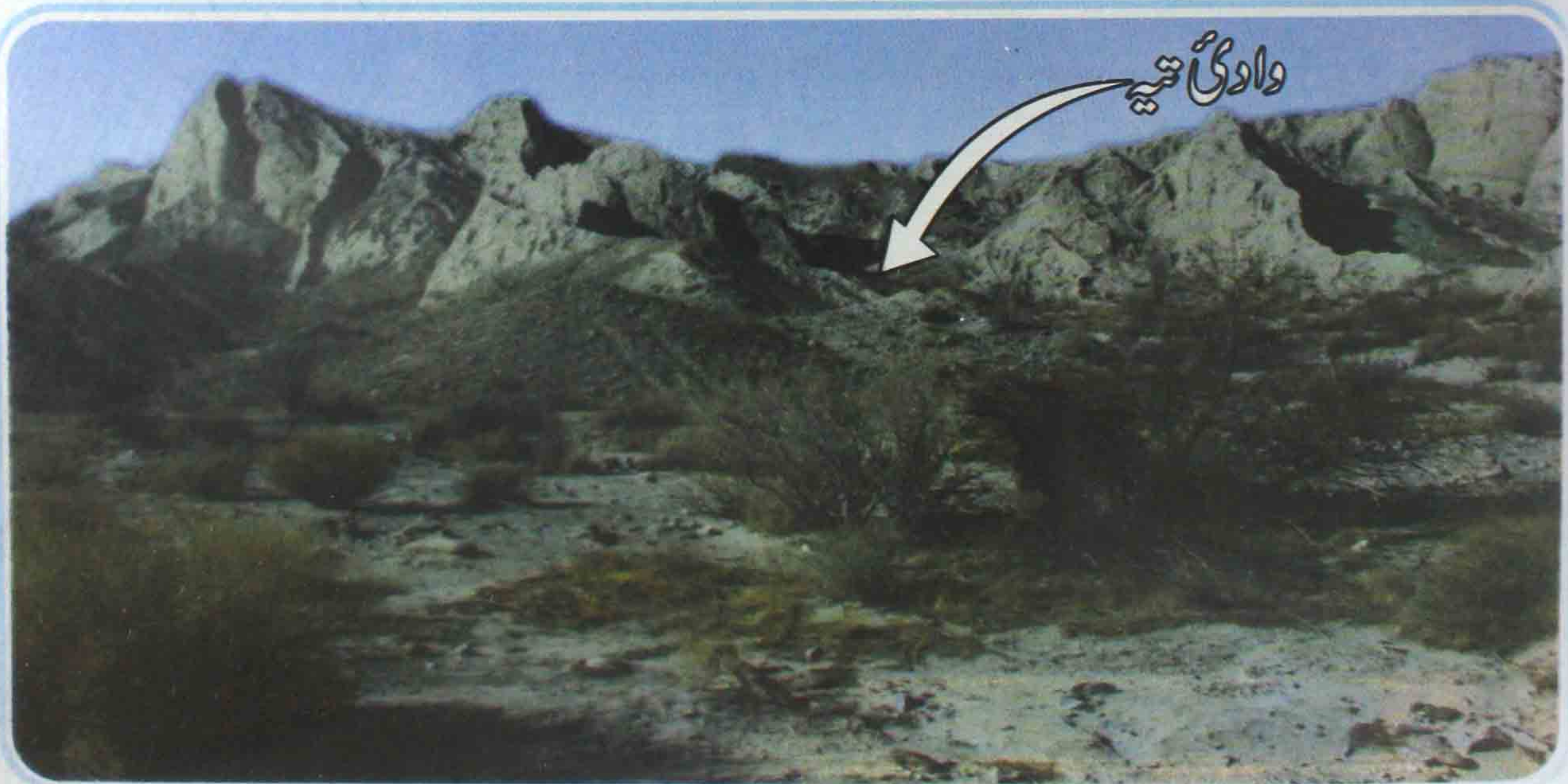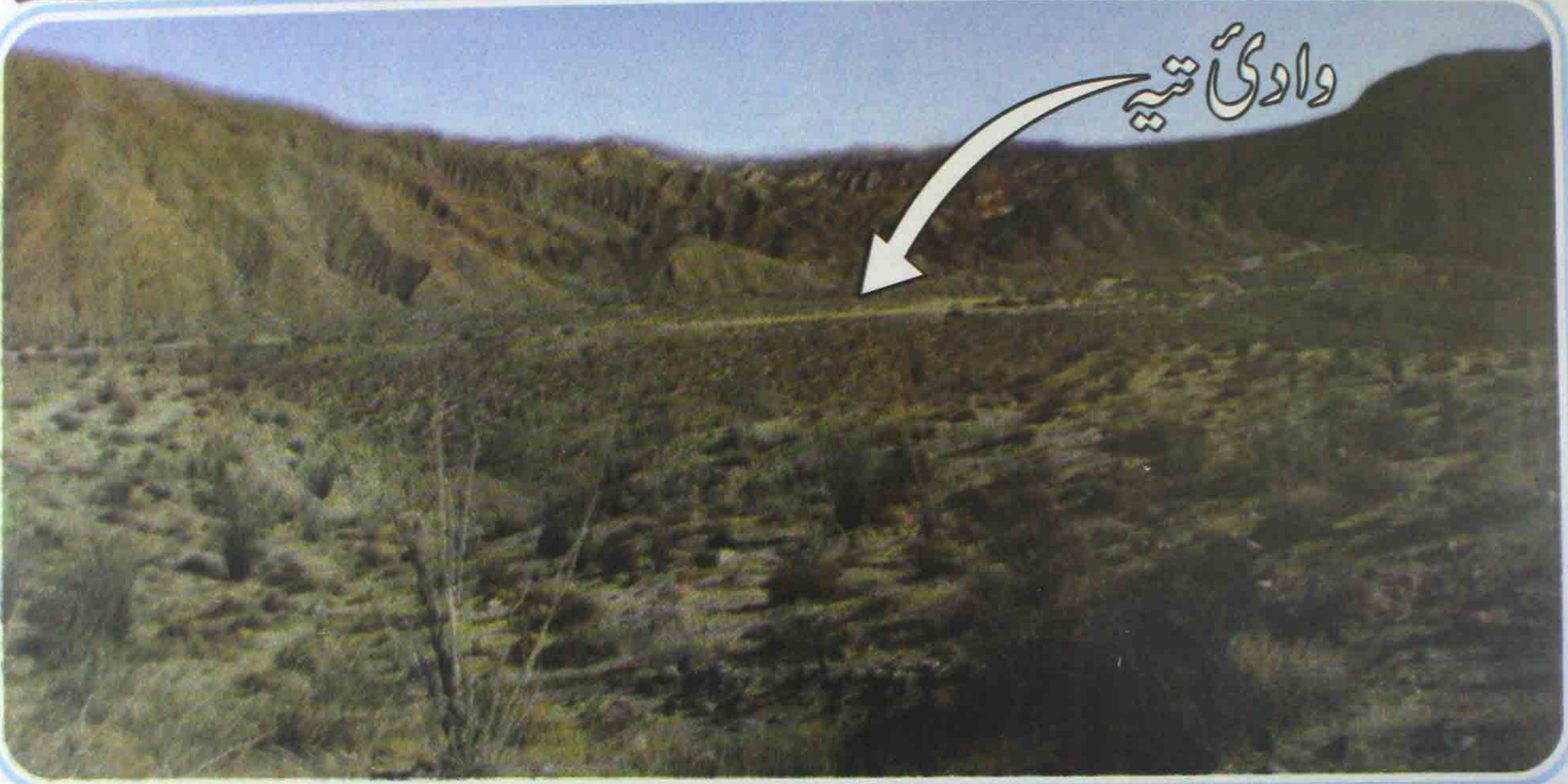
وادی تیہ وہ جگہ جہاں قوم موسیٰ نے 40 سال تک من وسلویٰ کھایا

وادی تیہ کا تعارف

وادیٔ سینا مصر کی ایک وادی ہے جس کے 3 اطراف میں سمندر ہے صرف مشرق میں فلسطین ہے۔ صحراء سینا کا رقبہ 60080 مربع کلومیٹر ہے۔ اس وادیٔ سینا کا ایک حصہ تیہ کے نام سے مشہور ہے۔

① دشت تیہ میں بنی اسرائیل کے 12 قبیلوں کے لئے 12 چشمے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء مبارک سے جاری ہوئے۔

② اسی وادی میں قوم موسیٰ علیہ السلام کے لئے من وسلوی (آسمانی کھانا) اترتا رہا۔

③ اسی وادی میں قارون اپنے خزانوں کے ساتھ دفن ہوا۔

④ اس وادی سے متعلق ایک مشہور واقعہ قرآن مجید میں بھی بیان کیا گیا ہے جس میں گائے نے قاتل کی نشاندہی کی تھی۔

نوٹ: مقام قارون اور گائے کا واقعہ مع تصاویر پڑھنے کیلئے احقر کی کتاب قرآن کے تاریخی مقامات کا مطالعہ کریں۔

ادریسی کا بیان ہے کہ تیہ بحر شام و بحر قلزم کے درمیان کی سرزمین ہے۔ یہ کوئی سات منزل تک کی وسعت رکھتا ہے اور محس التیہ (یعنی بادیہ گردی کا خطہ) موسوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل یہیں سرگرداں پھرے تھے۔ وہ چالیس برس تک پھرتے رہے اور نہ کسی شہر میں پہنچ سکے نہ مکان میں، نہ اس عرصہ میں کوئی شخص لباس بدل سکا نہ کسی کے قد وقامت میں کوئی اضافہ معلوم ہوا۔ اس خطہ تیہ کا طول چھ دن کی مسافت کے قریب ہوگا۔

وادی تیہ میں بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب

جب ''میدان تیہ'' میں بنی اسرائیل نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم زمین سے اگنے والے غلے اور ترکاریاں کھائیں گے تو ان لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا کہ تم لوگ ''من وسلویٰ'' کے نفیس کھانے کو چھوڑ کر گیہوں دال اور ترکاریوں جیسی خسیس اور گھٹیا غذائیں کیوں طلب کر رہے ہو؟ مگر جب بنی اسرائیل اپنی ضد پر اڑے رہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا کہ تم لوگ میدان تیہ سے نکل کر شہر بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ اور وہاں کسی روک ٹوک کے بغیر اپنی پسندیدہ غذائیں کھاؤ، مگر یہ ضروری ہے کہ تم لوگ بیت المقدس کے دروازے میں کمال ادب واحترام کے ساتھ جھک کر داخل ہونا اور داخل ہوتے وقت یہ دعا مانگتے رہنا کہ یا اللہ! تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے تو ہم تمہارے گناہوں کو بخش دیں گے۔ مگر بنی اسرائیل جو ہمیشہ سے سرکشی اور شرارتوں کے عادی اور خدا کی نافرمانیوں کے خوگر تھے۔ بیت المقدس کے قریب پہنچ کر ایک دم ان لوگوں کی رگ شرارت بھڑک اٹھی اور یہ نافرمان لوگ بجائے جھک کے داخل ہونے کے اپنی سرینوں پر گھسٹتے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے اور حطة (معافی کی دعا مانگتے ہیں) کے بدلے حبة فی شعرة (ایک دانہ ہے ایک بال میں) کہتے ہوئے اور مذاق وتمسخر کرتے ہوئے بیت المقدس کے دروازے میں گھسٹتے چلے گئے۔ فرمان ربانی کی اس نافرمانی اور حکم الٰہی کے ساتھ تمسخر کی وجہ سے ان لوگوں پر قہر خداوندی بصورت عذاب نازل ہو گیا کہ اچانک ان لوگوں میں طاعون کی بیماری وبائی شکل میں پھیل گئی اور گھنٹہ بھر میں ستر ہزار بنی اسرائیل درد وکرب سے مچھلی کی طرح تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

(صاوی ج ۱ ص ۳۱ وجلالین)

وادی فاران وہ جگہ جہاں 12 چشمے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک سے جاری ہوئے

وادیٔ سینا میں موجود فاران یا وادی رفیدم وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے قیام کیا تھا یہ وادی کوہ طور سے 3 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اسی وادی میں وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو چٹان پر مارا جس سے 12 چشمہ 12 قبیلوں کے لئے پھوٹ پڑے تھے۔ چنانچہ ہر قبیلہ کے لئے الگ الگ پانی کے چشمے مقرر ہو گئے تھے۔ ان چشموں میں سے کچھ چشمے اب بھی باقی ہیں جن کی زیارت قارئین اگلے صفحات میں کریں گے۔

وادیٔ سینا میں بعض مقامات پر کنویں ہیں جو کہ 6 کے قریب ہیں۔ مقامی لوگ ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چشمہ بتلاتے ہیں۔ ہم نے ان کنوؤں کی تصاویر بھی لی ہیں۔ البتہ قرآن مجید کے مطابق عصا پتھر پر پڑا تھا اور چشمے جاری ہو گئے تھے نہ کہ کنویں۔ ان کنوؤں کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ان کو کھودا گیا ہو۔

اور دوسری بات یہ کہ داوی سینا میں بعض جگہ چشمے بھی ہیں جن کے ساتھ چٹان بھی نظر آ رہی ہے ان کے بارے میں بھی مشہور ہے یہی وہ چٹان ہے جس پر عصا مارنے سے چشمے جاری ہو گئے تھے۔ اکثر مورخین کے نزدیک چٹان والا چشمہ مستند ہے اور عقل بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ وادی سینا میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب 6 کنویں ہیں یہ خلاف عقل ہے اور مقامی احباب کی سازش لگتی ہے۔ (واللہ اعلم)

وادی فاران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا معجزہ

وادی فاران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے معجزہ سے 12 چشمے پھوٹ پڑے تھے جن کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات میں ہے۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ (پ ا سورۃ بقرۃ ۶۰)

اور جب پانی طلب کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے تو ہم نے فرمایا اپنا عصاء اس پتھر پر مارو تو اس سے 12 چشمے جاری ہو گئے۔ بے شک ہر گروہ نے پانی پینے کی اپنی جگہ کو پہچان لیا۔ کھاؤ اور پیو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے رزق سے اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

میدان تیہ میں چھ لاکھ کی تعداد میں بارہ میل پر پھیلے ہوئے لشکر کو جب پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تبارک و تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول کیا اور حکم دیا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) اپنا عصا پتھر پر مارو پانی جاری ہو جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے اپنا عصا پتھر پر مارا تو بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ ہر قبیلے نے ایک ایک چشمہ اپنے لئے مختص کر لیا۔ پتھر سے جاری ہونے والا پانی اتنی بڑی تعداد کے لوگوں کے لئے کافی تھا۔ یہ پتھر مکعب شکل کا تھا اور ہر طرف سے تین تین چشمے جاری ہوئے۔ یہ پتھر کوئی خاص معین تھا یا کہ عام پتھر تھا اگرچہ اس میں مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح یہی ہے کہ قران پاک میں کسی پتھر کو مختص جب نہیں کیا گیا تو وہ پتھر عام تھا۔

چشمہ موسیٰ علیہ السلام مسیحی سیاح کی نظر میں

مستشرقین یورپ میں جارج سیل قرآن کریم کا ایک پرانا مترجم ہے جس کا ترجمہ کافی مشہور اور مقبول ہوا۔ اس مقام پر پہنچ کر وہ اپنے حاشیہ میں لکھتا ہے:

''ایک مسیحی سیاح جو وہاں ہو آیا ہے، صراحت سے بیان کرتا ہے کہ چٹان سے پانی 12 مقامات سے نکلا تھا''

اور ایک دوسرے سیاح کا مشاہدہ اس طرح نقل کرتا ہے:

''چٹان میں اس وقت بھی 24 سوراخ موجود ہیں۔ 12 ایک پہلو میں اور 12 ان کے مقابل جانب''

یہ شہادتیں سترھویں اور اٹھارھویں صدی کی تھیں، انیسویں صدی کی ایک شہادت بیان کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''انیسویں صدی میں دنیائے مسیحیت کے ایک اور ممتاز رکن پادری ڈین اسٹینلے ہوئے ہیں۔ صدی کے وسط میں ارض تورات کے مقامات مقدسہ کی جغرافیائی تحقیق کے لیے بنفس نفیس سفر کیا اور اپنے مشاہدات اور تحقیقات کو ایک مستقل تصنیف Sinai and Palestine کے نام سے شائع کیا۔ قرآن کی نہیں، بائبل کی تائید و نصرت میں اس میں اس چٹان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

یہ چٹان دس اور پندرہ فٹ کے درمیان بلند ہے، آگے کی طرف ذرا خمیدہ ہے، لیجا LEJA کی وسیع وادی میں واقع ہے۔ شگاف اور رسے جا بجا پڑے ہوئے ہیں، کچھ بڑے ہیں کچھ چھوٹے۔ سب سے پہلے قرآن نے حتمی طور پر بنی اسرائیل کے 12 قبائل کے لئے 12 چشموں کی تعداد بیان کی ہے۔ یہ اشارہ انہی شگافوں کی طرف ہے۔ (صفحہ ۳۶، ۳۷)

عبدالوہاب نجار نے قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ پانی کے وہ چشمے جن کا ذکر بنی اسرائیل کے واقعات میں کیا گیا ہے عیون موسیٰ علیہ السلام کے نام سے مشہور ہیں۔ ان چشموں کا پانی اب بہت حد تک سوکھ گیا ہے اور بعض کے تو آثار بھی معدوم ہو چکے ہیں مگر کہیں کہیں ان چشموں پر اب کھجور کے باغات نظر آتے ہیں۔

وادی رفیدم جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 40 سال گزارے

اس علاقہ میں بنی اسرائیل نے 40 سال گزارے
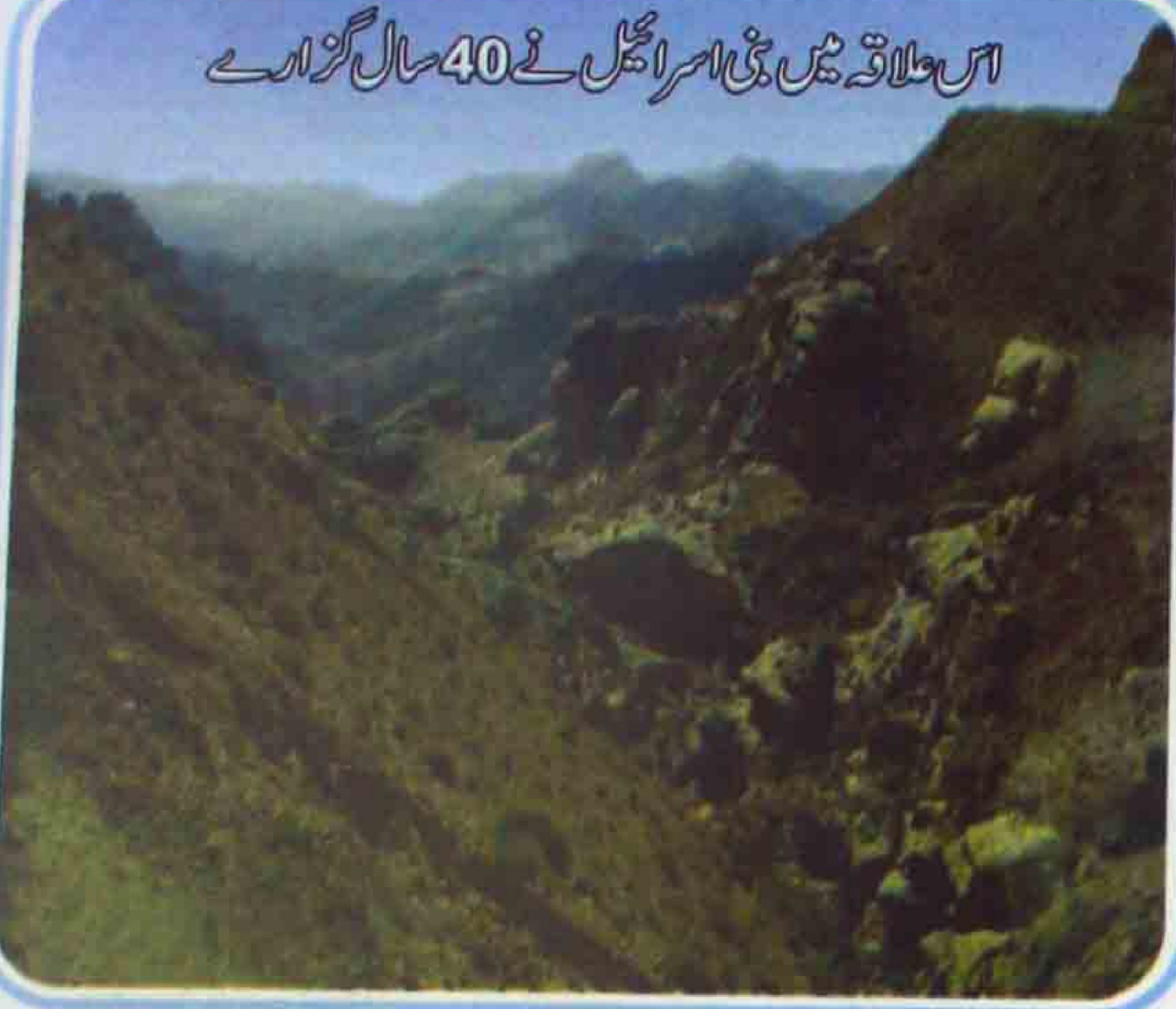
اسی جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء مبارک سے 12 چشمے جاری ہوئے تھے

وہ پتھر جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مارا تھا اس کی کیفیت

علامہ بغوی نے معالم التنزیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس پتھر میں لاٹھی مارنے سے چشمے جاری ہوئے تھے یہ ایک ہلکا سا پتھر تھا جو چوکور تھا۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھیلے میں رہتا تھا جب پانی کی حاجت ہوتی تو اسے زمین پر رکھ کر لاٹھی مار دیتے تھے جس سے چشمے جاری ہو جاتے تھے۔

جب بنی اسرائیل پانی سے سیراب ہو جاتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو اٹھا کر تھیلے میں رکھ لیتے تھے اور جب پانی لینا چاہتے تو پھر اس میں لاٹھی مار دیتے تھے جس سے پانی نکلتا۔ روزانہ چھ لاکھ آدمی اس سے سیراب ہوتے تھے۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے ہر قبیلے کے لئے پتھر سے چشمہ نکلتا تھا اور ہر قبیلہ اپنے اپنے چشمے سے سیراب ہوتا تھا۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جنتی آس کی لکڑی کا تھا آپ علیہ السلام کے قد کے برابر دس ہاتھ لمبا تھا اور اس میں دو شاخیں تھیں تاریکی میں روشن ہو جاتیں اس عصا کو حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انبیاء میں نسل در نسل چلا آیا حتیٰ کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو مرحمت فرمایا۔

قرآن میں چٹان موسیٰ علیہ السلام کو اَلْحَجَرَ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ (پتھر) اس میں لام عہد کا ہے (یعنی خاص پتھر مراد ہے)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر آدمی کے سر کے برابر بصورت مربع تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے اپنے توبرہ میں رکھتے تھے۔ عطاء فرماتے ہیں کہ اس پتھر کے 4 گوشے تھے ہر گوشہ میں سے 3 چشمے نکلے، اس طرح 12 گروہوں کے لیے 12 چشمے نکل آئے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر وہی تھا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غسل کرنے کیلئے کپڑے اتار کر رکھ دیئے تھے۔ پھر وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر گزر ہوا، انہوں نے آپ علیہ السلام کی نسبت کہا تھا کہ انہیں برص کا مرض ہے اس لیے پردہ کی بہت احتیاط کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی زبان بند کرنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بدن دکھلا دیا اور اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ حکم الٰہی یہ ہے کہ اس پتھر کو اٹھا لو، اس میں میری ایک قدرت اور تمہارا ایک معجزہ ظاہر ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے اٹھا کر اپنے توبرہ میں رکھ لیا اور اس پتھر کے بھاگنے کا قصہ بخاری و مسلم میں مذکور ہے مگر بخاری و مسلم میں یہ نہیں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور یہ فرمایا الخ

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ طور کا پتھر تھا۔ بنی اسرائیل اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ پتھر کس نوع کا تھا بعض نے کہا سنگ مرمر تھا، بعض نے کہا سنگ کدن۔ اس میں بارہ گڑھے تھے ہر گڑھے میں سے ایک شیریں چشمہ جوش زن ہوتا تھا۔ جب ہر گروہ پانی سے سیراب ہو لیتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے اٹھانا چاہتے تو اس میں عصا مارتے تھے تو پانی بند ہو جاتا تھا۔ وہ پتھر چھ لاکھ آدمیوں کو روزانہ سیراب کرتا تھا۔

وہب اور دیگر مفسرین نے کہا کہ اَلْحَجَرَ میں الف لام جنس کا ہے یعنی کوئی خاص پتھر نہ تھا بلکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جس پتھر پر عصا مارتے اس میں سے چشمے ابل پڑتے۔ عطاء نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام بارہ جگہ اس پر بارہ دفعہ عصا مارتے تھے ہر جگہ سے ایک شئے عورت کے پستان کی مثل ظاہر ہوتی اور اس میں سے ذرا ذرا پانی رستا پھر تھوڑی دیر کے بعد نہریں پھوٹ پڑتیں۔

نخلستان فاران

جناب یعقوب نظامی لکھتے ہیں کہ کوہ طور سے ستر کلومیٹر کے فاصلہ پر نخلستان فاران ہے۔ یہ نخلستان تقریباً تین میل لمبا ہوگا۔ چوڑائی تھوڑی ہے۔ چونکہ اردگرد اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ یہاں بجلی اور ضروریات زندگی کی تمام چیزیں موجود تھیں۔ آبادی سڑک سے دائیں طرف تھوڑے فاصلے پر تھی۔ لیکن اس کے باوجود سڑک پر روشنی کے لئے بجلی کے بلب جل رہے تھے۔

نخلستان فاران میں کثرت سے پانی اور باغات دیکھے۔ کھجور انگور اور زیتون کے درختوں نے صحرا میں نخلستان کو جنم دیکر لوگوں کو ایک نئی زندگی دے رکھی تھی۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے۔ اونٹ اور گدھے بھی دیکھے۔ ممکن ہے کچھ لوگ معمولی کھیتی باڑی بھی کرتے ہوئے لیکن محسوس ہوتا تھا کہ زیادہ تر لوگ بھیڑ بکریاں اور پھل فروخت کر کے گزارہ کرتے ہیں۔ عیسائی اس نخلستان کو رفیدم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رفیدم سے بحراحمر کی طرف سفر کرتے ہوئے تھوڑا دور ''حورب'' کے مقام پر پہنچے تو ڈرائیور ہمام نے سڑک کے بائیں طرف اشارہ کر کے ایک چٹان کی نشاندہی کی جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا اور 12 چشمے پھوٹ نکلے تھے تاکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل الگ الگ چشموں سے پانی لے سکیں۔

جناب یعقوب نظامی سفرنامہ کوہ طور میں لکھتے ہیں کہ وادیٔ سینا میں موجود وادی اربعین میں جب ہم پہنچے تو وہاں کی مقامی عورت نے بتایا کہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب کئی کنویں ہیں چنانچہ وہ ہمیں کنویں دکھانے لگی، اس نے بتایا: ''یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے بارہ قبائل کے لئے بارہ کنویں کھدوائے تھے، جن میں سے پانچ ریت اور مٹی سے بھر گئے ہیں مگر سات اب تک موجود ہیں۔'' ہم نے یہ سات کنویں دیکھے۔ جن میں پانی بھی نظر آ رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ کنویں باقاعدہ کھدائی کر کے تیار کیے گئے ہیں۔ جب میں کنویں دیکھ رہا تھا تو مجھے اس جگہ اور ان چشموں پر شک ہوا چونکہ ان چشموں کے بارے میں قرآن پاک سورۃ الاعراف آیات 159 میں ارشاد خداوندی ہے کہ ایک چٹان سے بارہ چشمے نکلے تھے، کنویں نہیں کھودے گئے تھے۔

ترجمہ: ''اور ہم نے اس قوم کو بارہ گھرانوں میں تقسیم کر کے انہیں مستقل گروہوں کی شکل دے دی تھی۔ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) سے اس کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے اس کو اشارہ کیا کہ فلاں چٹان پر اپنی لاٹھی مارو۔ چنانچہ اس چٹان سے یکا یک بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر گروہ نے اپنے پانی لینے کی جگہ متعین کر لی۔ ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ان پر من وسلویٰ اتارا۔''

قرآن پاک کی ان آیات میں چٹان سے بارہ چشمے نکلنے کی بات ہے جب کہ عین موسیٰ تو صحرا ہے جس میں ہر طرف ریت ہی ریت نظر آ رہی تھی اور یہ کنویں کسی نے خود کھودے تھے یہاں تلاش کے باوجود مجھے کوئی چٹان نظر نہ آئی۔ البتہ جب ہم کوہ طور سے واپس آ رہے تھے تب رفیدم کے قریب ''حورب'' کی وہ مشہور چٹان دیکھی جس کے بارے میں مقامی لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی چٹان پر عصا مارا اور بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے۔ میں نے اس خاتون سے یہ بات کی لیکن وہ اپنی بات پر اڑی رہی کہ وہ چشمے رفیدم کی بجائے یہاں ہی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چشمہ

وہ صخرہ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹے تھے جبل موسیٰ علیہ السلام کے مغرب میں ''وادی خیران یا وادی شیخ'' کے اس مقام پر ہے جسے ''رفیدم'' کہا جاتا ہے۔
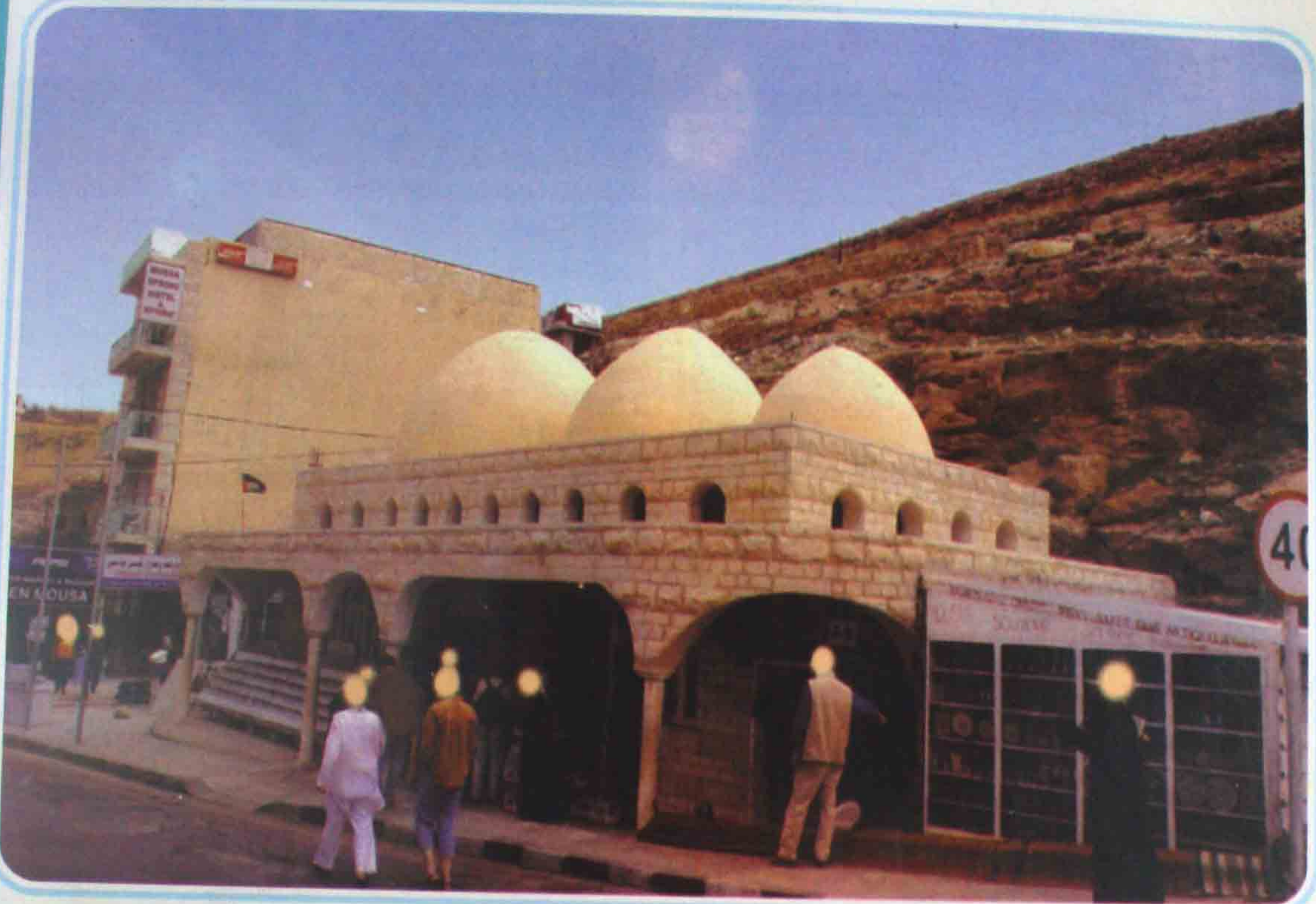
زیر نظر تصویر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ کے اوپر بنی عمارت کی ہے اس عمارت میں آج بھی وہ چٹان موجود ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصاء مارا تھا اور وہاں سے 12 چشمے جاری ہو گئے تھے۔ یہ چشمہ ان 12 چشموں میں سے ایک ہے بقیہ چشموں کی تصاویر بھی ہم نے کتاب میں دی ہیں۔
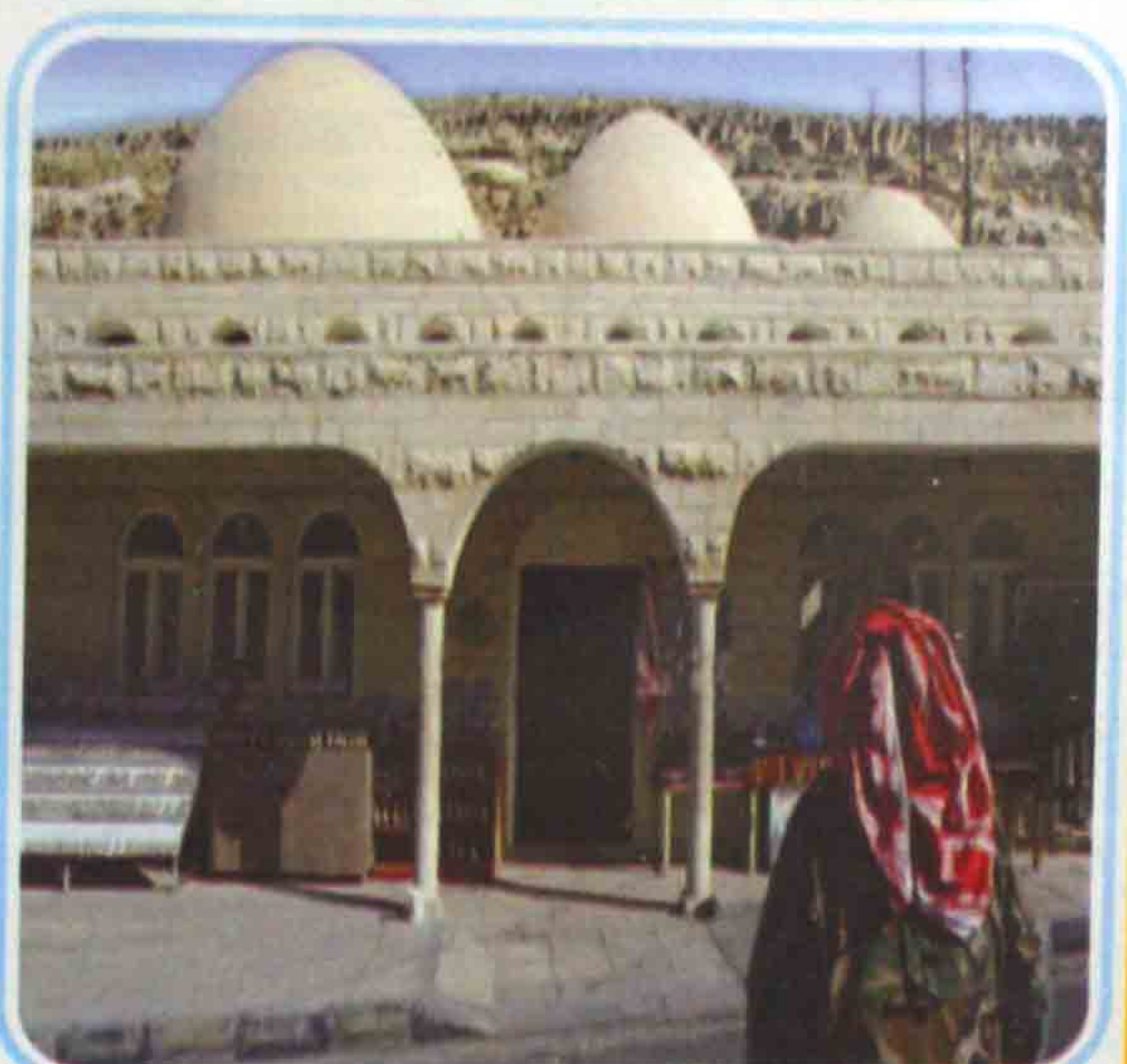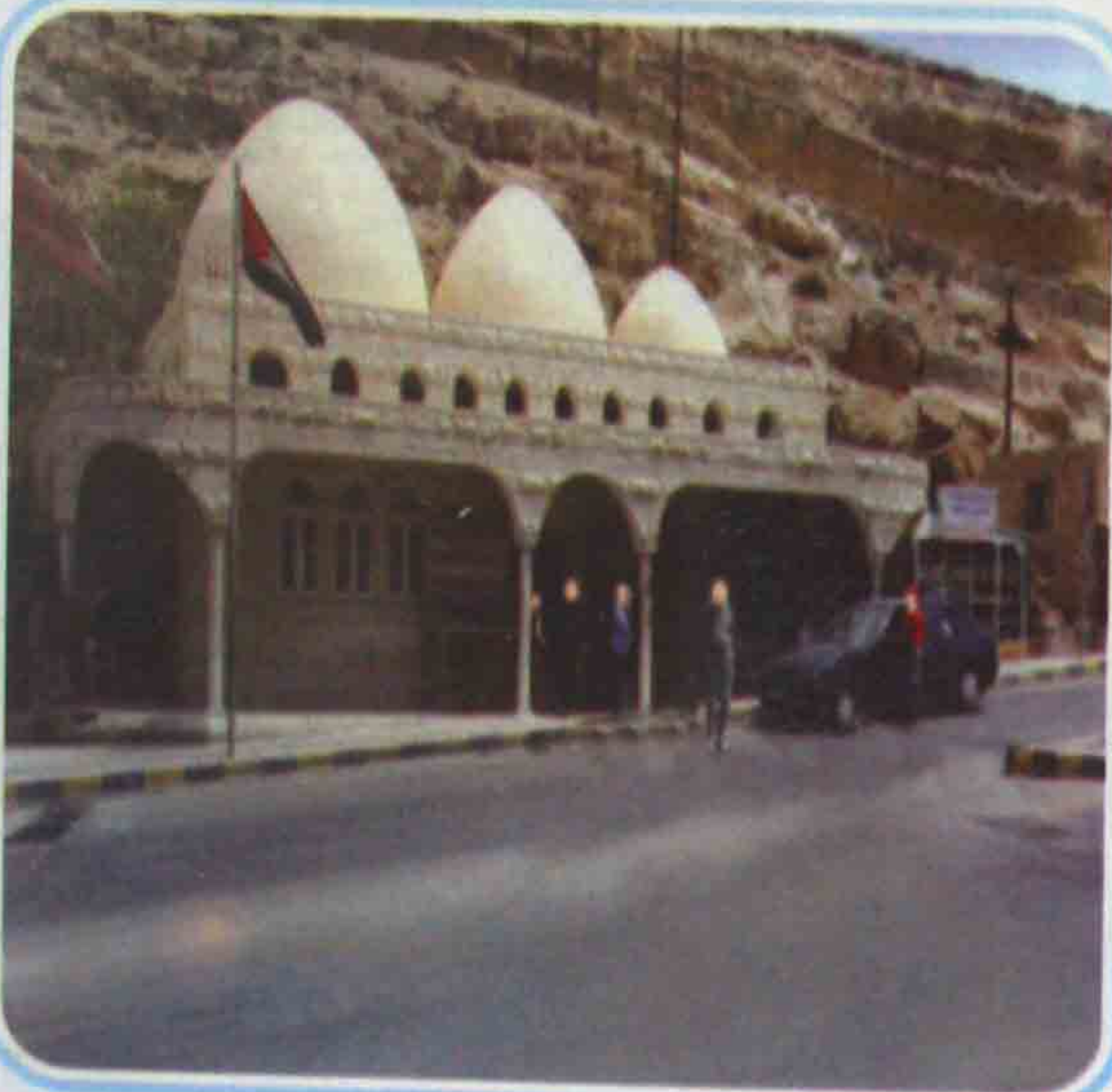
وادی موسیٰ علیہ السلام میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چشمہ
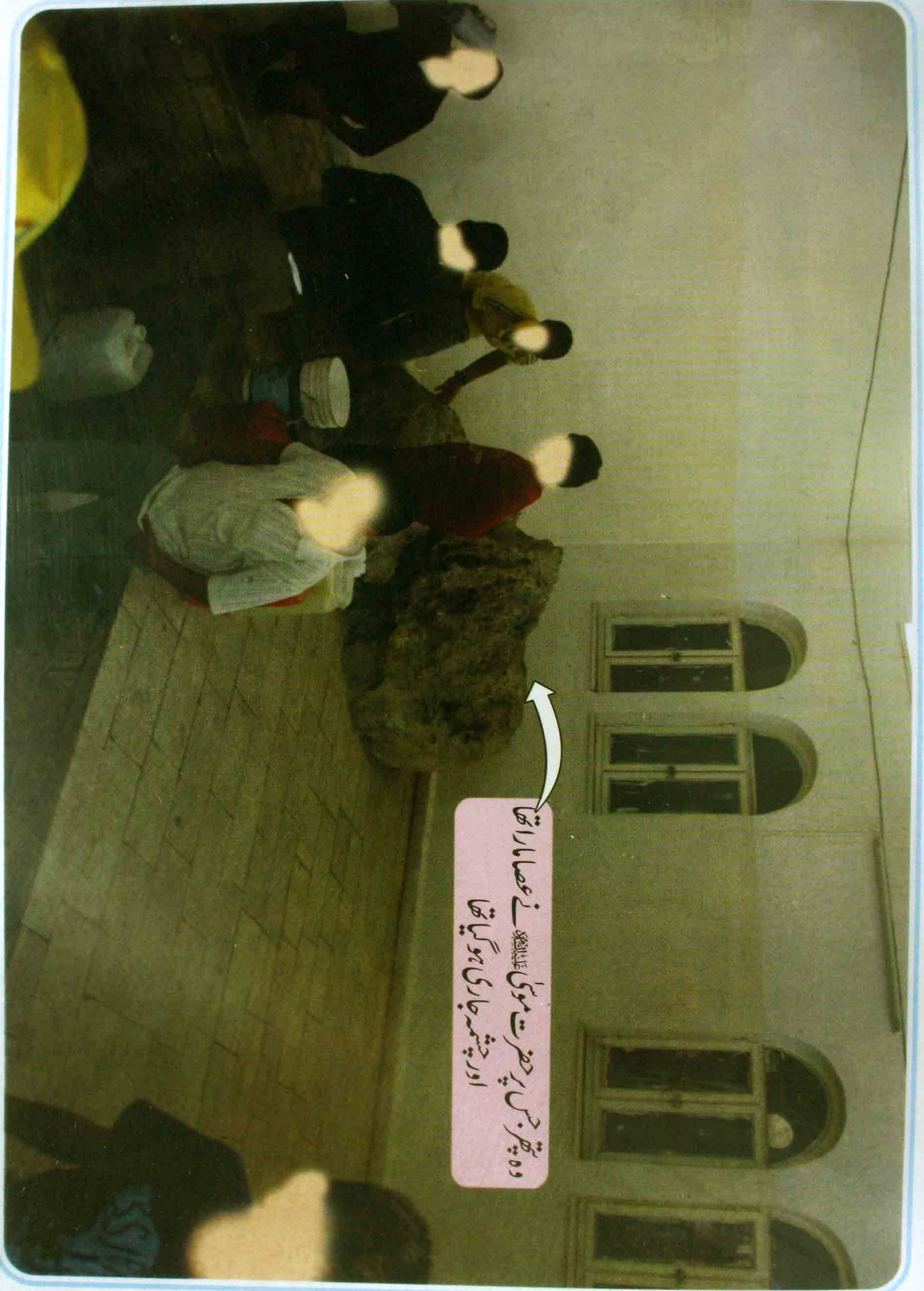
وہ پتھر جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تھا
اور چشمہ جاری ہو گیا تھا

وادی موسیٰ علیہ السلام میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ، جس کا پانی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے 40 سال تک استعمال کیا تھا

وادی موسیٰ علیہ السلام میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چشمہ کی تصویر

چشمہ کے اوپر بنی عمارت

AEN MOUSA
SOUVENIR
40
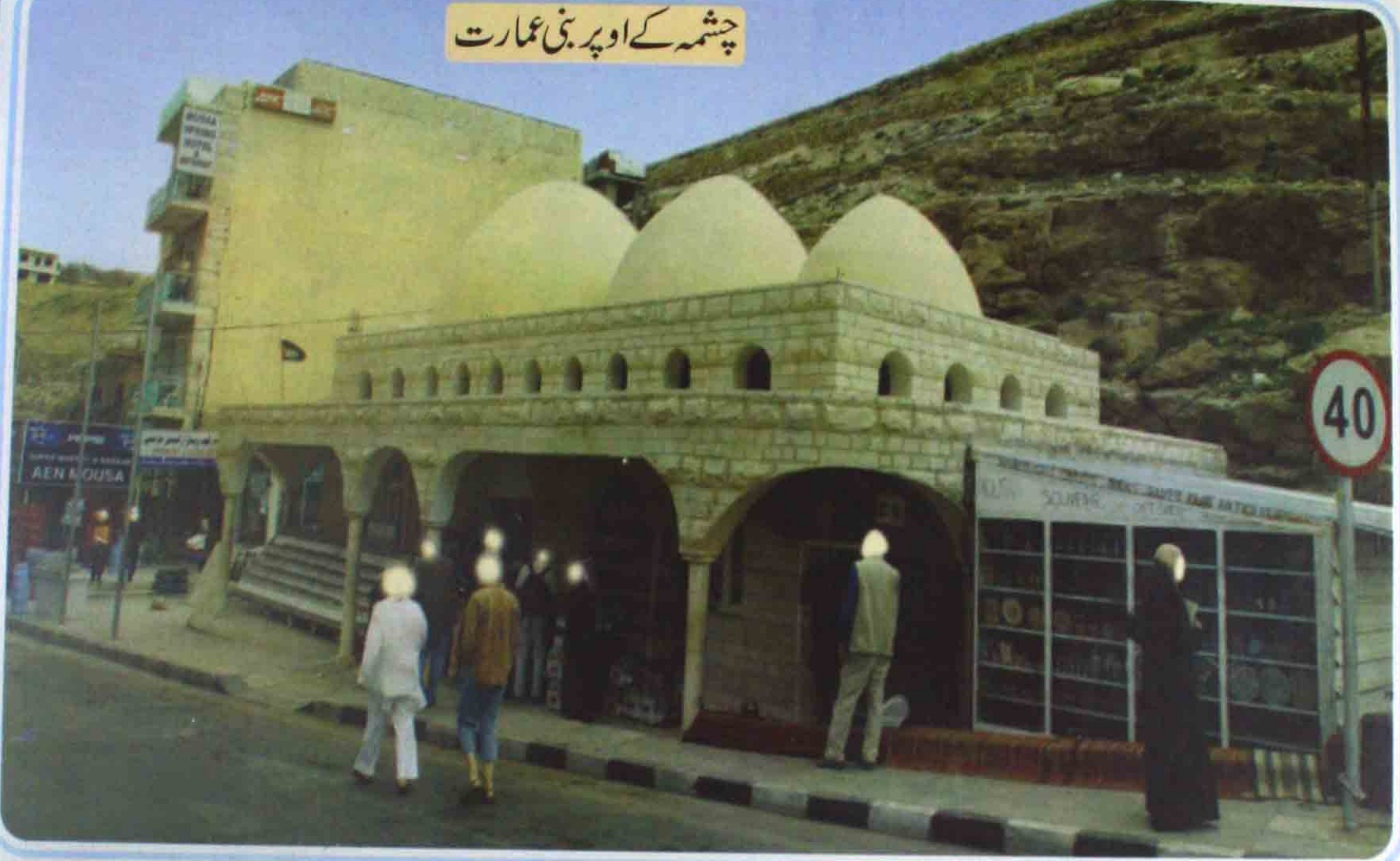
عمارت کے اندر موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چٹان جس پر آپ علیہ السلام نے عصا مارا تھا
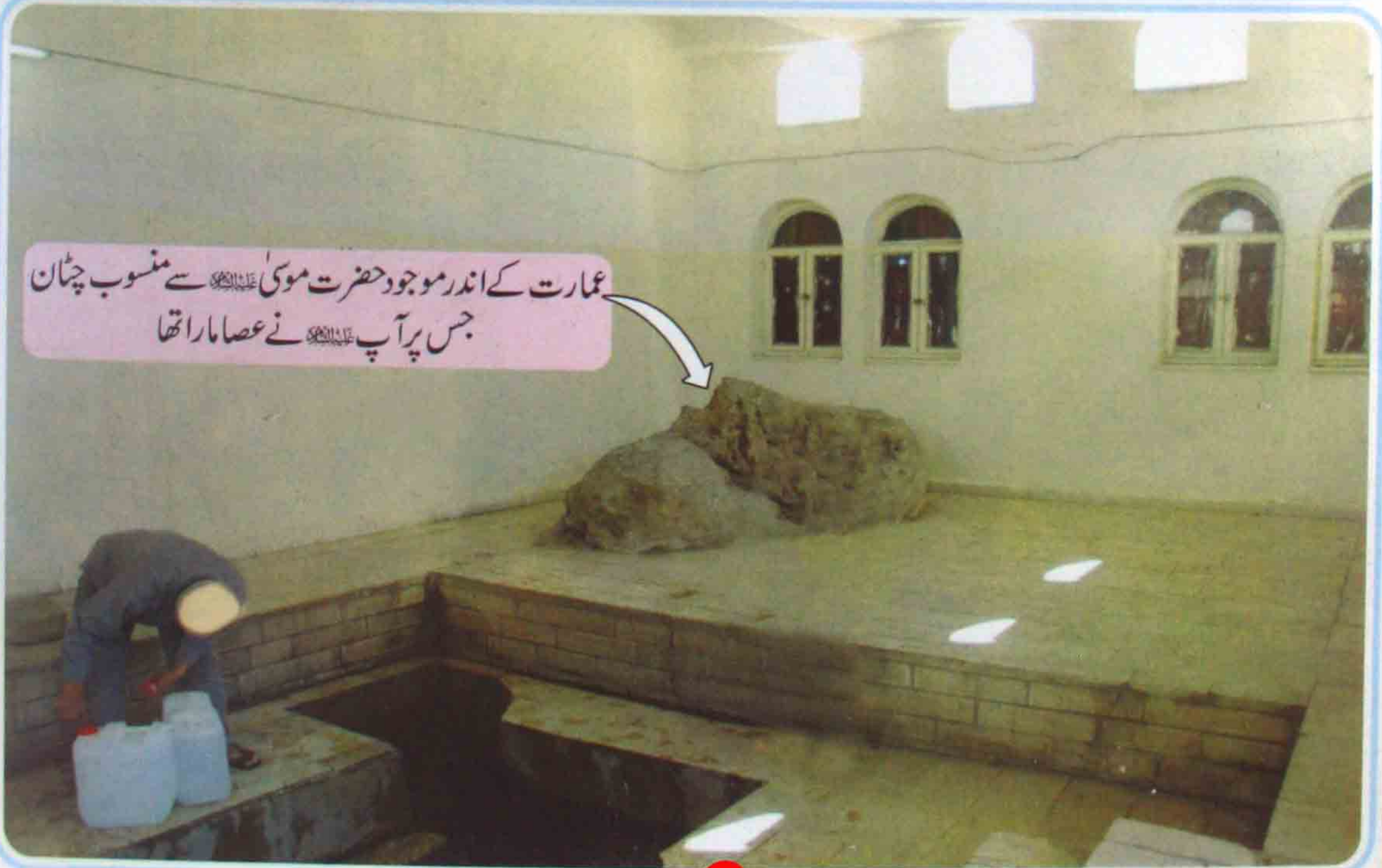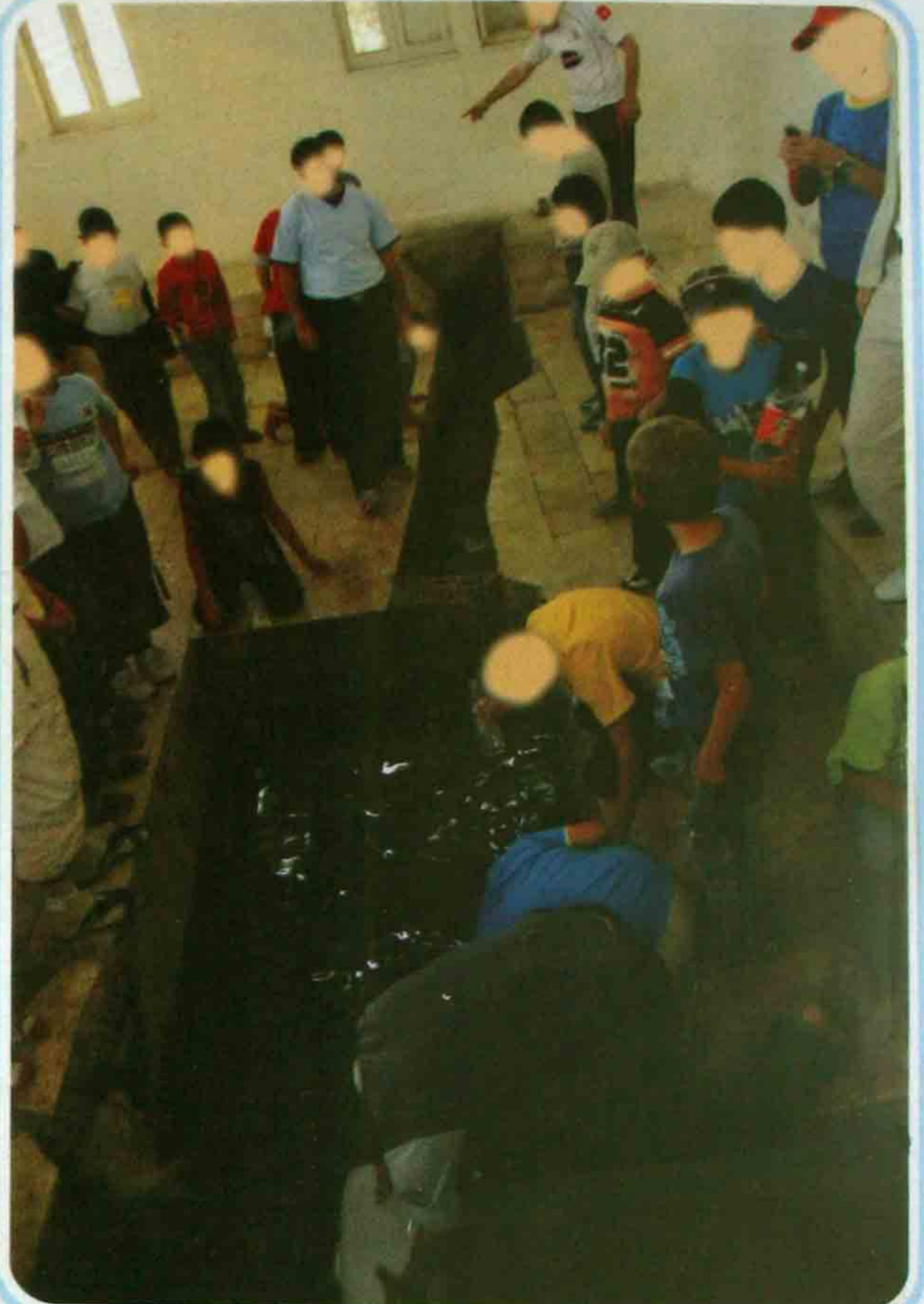
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ

حکومت مصر کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چشمہ کو جانے والے راستے کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ
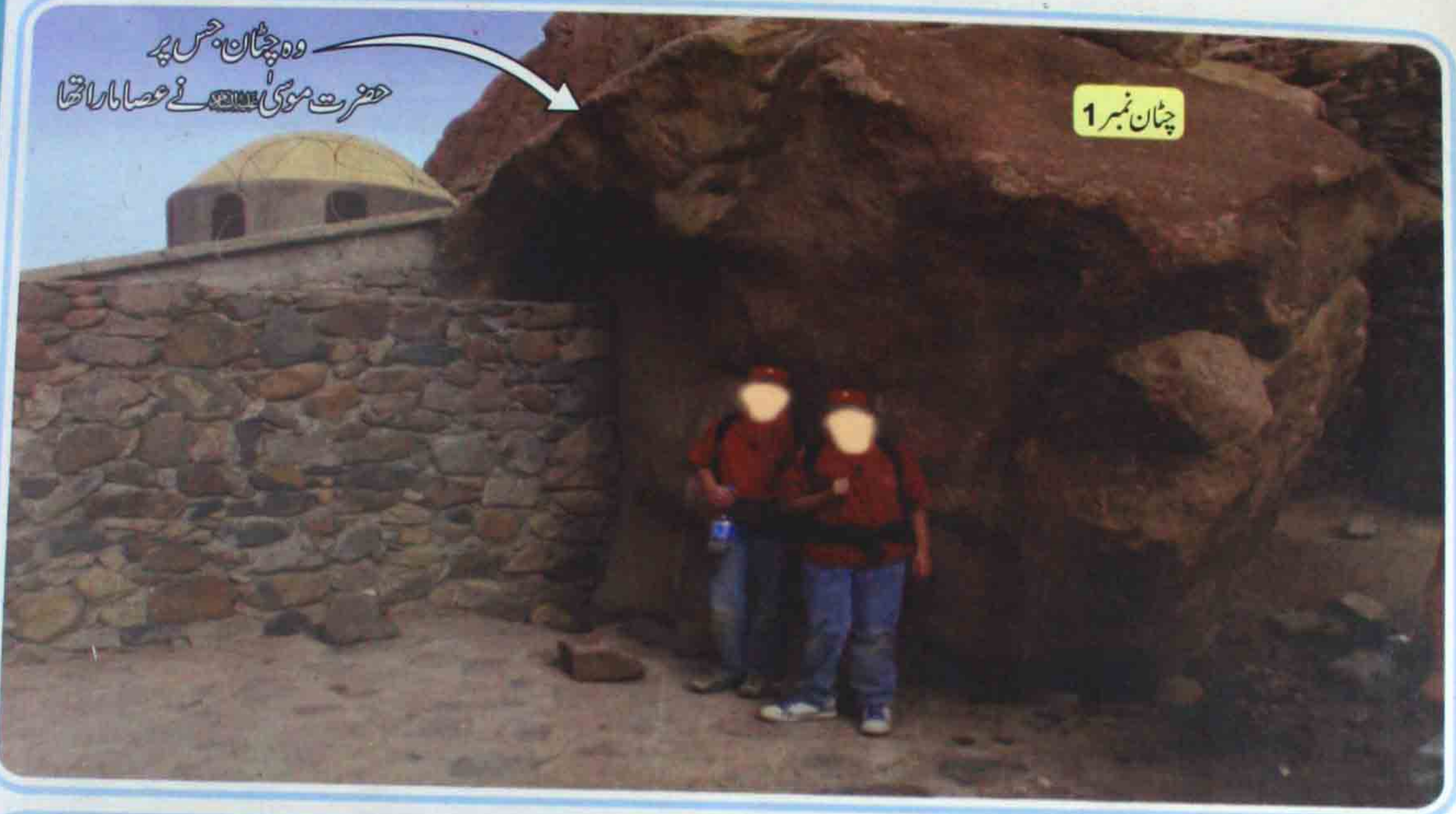
وہ چٹان جس پر
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تھا

چٹان نمبر 1

سینا میں 3 چٹانیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب جن کے بارے میں مشہور ہے کہ ان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تھا اور 12 قبیلوں کیلئے 12 چشمہ جاری ہوگئے تھے۔

چٹان نمبر 2

سینا کی وادی عریس میں موجود وہ چٹان جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مارنے پر پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے یہ چٹان اصل ہے یا وہ چٹان جس پر عمارت بنی ہوئی ہے۔ البتہ تفسیر در منثور میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے 12 جگہ پر اپنا عصا مارا تھا جس کی وجہ سے 12 چشمے جاری ہوگئے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ ان 12 میں سے دوسری چٹان ہو۔ (واللہ اعلم)
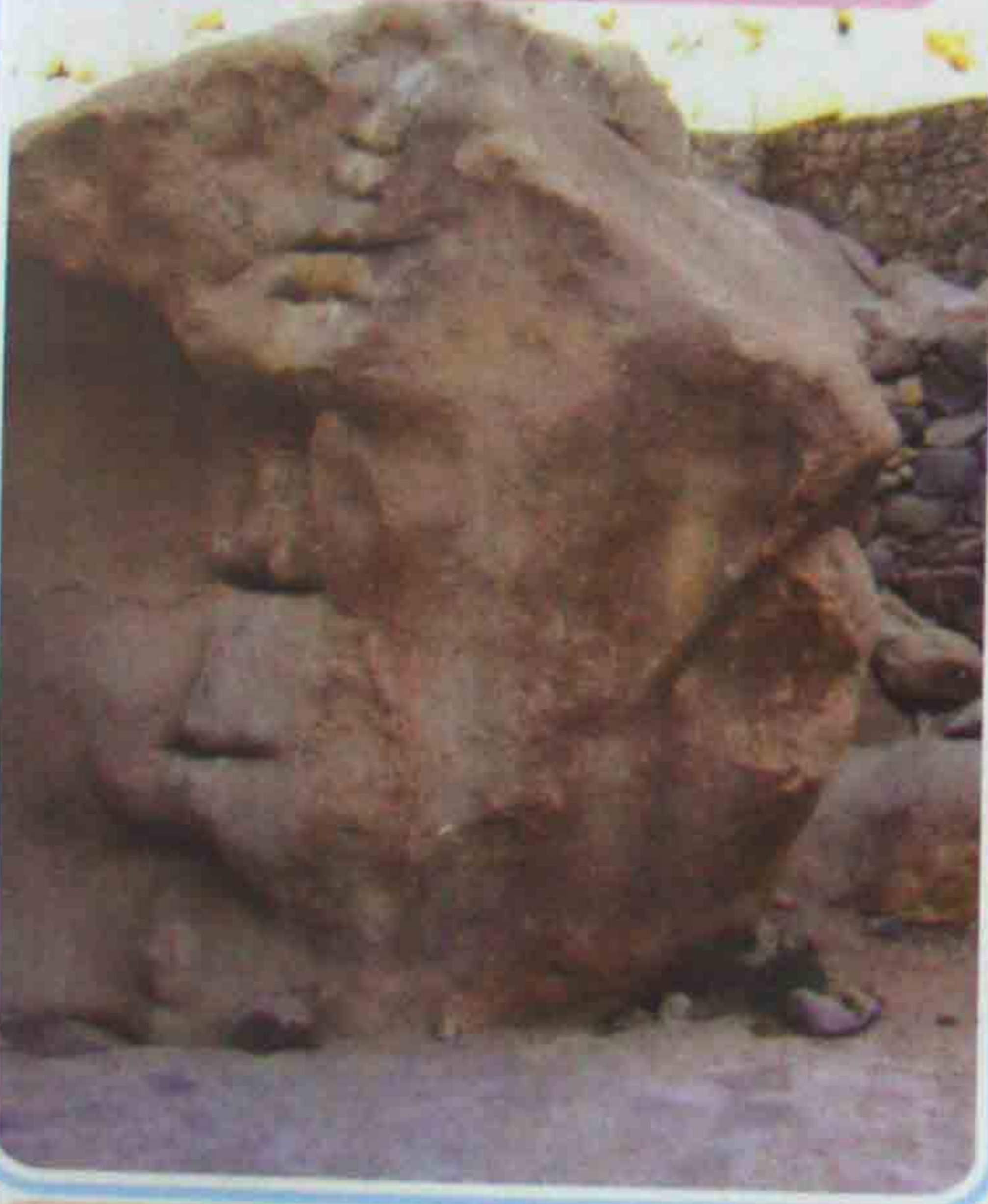
زیر نظر تصویر اس چٹان کی ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مارا اور اس سے 12 چشمے جاری ہوگئے تھے

وہ چشمہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چٹان پر عصا مارنے سے جاری ہوا

وادیٔ سینا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ

عین موسیٰ علیہ السلام جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک چٹان پر عصا مارا اور 12 چشمے پھوٹ پڑے تھے۔ جناب یعقوب نظامی نے لکھا ہے کہ جب میں نے ان چشموں کی زیارت کی جو کہ 7 کے قریب ہیں اور آج بھی موجود ہیں تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ چشمے نہیں بلکہ کنویں ہیں جن کو کھودا گیا ہے اور قرآن کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چٹان پر عصا مارا تھا اور چشمے نکلے یہاں آس پاس مجھے کہیں بھی چٹان نظر نہ آئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مقامی لوگوں کی حرکت ہے۔ (واللہ اعلم)

وادیٔ سینا میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ
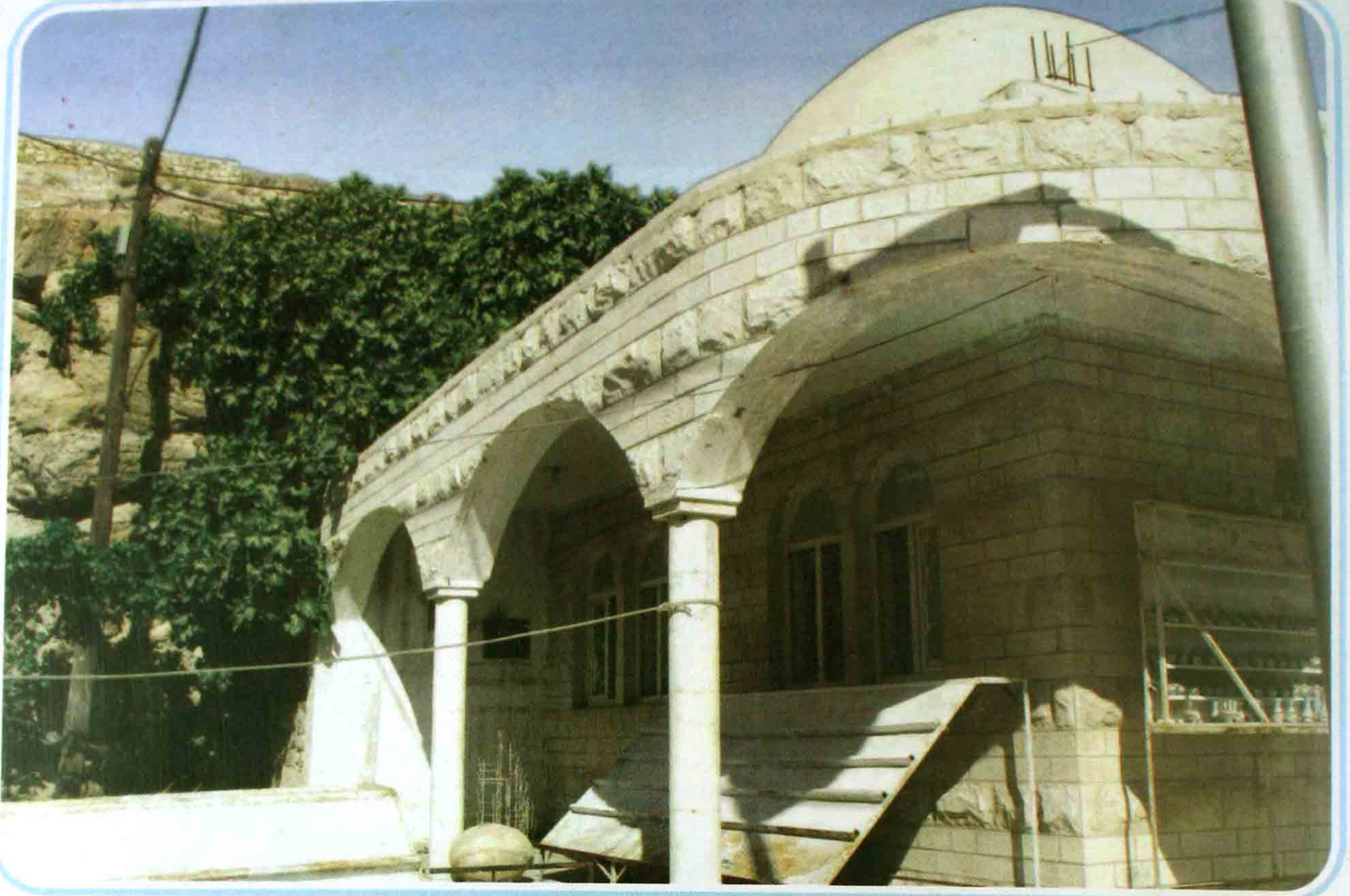
نہر سوئز سے 12 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع وہ عمارت جس کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب چٹان اور چشمہ آج بھی موجود ہے بعد میں اس جگہ نشاندہی کے لئے یہ عمارت بنادی گئی ہے۔

وادیٔ سینا میں موجود دوسرا چشمہ جس پر اب 4 دیواری بنادی گئی ہے
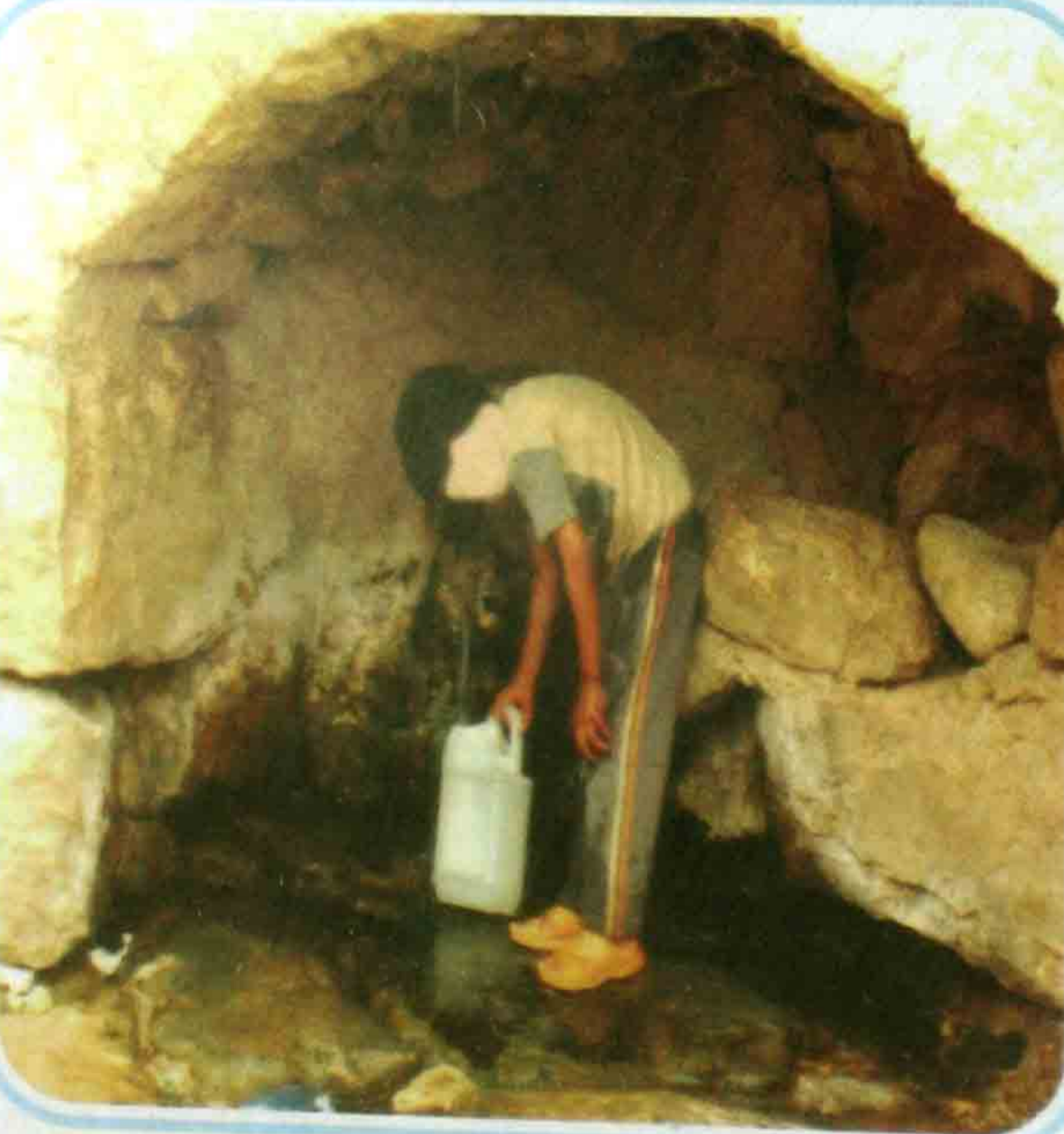
عمارت کے اندر بنے چشمہ کا منظر

مصر کا تفصیلی نقشہ

اس نقشہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون سے منسوب مقامات کو واضح کیا گیا ہے

MEDITERRANEAN SEA
البحر المتوسط
MATRUH
ALEXANDRIA
DAMIETTA
PORT SAID
CAIRO
SUEZ
SINAI
سیناء
JORDAN
الاردن
SAUDI ARABIA
المملكة العربية السعودية
6 October
Beni Suef
El Minya
Asyut
Kharga
El Dakhla Oasis
Farafra Oasis
Siwa Oasis
Aswan
Ras Mohammed
WESTERN DESERT
NEW VALLEY
EASTERN DESERT
RED SEA
LIBYA
ليبيا
SUDAN
السودان

جمهورية مصر العربية
ARAB REPUBLIC OF EGYPT

① دریائے نیل: جس کی لہروں میں بہتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں پہنچے۔

② ممفس: جہاں فرعون کی حکومت تھی۔

③ فیوم: وہ جگہ جہاں فرعون شکار کرتا تھا۔

④ الاقصر: وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گھر اور فرعون کا محل تھا۔

⑤ کوہ طور: جہاں حضرت موسیٰ کو نبوت ملی۔

⑥ وادی سینا: جہاں بنی اسرائیل 40 سال تک قید رہے اور ان کو من وسلویٰ ''آسمانی کھانا'' 40 سال تک ملتا رہا۔

⑦ عیون موسیٰ: جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا اور 12 چشمے جاری ہوگئے۔

⑧ سینٹ کیتھرائمن: یہاں وہ درخت ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملک الموت (عزرائیل فرشتہ) کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا جب وہ آپ علیہ السلام کے پاس آئے تو "صکه ففقا عینه" آپ نے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال دی۔

دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ کا حکم قبول کرو تو آپ علیہ السلام نے اسے تھپڑ رسید کر دیا، جس سے اس کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام واپس اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

"ارسلتنی الی عبد لا یرید الموت"

ترجمہ: مجھے آپ نے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دوبارہ آنکھ عطاء کر دی، یعنی نظر پھر لوٹا دی اور فرمایا کہ جاؤ میرے بندے کے پاس، اسے کہو کہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے عمر اتنے سال بڑھا دوں گا۔

آپ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب پھر کیا ہوگا؟

رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آجائے گی۔

آپ علیہ السلام نے عرض کی موت ابھی آجائے۔ ساتھ یہ سوال کیا کہ اے میرے رب مجھے بیت المقدس کی سرزمین پر پہنچا دینا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ اگر میں چاہوں تو تمہیں سرخ ریت کے ٹیلوں کے پاس راستے کی ایک جانب آپ علیہ السلام کی قبر اب بھی دکھا سکتا ہوں۔

فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں دفن ہونے کی خواہش اس لئے کی کہ وہ مقام انبیائے کرام علیہم السلام کے دفن ہونے کی وجہ سے مشرف تھا آپ علیہ السلام کی دعا سے واضح ہوا کہ فضیلت والے مقام میں صالحین کے قرب وجوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔

"ان الدفن بقرب الصالحین فی مواضع متبرکة امر مندوب"

نیک لوگوں کے قریب متبرک مقامات میں کسی کو دفن کرنا امر مستحب ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضہ مطہرہ میں دفن ہونے کی خواہش کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایثار فرماتے ہوئے اجازت دی، اس پر فتح الباری شرح بخاری میں ہے کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہو رہا ہے کہ نیک لوگوں کے قریب دفن ہونے کی کی تمنا یہ سنت انبیاء وصحابہ ہے۔

(حوالہ فتح الباری 166/12)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز ادا کرنا

حضرت سلیمان تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مررت علی موسیٰ وھو یصلی فی قبرہ"

میرا گذر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے ہوا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار

اسرائیل کے شہر اریحا میں موجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار کی زیارت

جناب عبد الرحمٰن لکھتے ہیں کہ بیت المقدس سے اریحا کی طرف تقریباً 30 میل نہایت عمدہ سڑک جاتی ہے۔ اریحا میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے باتیں کرنے والے بندہ کا مزار ہے یعنی مزار مقدس سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام۔ آپ علیہ السلام کی عقیدت مند صاحب ثروت مگر بے تاج امت نے جس عالی ہمتی اور بلند حوصلگی کا نذرانہ دربار کلیم اللہ میں پیش کر رکھا ہے اس کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ کاظمین وکربلا میں تو صرف شاہان عجم ہی نے زیادہ تر عقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہے مگر یہاں یہودیوں کی پوری قوم نذر عقیدت پیش کرنے کی سعادت سے مالا مال ہو رہی ہے۔ یہاں کی عمارات و آرائش کا اندازہ بس خود ہی کر لیجئے، البتہ جو کیفیت ہم نے محسوس کی یا دوسرے محسوس کرتے ہوں گے وہ ایک چیز ہے جس سے صرف زائرین ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ یہاں ہر سال نہایت عظیم الشان پیمانے پر ایک ہفتے تک جشن منایا جاتا ہے اس جشن کا آغاز سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر زائر پر رعب وجلالت موسوی طاری ہو جاتا ہے یہی وہ مقدس نبی ہیں جن کے بارے میں ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی شب جب میں وہاں سے گزرا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ علیہ السلام کے مزار پر حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ آج بھی آپ علیہ السلام کے حجرہ مبارک کے دروازے پر یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی ہے۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا

یہاں چھوٹی سی مسجد ہے جس میں ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے اسماء گرامی لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روضے شریف کے دروازے پر ہر وقت دو مسلح فوجی کھڑے رہتے ہیں وہ فوجی زائرین سے بے حد حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں اور مزار شریف اور مسجد مبارک کی صفائی کا بہت خیال رکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار

حضرت مولانا ابن آدم رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفرنامہ فلسطین میں لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر بنی عمارت پرانی طرز کی ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے نام لکھے ہیں، اس کے بائیں طرف ایک حجرہ ہے، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف واقع ہے۔ یہ مزار ساڑھے پانچ ہاتھ لمبا اور آٹھ فٹ اونچا ہے۔ قبر شریف کے آس پاس لکڑی کی خوبصورت جالی ہے اور تمام قبر شریف پر سبز ساٹن کا غلاف چڑھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلاف کے نیچے کوئی روئی والا گدہ بھی ہے۔ حجرہ مبارک کے دروازہ پر یہ آیت لکھی ہے۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا

حجرہ شریف مقفل رہتا ہے، یہاں مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ یہودیوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ چار طرف بہت سے دومنزلہ حجرے ہیں، جن میں فوج رہتی ہے سخت پہرہ ہے۔ ہم نے ایک فوجی سپاہی سے قبر انور کا دروازہ کھولنے کو کہا تو اس نے جواب دیا کہ متولی صاحب گئے ہوئے ہیں چابی ان کے پاس ہے۔ دوسرے فوجی نے کہا کہ چابی میرے پاس ہے چنانچہ حجرہ کھولا۔ ہم سب داخل ہوئے حجرے میں فاتحہ پڑھنے کے لیے خوبصورت چٹائی بچھی ہے اور قبر کے جنوبی جانب نوافل کے لیے محراب بنی ہے۔ ہم نے مسجد میں بھی نوافل پڑھے اور یہاں محراب میں بھی پڑھے، چٹائی پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھی۔ صحن میں نہایت شیریں اور بہت ٹھنڈے پانی کا کنواں ہے جو صرف چار پانچ ہاتھ گہرا ہے وہاں پانی خوب سیر ہو کر پیا۔

یہاں کے منتظم کا نام حاجی محمد ابن عبدالرحمٰن ہے۔ مزار شریف کے سرہانے پیسے ڈالنے کے لیے صندوقچی ہے ہم نے وہاں سو فلس پیش کئے، مزور نے قبول نہ کئے بلکہ فرمایا کہ اس صندوقچی میں ڈال دو۔ اس مسجد میں تلاوت کیلئے بہت سے قران کریم کے نسخے رکھے ہیں۔ مزار مقدس میں بہت دلکشی بھی ہے ہیبت وجلال بھی وہاں پہنچ کر تمام واقعات موسوی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ فاتحہ اور دعاؤں میں بہت دل لگا۔ تقریباً ایک گھنٹہ وہاں ٹھہرے، پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ یہ جگہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے۔ اس کے قریب ایک سرخ رنگ کی پہاڑی ہے۔ بہت دل کش نظارہ ہے، مزار مقدس پر بہت فیض ہے۔ ہر زائر کو یہاں ضرور حاضری دینی چاہئے۔

وہ لوگ مزار شریف اور مسجد مبارک کی صفائی وغیرہ کا بہت خیال رکھتے ہیں اگر کوئی رات رہنا چاہے تو اس کو اجازت کے ساتھ جگہ بھی دے دیتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ معراج کی رات ہمارا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور بلاشبہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار مبارک
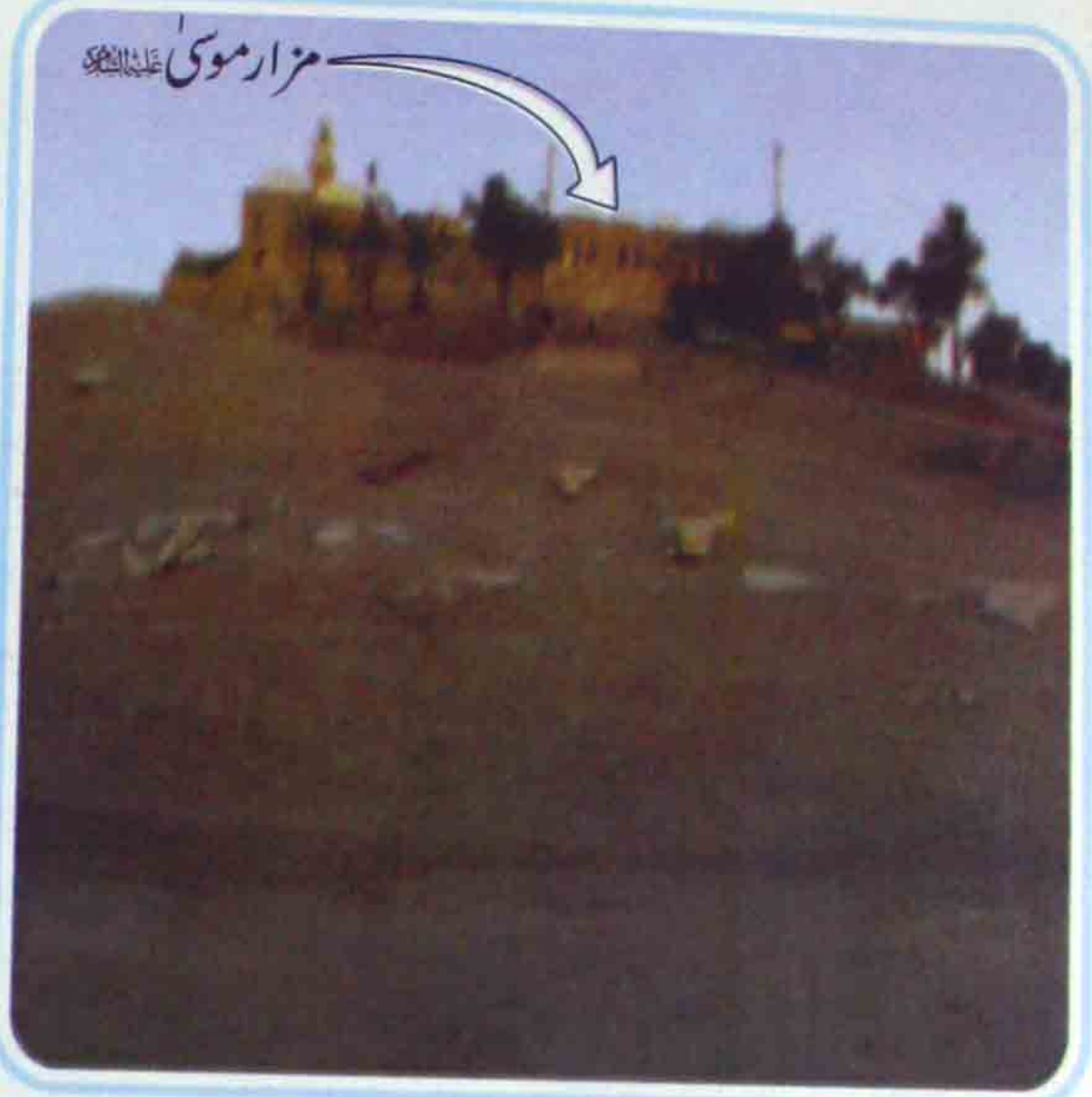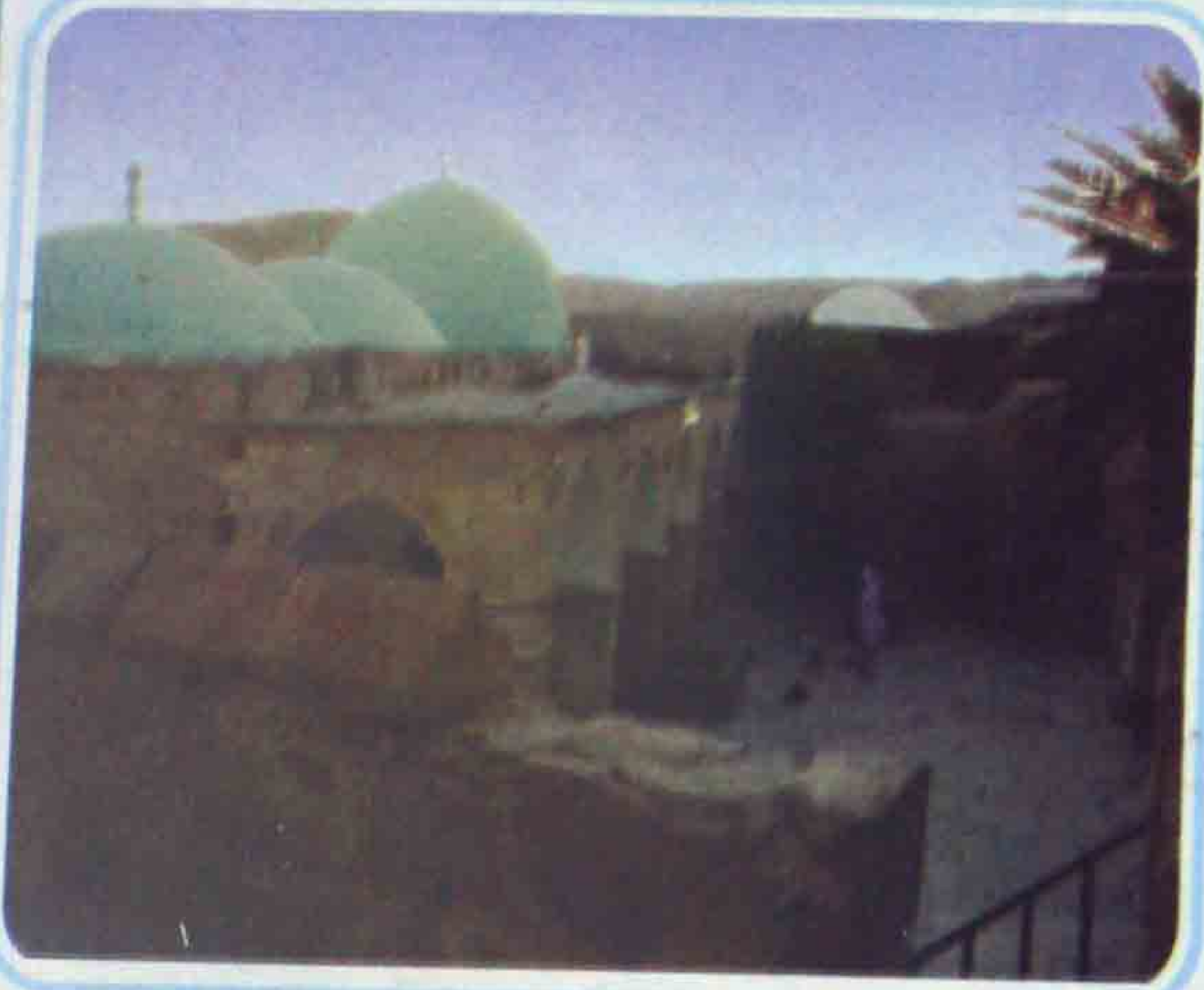
زیر نظر تصویر اریحا میں واقع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کی ہے۔ روایت کے مطابق سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں یہ جگہ دکھائی گئی تھی پھر آپ نے اس جگہ مسجد بنادی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار اریحا میں چھوٹی سی پہاڑی کے قریب ہے چاروں طرف ویران صحرا ہے کوئی آبادی نہیں ہے مگر آج بھی قبر مبارک نور سے مزین نظر آتی ہے۔

مزار موسیٰ علیہ السلام کا آنکھوں دیکھا حال

جناب یعقوب نظامی لکھتے ہیں اریحا (جریکو) کے ویران صحرا میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک عالی شان پرانی عمارت تھی، محمد جیلانی نے بتایا کہ یہی مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔

مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام

گاڑی روضہ کے بڑے دروازے کے سامنے آ کر رک گئی۔ اس جگہ کا نام مقام بنی موسیٰ علیہ السلام یا کوہ عبادیم ہے۔ اس وقت صبح کے آٹھ بجے تھے۔ عمارت کا دروازہ کھلا تھا، ہم اندر داخل ہوئے لیکن اندر نہ کوئی بندہ تھا اور نہ بندہ کی ذات۔

ایک دکان کھلی تھی جس میں تحائف فروخت ہوتے تھے۔ لیکن دکاندار غائب تھا ایسے میں مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہ جنات کی کوئی بستی ہے جہاں بازار کھلے ہیں لیکن اپنی طبعی خاصیت کی بناء پر جناتی مخلوق ہمیں نظر نہیں آ رہی ہے یا پھر یہ جادو کا کوئی کرشمہ ہے۔ یہ سوچتے ہوئے میں اور حاجی شاہ پال سیڑھیاں چڑھ کر عمارت کی چھت تک گئے لیکن کوئی انسان نظر نہ آیا۔ عمارت کے اندر گھومتے پھرتے آخر کار ہم اس مقام پر جا پہنچے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام آرام فرما رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر والا کمرہ تقریباً بیس فٹ چوڑا اور بیس فٹ لمبا ہے۔ قبر عرب کے دوسرے روایتی مزاروں کی طرح زمین سے تقریباً آٹھ فٹ اونچی ہوگی، مزار پر سبز چادریں ہیں۔ چادریں اتنی نئی اور قیمتی نہیں تھیں جتنی بغداد کے دربار پر دیکھی تھیں۔ مزار کے ساتھ مسجد ہے۔

اریحا میں واقع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار کی دور سے لی گئی تصویر

اریحا میں سرخ ٹیلہ کے قریب ایک قبر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر بتایا جاتا ہے۔ فتح الباری کے مطابق یہ قول صحیح ہے۔ (قصص القرآن جلد اول)

قبر موسیٰ علیہ السلام

اریحا میں موجود مزار کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک

زیر نظر تصویر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک کی ہے جو کہ اریحا میں ہے
جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کے سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرنور قبر مبارک

ماؤنٹ نیبو جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قیام فرمایا
وہاں پر مقام موسیٰ کی نشاندھی کے لئے لگایا ہوا بورڈ
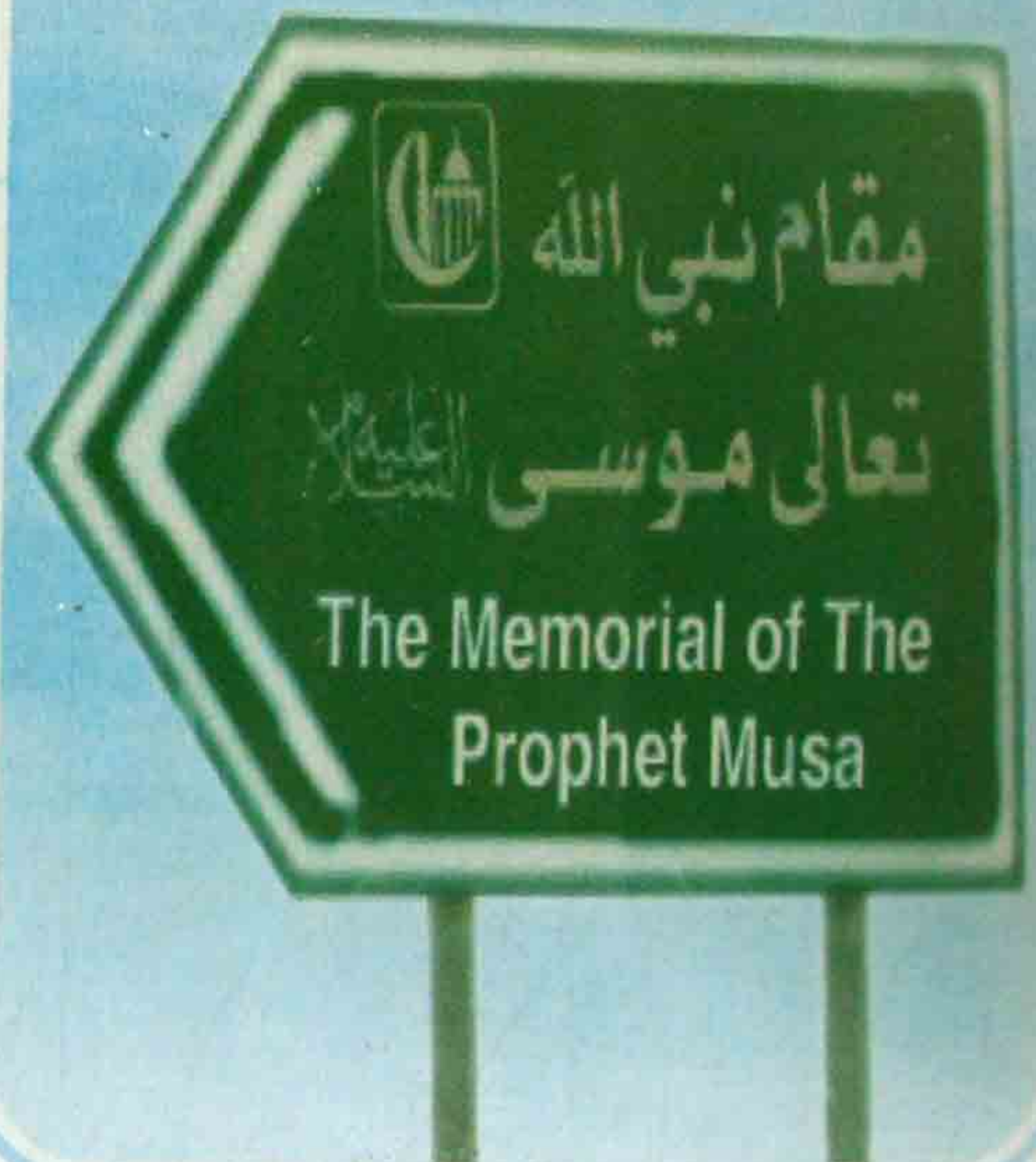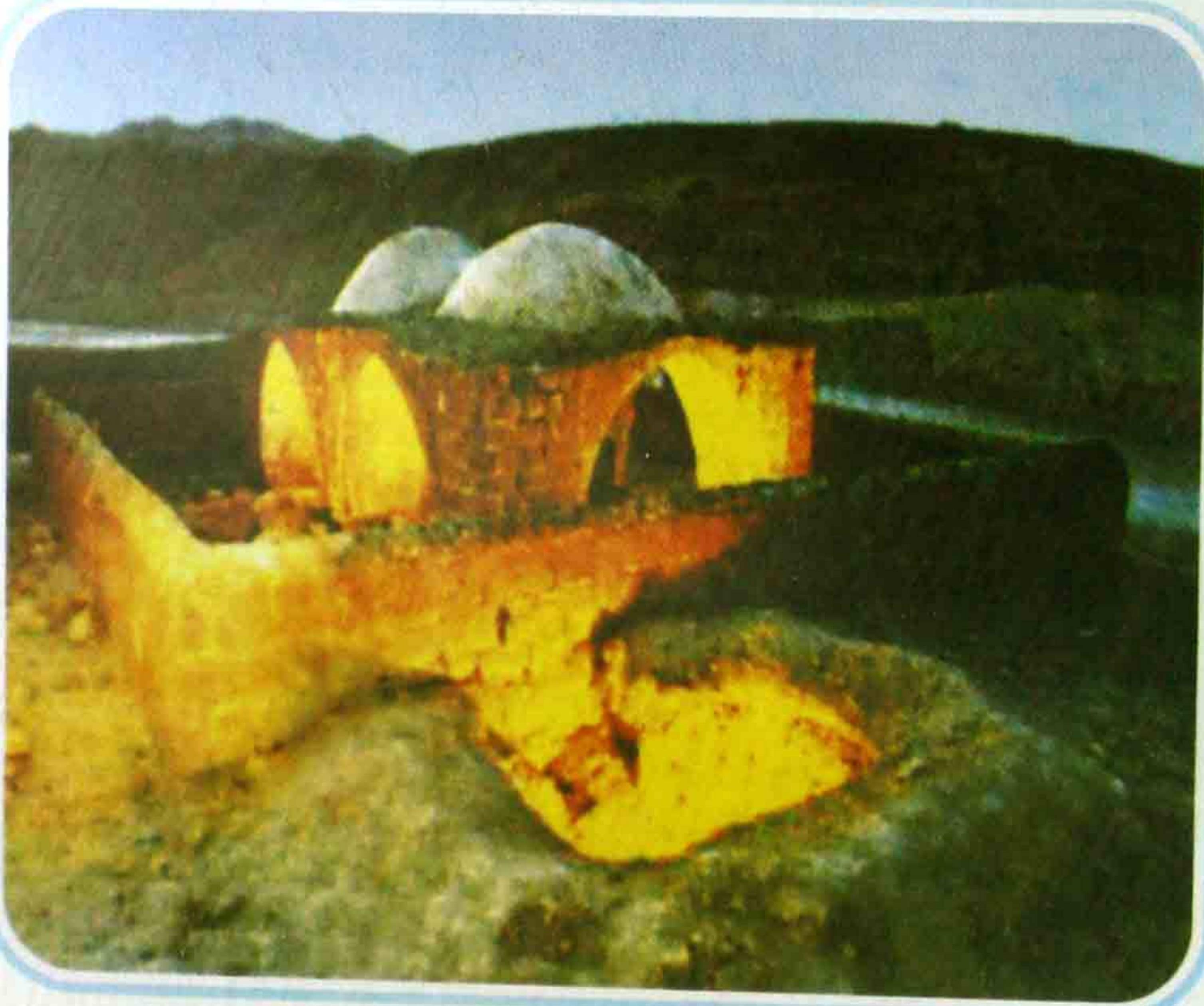
روایات کے مطابق یہ مقبرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک
ساتھی حسن کا تھا جو لٹیروں کی دست برد سے نہ بچ سکا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی قبر

مشہور مورخ ناصر خسرو نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ اربد میں ایک پہاڑی کے نیچے کے حصہ میں ایک غار ہے اس کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی قبر ہے میں نے غار میں جا کر قبر مبارک کی زیارت بھی کی۔ علی ہروی لکھتے ہیں کہ ''اربد'' طبریہ کی نواح میں ہے۔ یہاں شارع عام کے دائیں جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مقبرہ ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کے چار بیٹے، ون، ساخاں زبلون اور قار بھی یہاں مدفون ہیں۔ (حوالہ بلاد شام فلسطین)

اربد

ماؤنٹ نیبو وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قیام کیا

ماؤنٹ نیبو کی چوٹی پر واقع عمارت کا اندرونی منظر

ماؤنٹ نیبو پہاڑ کے اوپر سے لی گئی تصویر

ماؤنٹ نیبو پر بنی عمارت کا اندرونی منظر

ماؤنٹ نیبو پر بنی عمارت

ماؤنٹ نیبو پر مقام موسیٰ علیہ السلام کی نشاندھی کے لئے لگا ہوا کتبہ

حضرت ہارون علیہ السلام

آپ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سگے بھائی ہیں، بہت بڑے حوصلہ مند اور بُردبار تھے، بنی اسرائیل آپ علیہ السلام سے بہت محبت کرتے تھے۔

وھو اکبر من موسیٰ علیہ السلام بثلاث سنین

وہ موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔ (صاوی، حاشیہ جلالین ص ۱۴۱)

حضرت ہارون علیہ السلام کی عاشقانہ موت

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں لکھا ہے کہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ہارون علیہ السلام کے وصال کا وقت آپہنچا تو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم ہارون علیہ السلام اوران کے بیٹے کو ساتھ لے کر پہاڑ کی غار کی طرف چلو۔ کیونکہ میں ہارون علیہ السلام کی روح قبض کرنے والا ہوں۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام اوران کے بیٹے چل پڑے۔ جب وہ غار کے پاس پہنچ گئے تو اس میں داخل ہوئے تو دیکھا وہاں ایک چارپائی پڑی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر لیٹ گئے اور پھر اس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے ہارون! یہ جگہ کتنی حسین اور اچھی ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام اس پر لیٹ گئے تو ان کی روح قبض کر لی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے دونوں غم زدہ حالت میں بنی اسرائیل کی طرف لوٹ آئے۔ تو بنی اسرائیل نے آپ علیہ السلام سے کہا: حضرت ہارون علیہ السلام کہاں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ان کا وصال ہوگیا ہے۔ تو انہوں نے کہا: نہیں بلکہ تم نے انہیں قتل کردیا ہے۔ کیونکہ تم یہ جانتے تھے کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا: تم ہلاک و برباد ہو جاؤ۔ کیا میں اپنے بھائی کو قتل کر سکتا ہوں؟ جسے میں نے بطور وزیر اللہ عزوجل سے طلب کیا تھا اور اگر میں ان کے قتل کا ارادہ کرتا تو کیا ان کا بیٹا مجھے چھوڑ دیتا؟ اس پر بنی اسرائیل نے کہا: نہیں تم نے انہیں قتل ہی کیا ہے۔ کیونکہ تم ہماری وجہ سے ان کے ساتھ حسد کرتے تھے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: سو تم ستر افراد چن لو۔ پس آپ علیہ السلام انہیں ساتھ لے کر چلے اور راستے میں دو آدمی بیمار ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں کے ارد گرد خط کھینچ کر حصار بنا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے اور بنی اسرائیل چلتے رہے یہاں تک کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ تو وہاں جا کر آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ہارون! تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے کسی نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ میں فوت ہوا ہوں۔ وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! ہمارے لئے اپنے رب سے یہ دعا کریں کہ وہ ہمیں انبیاء بنا دے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس پر زلزلے نے انہیں پکڑ لیا۔ پس وہ سب گر پڑے اور وہ دو آدمی بھی گر پڑے جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے یہ التجا کرتے ہوئے اٹھے

"لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاۗءُ مِنَّا"

چنانچہ اللہ عزوجل نے انہیں زندہ فرما دیا اور وہ سب اپنی قوم کی طرف انبیاء بن کر لوٹے۔ (تفسیر طبری 89/9)

حکومت مصر کی طرف سے جبل ہور پر حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک کی نشاندہی کیلئے لگا ہوا بورڈ

کوہ ہور پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار مبارک

مشہور مورخ ڈاکٹر شوق ابو خلیل لکھتے ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئے اب وہ اردن کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ جبل ہور میں دفن ہیں جو کہ اب جبل ہارون کے نام سے مشہور ہے۔ آپ علیہ السلام کی وفات بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے اور فرعون کے غرق ہونے کے چالیسویں برس میں 123 برس کی عمر میں ہوئی اور آپ علیہ السلام کو کوہ ہور پر ہی دفن کر دیا گیا۔

کوہ ہور

مشہور مورخ یاقوت نے لکھا ہے کہ کوہ ہور یروشلم کے جنوب میں واقع ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام اس پر اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چڑھے تھے مگر واپس نہ آئے تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ بھائی کو مار ڈالا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ کی مسطح چوٹی پر وہ جنازہ انہیں دکھا دیا جس میں حضرت ہارون علیہ السلام کی نعش تھی۔ اس وقت سے یہ پہاڑ حضرت ہارون علیہ السلام کے نام سے موسوم ہو گیا۔

مورخ مسعودی بہت پہلے یعنی ۹۴۳ء میں تحریر کرتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے جبل مآب پر وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے اور یہ شراہ کے ضلعے کے پہاڑوں میں ایک پہاڑ سینا کی طرف واقع ہے ان کا مقبرہ مشہور ہے، یہ ایک زمین دوز عدیت (یعنی قدیم) غار میں بنا ہوا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو دفن نہیں کیا گیا بلکہ اس غار میں رکھ دیا گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس مقام کو دیکھا اور یہاں کے حالات بیان کئے وہ بہت حیرت انگیز باتیں سناتے ہیں۔ (مسعودی۔ اول، ۹۴)

جبل ہور: جہاں حضرت ہارون علیہ السلام مدفون ہیں

جبل ہور پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار مبارک
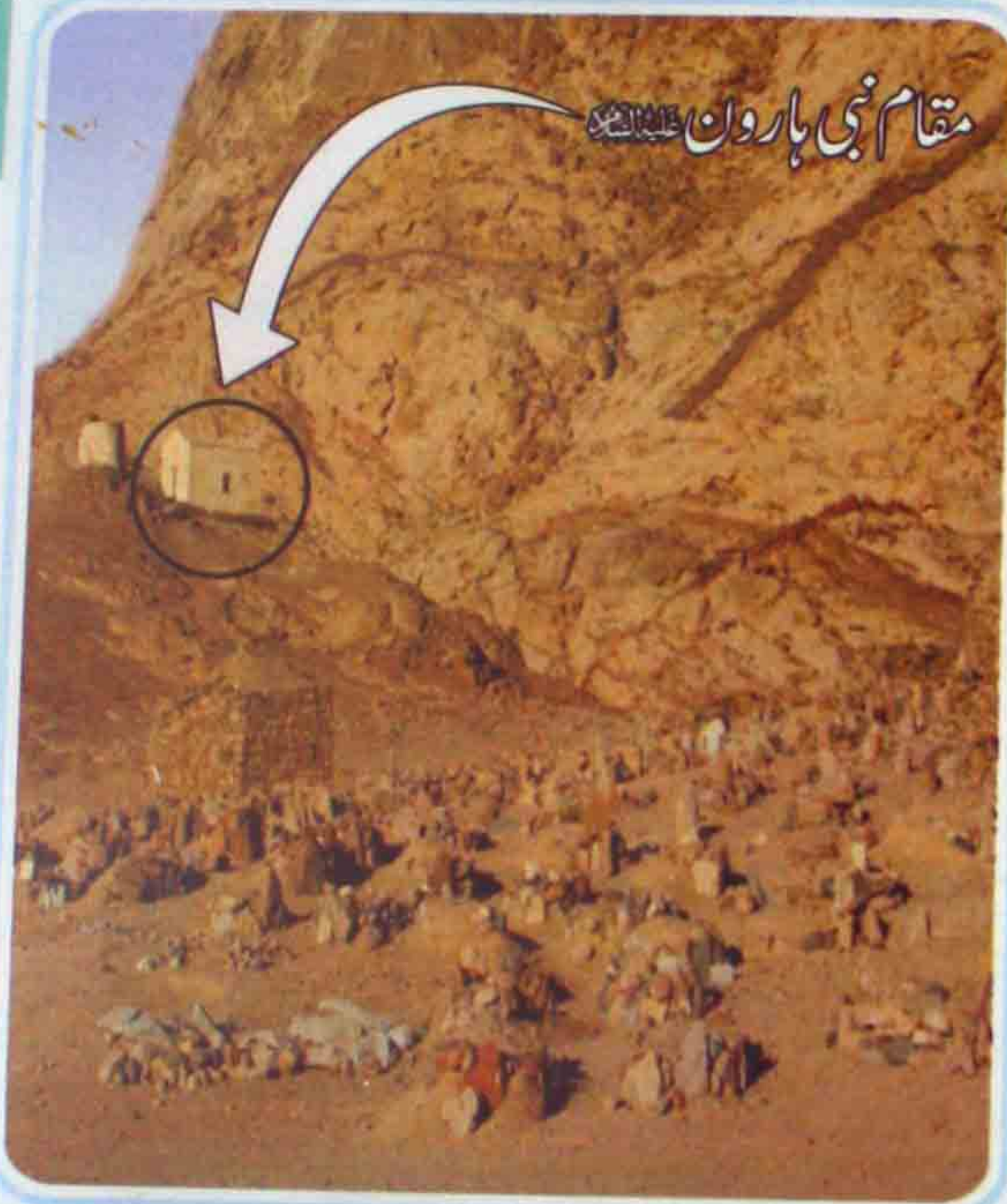
مقام نبی ہارون علیہ السلام
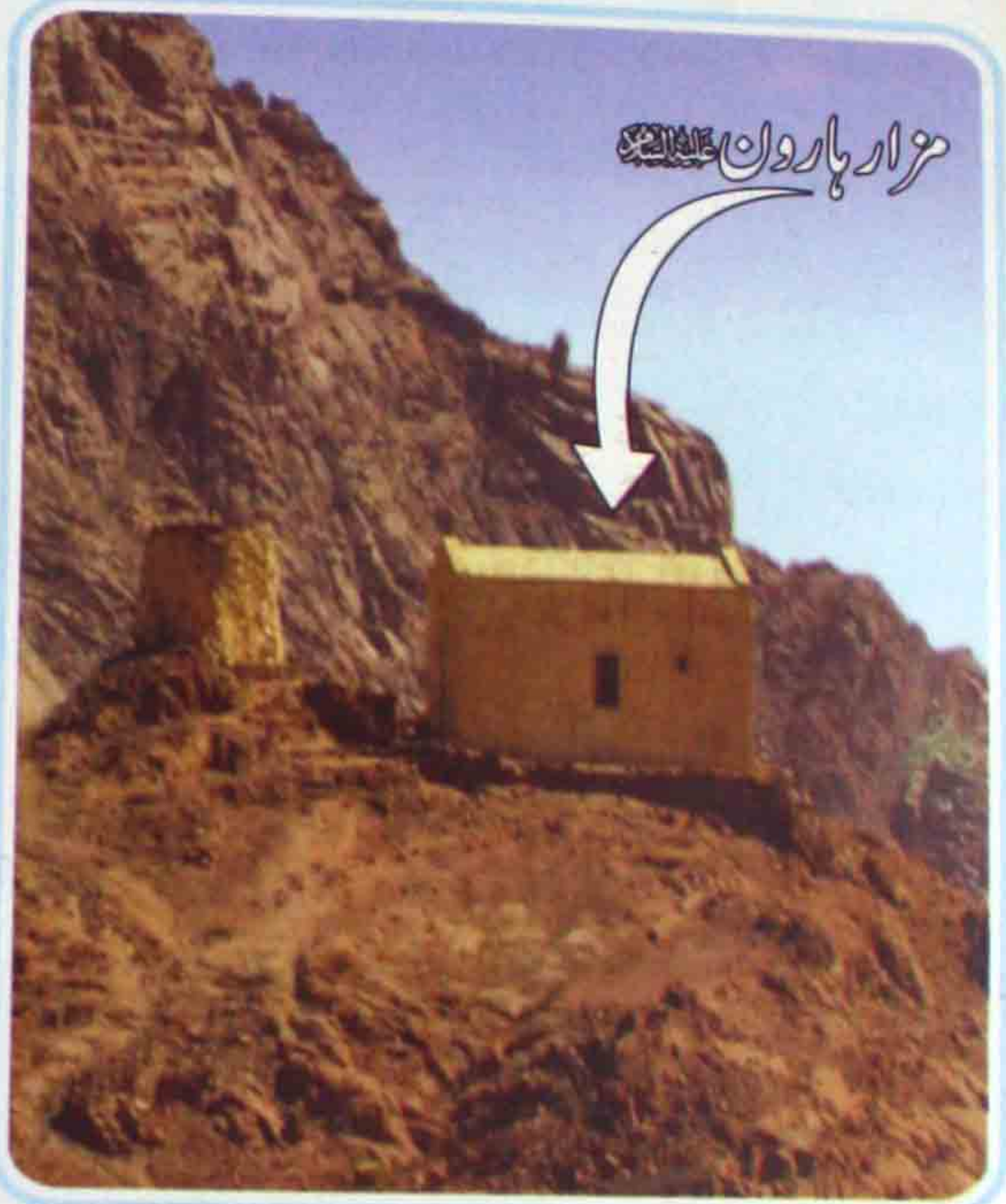
مزار ہارون علیہ السلام
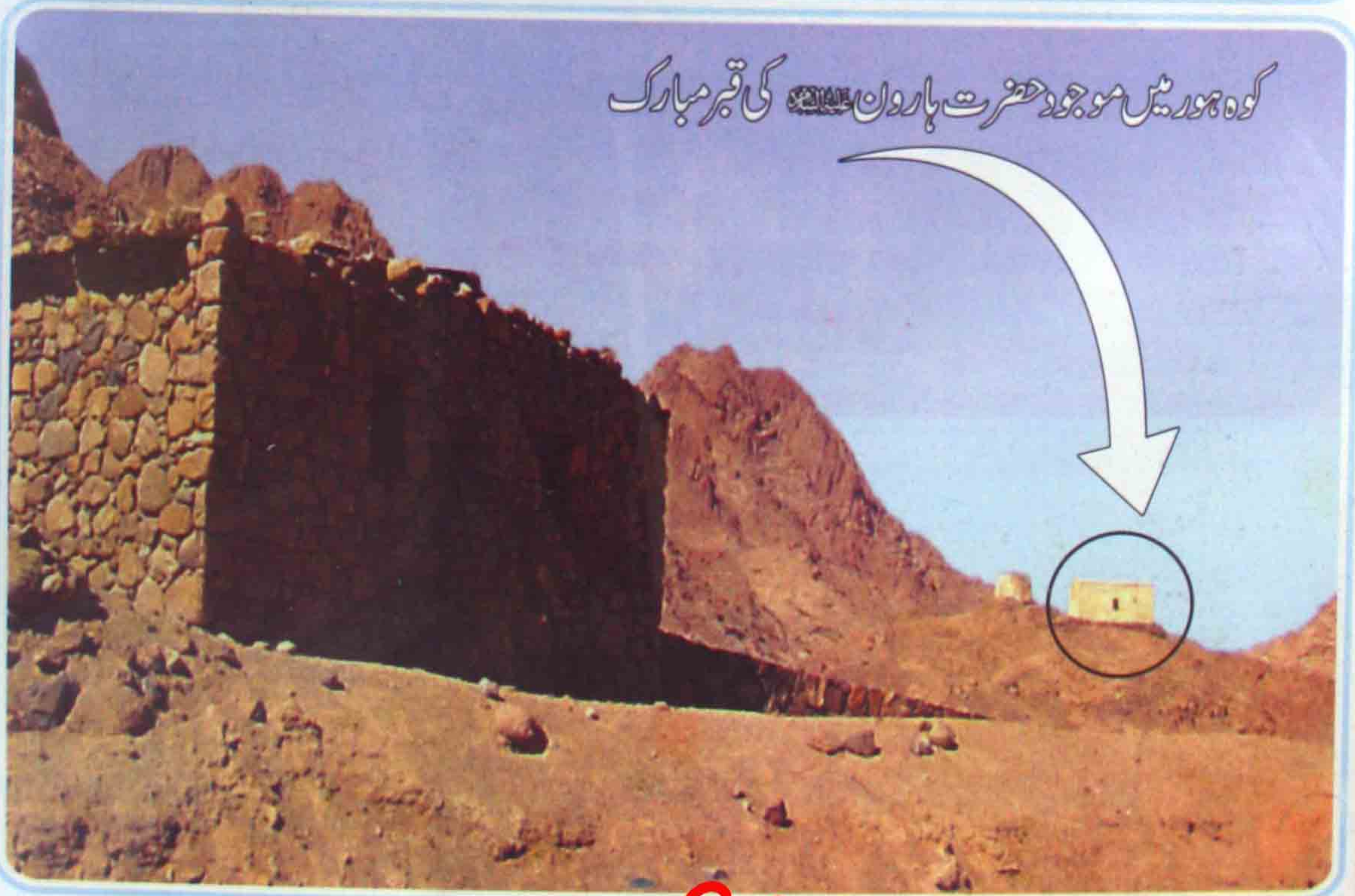
کوہ ہور میں موجود حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک

جبل ہور جہاں حضرت ہارون علیہ السلام مدفون ہیں

جبل ہور وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام حکم الٰہی پر چڑھے اور پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی۔
آج بھی 4000 سال گزرنے کے بعد آپ علیہ السلام کی قبر وہاں موجود ہے۔ (واللہ اعلم)

جبل ہور پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک
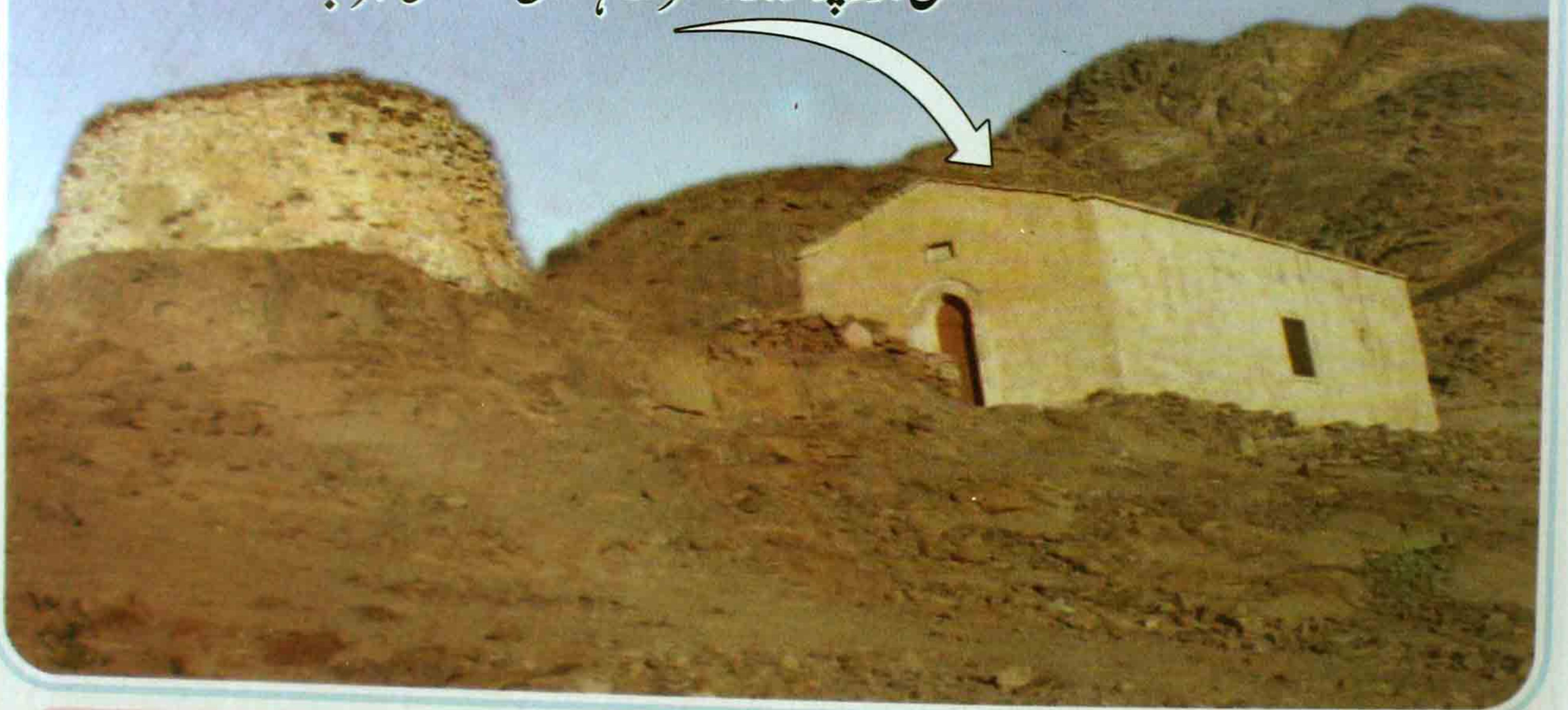
جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم حضرت ہارون علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ ایک چھوٹے سے کمرے پر مشتمل اونچے ٹیلے پر واقع تھا۔ مزار کا دروازہ بند تھا۔ یعقوب آزاد نے دروازہ کھولا اور ہم اندر چلے گئے۔ کمرے کے عین درمیان ایک قبر تھی جو زمین سے تین فٹ اونچی تھی جس پر سبز چادریں بچھی ہوئی تھیں، فرش اور در و دیوار کچے تھے کسی اللہ کے بندے نے سفید رنگ کر دیا تھا۔ ہمیں پیغمبروں کے مزار اس حالت میں دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔

اردن میں جبل ہارون پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک کا راستہ بتانے کیلئے حکومت اردن کی طرف سے لگا ہوا بورڈ
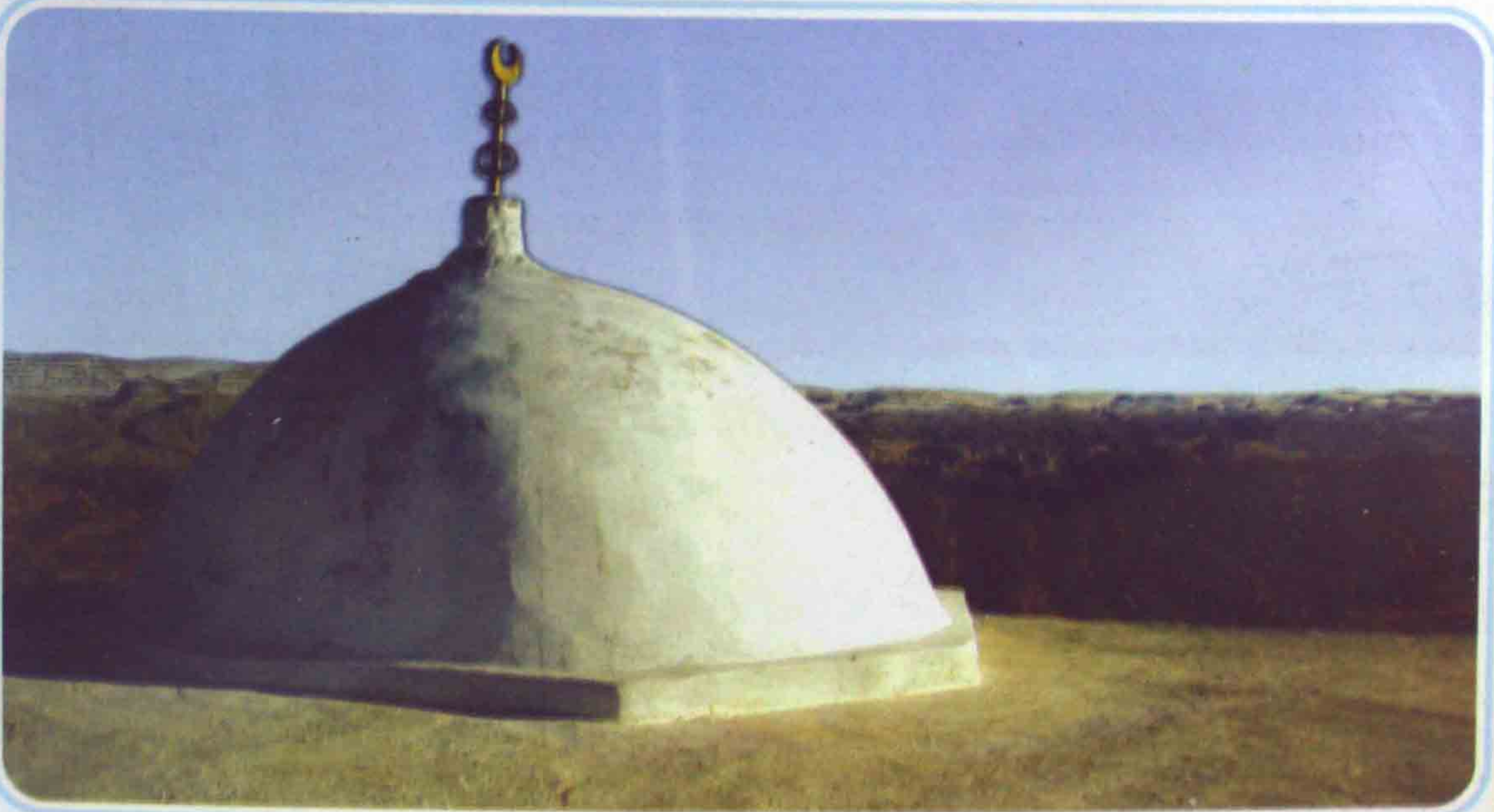
اردن میں جبل ہارون نامی پہاڑی کی چوٹی پر موجود مزار ہارون علیہ السلام کا گنبد

مزار ہارون علیہ السلام

جورڈن میں جبل ہارون نامی پہاڑ کی چوٹی پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار
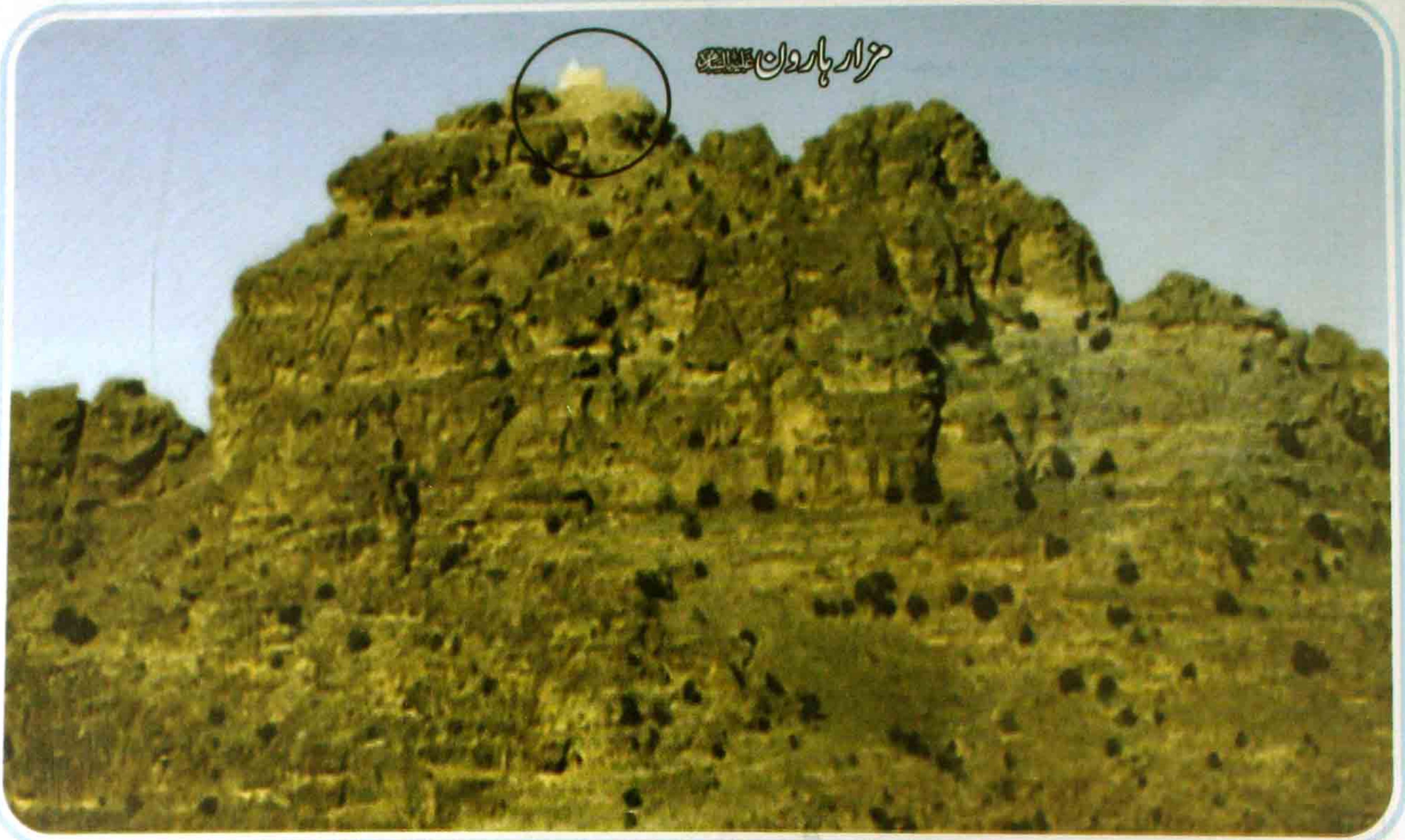
جبل ہارون نامی چوٹی پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار

تورات میں اس پہاڑی کا نام جبل ہور ہے جسے اب جبل ہارون کہتے ہیں

حضرت ہارون علیہ السلام کے مزار مبارک کی دو مختلف زاویوں سے لی گئی تصاویر
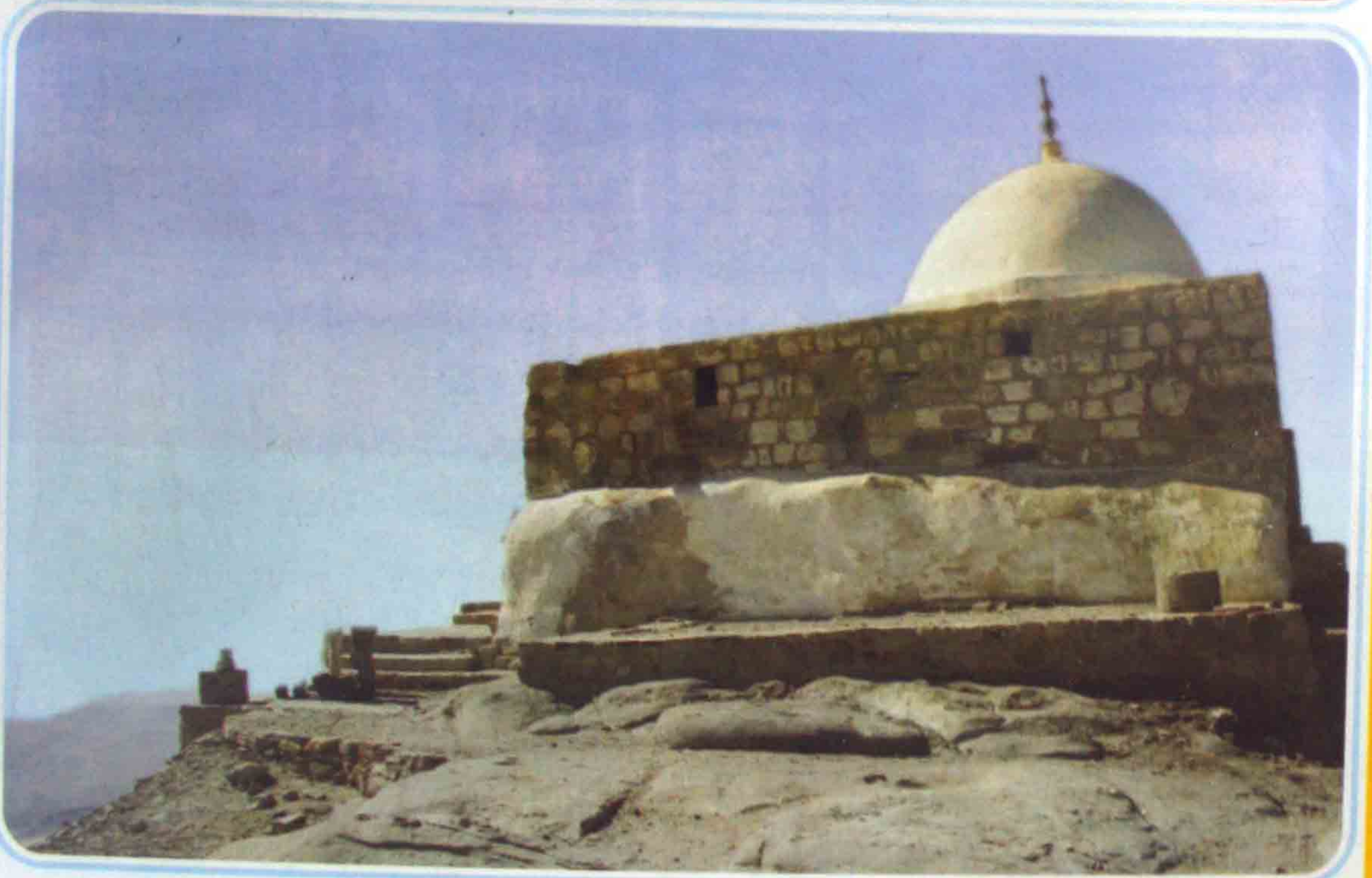
حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار
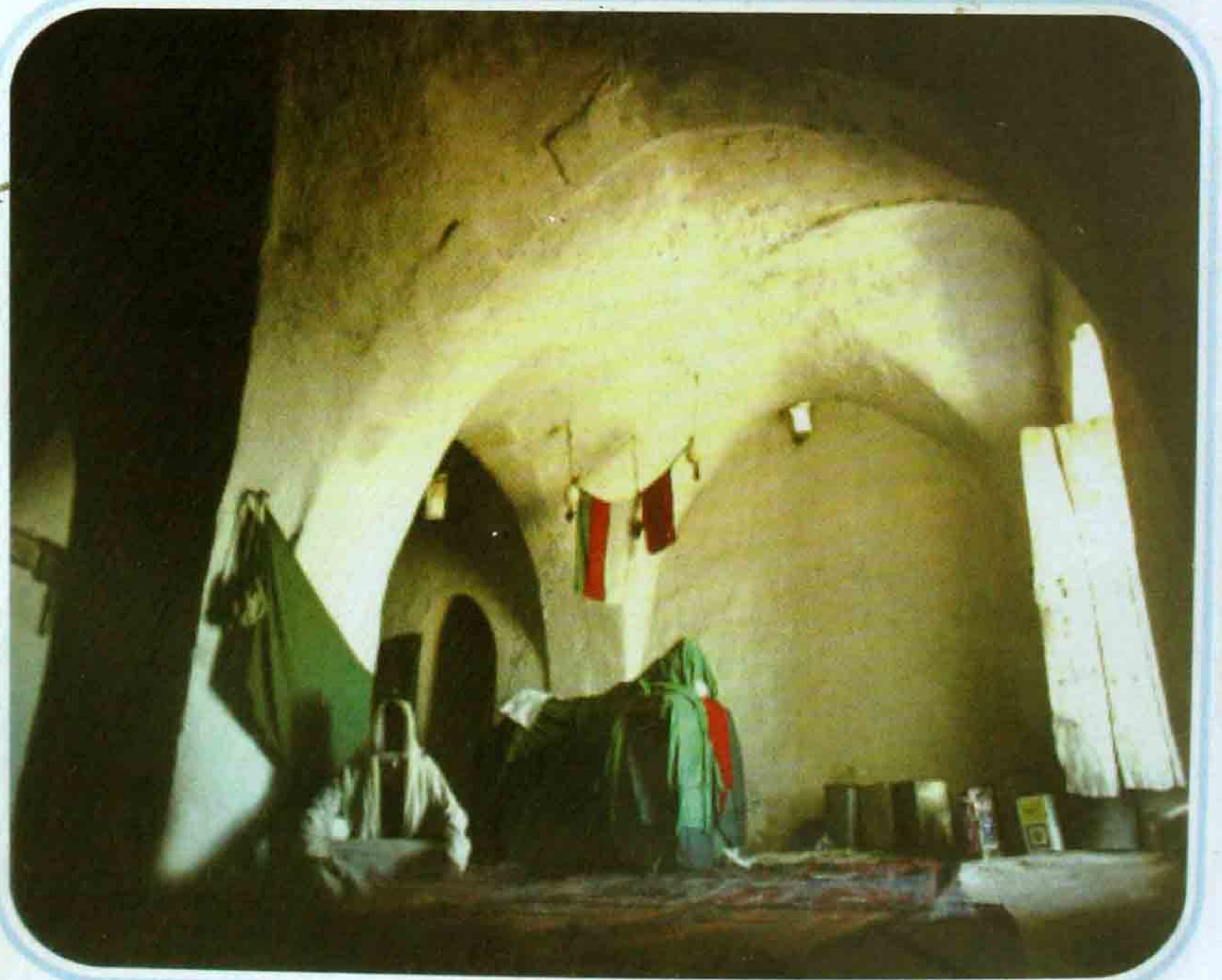
جبل ہارون کے مقام پر موجود
حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر پر جلتی ہوئی موم بتی

حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک

جبل ہارون پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک

جبل ہارون پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کا مقبرہ

اردن میں جبل ہارون نامی پہاڑ کی چوٹی پر موجود حضرت ہارون علیہ السلام کا مزار

حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر قرآن میں دو مرتبہ آیا ہے۔

① سورۃ الانعام آیت نمبر 85 ② سورۃ الصافات آیت نمبر 123

حضرت الیاس علیہ السلام کی بعثت کے متعلق مفسرین ومورخین کا اتفاق ہے کہ وہ شام کے باشندوں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے تھے اور بعلبک کا مشہور شہر ان کی رسالت وہدایت کا مرکز تھا۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم مشہور بت ''بعل'' کی پرستار اور توحید سے بیزار شرک میں مبتلا تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر نے ان کو سمجھایا اور راہ ہدایت دکھائی۔ صنم پرستی اور کواکب پرستی خلاف وعظ و پند کرتے ہوئے توحید خالص کی جانب دعوت دی۔

حضرت الیاس علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، آپ علیہ السلام کا نسب مشہور قول کے مطابق یہ ہے الیاس علیہ السلام بن یاسین بن فحاص بن عیزار بن ہارون علیہ السلام۔

جلعاد

جلعاد وہ جگہ جہاں حضرت الیاس علیہ السلام پیدا ہوئے

حضرت الیاس علیہ السلام کا مقام پیدائش

آپ علیہ السلام اردن کے ایک علاقہ جلعاد میں پیدا ہوئے تھے، اُس وقت جس بادشاہ کی حکمرانی تھی وہ آپ علیہ السلام کا ہم عصر تھا بائبل میں اس کا نام ''اخی اب'' اور عربی تواریخ وتفاسیر میں ''اجب'' یا ''احب'' بیان کیا گیا ہے اس کی بیوی ''ایزبل''، بعل نامی بت کی پوجا کیا کرتی تھی۔

مشہور مورخ طبری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور انکی بعثت حضرت حزقیل علیہ السلام کے بعد ہوئی اور یہ کہ حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے: الیاس علیہ السلام بن یاسین بن فحاص بن یعزار بن ہارون علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام کا قوم کو بعل بت کی عبادت سے روکنا

سورہ صافات میں حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغ کا ذکر اس طرح موجود ہے:

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿١٢٥﴾ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٢٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾

(سورہ صافات آیت نمبر 123 تا 132)

ترجمہ: اور بلاشبہ الیاس رسولوں میں سے ہیں۔ وہ وقت قابل ذکر ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے خالق کو چھوڑ دیتے ہو۔ اللہ ہی تمہارا اور تمہارے باپ داداؤں کا پروردگار ہے۔ پس اُنہوں نے الیاس کو جھٹلایا تو بے شک وہ لائے جائینگے پکڑے ہوئے (جہنم میں) بجز اُن کے جو اللہ کے مخلص بندے ہیں۔ اور ہم نے بعد کے لوگوں میں الیاس کا ذکر باقی رکھا۔ الیاس پر سلام ہو۔ بیشک ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٥﴾ (سورہ انعام آیت 85)

ترجمہ: اور زکریا اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی ہم نے ہدایت عطا کی۔ یہ سب صالحین میں شمار ہیں۔

سونے کا بت

یہ مشرق میں آباد شامی اقوام کا مشہور اور سب سے زیادہ مقبول دیوتا تھا یہ بت مذکر تھا اور زحل یا مشتری کا مثنیٰ سمجھا جاتا تھا۔

فینیقی، کنعانی، سوآبی اور مدیانی قبائل خاص طور پر اس کی پرستش کرتے تھے اس لئے بعل کی پرستش عہد قدیم سے چلی آتی تھی اور موآبی اور مدیانی اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے پوجتے چلے آتے تھے چنانچہ شام کا مشہور شہر بعلبک بھی اسی کے نام سے منسوب تھا اور حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین میں اسی کے پرستاروں سے واسطہ پڑا تھا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ حجاز کا مشہور بت ہُبَل بھی یہی بعل ہے۔

یہود یا مشرقی اسرائیلیوں کے یہاں بعل کی پرستش کیلئے مختلف موسموں میں عظیم الشان مجالس منعقد ہوا کرتی تھیں اور اس کیلئے بڑے بڑے ہیکل اور عظیم الشان قربان گاہیں بنائی جاتی تھیں اور کاہن اس کو بخورات کی دھونی دیتے اور اور اس پر طرح طرح کی خوشبوئیں چڑھاتے تھے اور کبھی کبھی اس کو انسانوں کی بھینٹ بھی دی جاتی تھی۔

(دائرۃ المعارف البستانی جلد ۵)

کتب تفسیر میں منقول ہے کہ بعل سونے کا تھا، بیس گز کا قد تھا اور اس کے چار منہ تھے اور اس کی خدمت پر چار سو خادم مقرر تھے۔

(روح المعانی جلد ۲۳، ص ۶۲۷)

حضرت الیاس علیہ السلام کا قوم کو بت پرستی سے روکنا

حضرت الیاس علیہ السلام کو حکم ہوا کہ قوم گمراہی میں مبتلا ہو چکی ہے اس لئے آپ علیہ السلام وہاں پہنچیں اور قوم کو شرک اور بت پرستی سے روکیں۔

آپ علیہ السلام جلعاد سے چل کر سامریہ پہنچے اور یہاں ہر طرف شرک اور بت پرستی دیکھی۔ یہ سامریہ آج کہیں نقشے میں موجود نہیں ہے۔ مگر بعلبک نامی شہر موجود ہے اور شاید یہی بعلبک ماضی کا سامریہ ہو۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے لوگوں کو بت پرستی سے روکا اور ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا لیکن عوام اپنے بادشاہ اور ملکہ کی اتباع کر رہے تھے اور وہ حضرت الیاس علیہ السلام کی بات کو کس طرح مان لیتے۔

پجاریوں نے جب یہ سنا کہ ایک الیاس (علیہ السلام) نامی شخص جلعاد سے چل کر سامریہ آیا ہے اور یہ پردیسی لوگوں کو بعل دیوتا کی پرستش سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک ان دیکھے خدا کی عبادت کی جائے تو وہ بہت مشتعل ہوئے۔

وہ جگہ جہاں قوم الیاس علیہ السلام رہتی تھی

حضرت الیاس علیہ السلام دمشق کے مغرب میں موجود بعلبک شہر میں مبعوث ہوئے

قال تعالى (وإن إلياس لمن المرسلين ◆ إذ قال لقومه الا تتقون ◆ أتدعون بعلا وتذرون أحسن الخالقين ◆ الله ربكم ورب ابائكم الأولين ◆ فكذبوه فإنهم لمحضرون ◆ إلا عباد الله المخلصين ◆ وتركنا عليه في الآخرين ◆ سلام على إل ياسين◆ إنا كذلك نجزي المحسنين ◆ إنه من عبادنا المؤمنين) الصافات ١٢٣ـ ١٣٢

ذكر ابن كثير في تاريخه : إن إلياس عليه السلام أرسل إلى أهل بعلبك غربي دمشق ، حيث كان أهلها يعبدون صنماً يسمى (بعلاً) كما هو مذكور في القرآن الكريم ، وبُعيد وفاة سليمان عليه السلام وانقسام مملكته وتشتت دولته بسبب خلاف الحكام على السلطة ، سمح أحد ملوكهم وهو أخاب لزوجته نشر عبادة قومها في بني إسرائيل،وكان قومها عبّاداً للأوثان،فشاعت عبادة الأوثان بينهم وعبدوا الصنم بعلّاًفأرسل الله إليهم إلياس عليه السلام . ويقول المؤرخ بشير محجوب السوده في كتابه(جوبر تاريخها وحاضرها)،أن انتشار اليهود في بعلبك وقدوم سيدنا إلياس إلى برية دمشق (مغارة الدم أو مغارة جوبر) هو محاولة للتوسع ونشر العقيدة في مناطق جديدة في المنطقة لكن هذا الانتشار لم يتم إلا على منطقة محدودة جداً ، ولم يحكم اليهود منطقة دمشق بل بقيت تحت الحكم الأرامي.

آسيا الصغرى
خليج الاسكندرون
انطاكية
الباب
حلب
الفرات الأعلى
الرقة
صوراء
نهر الخابور
البصيرة
ادلب
نهر العاصي
جبلة
بانياس
حماة
البحر الكبير
(المتوسط)
طرطوس
حمص
تدمر
بعلبك
النبك
الفينيقيون
صيدا
نهر الليطاني
جوبر
دمشق
الآراميون
صور
صفد
حيفا
سهل حوران
بنو إسرائيل
نهر الأردن
جلعاد
تل النبي إلياس
العمونيون
أورشليم
الخليل
بحيرة لوط
مواب
بئر السبع
قبائل كنعان
أدوم
البتراء
شمال
غرب
شرق
جنوب
مقياس الرسم
تل النبي إلياس

بعلبک میں موجود ہزاروں سال پرانی قدیم عمارت کے آثار

مقام تبلیغ حضرت الیاس علیہ السلام : بعلبک

بعلبک شہر لبنان کی وہ تاریخی جگہ ہے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام جوانی سے لے کر موت تک لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلاتے رہے اور بعل نامی بت کی عبادت ترک کرنے کی تبلیغ فرماتے رہے۔

بعلبک نامی بت ماضی میں شام کے شہروں کے بتوں میں سب سے بڑا بت تھا جو سونے کا بنا ہوا تھا جس کے بت خانہ میں **450** پجاری ہر وقت رہا کرتے تھے۔ اب جغرافیائی تبدیلی کے بعد بعلبک نامی شہر لبنان کا حصہ بن گیا ہے۔ بعلبک کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہ شہر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو تحفہ میں دیا تھا۔ یہاں سنگ رخام کے نام سے **6** ستونوں کی ایک عمارت کے آثار آج بھی ملتے ہیں۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب ایک مقام بھی ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا۔

بعلبک

100 عابدوں کا قتل

ملکہ ایزابیل کو جب حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغ کی خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ جو اس بعل کی پوجا نہ کرے اس کو قتل کر دیا جائے۔ ملکہ کے خوف سے حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغ کے نتیجے میں جو 100 لوگ ایمان لائے تھے غاروں میں روپوش ہوگئے اور کچھ نیک لوگوں نے ان کو کھانا پہنچانا شروع کر دیا جب ملکہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے انہیں قتل کروا دیا۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے بادشاہ اخی اب سے ملاقات کی اور اس کو بتایا کہ تم لوگ جس خاندان اور قبائل سے تعلق رکھتے ہو، وہ بت پرست نہیں تھے۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرتے تھے مگر تم نے گمراہی اختیار کی اور اپنی بیوی ایزابیل کو خوش رکھنے کیلئے بعل دیوتا کی پرستش کرنے لگے اور قوم کو بھی گمراہی میں ڈال دیا۔ مجھے اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں گمراہی سے روکوں اور ایک اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دوں۔

بادشاہ اخی اب نے پوچھا ''تو کون ہے۔ تجھے ہم نے پہلے کبھی اپنے شہر سامریہ میں نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی سے تیرا ذکر سنا۔''

حضرت الیاس علیہ السلام نے جواب دیا ''ہاں میں سامریہ میں پردیسی ہوں۔ میں جلعاد میں رہتا تھا۔ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا کہ تم لوگ گمراہی میں مبتلا ہو، تمہیں حق کی راہ پر لایا جائے۔

بادشاہ اخی اب نے کہا ''ہاں میں نے تیری باتیں سن لیں مگر ان پر اس لئے عمل نہیں کر سکتا کہ بعل دیوتا اس وقت سب سے بڑا دیوتا ہے اور میری بیوی ایزابیل بھی اس کی پرستش کرتی ہے۔ تجھ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ تیری ہی جیسی تعلیم دینے والے سو آدمی مارے گئے اور اب تو نے اتنی ہمت کی ہے کہ میرے دربار میں بن بلائے چلا آیا۔ بتا اب میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں؟''

حضرت الیاس علیہ السلام نے جواب دیا ''تم میرے ساتھ کوئی برا سلوک کیا کرو گے۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں، اس کا مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اب اگر مجھے اس خدمت کا کوئی صلہ ملے گا تو وہ اللہ کی طرف سے ملے گا۔''

اخی اب بادشاہ نے پوچھا ''ہم یہ کس طرح مان لیں کہ تم مامور من اللہ ہو؟''

قوم الیاس علیہ السلام پر 3 سال تک قحط

حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا ''اے بادشاہ اگر تم نے 3 سال کی اندر بت کی عبادت نہ چھوڑی تو تم 3 کے سال بعد سخت قحط میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ملکہ کو جب حضرت الیاس علیہ السلام کی دھمکی کا معلوم ہوا تو اس نے آپ علیہ السلام کو سزا دینے کیلئے بہت تلاش کیا مگر آپ علیہ السلام نہ ملے۔

قحط کے آثار پہلے ہی سال ظاہر ہوگئے، دوسرے سال اور تیسرے سال بھی بارش نہ ہوئی حتیٰ کہ لوگ قحط کی وجہ سے مرنے لگے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی ماؤنٹ کرمل پر قربانی قبول ہوگئی

3 سال کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کی بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو بادشاہ نے پھر کہا کہ تم کہتے ہو کہ ہم بت کی پوجا چھوڑ دیں مگر میں بعل کے 400 پجاریوں کا کیا کروں، ان کو کون سمجھائے گا تو حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا میں اور آپ کے پجاری کوہ کرمل پر چلتے ہیں اور ایک جانور ذبح کرتے ہیں جس کی قربانی کو آسمانی آگ کھا جائے اس کی قربانی قبول ہوگی اور وہ حق پر ہوگا۔

چنانچہ 400 پجاری اور حضرت الیاس علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے ماننے والے کوہ کرمل پر گئے۔ پجاریوں نے قربانی کی اور اپنے معبودوں کو پکارتے رہے، دوپہر ہوگئی مگر ان کی قربانی قبول نہ ہوئی۔

پھر حضرت الیاس علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے بیل کو ذبح کیا پھر اللہ سے دعا کی۔ اسی وقت آسمان سے آگ نمودار ہوئی اور اس نے قربانی کو جلا دیا۔ یہ منظر دیکھ کر سب پجاری سجدہ میں گر گئے اور ملکہ سے کہنے لگے تمہارا خدا جھوٹا ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار

پھر حضرت الیاس علیہ السلام نے بادشاہ اخی سے کہا آپ علیہ السلام کی قوم سخت قحط میں مبتلا ہے۔ آپ کوہ کرمل پر ان کو بلائیں۔ کچھ دیر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے بارش ہوگی۔ بادشاہ اخی حضرت الیاس علیہ السلام کی دعا کے معجزہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔

مگر جب ملکہ ایزابیل کے پاس پہنچا تو اس نے بادشاہ کو ڈانٹا اور پجاریوں کو قتل کروا دیا اور حضرت الیاس علیہ السلام کو ملک چھوڑنے کا حکم دیا۔

پھر حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک سے کوہ حورب کی طرف چل پڑے۔ آپ علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ ایک دن کی منزل ختم ہوئی۔ اس وقت وہ ایک دشت میں تھے۔ یہاں انہیں جھاڑ کا ایک درخت نظر آیا اور آپ علیہ السلام اس کے سائے میں لیٹ گئے، نیند آئی اور سو گئے۔

کتنی دیر سوئے انہیں کچھ پتا نہ چلا۔ کسی نے انہیں بیدار کیا۔ دیکھا قریب ہی تازہ پکی ہوئی روٹی اور پانی کی ایک صراحی رکھی ہے۔ آپ علیہ السلام کھا پی کر سو گئے۔

فرشتے نے دوبارہ آپ علیہ السلام کو بیدار کیا اور کہا "آپ علیہ السلام اچھی طرح کھا پی لیجئے کیونکہ ایک بہت لمبا سفر آپ علیہ السلام کو در پیش ہے۔"

آپ نے کھایا اور اس کھانے کی قوت سے چالیس دن اور چالیس رات چل کر آپ کوہِ حورب پہنچ گئے۔ یہ پہاڑ جزیرہ نمائے سینا میں واقع ہے۔ کوہ حورب کے عقب میں ایک جانب جنوب مشرقی کوہِ سینا ہے جسے کوہ طور بھی کہتے ہیں۔ آپ علیہ السلام یہاں کے ایک غار میں مقیم ہوگئے۔

کوہِ حورب میں موجود حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار

حضرت الیاس علیہ السلام نے بادشاہ کے خوف سے کس پہاڑ پر پناہ لی تھی

حضرت الیاس علیہ السلام نے بعلبک کے بادشاہ کو بعل نامی سونے کے بت کی عبادت سے منع کیا تو بادشاہ نے آپ علیہ السلام کو جان سے مارنے کی کوششیں کیں جس پر حضرت الیاس علیہ السلام نے ایک غار میں کچھ سال گزارے۔ جس کی مدت کے بارے میں 3 قول ملتے ہیں۔ 3 سال، 7 سال، 10 سال۔ اب اس مدت میں آپ علیہ السلام نے کس غار میں قیام فرمایا اس کے بارے میں بھی 3 اقوال تاریخ کی کتب میں ملتے ہیں۔

1۔ پہلا قول آپ علیہ السلام نے جبل قادسیون کے غار میں 10 سال قیام فرمایا۔
2۔ دوسرا قول آپ علیہ السلام نے کوہ طور کے پہاڑوں میں بنے ہوئے غار میں 3 سال قیام فرمایا۔ یہاں آپ کیلئے آسمانی کھانا نازل ہوتا تھا۔
3۔ تیسرا قول آپ علیہ السلام نے ماؤنٹ کرمل میں 7 سال قیام فرمایا۔

پہلا قول: حضرت الیاس علیہ السلام نے جبل قادسیون میں قیام فرمایا

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق حضرت الیاس علیہ السلام اپنے زمانے کے کافر و ظالم بادشاہ سے چھپ کر جبل قادسیون کے غار میں 10 سال تک پناہ گزین رہے، پھر اس کی ہلاکت کے بعد جو بادشاہ برسر اقتدار آیا، حضرت الیاس علیہ السلام نے آکر اُسے اسلام کی دعوت دی، وہ مشرف با اسلام ہو گیا اور اس کی قوم بھی، سوائے دس ہزار افراد کے سب کی سب ایمان لے آئی۔ (تفسیر روح المعانی 114/6)

جبل قادسیون

زیر نظر تصویر دمشق کے مشہور پہاڑ جبل قادسیون کی اسی پہاڑی کی ہے جس میں حضرت الیاس علیہ السلام نے 10 سال قیام فرمایا اور تاریخ دمشق کے مطابق یہی وہ پہاڑ ہے جس میں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ جبل قادسیون میں ایک مسجد ہے جس کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں 40 ابدال (خاص اللہ کے دوست) جمع ہوتے ہیں۔

دوسرا قول: آپ علیہ السلام نے کوہ طور کے پہاڑ پر پناہ لی اور 3 سال قیام فرمایا

مقام الیاس علیہ السلام کوہ طور

مقام الیاس علیہ السلام کوہ طور

نوٹ: کوہ طور کی بلندی 5 ہزار فٹ نہیں بلکہ المنجد فی الاعلام کے مطابق 2285 میٹر (7496 فٹ) ہے جبکہ تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ 76 پر اس کی بلندی 7359 فٹ لکھی گئی ہے۔

کوہ طور پہاڑ پر موجود مقام نبی الیاس علیہ السلام

یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ علیہ السلام نے 3 یا 7 سال ایک غار میں قیام فرمایا

تیسرا قول: ماؤنٹ کرمل میں موجود غار جہاں حضرت الیاس علیہ السلام نے پناہ لی

زیرِ نظر تصویر اسرائیل کے شہر حیفہ میں موجود حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار کی ہے۔ یہ وہ غار ہے جس میں آپ علیہ السلام نے بادشاہ کے خوف سے پناہ لی تھی اور یہیں آپ علیہ السلام عبادت کرتے تھے۔ اس غار کو پہلی دفعہ 1907 میں کھولا گیا تھا۔ یہ غار دو حصوں میں تقسیم ہے، جس میں سے ایک حصہ 42 میٹر اونچا ہے۔ اس غار میں چرچ بنا دیا گیا تھا۔ چرچ کی پرانی عمارت کو 1819 میں گرا دیا گیا اور نئی اور موجودہ عمارت 1836 میں بنائی گئی۔

حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب پہاڑ پر بنائے گئے عبادت خانے میں موجود چشمہ
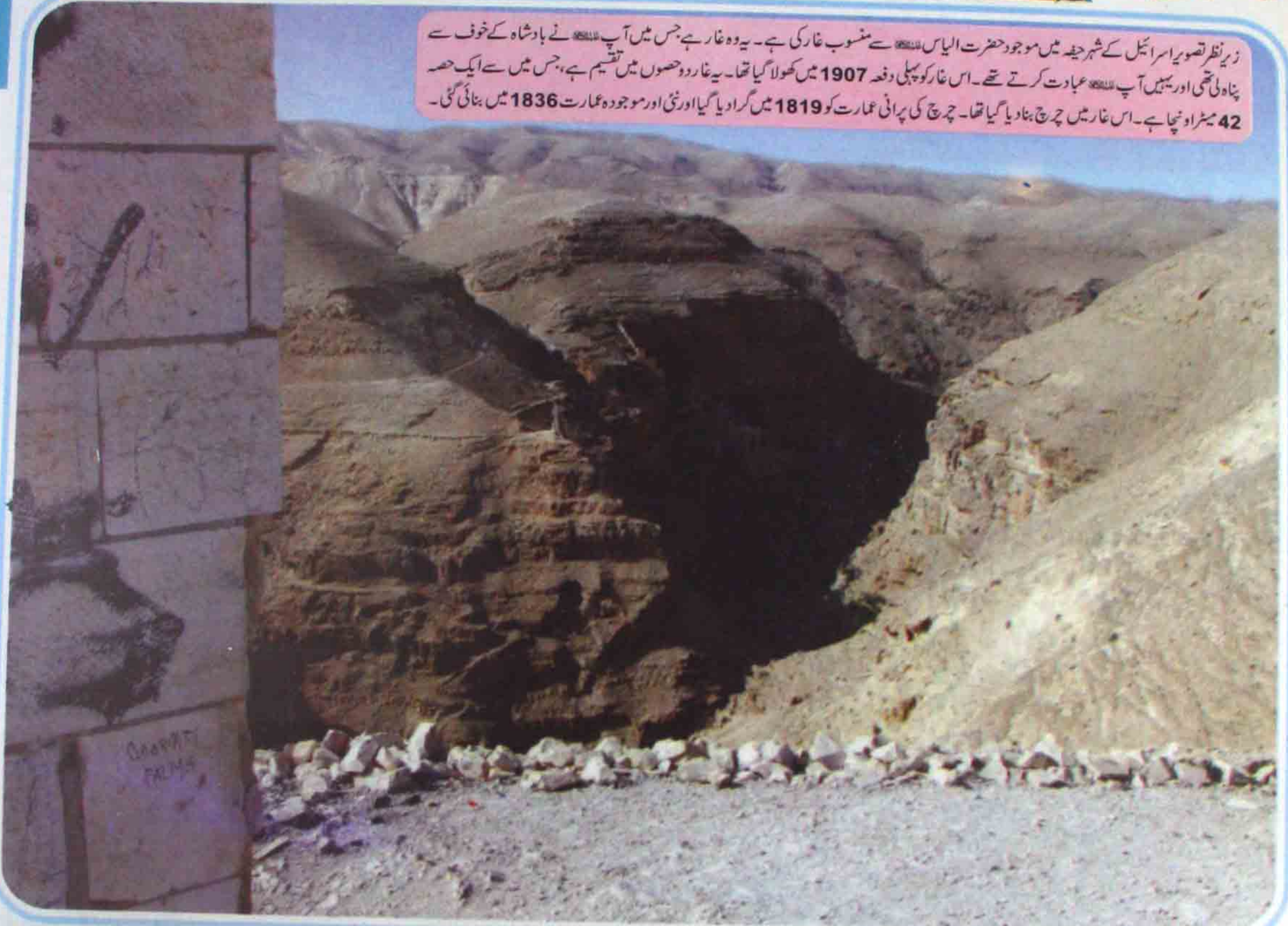
حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار کا اندرونی منظر جسے اب چرچ میں تبدیل کر دیا گیا ہے

کوہ کرمل: جہاں حضرت الیاس علیہ السلام کے ہاتھوں 400 پجاریوں نے اسلام قبول کیا

اسرائیل کے شہر حیفہ میں موجود ماؤنٹ کرمل نامی پہاڑ جس میں وہ غار ہے جس میں حضرت الیاس علیہ السلام نے پناہ لی تھی

حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب غار یہ غار اسرائیل میں واقع ماؤنٹ کرمل کے شمال مغربی کونے میں نیچے کی طرف واقع ہے اس جگہ حضرت الیاس علیہ السلام نے 29 صدیاں قبل قیام کیا تھا اور دشمنوں سے چھپ کر پناہ لی تھی یہ ایک لمبا 14x8x5 میٹر کا کمرہ ہے اور اس کی مشرقی اور شمال مغربی طرف چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں۔

وہ غار جس میں حضرت الیاس علیہ السلام نے پناہ لی تھی

حضرت الیاس علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت الیاس علیہ السلام کا مزار مبارک کہاں ہے اس بارے میں 3 قول ملتے ہیں۔

1۔ پہلا قول تو یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کہیں بھی مدفون نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔

2۔ آپ علیہ السلام بعلبک میں مدفون ہیں۔

3۔ تیسرا قول بیت المقدس کے قریب الخلیل جانے والے راستے میں آپ علیہ السلام مدفون ہیں۔ (واللہ اعلم)
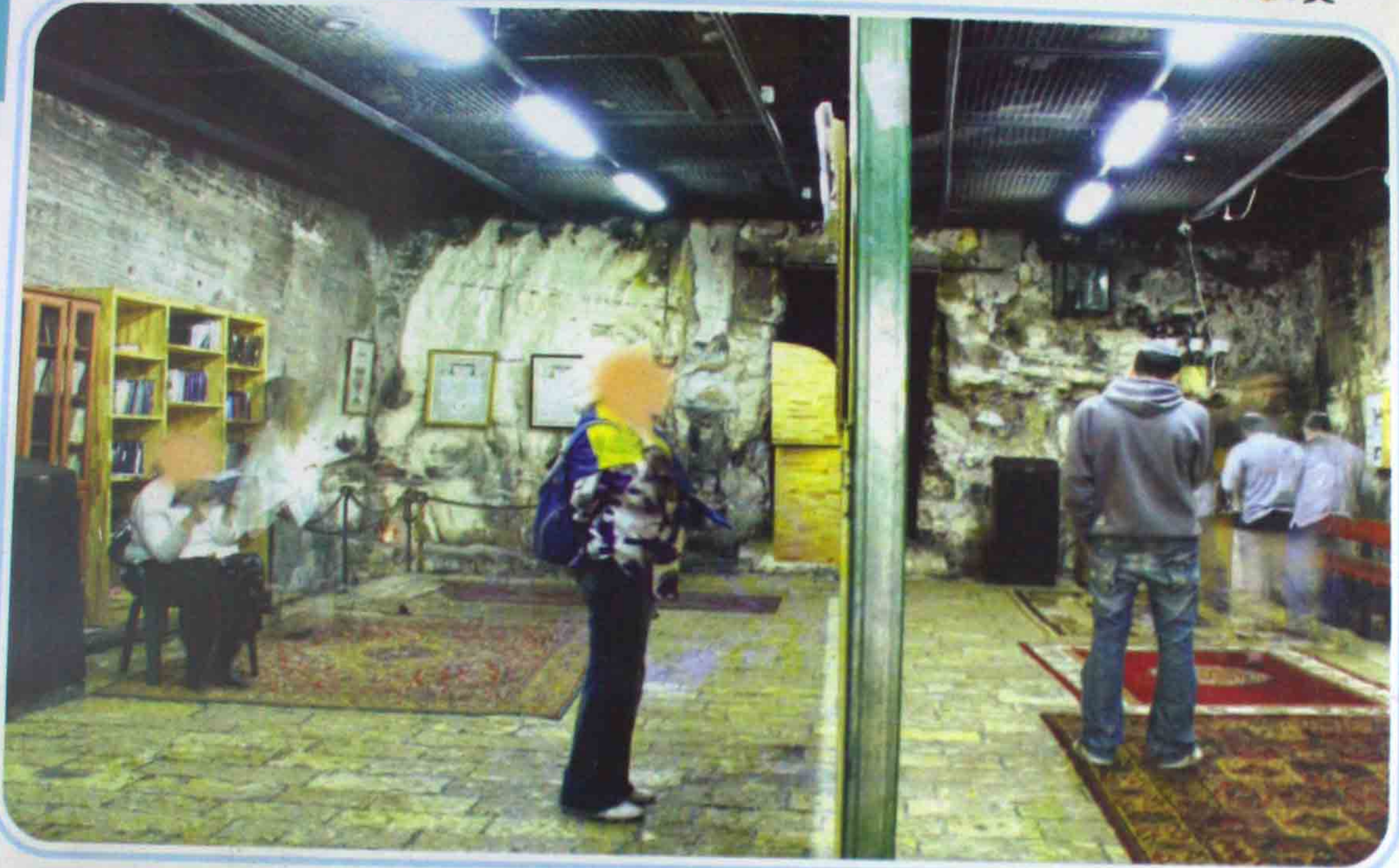
وہ پہاڑ جہاں سے حضرت الیاس علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: 4 انبیا، زندہ ہیں، 2 زمین پر یعنی حضرت الیاس علیہ السلام وحضرت خضر علیہ السلام، دو آسمانوں پر یعنی حضرت ادریس علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام وحضرت خضر علیہ السلام رمضان کے روزے بیت المقدس میں رکھتے ہیں اور ہر سال حج بھی کرتے ہیں اور زم زم کے کنویں سے ایک مرتبہ پانی پیتے ہیں جوان کیلئے پورے سال کیلئے کافی ہوجاتا ہے۔ (حوالہ تاریخ ابن عساکر)

اسرائیل کے شہر یروشلم میں، بحرلوط کے شمال میں واقع حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب پہاڑی۔ ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام نے یہاں قیام کیا اور آپ علیہ السلام کو یہاں سے آسمان پر اٹھالیا گیا

تل النبی الیاس علیہ السلام کا فضائی منظر

حضرت الیاس علیہ السلام سے منسوب پہاڑ پر بنایا گیا عبادت خانہ

دوسرا قول: حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک میں مدفون ہیں

اس قول کی تائید میں مورخین کے اقوال بھی ملتے ہیں چنانچہ بلاد شام و فلسطین کے مصنف لکھتے ہیں کہ بعلبک حمص و دمشق کے درمیان ایک چوڑا میدان ہے جس میں بہت سے دیہات آباد ہیں اور جا بجا پانی کے چشمے موجود ہیں۔اس جگہ میں حضرت الیاس علیہ السلام کی قبر ہے۔ (یاقوت۔اوّل۔مراصد۔اوّل)

حضرت الیاس علیہ السلام بنی اسرائیل کے ان پیغمبروں میں سے تھے جنہوں نے پوری زندگی جاہ وحشمت، دولت وثروت سے بے نیاز ہو کر بسر کی۔ سفرنامۂ ارض القرآن میں لکھا ہے کہ وادی سینا میں واقع جبل طور پر مقام الیاس علیہ السلام وہ جگہ ہے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک سے جا کر پناہ گزین ہوئے تھے۔

بعلبک یہ لبنان کا قدیم شہر ہے یہاں پر حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم کا مشہور بت تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جگہ حضرت الیاس علیہ السلام کو قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا اور یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن مدفون ہیں۔ (حوالہ معجم البلدان 454/1)

تیسرا قول: بیت المقدس سے الخلیل جاتے ہوئے راستے میں

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ مزار حضرت الیاس علیہ السلام بیت المقدس سے الخلیل جاتے ہوئے راستے میں سڑک کے کنارے پر ہے۔ یہ تمام علاقہ نہایت خوبصورت اور سرسبزو شاداب ہے۔ بیت اللحم کے سامنے والے پہاڑ پر مشہور پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا مزار شریف ہے اس مقام کو ''راحیل'' کہتے ہیں۔

حضرت یسع علیہ السلام

حضرت یسع علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں 2 مرتبہ آیا ہے۔

1۔ سورۃ الانعام آیت نمبر 86 2۔ سورۃ ص آیت نمبر 48

حضرت یسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے نائب تھے۔ حضرت یسع علیہ السلام لبنان کے مشہور شہر بعلبک میں رہتے تھے اور وہیں آپ علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

قرآن حکیم میں آپ علیہ السلام کا ذکر اس طرح ہوا ہے:

''اور یاد کرو اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور سب اچھے ہیں۔'' (پ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۸)

تعارف

حضرت الیسع علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں۔ قرآن حکیم میں اور انبیاء کی طرح تفصیل سے ان کا کوئی مستقل تذکرہ موجود نہیں البتہ انبیاء کرام کی فہرست میں انکو شمار کیا ہے اور صرف نام کی حد تک تذکرہ موجود ہے۔ اسرائیلی روایات میں بھی آپ علیہ السلام کا اسم گرامی الیسع بیان کیا گیا ہے۔ کتب تاریخ میں یہ وضاحت بھی آئی ہے کہ آپ علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں سلسلۂ نسب اس طرح لکھا ہے اور آپ علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں شمار کیا ہے: الیسع بن عدی بن شوتم بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بعثت

حضرت الیسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ بچپن ہی سے آپ علیہ السلام کی رفاقت میں رہتے تھے۔ تعلیم و تربیت بھی حضرت الیاس علیہ السلام سے پائی اور جب حضرت الیاس علیہ السلام کا انتقال ہوتو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کی رہنمائی کیلئے حضرت الیسع علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز کیا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت الیاس علیہ السلام ہی کے طریقہ پر بنی اسرائیل کی قیادت فرمائی اور آخر عمر تک یہی خدمت انجام دیتے رہے۔

مزید تفصیلات سے قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ ساکت ہیں۔

حضرت یسع علیہ السلام اللہ جل جلالہ کے بے حد عبادت گزار نبی تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ساتھ بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ علیہ السلام دن کو روزہ رکھا کرتے اور رات بھر حالتِ قیام میں گزارتے۔ آپ علیہ السلام بے حد ٹھنڈے مزاج کے حامل تھے۔ کبھی غصہ نہ کرتے اور اپنی امت سے متعلق معاملات کا نہایت صبر و متانت سے فیصلہ فرماتے۔

جب آپ علیہ السلام بوڑھے ہوگئے تو آپ علیہ السلام نے لوگوں کو جمع فرمایا اور یہ خواہش کی کہ کوئی ایسا شخص ہو جو میرے بعد میری امت کے معاملات نبٹا سکے اور لوگ اس سے رجوع کریں۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ علیہ السلام نے تین شرائط پیش کیں کہ جو شخص ان تین شرطوں پر پورا اترے گا وہ میرے بعد میرا جانشین بنے گا۔ وہ تین شرطیں یہ ہیں کہ وہ دن بھر روزہ رکھے، رات قیام میں گزارے اور کبھی غصہ نہ کرے۔

چنانچہ آپ علیہ السلام کی یہ شرائط سن کر ایک نوجوان کھڑا ہوا اور اس نے ان شرائط پر پورا اترنے کی ذمہ داری لی۔ حضرت یسع علیہ السلام نے یہ فیصلہ دوسرے دن پر مؤخر کر دیا۔ دوسرے دن آپ علیہ السلام نے وہی شرائط پیش کیں اور وہی نوجوان پھر کھڑا ہوا اور ان شرائط پر پورا اترنے کی یقین دہانی کرائی، لہٰذا حضرت یسع علیہ السلام نے اس نوجوان کو جانشینی عطا فرمائی اور بادشاہت اس کے سپرد کردی اور اسے اپنا نائب مقرر کر دیا۔ یہ نوجوان حضرت ذوالکفل علیہ السلام تھے۔ (ابن کثیر، روح المعانی)

بعلبک: مقام تبلیغ حضرت یسع علیہ السلام

بعلبک جہاں حضرت یسع علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا گیا

مقام تبلیغ حضرت یسع علیہ السلام

بعلبک کی دیوہیکل عمارت کے کھنڈرات

بعلبک: جہاں حضرت یسع علیہ السلام کو تبلیغ کیلئے بھیجا گیا

بعد وفاة إلياس بعث الله تعالى اليسع بن أخطوب ، الذي حمل لواء الدعوة إلى الله ، بعد أن كثرت في بني إسرائيل والأقوام المحيطة بهم عبادة الأوثان وتسلط الملوك الجبابرة الذين قاموا بقتل الأنبياء وإيذاء المؤمنين ، فكانت رسالته إلى هؤلاء الأقوام الضالة الذين زادت الحروب فيما بينهم كما هو الحال في عهد اليسع عليه السلام حينما حدث صراع مرير بين اليهود والآراميين ، يقول المؤرخ بشير محجوب السوده ما نصه:استقر الأمر على حصول اليهود لبعض الامتيازات أو القوة،وهذا يحتمل بناء سيدنا اليشع (اليسع) كنيساً في جوبر أو مكان مقدس مزار يؤمه اليهود في المنطقة،وسكن بعض اليهود فيها إلى جانب سكانها الأصليين . ونقل في موضع آخر: ان إلياس ذهب الى برية دمشق فوجد اليشاع هنالك ومسحه نبياً في نفس البقعة التي وجده فيها،وقد اتفق فيما بعد بأن كنيس جوبر قد بني فوق هذه القلعة .

كنيس يهودي

جزء من كنيس جوبر بدمشق من الداخل ويطلق على هذا المكان مغارة جوبر

بعلبک نامی جگہ جہاں حضرت یسع علیہ السلام نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گزارا، یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں اللہ کے محبوب نبی موت تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے حتیٰ کہ یہیں آپ علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

بعلبک : مقام تبلیغ قوم یسع علیہ السلام

بعلبک: مقام تبلیغ قوم یسع علیہ السلام
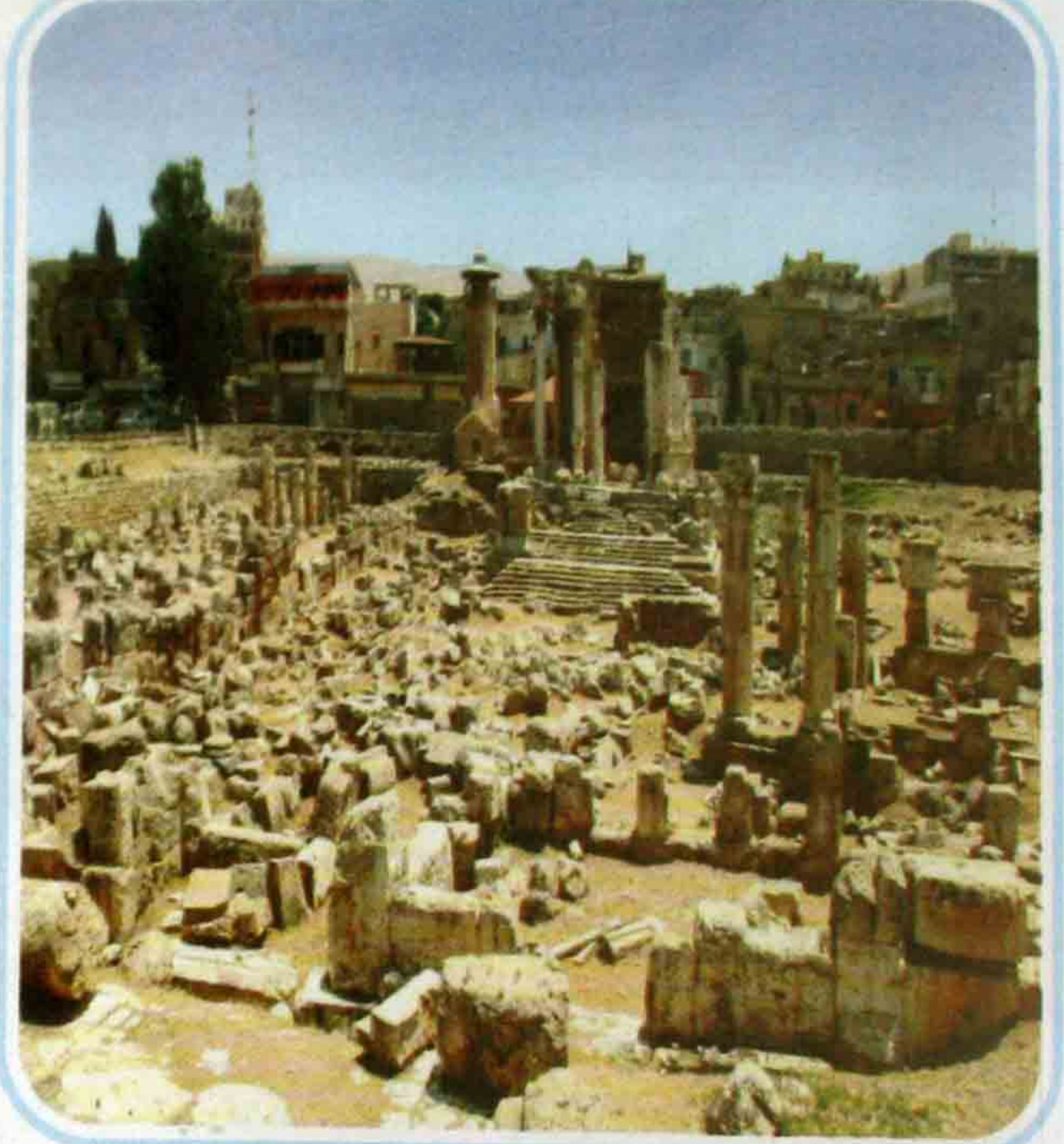
مقام مدفن حضرت یسع علیہ السلام: بعلبک
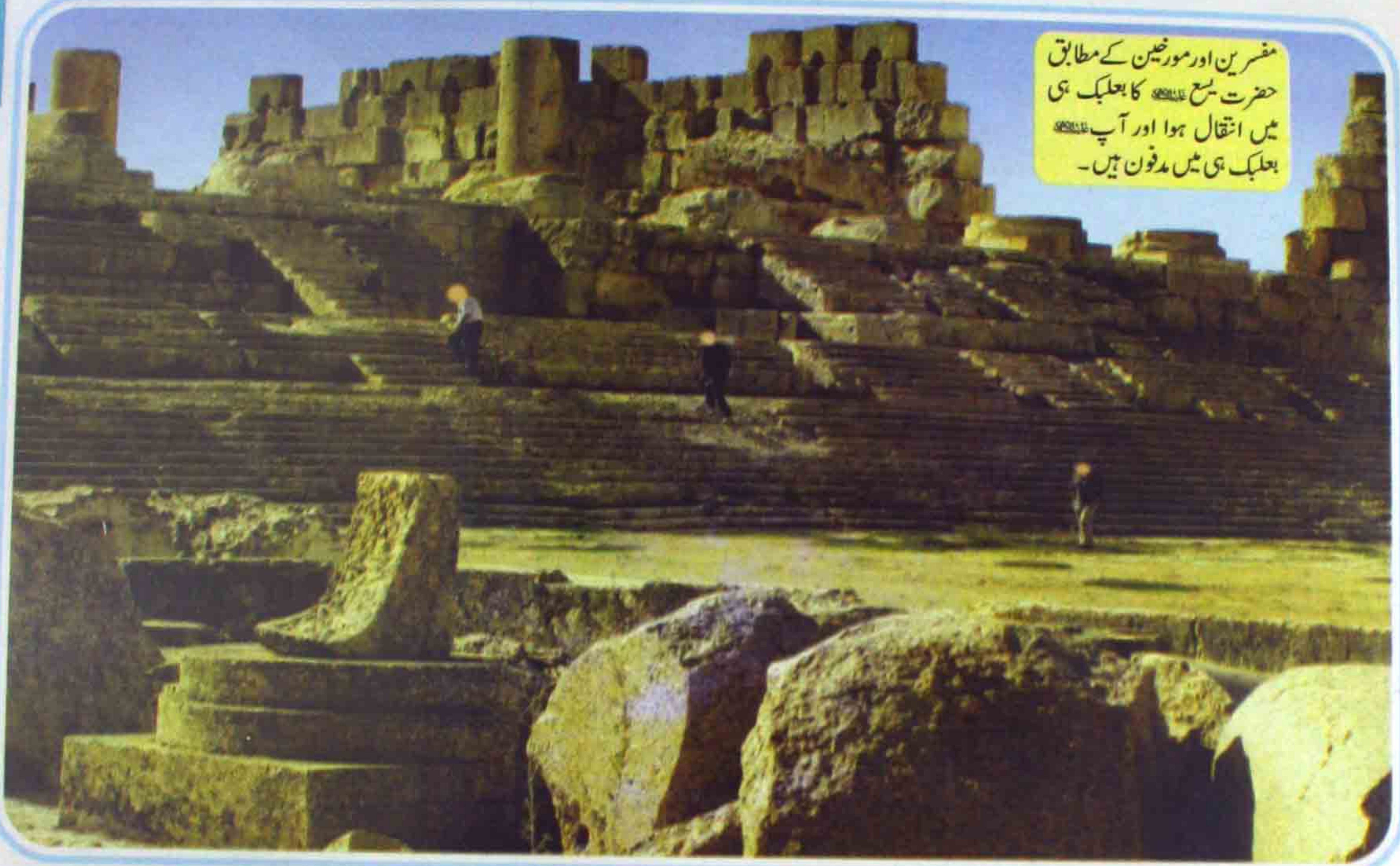
مفسرین اور مورخین کے مطابق
حضرت یسع علیہ السلام کا بعلبک ہی
میں انتقال ہوا اور آپ علیہ السلام
بعلبک ہی میں مدفون ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام کے 19 بیٹے تھے جن میں سے ایک حضرت سلیمان علیہ السلام بھی تھے۔ان کا سلسلہ نسب یہودا کے واسطے سے حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جوانی کو پہنچ چکے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا انتقال ہوگیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو نبوت اور حکومت میں حضرت داؤد علیہ السلام کا جانشین بنادیا، اس طرح فیضان نبوت کے ساتھ ساتھ اسرائیلی حکومت بھی ان کے قبضے میں آگئی۔ قرآن کریم نے اسی جانشینی کو وراثت داؤد علیہ السلام سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بے مثال حکومت کیلئے دعا

قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر 16 جگہ آیا ہے ان میں سے چند جگہ کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر ہے اور اکثر جگہ مختصر طور پر ان انعامات اور فضل وکرم کا تذکرہ ہے جو خدا کی جانب سے ان پر اور ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوتے رہے۔

ذیل کا نقشہ اس سلسلہ کے مطالعہ کیلئے مفید ہے:

سورۃ	آیۃ	شمار	سورۃ	آیۃ	شمار
بقرہ	۱۰۲	۱	نمل	۱۵،۱۶،۱۷،۱۸، ۲۰،۳۶،۴۴	۷
نساء	۱۶۳	۲			
انعام	۸۵	۱	سباء	۱۲	۱
انبیاء	۷۸،۷۹،۸۱	۳	ص	۳۰،۳۴	۲

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں صرف اس قدر منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی والدہ نے ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ نصیحت فرمائی کہ بیٹا رات بھر نہ سوتے رہا کرو اس لئے کہ رات کے اکثر حصہ کو نیند میں گزارنا انسان کو قیامت کے دن اعمال خیر سے محتاج بنادیتا ہے۔

قرآن کریم اور ذکر سلیمان علیہ السلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو بے مثال حکومت عطاء کی تھی، اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی، یہ شرف آپ کو کیسے حاصل ہوا! اس کا جواب قرآن کریم کے الفاظ میں پڑھیے، ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے دعاء کی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ (پ۲۳، ع۱۲)

”اے میرے رب میرا قصور معاف کردے اور مجھ کو ایسی سلطنت عطاء کر جو میرے سوا کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو بیشک تو بڑا ہی دینے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا ایسی قبول فرمائی کہ ہوا اور جنات تک کو مسخر کردیا، آپ نے ایک تخت بنوایا ہوا تھا، آپ اس پر اہل ایمان کو لے کر اور اپنی ضروریات کا سامان رکھ کر بیٹھ جاتے، ہوا بحکمِ خداوندی زمین سے ہوائی جہاز کی طرح اوپر اٹھالیتی اور جہاں چلنے کا اس کو حکم دیتے پہنچادیتی، جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثالی خصوصیات

حضرت داؤد علیہ السلام کے انتقال کے بعد نبوت اور سلطنت کے مسند پر فائز ہوئے۔ **وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ** (اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے) شرف نبوت اور عظیم الشان سلطنت کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو چند امتیازات عطا فرمائے تھے۔

1 انسانوں کے علاوہ جن اور جانور بھی آپ علیہ السلام کے تابع اور فرمانبردار تھے، جو خدمت چاہتے ان سے لیتے، چنانچہ قرآن کی تصریح کے مطابق جن آپ علیہ السلام کے حکم پر قلعے، عبادت گاہیں، تماثیل (تصاویر و نقوش)، بڑے بڑے لگن جو حوضوں کی مانند ہوتے تھے، اور بڑی بڑی دیگیں جو زمین میں گڑی رہتی تھیں، بناتے تھے، پرندے آپ کے حکم کے انتظار میں پر باندھے کھڑے رہتے تھے (نمل) چنانچہ بیت المقدس کی تعمیر میں جنوں نے کام کیا اور ہدہد نے ملکہ سبا کے دربار میں پیغامبری کی خدمت انجام دی۔

2 اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا تھا۔ آپ علیہ السلام اسی طرح جانوروں کی زبان سمجھتے تھے جس طرح انسانوں کی۔ چنانچہ جب وادی نمل میں آپ علیہ السلام کا گزر ہوا اور چیونٹیوں کے سردار نے چیونٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے بلوں میں گھس جائیں، ایسا نہ ہو کہ لشکر سلیمان علیہ السلام ان کو روند ڈالے تو حضرت سلیمان علیہ السلام یہ ہدایت سن کر ہنس پڑے۔

3 اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہوا کو آپ علیہ السلام کیلئے مسخر کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہوائی تخت پر سوار ہو کر شام سے یمن اور یمن سے شام جاتے اور ایک مہینہ کا سفر آدھے دن میں طے کر لیتے۔

4 تانبے کے چشمے: حضرت سلیمان علیہ السلام چونکہ عظیم الشان عمارات، پر شوکت و پر ہیبت قلعوں کی تعمیر کے بہت شائق تھے اور ایسی تعمیرات کے استحکام میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ گارے اور چونے کے بجائے پگھلی ہوئی دھات گارے کی طرح استعمال کی جائے، لیکن اس قدر کثیر مقدار میں یہ کیسے میسر آئے۔ یہ سوال تھا جس کا حل حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس مشکل کو اس طرح حل کر دیا کہ ان کو پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے مرحمت فرما دیئے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حسب ضرورت حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تانبے کو پگھلا دیتا تھا اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ایک ''نشان'' تھا اور اس سے قبل کوئی شخص دھات کا پگھلانا نہیں جانتا تھا۔

نجار کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ انعام کیا کہ زمین کے جن حصوں میں ناری مادہ کی وجہ سے تانبا پانی کی طرح پگھل کر بہہ رہا تھا۔ ان چشموں کو حضرت سلیمان علیہ السلام پر آشکارا کر دیا اور ان سے قبل کوئی شخص ''زمین کے اندر دھات کے چشموں سے آگاہ نہ تھا۔'' (قصص الانبیاء عربی۔ ص ۳۹۳)

چنانچہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بروایت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ پگھلے ہوئے تانبے کے یہ چشمے یمن میں تھے۔ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر ظاہر کر دیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۸)

فلسطین: حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کا صدر مقام

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مثالی ہوائی جہاز

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ معجزہ دیا کہ آپ علیہ السلام کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ چنانچہ ہوا آپ علیہ السلام کے تجارتی جہاز کو لے کر اڑتی تھی کہ حتیٰ کہ ہوا آپ علیہ السلام کے تخت کو لے کر صبح بیت المقدس سے نکلتی اور دوپہر تک آپ علیہ السلام کو اصطخر پہنچا دیتی تھی، حتیٰ کہ رات آپ علیہ السلام خراسان میں گزارتے تھے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام صبح سے شام تک کے سفر میں ایک ماہ کی مسافت کر لیتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام 923 ق۔م میں بیت المقدس میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔

تخت سلیمانی کی رفتار

سورۃ السبا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ (سورۃ سباء پ۲۲)

ترجمہ: صبح کا چلنا ہوا کا ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کا چلنا بھی اسی طرح ایک ماہ کی مسافت تھی۔ (بیان القرآن)

اس رفتار کے متعلق علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تفسیر روح المعانی میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ علیہ السلام بیت المقدس سے صبح اپنے تخت سلیمانی سے چل کر اصطخر میں قیلولہ فرماتے تھے اور پھر شام کو وہاں سے آپ علیہ السلام کے تخت کو ہوا اڑا کر خراسان کے قلعہ میں پہنچاتی تھی اور راستہ میں جب تخت چلتا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب پر طیور صفوف کی شکل میں سایہ رکھتے تھے اور ساتھ ہی جنات اور بہت سے انبیاء اور علماء بھی ہوتے تھے۔

6 لاکھ کرسیوں والا ہوائی جہاز

تخت سلیمانی یہ کہنے کو تو ہوائی تخت تھا مگر اس کی تیز رفتاری ایسی تھی کہ صبح سے دوپہر تک اتنے وقت میں ایک مہینہ کی مسافت طے کر لیتا تھا، پھر دوپہر سے شام تک ایک مہینہ کی مسافت یعنی ایک دن میں دو مہینہ کی مسافت طے کر لیتا تھا، اسی کو تختِ سلیمانی کہتے ہیں۔ اس سفر کی تفصیل معارف القرآن میں بحوالہ ابن کثیر اس طرح بیان کی ہے:

''اس تخت پر 6 لاکھ کرسیاں رکھی جاتی تھیں، جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اہلِ ایمان انسان اور ان سے پیچھے اہلِ جن بیٹھتے تھے، پھر پرندوں کو حکم ہوتا کہ وہ اس پورے تخت پر سایہ کر لیں، تاکہ آفتاب کی تپش (دھوپ کی تیزی) سے تکلیف نہ ہو، پھر ہوا کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اس عظیم الشان مجمع کو اٹھا کر جہاں کا حکم ہوتا پہنچا دیتی تھی، اور بعض روایات میں ہے کہ اس ہوائی سفر میں حضرت سلیمان علیہ السلام سر جھکائے ہوئے اللہ کے ذکر و شکر میں مشغول رہتے تھے، دائیں بائیں، اِدھر اُدھر جیسا کہ ریل یا ہوائی جہاز کے سفر میں لوگوں کی عادت ہوتی ہے کچھ نہ دیکھتے تھے اور اپنے عمل سے تواضع کا اظہار فرماتے تھے۔ (معارف القرآن ج۶ ص۲۱۳)

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر حکومت کیسے ملی؟

تفسیر درمنثور میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے روایت لکھی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر حکومت اس طرح ملی کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام اپنے گھوڑوں کو پیار کر رہے تھے حتیٰ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز فوت ہونے کے قریب ہوگئی تو آپ علیہ السلام نے نماز عصر پڑھنے کے بعد اپنے محبوب گھوڑوں کو ذبح کر دیا کہ ان گھوڑوں کی محبت میں مجھ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی ہو جاتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو آپ علیہ السلام کی یہ قربانی اتنی پسند آئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ہوا پر حکومت عطا فرما دی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مختلف قیام گاہیں جہاں وہ اپنے تخت کے ذریعے گھنٹوں میں پہنچ جاتے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تجارتی بحری جہازوں کی خاطر ہوا مسخر کر دی گئی حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وہ صبح بیت المقدس سے نکلتے دوپہر کا آرام اصطخر میں کرتے اور رات خراسان میں گزارتے

اصطخر

اصطخر: جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے قیام فرمایا

زیر نظر تصویر ایران کے شہر اصطخر کی ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس سے یہاں پہنچنے کے بعد قیام فرمایا تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے صبح چلتے تو دوپہر کے وقت اصطخر پہنچ جاتے تھے، اصطخر ایران کا مشہور شہر ہے۔ بیت المقدس سے اصطخر 1700 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے ان دنوں اصطخر کھنڈرات کا ڈھیر بنا ہوا ہے

دریائے دجلہ: جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے قیام فرمایا

وہب نے یہ بھی بیان کیا کہ دجلہ کے کسی ساحلی مقام پر ایک کتبہ تھا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے کسی ساتھی نے لکھ دیا تھا۔ معلوم نہیں وہ ساتھی جن تھا یا آدمی۔ اس نے لکھا ہے کہ ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ یہاں اترے، مگر رات کو یہاں نہیں رہے، بلکہ ہم صبح اصطخر سے چلے تھے، دوپہر کو یہاں قیلولہ کیا، مغرب کے بعد انشاء اللہ ہم یہاں سے چل دیں گے اور رات کو شام میں رہیں گے۔" (حوالہ تفسیر مظہری)

دجلہ سے نیل تک

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ماجدی اور جغرافیہ قرآنی نامی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مملکت کی حدود دریائے نیل سے دریائے دجلہ تک تھیں۔ یہودی اسی ملک سلیمانی کے حصول میں سرگرداں ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی اور ان کی وفات کے بعد ان کی سخت نافرمانی کے باوجود ان کی وراثت کے دعویدار ہیں۔ ان کے مطابق توراۃ میں ان سے وعدہ کیا گیا تھا:

"ارضک یا اسرائیل من دجلۃ الی...."

یعنی اس کی چوڑائی اُرز نامی درخت کی پیداوار کے علاقے سے لے کر کھجوروں کی سرزمین تک ہوگی۔ اُرز صنوبر کے درخت کو کہتے ہیں جو لبنان میں بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یہ درخت لبنان کا قومی نشان ہے اور اس کے جھنڈے پر اس کی تصویر موجود ہے۔ اور نخیل یعنی کھجوروں کی سرزمین سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر مدینہ منورہ کی طرف اشارہ ہے۔ تو یہودی اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں ان کی تعلیمات کا انکار اور ان کی بے ادبی کرتے رہے، لیکن اب ان کو وراثت سلیمانیہ حاصل کرنے کا سودا سمایا ہے، چنانچہ آپ ان کے جھنڈے کو دیکھیں تو اس میں دو نیلی لکیریں نظر آئیں گی۔ یہ دجلہ اور نیل کا علامتی نشان ہیں۔ ان کے بیچ میں دو مثلثوں پر مشتمل چھ کونوں والا یہودی ستارہ ہے جو ان حدود میں صیہونیت کی علمداری کو ظاہر کرتا ہے۔

اسرائیل نے جب مصر میں سفارتخانہ کھولنا چاہا تو مصری حکام اسے دریائے نیل کے اندرونی کنارے کی جگہ دینا چاہتے تھے، جبکہ اسرائیلی نمائندہ دریائے نیل کے بیرونی طرف سفارتخانہ کیلئے جگہ حاصل کر پر مصر تھا۔ اس کی وجہ وہ تل ابیب سے یہ سمجھ کر آیا تھا کہ سفارتخانہ تو دوسرے ملک کی حدود میں ہوتا ہے جبکہ نیل کے دوسرے کنارے تک ہمارا اپنا ملک ہے۔

اندازہ تو لگایئے کہ رب العالمین اور انبیاء کرام کی یہ نافرمان قوم کیسے خبط میں مبتلا ہے اور ہماری نااہلی اور اتباع شریعت سے محرومی کے سبب کیسے منصوبے سوچ کر بیٹھی ہے؟؟

دریائے دجلہ

یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا اصطبل ہے جہاں وہ جہاد کیلئے گھوڑے تیار کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کی پرورش فرماتے تھے اور ان کے اصطبل کے آثار قدیم شہر کی کھدائیوں میں برآمد ہوئے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو گھوڑوں سے عاشقانہ محبت تھی۔ آپ علیہ السلام نے جہاد کی نیت سے اپنے اصطبل میں بہت سے گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ ایک موقع پر عصر کے وقت آپ علیہ السلام ان گھوڑوں سے باتیں کر رہے تھے کہ آپ علیہ السلام کی عصر کی نماز فوت ہونے کے قریب ہوگئی تو آپ علیہ السلام نے فوراً نماز پڑھی اور پھر اللہ جل جلالہ کی محبت میں تمام گھوڑوں کو ذبح کر دیا کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ٹوٹنے کے قریب ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بطور انعام آپ علیہ السلام کو ہوا پر حکومت دی۔ پھر ہوا آپ علیہ السلام کے تخت کو ہوائی جہاز کی طرح اڑاتی اور جہاں آپ چاہتے وہاں آپ کو لے کر سفر کرتی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے

قرآن حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیوانات سے گفتگو کے بارے میں فرماتا ہے

قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ۝

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے لوگوں ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ''مور'' کی آواز سن کر فرمایا کہ یہ کہہ رہا ہے: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

''ہدہد'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: اے گنہگارو! اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔

''خطاف'' (لمبے بازوں ولا، چھوٹے پاؤں والا، سیاہ رنگ کا پرندہ) کی بولی سن کرفرمایا یہ کہہ رہا ہے: نیکی کے کام کروتا کہ آگے ان کی جزاء پاؤ۔

''قمری'' کی آواز سن کر فرمایا کہ یہ تسبیح پڑھ رہی ہے ''سبحان ربی الاعلیٰ''

''چیل'' کو بولتے ہوئے سن کر فرمایا یہ کہہ رہی ہے: رب کے بغیر ہر چیز نے فنا ہو جانا ہے۔

''بھٹ تیتر'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: جو خاموش رہا وہ سلامتی میں رہا۔

''مرغ'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: اے غافلو! اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرو۔

''گدھ'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: اے انسان جتنا چاہے تو زندہ رہے آخر تجھے موت آنی ہے۔

''عقاب'' کی آواز سن کر فرمایا یہ کہہ رہا ہے: لوگوں سے دور رہنے میں ہی انس ہے۔

''مینڈک'' کی آواز سن کر فرمایا یہ تسبیح پڑھ رہا ہے: ''سبحان ربی القدوس''

(ماخوذ از روح المعانی و مدارک)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو زمین کے مشارق و مغارب کی بادشاہت عطا کی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سات سو سال اور چھ ماہ تک بادشاہ رہے۔ آپ علیہ السلام دنیا کی تمام چیزوں یعنی جنوں، انسانوں، جانوروں، پرندوں اور درندوں کے بادشاہ تھے۔ آپ کو ہر چیز اور ہر شئے کی زبان کی تعلیم دی گئی تھی۔

(مستدرک حاکم، جلد 2 صفحہ 643 (4139)، دار الکتب العلمیہ بیروت)

فلسطین میں حضرت سلیمان ؑ کی بے مثال حکومت

فلسطین میں دسویں صدی قبل مسیح میں حضرت داؤد ؑ اور حضرت سلیمان ؑ کی سلطنت قائم ہوئی تھی جو 930ق م میں ''اسرائیل'' اور ''یہودیہ'' دو سلطنتوں میں بٹ گئی۔ ''اسرائیل'' کو 721ق م میں اشوریں نے اور یہودیوں کو 586ق م میں بخت نصر نے تباہ کر دیا۔ یوں مختلف زمانوں میں فلسطین پر مصری، اشوری، کلدانی (بابلی)، ایرانی، یونانی اور رومی حکمران رہے حتیٰ کہ 634ء میں خلیفۂ ثانی حضرت عمر ؓ کے عہد میں مسلمانوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی قیادت میں فلسطین فتح کرلیا۔ 1098-1197ء کے دوران یورپی صلیبی فلسطین پر قابض رہے۔ 1516ء سے 1918ء تک فلسطین عثمانی ترک سلطنت میں شامل رہا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانویوں نے اس پر تسلط جمالیا اور پھر ایک سازش کے تحت یہودیوں کو غاصبانہ طور پر یہاں لا بسایا، جن کے آباؤ اجداد کو 1780 سال پہلے بت پرست رومی شہنشاہ ہیڈرین نے جلاوطن کر دیا تھا۔ آخر کار برطانوی اور امریکی سرپرستی میں صیہونی یہودی مئی 1948ء میں فلسطین میں اسرائیل کے نام سے اپنی مملکت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس سے پہلے اقوام متحدہ نے دھاندلی سے کام لیتے ہوئے فلسطین کو مسلمانوں اور یہودیوں میں تقسیم کر دیا تھا مگر اسرائیلیوں نے تین چار جنگوں میں اسرائیل کو وسعت دے کر پورے فلسطین پر تسلط جمالیا، جبکہ 40 لاکھ سے زائد مسلمان جنہیں یہودیوں نے دہشت گردی کے ذریعے سے ان کے گھروں سے نکال دیا، کیمپوں میں تکلیف دہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔

فلسطین کا رقبہ 27 ہزار مربع کلومیٹر ہے۔ اقوام متحدہ نے نومبر 1947ء میں فلسطین کا 55 فیصد علاقہ سوا چھ لاکھ یہودیوں کو دے دیا جبکہ 45 فیصد رقبہ ساڑھے بارہ لاکھ فلسطینیوں کیلئے چھوڑا گیا مگر اسرائیل نے 1948ء کی جنگ میں اپنا زیر قبضہ علاقہ 78 فیصد تک بڑھا لیا اور بقیہ 22 فیصد (غربی اردن، مشرقی بیت المقدس اور غزہ کی پٹی) جون 1967ء کی جنگ میں ہتھیا لیا۔ یوں اب پورا فلسطین یہود کے غاصبانہ تسلط میں ہے۔ 1948ء میں اسرائیل نے تل ابیب (یافا) کو دارالحکومت بنایا تھا مگر اب بیت المقدس (یروشلم) کو دارالحکومت بنا رکھا ہے۔

بیت المقدس

بیت المقدس یا بیت المقدس کو القدس بھی کہتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کا قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ واقع ہیں۔ اسے یورپی زبانوں میں Jerusalem (یروشلم) اور عبرانی میں اورشلیم کہتے ہیں۔ ''بیت المقدس'' سے مراد ''مبارک گھر'' یا ایسا گھر ہے جس کے ذریعے گناہوں سے پاک ہوا جاتا ہے۔ پہلی صدی ق م میں جب رومیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے ایلیا کا نام دیا تھا۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا فاصلہ تقریباً 1300 کلومیٹر ہے۔ شہر بیت المقدس 31 درجے 45 دقیقے عرض بلد شمالی اور 35 درجے 13 دقیقے طول بلد مرقی پر واقع ہے۔ بیت اللحم اور الخلیل اس کے جنوب میں ہیں اور رام اللہ شمال میں ہے۔

بیت المقدس پہاڑوں پر آباد ہے، جب حضرت ابراہیم ؑ یہاں تشریف لائے تو انہوں نے ایک پہاڑی (جبل بیت المقدس) پر قیام کیا تھا۔ حضرت یعقوب ؑ نے یہاں مسجد تعمیر کی اور اس جگہ کا نام بیت ایل رکھا جو اب بیت المقدس کہلاتا ہے۔

حضرت سلیمان ؑ نے مسجد اور شہر کی تعمیر نو کی، اس لئے یہودی اس مسجد کو ہیکل سلیمانی کہتے تھے۔ بیت المقدس کی انہیں پہاڑیوں میں سے ایک کا نام کوہ صیہون (Zion) ہے جس کے نام پر یہودیوں کی عالمی تحریک ''صیہونیت'' کا آغاز ہوا۔ 620ء میں نبی کریم ﷺ حضرت جبریل ؑ کی رہنمائی میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس پہنچے اور پھر معراج آسمانی کیلئے تشریف لے گئے۔ حلب سے القدس تک تقریباً 600 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

1099ء ۔ 1187ء کے دوران بیت المقدس پر یورپی صلیبیوں کا قبضہ رہا، حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین ایوبی ؒ نے انہیں نکال باہر کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران دسمبر 1917ء میں اس پر برطانوی مسلط ہوگئے اور جون 1967ء سے اسرائیلی اس پر قابض ہیں۔

جدید بیت المقدس

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر

سب سے پہلے بیت المقدس کی تعمیر کا کام حضرت داؤد علیہ السلام نے شروع کیا تھا مگر صرف قد آدم تک اس کی بنیادیں اٹھنے پائی تھیں کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ آپ علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام آپ علیہ السلام کے جانشین ہوئے تو آپ علیہ السلام کو اس کی تعمیر کی تکمیل کی فکر ہوئی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے جنات اور شیاطین کو جمع کیا اور ان کو کام تقسیم کر دیئے۔ ہر جماعت کو اس کام کیلئے خاص کیا گیا جس کو وہ اچھی طرح کر سکتے تھے۔ چنانچہ جنات اور شیاطین کو سنگ رخام اور سنگ مرمر جمع کرنے کیلئے تعینات کر دیا، شہر کے بارے میں حکم دیا کہ شہر کو سنگ رخام اور بڑے (چوکور) پتھروں سے تعمیر کیا جائے اور اس میں بارہ آبادیاں رکھی جائیں، ہر آبادی میں ایک خاندان رہے۔ چنانچہ اس کام کیلئے بھی شیاطین کی بعض جماعتوں کو، کانوں سے سونا، چاندی اور یاقوت نکالنے کیلئے تعینات کیا، ایک جماعت کو سمندر سے موتی نکالنے پر مقرر کیا اور ایک جماعت کو سنگ مرمر نکالنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ایک جماعت کو مشک و عنبر و دیگر خوشبوؤں کی تمام اشیاء کے حصول کیلئے روانہ کیا۔

چنانچہ جب یہ تمام چیزیں اس قدر جمع ہوگئیں کہ ان کی تعداد صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد کاریگروں کو طلب کیا گیا اور ان کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ بلند پتھروں کو تراش کر تختیاں بنائیں، یاقوت اور موتیوں میں سوراخ کریں اور جواہرات درست کریں۔ چنانچہ جب یہ کام مکمل ہوگیا تو مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس کی دیواریں سفید، زرد اور سبز سنگ مرمر سے بنائی گئیں اور اس کے ستون بلور کے رکھے گئے اور اس کی چھت قیمتی جواہرات کی تختیوں سے پاٹ دی گئی۔ چھتوں، دیواروں اور ستونوں میں مروارید، یاقوت اور دیگر قسم کے یاقوت جڑ دیئے گئے۔ مسجد کے صحن (فرش) میں فیروزہ کی تختیاں نصیب کر دی گئیں۔ چنانچہ جب یہ مسجد مکمل ہوگئی تو دنیا کی کوئی بھی عمارت اس کی خوبصورتی اور چمک دمک کو نہیں پہنچتی تھی۔ رات کو وہ چودھویں کے چاند کی طرح جگمگاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے علماء بنی اسرائیل کو جمع فرمایا اور ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے یہ مسجد خالص اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے تعمیر کرائی ہے اور وہ دن یومِ عید منایا گیا۔

فائدہ: بعض علماء کا قول ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع بنا دیا تھا اور ان کو آپ علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا تھا اور ان کو احکام کا پابند رکھنے کیلئے ان پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا تھا، جس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا رہتا تھا۔ لہٰذا جنوں میں سے جو کوئی بھی آپ علیہ السلام کے حکم کی نافرمانی کرتا وہ فرشتہ اس کو کوڑے سے مارتا جس سے وہ جل جاتا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تانبے کا ایک چشمہ پیدا کر دیا تھا، جو تین دن اور تین رات برابر پانی کی طرح بہتا رہا تھا اور یہ چشمہ ملک یمن میں تھا۔ چنانچہ اس چشمہ سے جتنا تانبا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے نکالا تھا اسی کی بدولت ہم آج تک تانبے سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

قربِ قیامت کی ایک نشانی

وہ دابہ جو قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور جس کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں آیا ہے:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

اس آیت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اس دابہ کا خروج اس وقت ہوگا جب کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیں گے۔

اس جانور کی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی۔ اس کے ہاتھ پاؤں ہوں گے اور بدن پر بال بھی ہوں گے اور متعدد جانوروں کے مشابہ ہوگا۔ کوہ صفا پھٹ جائے گا اور اس میں سے یہ دابہ نکلے گا۔ اس دابہ کا خروج جمعہ کی رات کو ہوگا جب کہ تمام لوگ منیٰ میں جانے کیلئے جمع ہوں گے۔ (حوالہ حیات الحیوان 92/2)

اس کے مخرج کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ پتھر سے نکلے گا اور کوئی کہتا ہے کہ اس کا خروج طائف کی سرزمین سے ہوگا اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کے پاس عصاء موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور اگر کوئی شخص اس کو پکڑنا چاہے گا تو نہیں پکڑ سکے گا اور اگر کوئی اس سے فرار حاصل کرنا چاہے گا تو یہ بھی ناممکن ہوگا۔ مومن کی پیشانی پر عصاء سے مومن لکھ دیا جائے گا اور کافر کی پیشانی پر مہر لگا کر کافر کا لفظ ثبت کر دے گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر

بخاری و مسلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسجد حرام کی بنیاد رکھی اور وہ مکہ کی آبادی کا باعث بنی۔ اسی طرح اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی بنیاد ڈالی جس کی وجہ سے بیت المقدس کی آبادی وجود میں آئی۔ عرصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے اسی بیت المقدس کی عمارت اور شہر کی تعمیر نو کی گئی اور جنوں کی تسخیر کی وجہ سے ایک بے نظیر اور شان دار تعمیر عالم وجود میں آئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں مسجد اقصیٰ کی تعمیر

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ جنوں کی مدد سے تعمیر فرمائی۔ اسرائیلی روایات کے مطابق شہر بیت المقدس کی تعمیر میں 7 سال لگے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ دسویں صدی قبل مسیح ہے۔ گویا کہ آج کے حساب سے مسجد اقصیٰ کی دوسری تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں 3000 سال پہلے ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں عبادت کیلئے لکڑی کا قبہ تعمیر ہوا۔ اس میں تابوت سکینہ جس میں صحائف وعصا وغیرہ تھے رکھے رہتے تھے۔ اسی کی طرف رخ کر کے یہودی نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب یہودی بیت المقدس پر قابض ہوئے تو قبہ صابیوں کے مندر پر جہاں بوچا اور تیل چڑھایا جاتا تھا نصب کر دیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے 988 ق م میں مسجد اقصیٰ تعمیر کی اور مسجد کو سونے اور چاندی کے ستونوں سے آراستہ کیا۔

مسجد بیت المقدس کی تعمیر اور حضرت داؤد علیہ السلام کی وصیت

تفسیر ''کشاف'' میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی۔ ابھی وہ مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ آپ علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ مسجد کی تکمیل اور اس کی تزئین و آرائش میں کمال اہتمام کرنا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے وصیت کے مطابق سات ہزار کاریگر لگا کر سات سال کے عرصہ میں مسجد کی عمارت کی تکمیل کی اور چھت کے اوپر ایک نہایت ہی بلند گنبد تعمیر کرا کر سرخ گندھک کا ایسا پلستر چڑھوایا جس کی شعاعیں 12، 12 کوس تک نظر کو خیرہ کرتی تھیں۔

مسجد اقصیٰ کا فضائی منظر

مسجد اقصیٰ جس کو سب سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے تعمیر کیا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کے ذریعے اس کی تعمیر فرمائی

مسجد اقصیٰ کے احاطہ حرم میں مقامات مقدسہ

مسجد اقصیٰ کے احاطہ حرم کے جنوب مشرقی گوشے میں قدیم آثار پر ایک چھوٹی سی زمین دوز مسجد ہے جو ''مہد مسیح'' کے نام سے مشہور ہے۔ بعض نے اس کا نام ''محراب مریم وزکریا'' ذکر کیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں فرشتے حضرت مریم علیہا السلام کے واسطے گرمیوں میں سردی اور سردی میں گرمیوں کے پھل لاتے تھے۔ باب حطہ میں داخل ہوکر دائیں طرف شمالی دروازہ ''شرف الانبیاء'' پر نگاہ پڑتی ہے۔ باب حطہ اور اس دروازے کے درمیان ایک قبلہ رو محراب بنی ہوئی ہے اسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ''مصلیٰ'' کہا جاتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہیں بیٹھ کر فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ حرم شریف میں مسجد صخرہ (الاقصیٰ) کی جانب تین سو قدم کے فاصلے پر حضرت سلیمان کی قبر مبارک ہے۔ اس کے متصل ہی ''حبسِ سلیمان'' (جیل خانہ) ہے جہاں شریر جنات کو قید رکھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دیوار براق ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں شب معراج میں براق باندھا گیا۔ مسجد صخرہ کے بالمقابل جانب مغرب میں ضیغم اسلم مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے کتبہ پر عربی عبارت لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ''اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کے جان و مال کے صدقے جنت دے گا یہ مجاہدِ اعظم مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ انہوں نے پندرہ شعبان کو لندن میں وفات پائی اور پانچ رمضان 1349ھ کو قدس میں دفن کیے گئے۔'' اس کے علاوہ دیگر اہم آثار میں غار قارون، تخت سلیمان، کنیسہ صعود (جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام رات کو عبادت کرتے تھے) دیوار گریہ وغیرہ شامل ہیں۔

مقامات زیارات

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ بہت وسیع اور عالی شان عمارت ہے، جس کی چھت بے مثال ہے جنوب کی جانب قبلہ ہے۔ محراب کے متصل بارہ سیڑھیوں کا منبر ہے۔ یہ عمارت عبدالملک ابن مروان اور اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک نے بنوائی ہے۔ اصلی مسجد اقصیٰ اس کے نیچے ہے، جو اب زیر زمین معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے یہاں محراب وغیرہ میں نوافل پڑھے۔ منبر پر چڑھ کر دیکھا۔ بہت وسیع مسجد ہے بعد نوافل ہم کو شیخ الخلیل انصاری اور شیخ الجود انصاری ملے جنہوں نے مسجد اقصیٰ دکھائی۔

کچھ قبۃ الصخریٰ کے بارے میں

حدود حرم قدس کے اندر مسجد اقصیٰ کی شمالی جانب ایک قدرتی چٹان قبۃ الصخریٰ (چٹان والا گنبد) ہے۔ صخریٰ عربی زبان کا لفظ ہے بمعنی چٹان، یہ چٹان زمین سے دو گز (یا ڈیڑھ میٹر) اونچی ہے۔ تاریخ کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں اس چٹان کے گرد دیواریں کھڑی کر کے ایک عمارت بنادی گئی تھی، جسے تاریخ میں ہیکل سلیمانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ چٹان طول میں اٹھارہ میٹر اور عرض میں تیرہ میٹر ہے۔ (یعنی 56 فٹ لمبی اور 42 فٹ چوڑی ہے)

قبۃ الصخریٰ کا خوبصورت نظارہ

مسجد اقصیٰ، دیوار گریہ اور اطراف کی آبادی کا خوبصورت نظارہ
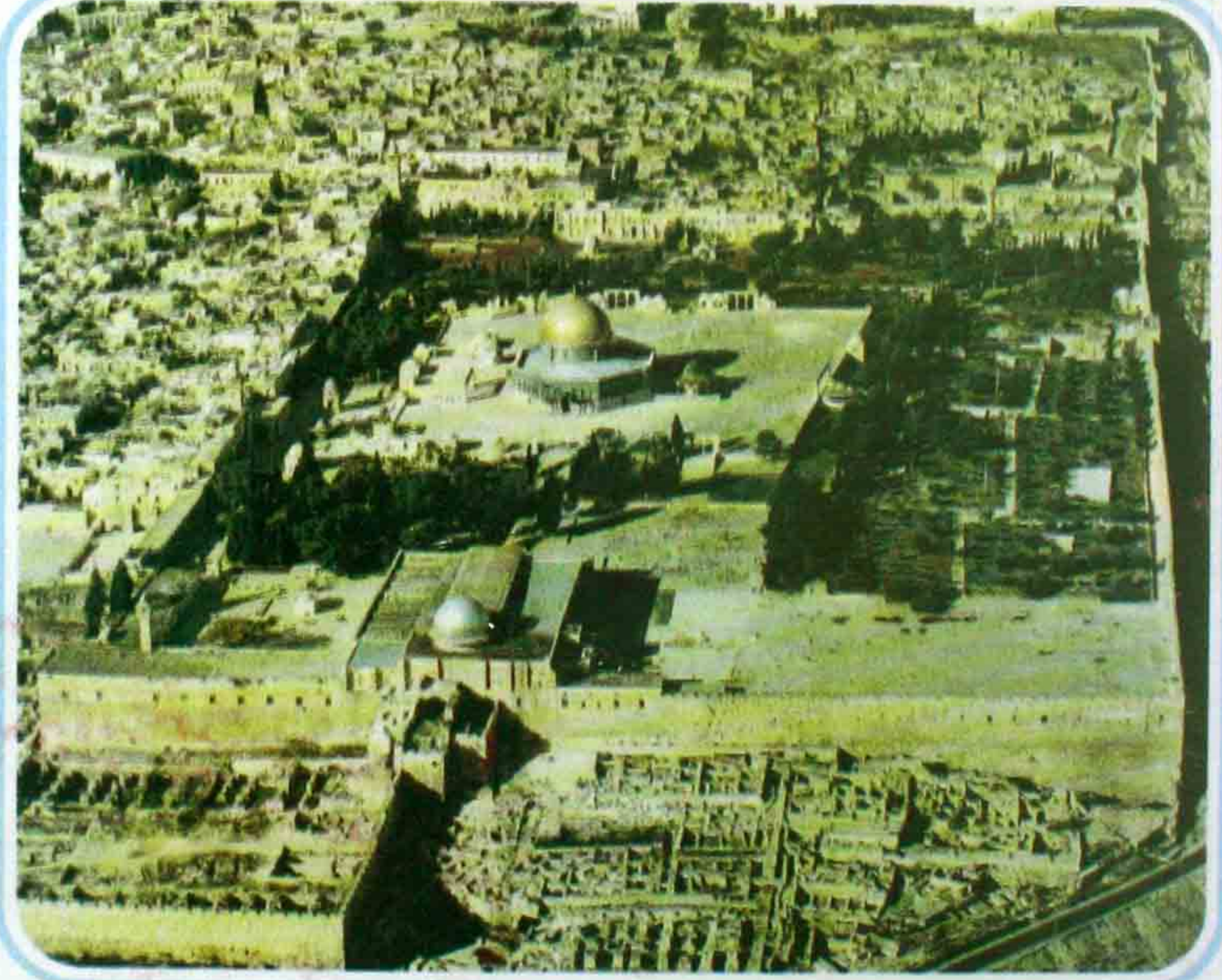
مسجد اقصیٰ: وہ مسجد جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے بنوایا تھا

مسجد اقصیٰ کے نیچے موجود تہہ خانہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب پلر۔ مسجد اقصیٰ جس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے کرائی۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ پلر مسجد اقصیٰ کی تعمیر اوّل میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے بنوائے تھے۔ (واللہ اعلم)

مسجد اقصیٰ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعمیر کردہ پلر

ہیکل سلیمانی: حضرت سلیمان علیہ السلام کا عبادت خانہ

حضرت سلیمان ؑ نے اپنے دور حکومت میں ہیکل سلیمانی تعمیر کروایا تھا، جو سات سال کے عرصہ میں ایک کثیر سرمایہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ یہاں تابوتِ سکینہ رکھا گیا تھا۔ روایت ہے کہ تابوتِ سکینہ کے صندوق میں آل موسیٰ ؑ اور آل ہارون ؑ کے چھوڑے ہوئے تبرکات تھے۔ جن میں پتھر کی وہ تختیاں بھی تھیں جنہیں حضرت موسیٰ ؑ نے خود لکھوایا تھا۔ ایک بوتل میں من وسلویٰ بھرا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ غالباً حضرت موسیٰ ؑ کا عصا تھا۔

حضرت سلیمان ؑ نے اپنے لئے ہیکل سلیمانی کے قریب ایک عالی شان تین منزلہ محل بھی بنوایا تھا۔ ملکہ سبا اسی محل میں آئی تھی۔

یروشلم میں پہلی عبادت گاہ (ہیکل) حضرت سلیمان ؑ نے اپنی بادشاہت کے زمانہ میں بنوائی۔ یہ ہیکل **457** ق م میں بن کر تیار ہوا۔ اس عبادت گاہ کو بابل (عراق) کے حکمراں **بخت** نصر نے لوٹا اور **586** ق م میں اس کو مکمل طور پر ڈھا دیا۔ ایک عرصہ کے بعد یہودیوں نے یہ عبادت گاہ دوبارہ بنائی۔ اس دوسری عبادت گاہ (ہیکل) کو بھی رومیوں نے ۷۰ء میں ڈھا کر کھنڈر کر دیا۔ اس عمارت کی صرف ایک دیوار باقی رہ گئی ہے جس کو دیوار گریہ **(Wailing Wall)** یا مغربی دیوار کہا جاتا ہے۔

حضرت سلیمان ؑ نے جو ہیکل بنوایا تھا اس کے بارے میں امریکہ نے نہایت احتیاط سے اندازہ لگایا ہے کہ ہیکل پر **34399112500** ڈالر کے مساوی لاگت آئی تھی۔ اس میں جو جواہر لگے تھے ان کا تخمینہ ہو ہی نہیں سکتا وہ اس رقم سے بھی کہیں زیادہ مالیت کے تھے۔

حضرت سلیمان ؑ کا محل ہیکل کے بالمقابل پہاڑی کی چوٹی پر تھا، جہاں سے ہیکل اور سارا شہر داؤدی دکھائی دیتا تھا محل کی وسعت **150000** سے **160000** مربع فٹ تھی اگر یہ مربع تھا تو اس کا ضلع **400** فٹ ہوگا اور اگر مستطیل (لمبوترا) تھا تو وہ غالباً **550x300** فٹ ہوگا۔ بہرصورت یہ قیاسی حساب ہے تحقیق نہیں۔

ہیکل تک آنے جانے کیلئے محل سے ایک وسیع راستہ ڈھائی سو فٹ لمبا اور **42** فٹ چوڑا تھا، البتہ یہ تحقیق نہیں کہ یہ راستہ ڈھلواں سڑک کی شکل میں تھا یا اس میں سیڑھیاں بھی تھیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی حضرت سلیمان ؑ کے عہد میں اس پر ایک فلک بوس معبد تھا یہودیوں کی سرکشی کا قلع قمع کرنے کیلئے **586** قبل مسیح جب بابل کے بادشاہ بخت نصر نے حملہ کیا تو یہاں کی ہر چیز کی طرح معبد صخرہ کو بھی پیوند زمین کر دیا اور جو کچھ ملا لوٹ لیا۔ ہیکل سلیمانی اور تمام عمارات نذر آتش یا منہدم کر ڈالیں۔ ہر طرف ملبے کے ڈھیر تھے اور دھواں اٹھ رہا تھا۔ پچاس برس تک سوائے کھنڈرات کے یہاں کچھ نہ تھا، تورات ناپید ہوگئی، دوبارہ تعمیر کے بعد **70**ء میں طیطس رومی نے ایلیا کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس دوران خود ایک یہودی نے ہیکل کو جلا ڈالا۔ موجودہ قبۃ الصخریٰ اور مسجد اقصیٰ اسلامی ورثہ ہے، اب یہودی مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اس کی جگہ یہودیوں کے عقائد کے مطابق ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ معبد سلیمانی کی تباہی کے بعد اس کی واحد محفوظ رہنے والی دیوار کو یہودیوں نے ''دیوار گریہ'' قرار دے دیا ہے۔ ساتویں صدی میں یروشلم کو فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے یہاں مسجد عمر اور معبد کے مقام پر قبۃ الصخریٰ تعمیر کیا۔ یروشلم میں یہ تا حال موجود ہیں۔ زیر نظر تصویر میں ہیکل سلیمانی کا ایک فرضی دروازہ بھی نظر آ رہا ہے یہودیوں نے ہیکل کی تلاش میں مسجد کے نیچے کئی سرنگیں کھود ڈالی ہیں جہاں سے انہیں ہیکل سلیمانی کی ایک اینٹ بھی دستیاب نہیں ہوئی مگر یہ ملعون قوم اپنے خیالی منصوبے کی خاکہ سازی سے باز نہیں آتی۔

ہیکل سلیمانی کا بنا ہوا ماڈل

ہیکل سلیمانی کا فرضی ماڈل
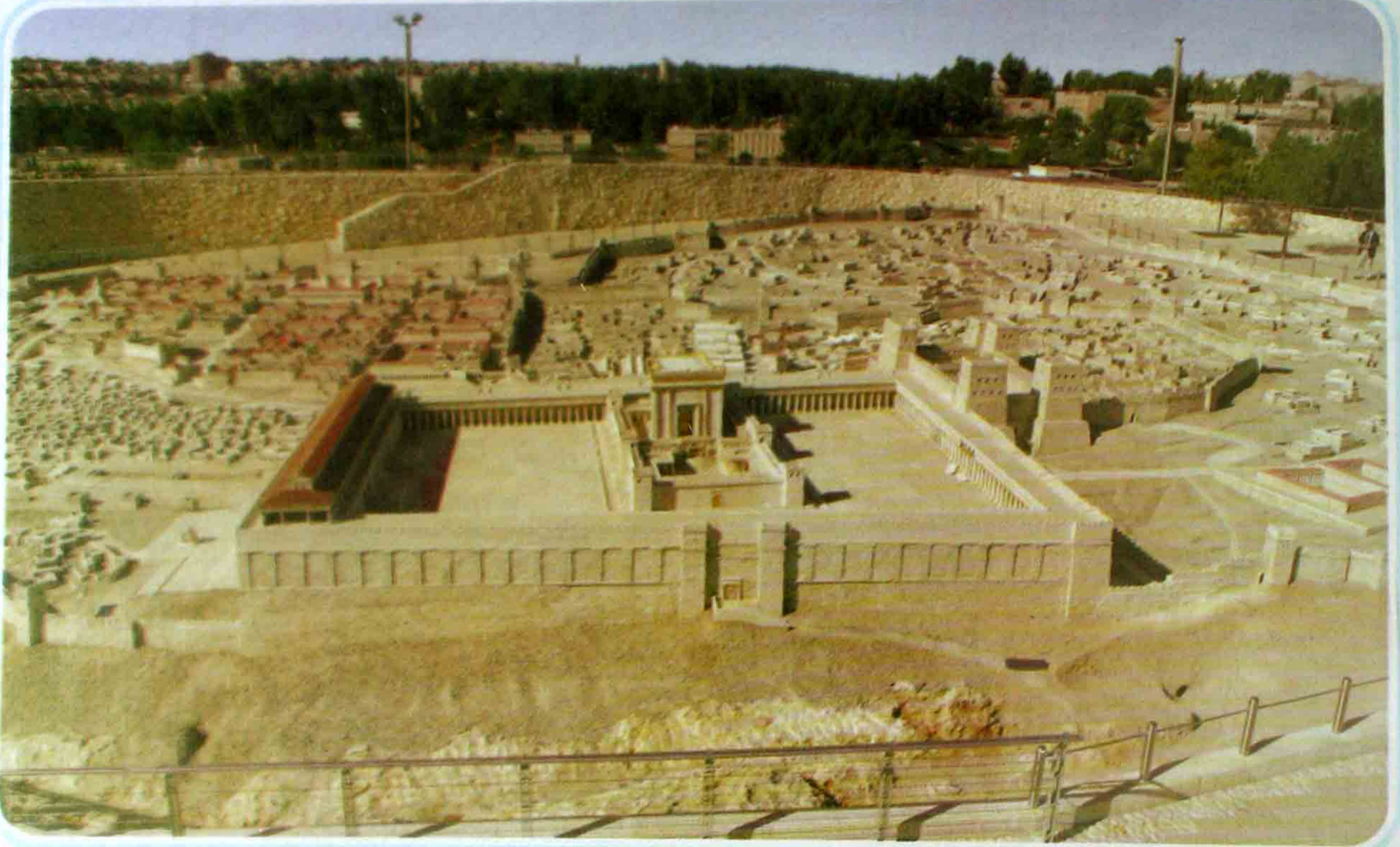
یروشلم میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب عبادت خانہ

اوپر ہیکل کے فرضی منصوبے کا ایک خاکہ ہے اور نیچے اس سے ملتا جلتا ماڈل، صیہونی منصوبہ سازوں کی زیرزمین پنپتی سازشیں منظر عام پر آتی جا رہی ہیں اور آثار و قرائن سے لگتا ہے کہ مستقبل قریب میں امت مسلمہ کے رہنماؤں اور نوجوانوں کو ایک کڑے امتحان سے گذرنا پڑے گا، جس میں کامیابی صرف انہی کو ملے گی جو جانفروشی کا تہیہ کر کے میدان میں نکلیں گے۔

مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کا یہودی منصوبہ

اوپر مسجد اقصیٰ کی تصویر ہے اور نیچے یہودیوں کے اس فرضی ہیکل کی جو وہ یہاں تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے جو مستند ماخذ یا مذہبی کتب ہیں، ان میں یہ بات ناقابل تردید حقیقت کے طور پر موجود ہے کہ یہاں ابتدائے آفرینش سے عبادت گاہ تعمیر ہوتی چلی آئی ہے۔ چنانچہ یہ بات طے ہے کہ یہودیوں کی پیدائش سے سینکڑوں سال قبل یہ جگہ مذہبی مقام کے طور پر معروف تھی اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دور سے قبل یہاں ہیکل بنتے چلے آرہے تھے تو پھر آخر یہودی کس طرح اس جگہ پر دعویٰ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ دنیائے انسانیت کے ہاتھوں ایک مرتبہ پھر اپنی عالمگیر تذلیل اور رسوائی چاہتے ہیں؟ انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں تو وہ ان کو ستاتے رہے جس کی سزا میں وہ سالوں تک در بدر بھٹکتے رہے ہیں، اب ان کی وراثت حاصل کرنے کا شوق انہیں کس طرح چرایا ہے؟ ان کے بنائے گئے فرضی ہیکل میں بائیں جانب قبلے کی دیوار سے متصل مسجد کی عمارت غائب کر دی گئی ہے، دائیں طرف چٹان پر واقع قبۃ الصخرۃ بھی نہیں ہے کیونکہ یہ نمونہ فن بھی مسلمانوں کا تعمیر کردہ ہے، البتہ اس کے نیچے واقع چٹان چونکہ یہودیوں کے نزدیک مقدس ہے اس لئے اس پر نئی تعمیر نظر آرہی ہے۔ تیسرے دائرے میں حرم قدسی کی دیوار کا وہ حصہ دکھایا گیا ہے جس کے بیرونی طرف جمع ہو کر یہود اپنی تاریخی بدبختی پر روتے اور مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں۔ اے مسلمانانِ عالم! کیا تمہارے جیتے جی تاریخ انسانی کی بزدل اور رذیل الفطرت یہودی قوم فرضی ہیکل کی تعمیر کا مکروہ منصوبہ پورا کر لے گی؟؟؟

(بشکریہ مفتی ابولبابہ)

قبلہ اول کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا یہودی منصوبہ

یہود کے خیالی منصوبہ ''ہیکل سلیمانی'' کا ماڈل۔ جس کی تعمیر کیلئے بیسیوں تنظیمیں امریکا و یورپ میں چندہ کر رہی ہیں اور درجنوں دہشت گرد گروپ طرح طرح کے منصوبوں پر کام کر رہے ہیں۔ یہودی روایات کے مطابق ہیکل حضرت داؤد علیہ السلام کا خواب اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیری صورت گری ہے۔ ناپاک یہودی عزائم حرم شریف کی عمارات کو منہدم کر کے اسے اس شکل میں تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

یہودی، مسلمانوں کی مقدس جگہ مسجد اقصیٰ جو کہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات انبیاء علیہم السلام کی امامت یہیں فرمائی تھی۔ یہودی اس مسجد اقصیٰ کو گرانے کے درپے ہیں۔ ان کے مذہب کے مطابق مسجد اقصیٰ کی جگہ ہزاروں سال پہلے یہودی عبادت خانہ تھا، جسے گرا کر مسجد اقصیٰ کو تعمیر کیا گیا۔ اس خیالی بات کو عملی شکل دینے کیلئے یہودیوں نے ہیکل سلیمانی کے نام سے عبادت خانے کا ماڈل بنایا ہے جس کی تصویر آپ کے سامنے ہے۔

اے مسلمانوں! کیا اب بھی تم خاموش بیٹھے رہو گے، کیا تمہارے جیتے جی یہودی اپنا منصوبہ مکمل کر لیں گے؟؟؟۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مسجد حرام آمد

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک عظیم الشان حکومت عطا فرمائی تھی اور ہوا کو آپ علیہ السلام کے حکم کا تابع کر دیا تھا۔ آپ علیہ السلام ہوا کو جہاں حکم فرماتے تھے، وہ ہوا آپ علیہ السلام کے تخت کو اڑا کر وہاں پہنچا دیتی تھی اور جن وانسان اور پرندے سب آپ علیہ السلام کے تابع اور لشکری تھے۔ آپ علیہ السلام حیوانات کی بولیاں بھی جانتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ السلام نے حرم شریف (مکہ معظمہ) پہنچنے کا عزم فرمایا۔ چنانچہ تیاری شروع ہوئی اور آپ علیہ السلام نے جنوں، انسانوں، پرندوں اور دیگر جانوروں کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ ایک بہت بڑا لشکر تیار ہوگیا۔ یہ عظیم لشکر تقریباً تیس میل میں پورا آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا تو ہوا نے تختِ سلیمان علیہ السلام کو معہ اس لشکرِ عظیم کے اٹھایا اور فوراً حرم شریف میں پہنچا دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام حرم شریف میں کچھ عرصہ ٹھہرے۔ اس عرصہ میں آپ مکہ معظمہ میں ہر روز پانچ ہزار اونٹ، پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار بکریاں ذبح فرماتے تھے اور اپنے لشکر میں ہمارے حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سناتے رہے کہ یہیں سے ایک عربی نبی پیدا ہوں گے جن کے بعد پھر کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کچھ عرصہ مکہ معظمہ میں مناسک ادا فرمانے کے بعد ایک صبح کو وہاں سے چل کر صنعا ملک میں پہنچے۔ مکہ معظمہ سے صنعاء کا ایک مہینے کا سفر ہے اور آپ علیہ السلام مکہ معظمہ سے صبح کو روانہ ہوئے اور صنعاء زوال کے وقت پہنچ گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے تخت کے ذریعے ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر چند گھنٹوں میں طے فرما لیا کرتے تھے۔

مسجد حرام جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہوائی تخت کے ذریعہ بیت المقدس سے چند ہی گھنٹوں میں تشریف لے آتے تھے۔

ملکہ بلقیس کے باغ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کی آمد

صنعاء پہنچ کر پرندہ ہُد ہُد ایک روز اوپر اڑا اور بہت دور جا پہنچا اور ساری دنیا کے طول وعرض کو دیکھا۔ اس کو ایک سرسبز باغ نظر آیا یہ باغ ملکہ بلقیس کا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس باغ میں ایک ہُد ہُد بیٹھا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہُد ہُد کا نام یعفور تھا۔ یعفور کی اور یمنی ہُد ہُد کی حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

یمنی ہُد ہُد: بھئی تم کہاں سے آئے اور کہاں جاؤ گے؟

یعفور: میں ملک شام سے، اپنے بادشاہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ آیا ہوں۔

یمنی ہُد ہُد: سلیمان کون ہے؟

یعفور: وہ جنوں، انسانوں، شیاطین، پرندوں، جانوروں اور ہوا کا ایک عظیم الشان فرمانروا اور سلطان ہے۔ اس میں بڑی طاقت ہے، ہوا اس کی سواری ہے اور ہر چیز اس کی تابع ہے۔ اچھا تم بتاؤ تم کس ملک کے ہو۔

یمنی ہُد ہُد: میں اسی ملک کا رہنا والا ہوں۔ ہمارے اس ملک پر ایک عورت کی حکومت ہے جس کا نام بلقیس ہے۔ اس کے ماتحت بارہ ہزار سپہ سالار ہیں اور ہر سپہ سالار کے ماتحت ایک ایک لاکھ سپاہی ہے۔

پھر اس نے یعفور سے کہا۔ تم میرے ساتھ ایک عظیم ملک چلو گے؟

یعفور: بھئی میرے بادشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر کا وقت ہو رہا ہے اور انہیں وضو کیلئے پانی درکار ہوگا اور پانی کی جگہ بتانے پر میں مامور ہوں۔ اگر دیر ہوگئی تو وہ ناراض ہوں گے۔

یمنی ہُد ہُد: نہیں وہ بلکہ یہاں کے ملک اور فرمانروا بلقیس کی مفصل خبر سن کر آئے ہوں گے۔

یعفور: اچھا تو چلو۔

(دونوں اُڑ گئے اور یعفور ملک یمن کو دیکھنے لگا)

ہُد ہُد کی واپسی

ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز عصر کا وقت دیکھا تو ہُد ہُد کو طلب فرمایا، وہ غیر حاضر نکلا۔ آپ علیہ السلام بڑے جلال میں آگئے اور فرمایا کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا، یا وہ واقعی حاضر نہیں ضرور میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کروں گا یا وہ کوئی روشن سند میرے پاس لائے۔

اور پھر عقاب کو حکم دیا کہ وہ دیکھے کہ ہُد ہُد کہاں ہے؟ عقاب اُڑا اور بہت اوپر پہنچ کر ساری دنیا کو اس طرح دیکھنے لگا جس طرح آدمی ہاتھ کے پیالے کو دیکھتا ہے۔ اچانک اُسے ہُد ہُد یمن کی طرف سے آتا دکھائی دیا۔ عقاب فوراً اس کے پاس پہنچا اور کہا غضب ہوگیا۔ اپنی فکر کرو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمہارے لئے قسم کھائی ہے کہ میں ہُد ہُد کو سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا۔

ملک یمن جہاں ملکہ بلقیس کی حکومت تھی

ہدہد: جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملکہ بلقیس کے علاقہ کی خبر دی۔ یہی خبر بلقیس کی ہدایت کا ذریعہ بن گئی۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہدہد کے تذکرہ کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے زندہ و جاوید کر دیا کہ جو بھی میرے دین کی بلندی کا ذریعہ بنے گا میں اس کا بھی نام زندہ رکھوں گا۔

تذکرہ ملکہ بلقیس

ہد ہد نے ڈرتے ہوئے پوچھا: اور اللہ علیہ السلام کے نبی نے اس حلف میں کسی بات کا استثناء بھی فرمایا ہے یا نہیں؟ عقاب نے کہا۔ ہاں یہ فرمایا ہے کہ "وہ کوئی روشن سند میرے پاس لائے۔" ہد ہد نے کہا: تو پھر میں بچ گیا۔ میں ان کیلئے ایک بہت بڑی خبر لے کر آیا ہوں۔ پھر عقاب اور ہد ہد دونوں بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے رعب و جلال میں فرمایا "ہدہد کو حاضر کرو"۔

ہد ہد بے چارہ دم بخود، اپنی دم نیچے کیئے ہوئے پَر زمین سے ملتا ہوا اور کانپتا ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب آیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو سر سے پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔ اس وقت ہدہد نے کہا: "حضور! اللہ کے سامنے اپنی حاضری کو یاد کر لیجئے۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بات سن کر اُسے چھوڑ دیا اور اسے معاف فرمادیا پھر ہدہد نے اپنی غیر حاضری کی وجہ بیان کی اور بتایا کہ میں ایک بہت بڑی ملکہ کو دیکھ کر آیا ہوں۔ خدا نے اسے ہر قسم کا سامان عیش و عشرت دے رکھا ہے اور وہ سورج کی پجارن ہے۔

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ

ترجمہ: اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔

سونے کا بنا ہوا تخت

روایت ہے کہ یہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا تھا اور بڑے بڑے قیمتی جواہرات سے مرصع تھا۔ بلقیس نے ایک مضبوط گھر بنوایا تھا، جس گھر میں دوسرا گھر تھا۔ پھر اس گھر کے اندر تیسرا گھر تھا اور پھر اس تیسرے گھر کے اندر چوتھا گھر تھا۔ اسی طرح پھر اس میں پانچواں اور پانچویں میں چھٹا اور چھٹے میں ساتواں گھر تھا۔ اس ساتویں گھر میں وہ تخت مقفل تھا اور سات ہی غلاف اس تخت کو چڑھا رکھے تھے اور اس تخت کے چار عدد پائے تھے۔ ایک پایہ سرخ یاقوت کا، دوسرا زرد یاقوت کا، تیسرا سبز زمرد کا اور چوتھا سفید موتی کا تھا۔ یہ تخت اسی گز لمبا، چالیس گز چوڑا اور تیس گز اونچا تھا۔ بلقیس ساتویں گھر کے اندر رکھے ہوئے اس تخت عظیم پر بیٹھا کرتی تھی۔ ہر گھر کے باہر سخت پہرہ تھا اور بلقیس تک پہنچنا ایک دشوار امر تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ بلقیس کے نام خط

ہد ہد نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس کی بات سنائی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا ایک خط لے جاؤ اور بلقیس کو پہنچا آؤ۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایک خط لکھا جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر لکھا:

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ

"میرے معاملہ میں بڑائی ظاہر نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ"

اور اس خط پر شاہی مہر ثبت کر کے ہدہد کو دے دیا۔ ہد ہد گیا اور ساتوں قلعوں کے پہروں سے بے نیاز ہو کر نبی کا یہ چٹھی رساں روشن دانوں میں سے گزرتا ہوا بلقیس تک جا پہنچا۔ بلقیس اس وقت سو رہی تھی۔ ہد ہد وہ خط بلقیس کے سینے پر رکھ کر باہر نکل آیا۔

ملکہ بلقیس جب اٹھی تو یہ خط پا کر گھبرائی اور راعیان سلطنت سے مشورہ طلب کیا کہ کیا کیا جائے؟ وہ بولے کہ آپ ڈرتی کیوں ہیں؟ ہم زور والے اور لڑنے میں ماہر ہیں۔ سلیمان اگر لڑنا چاہتا ہے تو لڑے ہم شکست تسلیم نہیں کرتے، باقی جو آپ کی مرضی۔

ملکہ بلقیس نے کہا کہ جنگ اچھی چیز نہیں، بادشاہ جب کسی شہر میں اپنے زور و قوت سے داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں سلیمان (علیہ السلام) کی طرف ایک تحفہ بھیجوں اور پھر دیکھوں کہ سلیمان (علیہ السلام) اسے قبول کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ بادشاہ ہیں تو تحفہ قبول کر لیں گے اور اگر نبی ہیں تو میرا یہ تحفہ قبول نہ کریں گے بجز اس کے کہ ان کے دین کی اتباع کی جائے۔

ملکہ بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تحفہ بھجوانا

چنانچہ بلقیس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں بہترین ریشمی لباس اور زیورات کے ساتھ آراستہ کر کے انہیں ایسے گھوڑوں پر بٹھایا، جن کی کاٹھیاں سونے کی اور لگام میں جواہرات سے مرصع تھیں اور ایک ہزار سونے اور چاندی کی اینٹیں اور ایک تاج جو بڑے بڑے قیمتی موتیوں سے مزین تھا وغیرہ وغیرہ معہ ایک خط کے اپنے قاصد کے ساتھ روانہ کیئے۔

وہ جگہ جہاں ملکہ بلقیس کے لئے سونے کا فرش بچھایا گیا تھا

سونے کا بنا ہوا فرش

ہُد ہُد دیکھ کر چل دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے جنّی لشکر کو حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر چھ میل تک انہیں اینٹوں کی سڑک بنا دی جائے اور سڑک کے ادھر ادھر سونے اور چاندی کی بلند دیواریں کھڑی کر دی جائیں اور خشکی و سمندر کے جو خوبصورت جانور ہیں وہ سب حاضر کیے جائیں۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کے حکم کی تعمیل فوراً کی گئی۔ چھ میل سونے چاندی کی سڑک بن گئی۔ اس سڑک کے دونوں طرف سونے چاندی کی دیواریں بھی بن گئیں اور خشکی و تری کے خوبصورت جانور بھی حاضر کر دیئے گئے اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے تخت کی دائیں جانب چار ہزار سونے کی کرسیاں اور بائیں جانب بھی چار ہزار سونے کی کرسیاں رکھوائیں اور ان پر اپنے مقربین و خواص کو بٹھایا اور اپنے جنی لشکر اور انسانی لشکر کو دور دور تک صف بہ صف کھڑا کر دیا اور وحشی جانوروں، درندوں اور چوپایوں کو بھی صف بہ صف کھڑا کر دیا۔ اس قسم کا شاہی دبدبہ اور جلال اور اس شان و شوکت کی حکومت چشم فلک نے کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔

بلقیس کا قاصد اپنے زعم میں بڑا قیمتی تحفہ لا رہا تھا۔ مگر جب اس نے سونے چاندی کی بنی ہوئی سڑک پر قدم رکھا اور ارد گرد سونے چاندی کی دیواریں دیکھیں اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی جاہ و عزت اور شان و شوکت کے نظارے دیکھے تو اس کا دل دھک دھک کرنے لگا اور شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا اور سوچنے لگا کہ میں یہ بلقیس کا تحفہ کس منہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔ بہر حال جب وہ بارگاہ سلیمانی میں پہنچا تو حضرت نے فرمایا کیا تم لوگ مال دنیا سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ تم لوگ اہل مفاخرت ہو اور دنیا پر فخر کرتے ہو ایک دوسرے کے تحفہ و ہدیہ پر خوش ہوتے ہو۔ مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے اور اتنا کچھ دیا ہے کہ اوروں کو نہ دیا۔ اس کے باوجود دین و نبوت سے بھی مجھ کو مشرف فرمایا ہے۔ لہٰذا اے بلقیس کے قاصد پلٹ جاؤ اور یہ اپنے تحفہ اپنے ساتھ ہی لے جاؤ اور جا کر کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر ہمارے حضور حاضر نہیں ہوتی تو ہم اس پر وہ لشکر لائیں گے کہ اس کے مقابلہ کی اُسے طاقت نہ ہوگی اور ہم اُسے ذلیل کر کے شہر سے نکال دیں گے۔
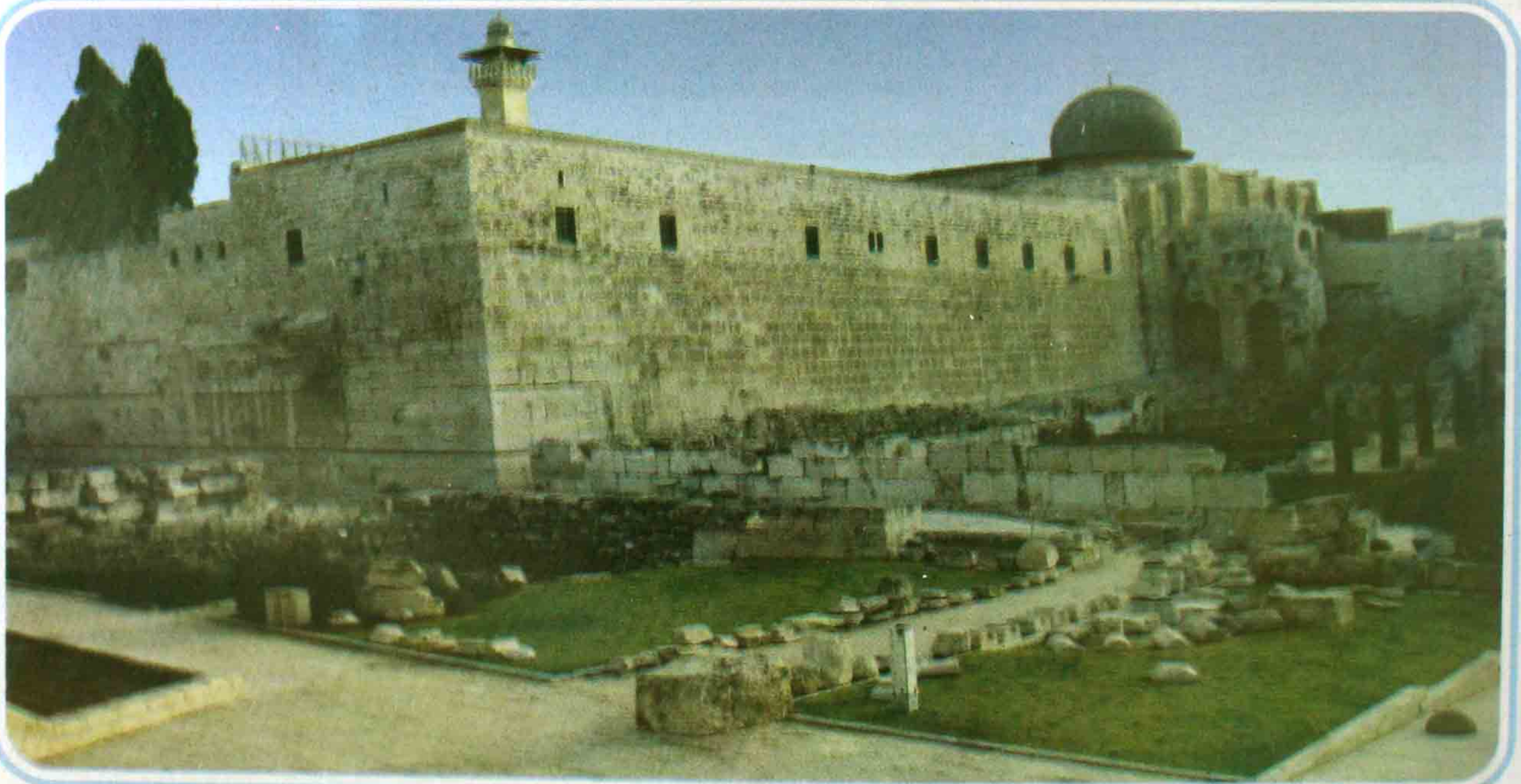
مسجد اقصیٰ اس جگہ کے ساتھ ہی ہزاروں سال قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا، جہاں بلقیس کے خاص کارندوں کی آمد پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کے تکبر اور شان و شوکت کو کمتر دکھانے اور اسلام کی طرف راغب کرنے کے لئے سونے کا فرش بچھایا تھا۔ چنانچہ جب ملکہ کے غلام تحفہ کے طور پر سونے کی اینٹیں اور جواہرات لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو متاثر کر سکیں، مگر وہ جب سونے کے فرش پر چلے تو ان کو ملکہ کا تحفہ حقیر لگا، پھر جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں آئی تو آپ علیہ السلام کا محل اور آپ علیہ السلام کا حسن اخلاق دیکھ کر ملکہ سبا بہت ہی متاثر ہوئی اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

طاقتور جن

بلقیس کا قاصد یہ پیغام لے کر واپس پلٹا اور بلقیس سے سارا قصہ تفصیل سے کہا۔ بلقیس نے غور سے سنا اور بولی بیشک وہ نبی ہے اور اس سے مقابلہ کرنا ہمارے بس کا کام نہیں۔ پھر اس نے اعیان سلطنت سے مشورہ طلب کرنے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں خود حاضر ہونے کا ارادہ کرلیا۔ ہُد ہُد نے یہ ساری رپورٹ حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچادی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھر دربار میں یہ اعلان فرمایا:

اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ

کون ہے جو بلقیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے پہلے اس کا تخت یہاں لے آئے۔

عفریت نامی ایک جن اٹھا اور بولا

اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ

آپ علیہ السلام کا اجلاس برخاست ہونے سے پہلے پہلے میں لے آؤں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہم اس سے بھی زیادہ جلدی منگوانا چاہتے ہیں۔ تو پھر ایک عالم کتاب اُٹھا اور بولا۔

اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ

میں ایک پل مارنے سے بھی پہلے لے آؤں گا۔

یہ کہا اور پل کی پل وہ تخت بھی لے آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو تخت سامنے رکھا تھا۔ پھر بلقیس بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور آپ علیہ السلام کی شان وشوکت اور صداقت ونبوت کا نظارہ دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔

(حیات الحیوان صفحہ ۳۰۵ جلد ۲) (روح البیان صفحہ ۸۹۶ جلد ۲)

بلقیس اور اس کی قوم کا مذہب

وہ سورج کی پرستش کرنے والے تھے، کچھ ان میں آگ کی پوجا کرنے والے بھی تھے اور کچھ زندیق بے دین، یعنی یہ زمین وآسمان کے نظام کے چلانے یا پیدا کرنے کے قائل نہیں تھے، بلکہ یہ کہتے تھے کہ یہ نظام بغیر کسی چلانے والے کے چل رہا ہے۔ شیطان نے ان کیلئے سورج کی عبادت اور طرح طرح کے کفر اور برے اعمال کے راستے مزین کر رکھے تھے۔ وہی شیطان اور اس کا باطل راہ کو مزین کرنا ان کو حق راہ سے روکنے کا سبب بنا جس کی وجہ سے وہ راہ راست پر نہ آسکے اور انہوں نے شیطانی راہ کو ہی حسین وجمیل سمجھا۔

ملکہ بلقیس کا مندر

ملکہ سبا اور اسکی قوم سورج کی پوجا کرتی تھی بعد میں حضرت سلیمان [illegible] دعوت پر ایمان لے آئی۔ زیر نظر تصویر میں ان کے مندر کے آثار نظر آرہے ہیں

مسجد اقصیٰ کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا جہاں ملکہ بلقیس آئی تھی
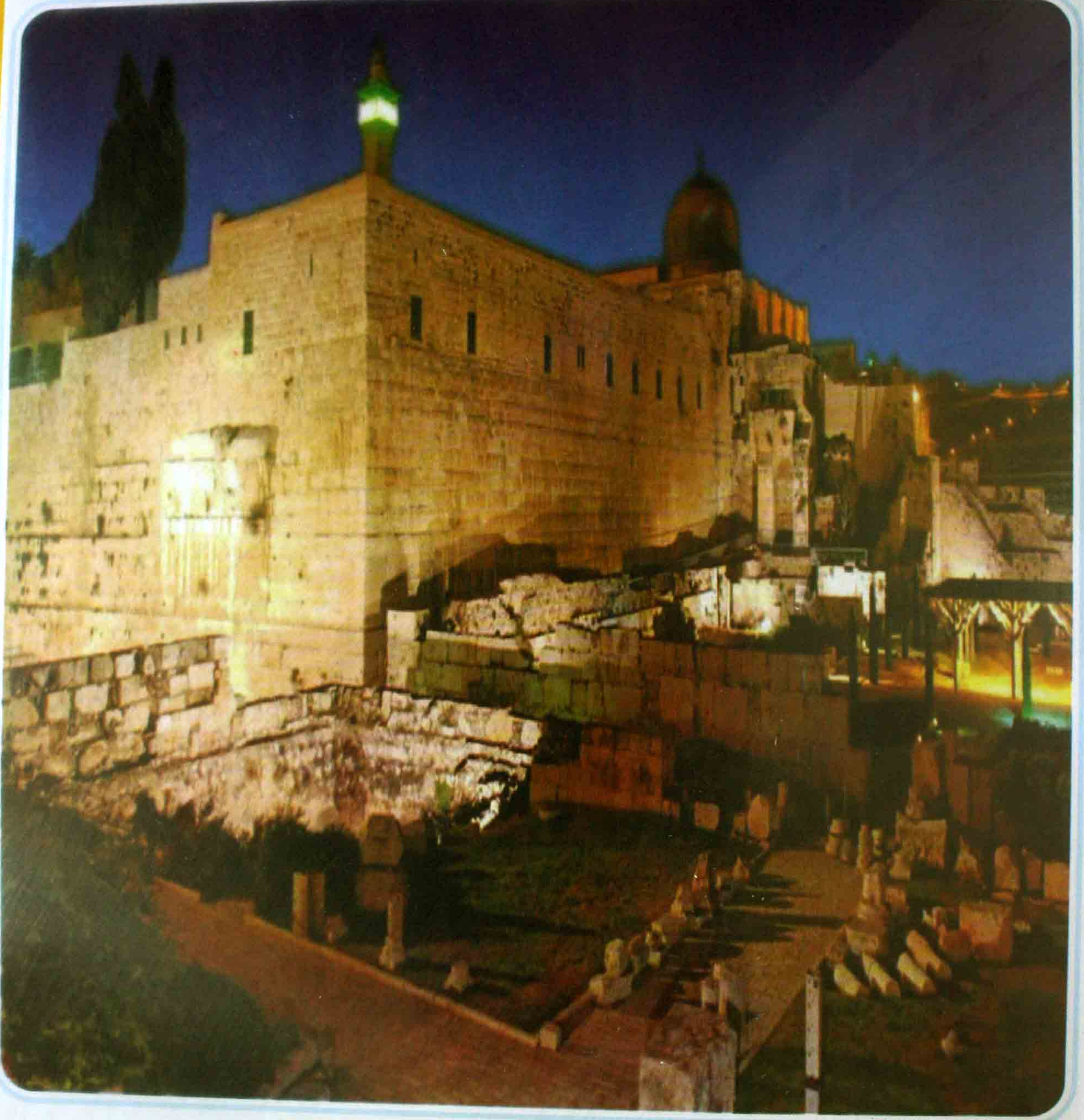
حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل یا عبادت خانہ

یہودی عقائد کے مطابق مسجد اقصیٰ کی دیوار کی جگہ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہیکل تھا جسے ہم اردو میں محل یا عبادت خانہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہودیوں کی یہ بات سچ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسجد اقصیٰ کے ساتھ ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا، جہاں ملکہ بلقیس آئی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کی تباہی کے بعد رہنے والی اس دیوار کو یہودی دیوار گریہ کہتے ہیں۔ یہودیوں کی اکثریت کا کہنا ہے کہ دیوار گریہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کی دیواروں کا حصہ ہے۔

دیوار گریہ کے بارے میں یہودیوں کا دعویٰ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ اور شہر بیت المقدس (یروشلم) کی تعمیر کروائی یہودیوں کا کہنا ہے کہ مسجد اقصیٰ کی دیوار گریہ کے نیچے والی دیوار درحقیقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کردہ ہے اسی لئے وہ اسے ہیکل سلیمانی (سلیمان کی عبادت گاہ) کہتے ہیں۔

ایک بات مسلمہ ہے کہ حرم شریف کا تمام علاقہ انتہائی مقدس ہے۔ انبیاء کرام کی اکثریت اس سرزمین میں تشریف لائی جنہوں نے اپنی اپنی شریعت کے مطابق عبادت گاہیں تعمیر کیں۔ حرم شریف کا علاقہ انبیاء اکرام کا مرکز رہا۔ اسی احاطہ میں ہیکل سلیمانی تھا۔ ہیکل کس مقام پر تھا اس بارے میں بتانا مشکل ہے۔

یہودیوں کے دعویٰ کے مطابق دیوار گریہ ہیکل سلیمانی کی باقی ماندہ دیوار ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر ہیکل سلیمانی مسجد اقصیٰ سے دائیں طرف کچھ فاصلہ پر تھا۔ یہیں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام گوشہ نشین رہے۔ حضرت مریم علیہا السلام جب گوشہ نشین تھیں تو اسی مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو بیٹے کی بشارت دی۔ اسی مقام پر حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں بیٹے حضرت یحیٰ علیہ السلام کی بشارت ملی۔ چنانچہ حرم شریف کا مقام ہمیشہ محترم اور مقدس رہا اور اب بھی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے جاتے وقت حرم شریف کے اس مقدس مقام پر بھی تشریف لائے تھے اور سیدھے صخرہ ٹیلے پر چڑھے تھے۔ یہاں ایک غار تھا جو اب مسجد صخرہ کے اندر موجود ہے۔

دیوار گریہ جسے یہودی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عبادت خانہ کی باقی ماندہ دیوار کہتے ہیں اور اسی کے آگے روتے پیٹتے ہیں

دیوار گریہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کے عبادت خانہ کی دیوار

زیرِ نظر تصویر مسجد اقصیٰ کے اطراف میں بنی ہوئی دیوار کی ہے، اس دیوار کو دیوار گریہ کہتے ہیں۔
جس کے بارے میں یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ اس دیوار کی بنیاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل یا عبادت خانہ کی باقی ماندہ دیواروں پر رکھی گئی ہے۔

بعلبک: وہ شہر جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو دیا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے لبنان کا مشہور شہر بعلبک ملکہ بلقیس کو تحفہ میں دیا تھا اور اسی شہر میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل بھی تھا۔
بعلبک میں چھ ستون (سنگ رخام نامی) عمارت کے آثار ملتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہی حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا۔ یہ شہر دمشق سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

بعلبک یہ لبنان کا قدیم شہر ہے۔ رومی دور میں یہاں جوپیٹر (مشتری دیوتا) کا عبادت خانہ تھا۔ معجم البلدان کے مصنف کی تحقیق کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ شہر ملکہ بلقیس کو تحفہ میں دیا تھا۔ (حوالہ معجم اللبدان 454/1)

بعلبک کا تعارف

لبنان کا یہ شہر آثارِ قدیمہ کیلئے مشہور ہے۔ یہ سطح سمندر سے 1150 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ سلیوکی (یونانی) بادشاہوں کے عہد میں یہ ہیلیو پولس (مدینۃ الشمس) کے نام سے مشہور تھا۔ رومی عہد میں یہاں جوپیٹر (مشتری دیوتا) کا معبد بنا۔ (المنجد فی الأعلام)

بعل حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم کا بت تھا جس کے نام سے بعلبک موسوم ہو۔ یونانی اس بت کو پوجتے تھے۔ بعلبک میں قسم قسم کے اجناس، کثرت سے نباتات اور میوے ہوتے ہیں۔

بعلبک میں عجیب عمارتیں اور کھنڈر پڑے ہیں جن کی شان اور پائیداری سب جگہ مشہور ہے۔ ان میں بھی سب سے عجیب دو عمارتیں ہین جو پہلے (ملعبین) تماشا گاہیں تھیں۔ ایک بڑی ہے اور ایک چھوٹی۔ بڑی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داوٗد علیہ السلام کے عہد میں تعمیر کیا گیا اور حقیقت میں اسے دیکھ کر آدمی دنگ رہ جاتا ہے اس میں دس دس ہاتھ لمبے اور بعض کم (اور بعض اس سے بھی بڑے) پتھر لگے ہوئے ہیں اور ایک حصہ اونچے اونچے کھمبوں پر اس طرح بنایا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ چھوٹی تماشا گاہ کا اکثر حصہ گر کر کھنڈر ہو گیا ہے اور اس کی شان وخوبی بھی قصہ ماضی بن کر رہ گئی ہے۔ آج کل اس کی چار دیواری کا صرف ایک حصہ کوئی 20 ہاتھ طویل سلامت ہے جو فرش سے 20 ہاتھ بلند ہے۔ اسی طرح بعلبک میں اور بھی ہر قسم کی حیرت انگیز عمارتیں موجود ہیں۔

مشہور مورخ یاقوت نے عام الفاظ میں بعلبک کے حیرت انگیز آثار قدیمہ کا ذکر کیا ہے، جن میں سنگ مرمر کے ستونوں کے عالیشان محلات بھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے "یہ شہر ساحل سے 12 فرسخ اور دمشق سے 3 دن کی راہ پر ہے۔ بعل ایک دیوتا کا نام تھا اور "بک" اس کی گردن یا جسم کا پتلا حصہ ہے۔ کہتے ہیں یہ شہر بھی (سبا کی) ملکہ بلقیس کے جہیز میں داخل تھا اور یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل ستونوں پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اسلامی فتوحات کے وقت جب دمشق تسخیر ہوا تو بعلبک نے اطاعت قبول کر لی۔

سورج دمشقی کے مطابق بعلبک کے قصر یا بالا حصار میں دو برج ہیں جن کی دیواروں میں تین پتھر اس قدر بڑے لگائے ہیں کہ 36 قدم طول میں اور آدمی کے دو قدم کے برابر موٹائی میں اور فصیل کے پورے آثار کے برابر عرض میں ہیں۔ اسی قصر میں ایک کنواں بئر رحمۃ کہلاتا ہے اور لوگوں کا بیان ہے کہ امن کے زمانے میں اس کے اندر کبھی پانی نہیں ہوتا، لیکن جب کبھی اس قلعہ کا محاصرہ کیا جائے اور مصیبت وخوف کا وقت آئے تو یہ پانی سے بھر جاتا ہے اور جب تک امن وصلح ہو، لوگوں کو کافی پانی دیتا رہتا ہے اور امن ہوتے ہی پھر غائب ہو جاتا ہے۔

361ھ / 972ء میں بعلبک پر فاطمی اور 2 سال بعد رومی قابض ہو گئے۔ 416ھ / 1025ء میں والی حلب صالح ابن مرداس نے اسے عیسائیوں سے واپس لیا۔ 549ھ / 1154ء میں نور الدین زنگی نے اسے فتح کیا۔ پھر 565ھ / 1170ء کے شدید زلزلے سے یہ تباہ وبرباد ہوا تو اسے از سر نو تعمیر کیا گیا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ: 634/4)

ملکہ سبا کا عبادت خانہ

ملکہ سبا کا عبادت خانہ اسرائیل کے شہر بیت اللحم سے ساڑھے چودہ کلومیٹر مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہ دنیا کے قدیم عبادت خانوں میں سے ایک ہے۔ اس کو ملکہ سبا نے بنوایا تھا۔ ساتویں صدی میں اس میں 4000 راہب ہوا کرتے تھے جبکہ آج یہاں صرف 10 راہب ہوتے ہیں۔

تذکرہ ملکہ سبا

توریت، انجیل اور قرآن میں "سبا" کی ایک شہزادی کا ذکر ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں آئی تھی۔ توریت میں صرف سبا کی شہزادی کا لفظ بلا تعین خاندان و جہت ہے۔ ترگوم میں ہے کہ اس کا ملک فلسطین کے مشرق میں ہے۔ انجیل میں ہے کہ وہ فلسطین کے جنوب سے آئی تھی۔ یوسیفورس اسرائیلی تاریخ میں ہے کہ وہ مصر و حبشہ کی شہزادی تھی۔ اہل حبش اس کو حبشی سمجھتے ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کوشی خاندان کی سبا تھی۔ قرآن نے بھی کوئی تعین خاندان کا ذکر نہیں کیا، لیکن تمام مفسرین و مورخین اس کو عرب قحطانی اور باشندۂ یمن سمجھتے ہیں۔ آج کل اس بنا پر کہ وہاں سے یمن کی عورت کا کوئی کتبہ نہیں ملا ہے اور شمال عرب میں متصل عراق سے تین چار قدیم حکمراں عورتوں کے نام ملے ہیں ملکہ سبا کا اس آبادی سے جانا ممکن خیال کیا جاتا ہے۔

جن قدیم تحریروں میں ملکہ سبا کا ذکر ہے ان میں سے صرف تین میں تعین جہت ہے۔ یوسیفورس، ترگوم اور انجیل۔ یوسیفورس کا بیان کہ وہ مصر کی شہزادی تھی متفقاً غلط ہے۔ بقیہ بیانات میں کہ وہ مشرق جنوب یا حبشہ کی تھی ہمارے نزدیک کوئی فرق نہیں کہ یہ سب سبا کے مقامات تھے۔ تاہم اصل مرکز کے لحاظ سے وہ یمن کی کہی جائے گی جیسا کہ انجیل کی شہادت اور روایات کا تواتر ہے۔

اہل حبشہ ملکہ سبا کو حبشہ کی بتاتے ہیں اور اب تک حبشہ کا شاہی خاندان تفاخراً اپنے کو اسی ملکہ سبا کی اولاد یقین کرتا ہے۔ اس کا نام ان کی زبان میں ماکدہ تھا۔ یمن کے عرب یہود میں اس کا نام بلقیس مشہور تھا اور اسرائیلیات کے ذریعہ یہی نام مسلمان مورخین اور اہل تفسیر میں منقول ہے۔ بعض روایات تفسیر میں بلقیس کو پریزاد کہا گیا ہے یعنی اس کی ماں بلقمہ ایک پری تھی۔ لیکن یہ روایتیں بالکل لغو ہیں۔ (حوالہ ارض القرآن 256/1)

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ملکہ سبا حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیروی کرنے سے پہلے خود اور اسکی قوم بھی اللہ کے سوا سورج کی پوجا کرتے تھے۔
لکھے ہوئے نقوش سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ اپنے مندروں میں سورج اور چاند کی پوجا کرتے تھے جن میں سے ایک اوپر دکھائی دے رہا ہے۔

تذکرہ قوم سبا کے شہر کا

امام یاقوت حموی معجم البلدان میں ''سبا'' کے متعلق لکھتے ہیں:

''ارض بالیمن مدینتھا مآرب بینھا وبین صنعا مسیرۃ ثلاثۃ ایام''

''سبا'' یمن کے ایک علاقہ کا نام ہے جس کا مرکزی شہر ''مآرب'' ہے جو ''صنعاء'' (یمن کا موجودہ دارالحکومت) سے تین دن کی مسافت پر ہے۔

یشجب بن یعرب بن قحطان کے سبا نامی بیٹے کی اولاد وہاں آباد ہوئی اس لئے یہ علاقہ ''سبا'' کہلایا۔ (معجم البلدان ج ۳ ص ۱۸۱ طبع بیروت)

علامہ قزوینی نے ''آثار البلاد'' میں اس کے متعلق تفصیلاً لکھا ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ ''سبا'' ایک شہر کا نام ہے جسے سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان نے آباد کیا تھا۔ یہ شہر دفاعی لحاظ سے بہت مستحکم اور گنجان آباد تھا۔ اس کی ہوا بڑی پاکیزہ اور بہت میٹھی تھی، باغات کی کثرت تھی، جن کے پھل بڑے لذیذ تھے۔ طرح طرح کے حیوانات بکثرت پائے جاتے تھے۔ صفائی کا یہ حال تھا کہ مکھی مچھر کا نام و نشان تک نہ تھا۔

اردگرد پہاڑوں کا سلسلہ تھا، بارش ہوتی تو پانی بہہ کر ریگستانوں میں ضائع ہو جاتا۔ ملکہ بلقیس کے عہد حکومت میں دو پہاڑوں کے درمیان ایک زبردست بند (Dam) تعمیر کیا گیا جس سے بارش کا پانی جمع ہو جاتا۔ اس بند کے اوپر نیچے کئی سوراخ تھے۔ حسب ضرورت انہیں کھول کر پانی لے لیا جاتا۔ جو مختلف نہروں کے ذریعہ تمام علاقہ کو سیراب کرتا۔ لوگ بہت خوشحال ہو گئے۔ خوشحالی اپنے ہمراہ عیش و عشرت اور فسق و فجور کو لے آئی۔ جب ان کی نافرمانیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو قہر الٰہی سیلاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بند ٹوٹ گیا، سارا علاقہ برباد ہو گیا۔ اس کا ذکر قرآن میں کئی مواقع پر آیا ہے۔

جناب ڈاکٹر شوقی اطلس القرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ دسویں صدی قبل مسیح کا ہے۔ اس عہد میں ملک سبا (یمن) پر ملکہ بلقیس حکمران تھی۔ سبا ایک شخص کے نام پر ایک قوم اور ملک کا نام بھی تھا اور چھٹی صدی عیسوی میں سد مآرب کے ٹوٹنے تک یہ سبا کے نام ہی سے مشہور تھا۔

قوم سبا، قحطان کے پوتے عبد شمس سبا سے منسوب ہوئی اور اس قوم کا عہد 1100 ق م تا 1105 ق م رہا۔ قحطان بن عبر بن سلخ بن ارفخشد بن سام، قحطان کا نسب نامہ ہے۔ سبا کا اصل مرکز حکومت جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغرب میں یمن کا مغربی علاقہ تھا، لیکن رفتہ رفتہ اس کا دائرہ مشرق میں حضر موت تک وسیع ہو گیا، حتیٰ کہ ان کی سلطنت افریقہ میں حبشہ تک پھیل گئی۔ کہا جاتا ہے کہ ملکہ سبا کے بیٹے مینلک نے حبشہ میں شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی۔

ملکہ بلقیس کے محل کے آثار

اس محل کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا۔ یہ عمان کے مشرق اور سلالا کے مغرب میں واقع ہے۔ بعض مورخین کے نزدیک اس محل کو بادشاہ عزیز دوم نے بنایا تھا جس نے حضر موت میں پہلی صدی میں حکومت کی تھی اب اس شہر کا نام Sum Hurum ہے۔
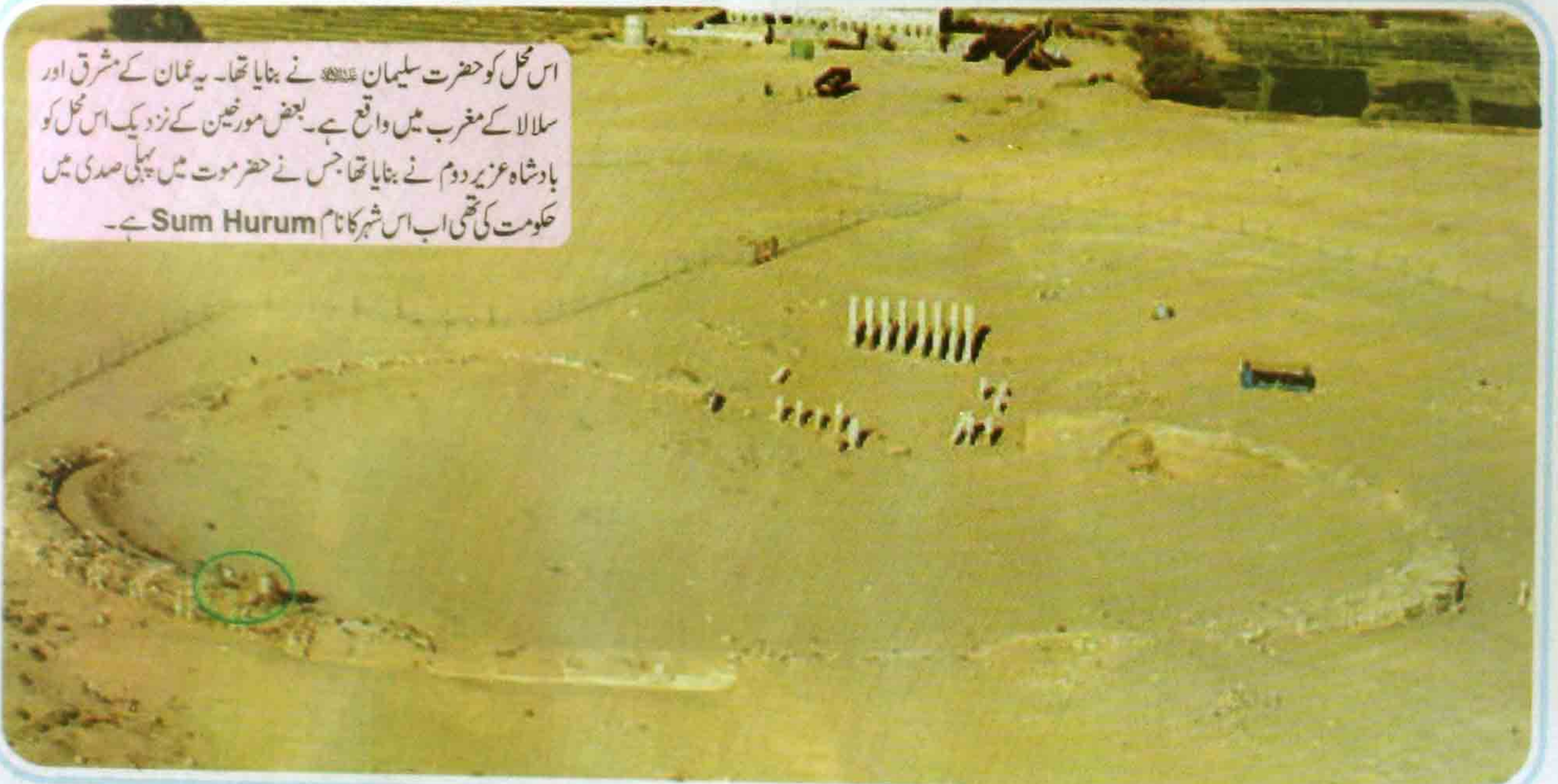
یمن کا علاقہ مآرب جہاں ملکہ سبا کی حکومت تھی وہاں کے تاریخی آثار

قوم سبا کا قرآن میں تذکرہ
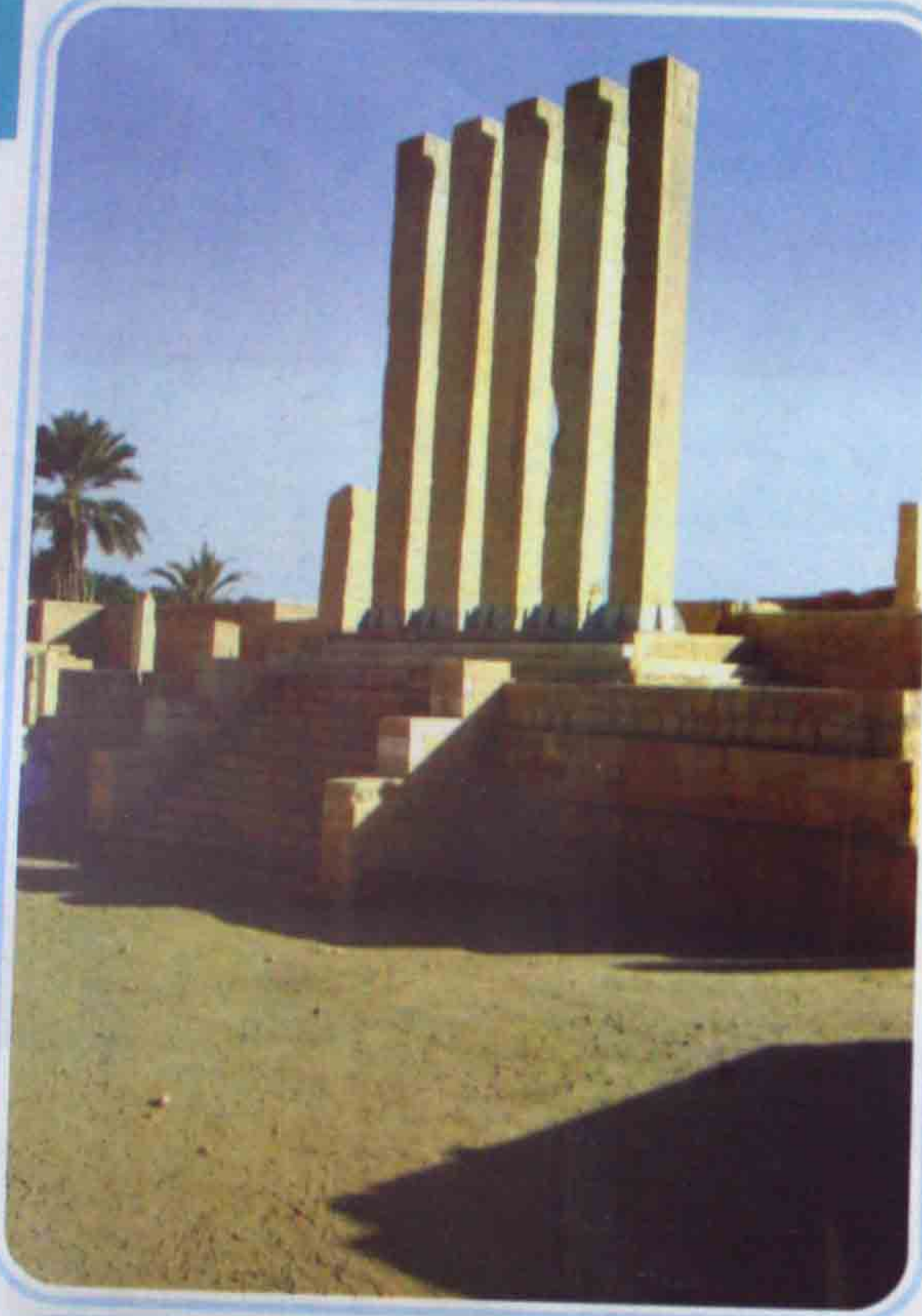
قرآن مجید میں اس ملک کا نام دو جگہ آیا ہے پہلی بار اس سلسلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہُد ہُد نے آکر یہ خبر دی کہ میں آپ کے پاس (ملک) سبا سے ایک تحقیق خبر لایا ہوں، اور دوسری بار یوں کہ: سبا والوں کیلئے ان کے وطن ہی میں ایک نشان موجود تھا۔

سبا عرب کے جنوب و مغرب کا وہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے، جسے اب یمن و عسیر کہتے ہیں، قرآن مجید ہی میں ہے کہ باغات کا سلسلہ متصل دو طرفہ علاقہ بھر میں چلا گیا تھا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ان باغوں کی وسعت 300 مربع میل کی تھی اور یہ سارا رقبہ خوشبودار درختوں اور طرح طرح کے لذیذ میووں اور پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں یہاں کی حکمران ایک ملکہ تھی جو بعد کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گئی۔ ملکہ کا مذہب شرکیہ تھا، شمس پرستی اور کواکب پرستی کا۔

بلدة طيبة (عمدہ شہر)

مُلک سبا والوں کے سلسلے میں آیا ہے **بلدة طيبة** کھاؤ (پیو) اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق، عُمدہ شہر اور مغفرت والا پروردگار۔

یہ ملک سبا عرب کے جنوب میں وہی تھا جو یمن کہلاتا ہے۔ نہایت سرسبز شاداب اور زرخیز خطہ تھا۔ اس بلدۃ طیبہ سے مراد اسی کا دارالسلطنت ہے۔ طیب سے اشارہ ممکن ہے کہ شہر کی لطیف آب و ہوا کی جانب ہو، شہر کا نام مآرب تھا، یہ شہر سطح سمندر سے 2900 فٹ بلند تھا۔

یمن میں واقع "ملکہ سبا" بلقیس کے محل کے آثار

قوم سبا کی عمارتوں کے کھنڈرات پر لکھی سبائی زبان کے نقوش

قوم سبا کی زبان میں لکھے ہوئے کتبے

ستونوں پر سبائی زبان میں لکھے ہوئے نقوش
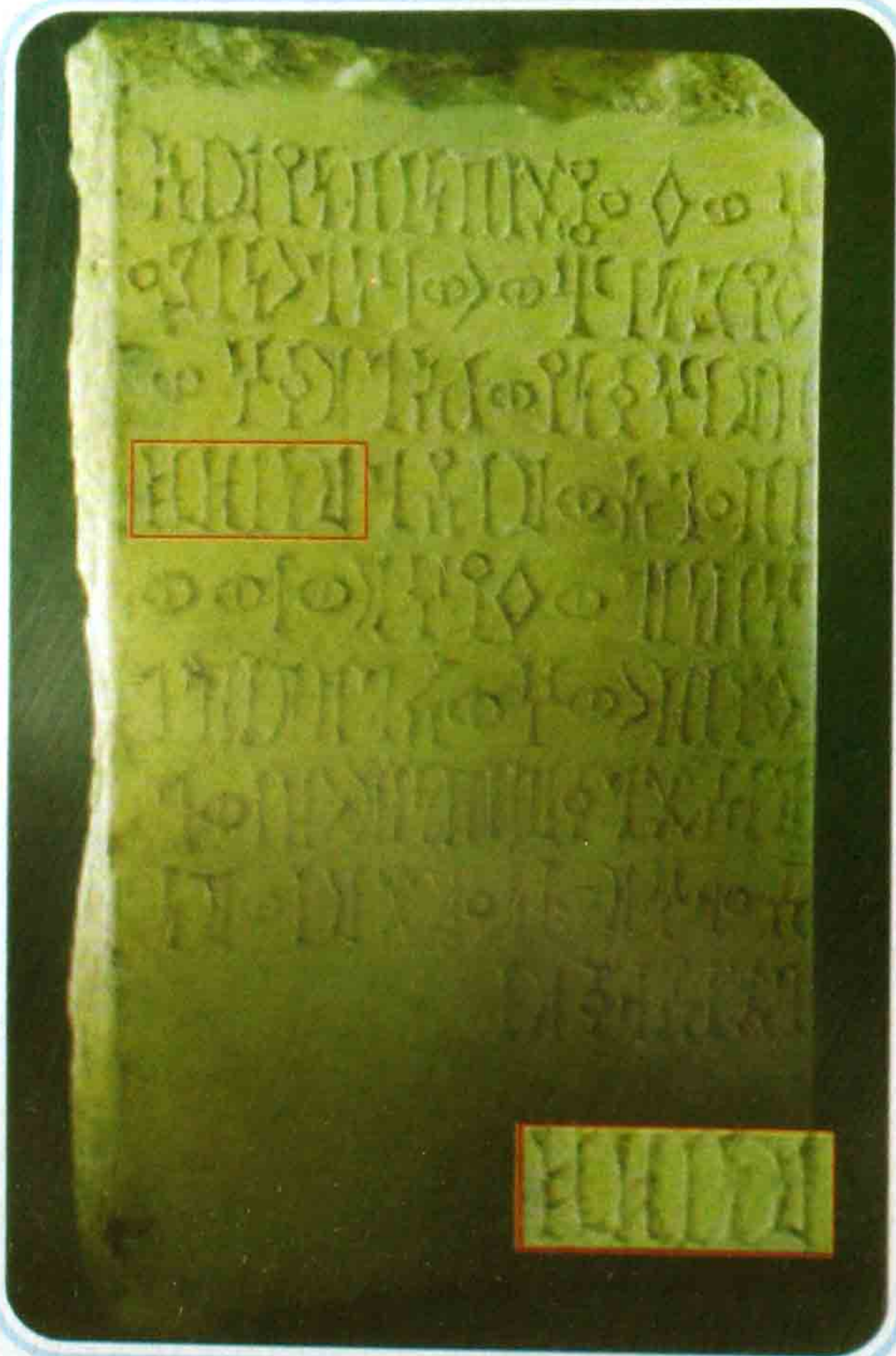
ملکہ سبا کے مقام سے ملنے والی قدیم تحریر

قوم سبا اور ملکہ سبا

"سبا"، جنوبی عرب کی مشہور تجارت پیشہ قوم تھی۔ اس کا دارالحکومت مآرب تھا، جو یمن کے موجودہ دارالسلطنت سے 55 میل مشرق کی جانب واقع تھا یہ قوم صنعت وتجارت میں عرب کی دیگر اقوام سے بہت بڑھی ہوئی تھی۔ انہوں نے یمن کے پہاڑی چشموں پر جگہ جگہ مضبوط بند بنا کران کا پانی محفوظ کرلیا تھا اور اس کو کھیتوں اور باغوں کی سیرابی کے کام میں لاتے تھے

ان بندوں میں "مآرب" کا بند سب سے زیادہ مشہور تھا۔ یہ یمن کے مرکزی شہر مآرب کے مشرق میں دو بلند پہاڑوں کی درمیانی وادی کو جس کا عرض تقریباً 200 میٹر تھا ایک مضبوط دیوار سے محصور کر کے بنایا گیا۔ دیوار میں دائیں بائیں بہت سی کھڑکیاں تھیں اور حسب ضرورت ان کو کھول کر نہروں کے ذریعہ ملک کے مختلف حصوں میں پانی پہنچایا جاتا تھا۔ اس نظام آب رسانی سے ملک کی زراعت کو بڑی ترقی ہوئی تھی اور سارا ملک لہلہاتے کھیتوں اور مہکتے باغوں کی کثرت سے نمونہ جنت بن گیا تھا۔ مسافروں کو راستہ طے کرتے ہوئے دائیں اور بائیں حد نظر تک سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ اسی کو قرآن کریم نے "جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ" سے تعبیر کیا ہے۔

"یمن" اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ساحل بحر احمر پر ایک طرف ہندوستان کے اور دوسری طرف حبش و مصر کے مقابل واقع ہے۔ اس زمانہ میں ان دونوں ملکوں کی پیداوار اور مصنوعات اسی کے ساحل پر جہازوں کے ذریعہ اترتی تھیں اور پھر وہاں سے اس مشہور شاہراہ کے ذریعہ جو یمن کے شہروں سے گزرتی ہوئی ساحل شام پہنچتی تھی، یورپ تک پہنچتی تھیں۔

قران کریم میں اسی شاہراہ کو "امام مبین" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تجارتی قافلوں کو یمن کی اس سرسبزی وشادابی کی وجہ سے اپنا طویل راستہ طے کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی۔ کسانوں اور باغبانوں نے جابجا سڑک کے دونوں طرف بستیاں آباد کر رکھی تھیں، جہاں کھانے پینے کا سامان بکثرت مل جاتا تھا اور مسافر بحفاظت قیام کر سکتے تھے۔ قرآن کریم نے اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ﴿١٨﴾

"اور ہم نے ان کے اور برکت والے (شام کے) شہروں کے درمیان سرراہ آبادیاں قائم کردیں تھیں اور آنے جانے کی منزلیں مقرر کر دی تھیں کہ سفر کرو ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن کے ساتھ۔"

قوم سبا کے علاقہ کے تاریخی آثار

یمن کے علاقے مآرب میں موجود قدیم گھر یہ وہ جگہ ہے جہاں ملکہ بلقیس کی حکومت تھی

قوم سبا عذاب الٰہی کے حصار میں

کچھ زمانہ تک اہل یمن عیش و راحت و فراغت کی زندگی گزارتے رہے۔ مگر پھر ان میں عیاشی اور سیاہ کاری بڑھی۔ بادشاہوں نے ظلم و ستم پر کمر باندھی اور عوام فسق و فجور میں مبتلا ہوگئے۔

اس کے علاوہ شاہان یمن میں مسلسل جنگ و جدال کا سلسلہ شروع ہوگیا کبھی ایک خاندان برسر اقتدار آتا اور کبھی دوسرا۔ اس باہمی جنگ و پیکار میں روم کی بیزنطینی سلطنت اور ایران کی پارسی حکومت بھی دلچسپی لیتی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہل یمن ملک کے اندرونی انتظام سے غافل ہوگئے۔ بند جن پر اس ملک کی شادابی اور آبادی کا انحصار تھا مرور زمانہ کے ہاتھوں کمزور ہوگئے اور ان کی مرمت نہ ہوسکی۔

آخر عذاب خداوندی ایک عظیم الشان سیلاب کی صورت میں نمودار ہوا۔ ''سد مارب'' اور دوسرے بند ٹوٹ پھوٹ گئے۔ زمینیں غرق آب ہوگئیں اور کھیت اور باغات تباہ و برباد ہوگئے۔ اس پانی میں کچھ ایسی شوریت تھی، اس کے بعد جھاڑ جھنکار اور پیلو اور جھاؤ کے درختوں کے سوا وہاں کچھ اور پیداوار نہ ہوسکی۔

شاہ روم نے بھی جو مصر پر قابض ہوچکا تھا ایک زبردست تجارتی بیڑہ بنایا جو بحر احمر کے سینہ کو چیرتا ہوا مصر اور مشرق بعید کے ملکوں کے درمیان اشیاء تجارت کو لاتا اور لے جاتا تھا۔ اس طرح ملک یمن کی تجارتی حیثیت بھی ختم ہوگئی اور بجائے یمن کے مصر مشرقی اور مغربی تجارت کی منڈی بن گیا۔ ملک کی اس تباہی کے بعد یمن کے بہت سے خاندان ترک وطن کر کے شام، حجاز، تہامہ وغیرہ علاقوں میں بس گئے اور اس طرح ان کا قومی شیرازہ منتشر ہوگیا۔

قرآن کریم نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَظَلَمُوٓا اَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ

''اور انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تو ہم نے انہیں کہانیاں بنا دیا اور ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بکھیر دیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کو پراگندہ کر دینا بھی سخت عذاب الٰہی ہے جس میں آج ہم گرفتار ہیں۔

قوم سبا کے علاقہ کا منظر

قوم سبا کے علاقے کے قدیم تاریخی کھنڈرات

قوم سبا کے علاقہ مآرب کے قدیم مکانات کے کھنڈرات

قوم سبا کے ڈیم قرآن کی نظر میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۚ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

"قوم سبا کے لیے ان کے رہائشی علاقے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانی تھی کہ ان کے دائیں بائیں باغوں کے وسیع سلسلے تھے۔ (ہم نے انہیں کہا:) کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا اور اس کا شکرادا کرو۔ عمدہ شہر اور معاف کرنے والا رب۔ (اور کیا چاہیے) لیکن انہوں نے اعراض کیا تو ہم نے ان پر زبردست سیلاب بھیج دیا اور ان کے باغوں کے وسیع سلسلوں کو کڑوے اور بدمزہ باغوں، جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیری کے درختوں کے سلسلوں میں بدل دیا۔ یہ سب کچھ ان کے کفر کا بدلہ تھا۔ اور ہم ناشکرے لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں" (سورۃ سبا آیت نمبر ۱۵،۱۷)

تصویر میں دکھائی دینے والا معارب کا بند (ڈیم) قوم سبا کا ایک بہت اہم بند تھا۔ یہ بند قرآن میں بیان کردہ عدم کے سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ گیا۔ تمام کاشت شدہ علاقے غرق ہو گئے۔ یہ علاقہ بند کے ٹوٹنے کی وجہ سے برباد ہو گیا۔ قوم سبا قلیل عرصے میں اپنی معیشت کھو بیٹھی اور جلد ہی مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔

قوم سبا کا ڈیم

ملک یمن میں ایک حکومت معینیہ کے نام سے قائم تھی۔ یہ لوگ اپنی بداعمالیوں سے برباد ہو گئے اور ان کی جگہ سبا کی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت کی زبان اور آداب واطوار انہیں جیسے تھے، مگر انہوں نے ذراسی حکومت کو اپنی محنت وقابلیت سے ایک عظیم الشان حکومت بنا دیا تھا۔

سبا کے بادشاہوں نے جرواح میں بڑے بڑے محلات تعمیر کرائے، اس کے بعد یہ لوگ مآرب کی طرف منتقل ہو گئے اور اسے اپنا دارالسلطنت بنا لیا۔ اس شہر میں وہ بڑے عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے اور ان کے پاس عیش وعشرت کے ہر طرح کے سامان مہیا تھے۔

یہاں کی زمین بڑی وسیع اور بہت زرخیز تھی، مگر پانی کی کمی تھی کیونکہ وہاں اچھی عمدہ نہریں نہ تھیں۔ کبھی بہت سا پانی پہاڑوں پر بارش ہونے سے آجاتا تو جنگل میں ضائع جاتا، لہٰذا شہر کے لوگ اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکتے تھے، بلکہ ان کی کھیتیوں کو سیلاب سے کچھ نقصان پہنچ جاتا تھا۔

اس لئے انہوں نے مجبور ہو کر چھوٹے بڑے بند بنائے اور ان سے نہریں نکالیں۔ ہر بند کے ساتھ پانی کے خزانے بنائے تاکہ ان میں پانی محفوظ رہے۔ انہوں نے جتنے بھی بند بنائے ان میں سب سے بڑا بند سدِ مآرب تھا۔ یہ بند سب سے بڑا اور بہت فائدہ مند تھا۔

مآرب کا شہر ایک درّے کے آخر میں تھا، جو جنوب کی طرف پھیلاؤ سے کم ہوتا چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک مقام پر دو پہاڑوں کے درمیان جنہیں کوہ ابلق کہتے تھے، محدود ہو جاتا تھا۔ اس درے میں آ کر ساری نہریں ختم ہو جاتی تھیں۔

اس درّے کے دونوں پہاڑوں کے دامن میں سبا کے عظیم بادشاہوں نے ایک بہت بڑی اور مضبوط دیوار بنائی تھی۔ اس کے ہر دو طرف اندازہ کے لئے پیمانے قائم کر دیے تھے تاکہ ان پیمانوں کے حساب سے ضرورت کے مطابق پانی لے سکیں۔ اس بند کی وجہ سے اس درّے کی سرزمین سرسبز وشاداب درختوں کے نیچے سے نکلتی ہوئی چاندی کی طرح بہتی تھیں۔ لہٰذا باغوں کی فراوانی سے پھلوں کی کثرت ہو گئی تھی۔

اگر کوئی شخص سر پر ٹوکرا رکھ کر گزرتا تو تھوڑی سی دور چلنے کے بعد ان کے ٹوکرے طرح طرح کے میووں سے بھر جاتے تھے۔ اس طرح اس شہر پر خیر وبرکت کے سائے پھیل گئے تھے۔

معارب بند (ڈیم) جو انہوں نے بہترین ٹیکنالوجی سے تعمیر کیا تھا۔ قوم سبا نے اس کے ذریعے ایک بہت عمدہ آب پاشی کا نظام حاصل کر لیا۔ زرخیز زمینوں اور تجارت پر قابو نے انہیں ایک عمدہ اور پرتعیش زندگی پر گامزن کر دیا۔ تاہم وہ لوگ اللہ کے نافرمان ہو گئے، چنانچہ ان کا بند ٹوٹ گیا اور عرم کا سیلاب ان کے تمام فخر وغرور کے خاتمے کا باعث بن گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری نے سباوالوں کو تباہ کر دیا

قوم سبا کے لوگ پھلوں کی تجارت کرتے اور اسے شام وحجاز تک لے جانے لگے تھے۔ سفر کرتے تو درختوں کے ٹھنڈے سائے تلے گزرتے، ان تمام نعمتوں کے ساتھ ساتھ وہ امن وامان کی زندگی گزار رہے تھے۔

اس بستی کے لوگوں کو چاہیے تھا کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے کہ اس نے انہیں بے اندازہ نعمتیں عطا کی ہیں، مگر اس کے برخلاف وہ بڑے سرکش ہوگئے۔ پچھلی امتوں کی طرح یہ بھی کفران نعمت کرنے لگے اور خود پرستی میں مبتلا ہوگئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی طرف اپنے پیغمبر بھیجے تاکہ انہیں سیدھی راہ دکھائیں اور نصیحت کریں۔ مگر ان لوگوں نے ان کے ساتھ غرور سے کام لیا اور کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ عیش وعشرت میں پڑ کر وہ گناہوں کی زندگی گزارنے لگے، حتیٰ کہ اپنے کھیتوں اور باغوں سے بھی غافل ہوگئے۔

آخرکار اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ان کی بداعمالیوں کی سزا دی تاکہ وہ آنے والی امتوں کے لئے عبرت بنیں، لہٰذا حکم خداوندی سے سدِ مآرب ٹوٹ گیا اور یہ بند پہاڑوں سے بے اندازہ پانی کے بہاؤ کو نہ روک سکا۔ سیلاب درّے میں داخل ہوگیا، پھر باغوں اور کھیتوں تک پہنچ گیا۔ ان کے جانور، مکان، سازوسامان وغیرہ سب کچھ برباد ہوگیا۔ ہر طرف ویرانی چھاگئی اور یہ زمین بے آب ودانہ ہوگئی۔ عمدہ عمدہ پھلوں کے درخت ختم ہوگئے۔ البتہ خاردار جھاڑیاں اور جنگلی بیروں کے درخت باقی رہ گئے اور خوش آواز پرندوں کی جگہ الو بولنے لگے۔

جب یہاں کے رہنے والوں نے دیکھا کہ پانی کے خزانے ختم ہوگئے اور ان کے رزق کے خزانے خالی ہوگئے تو وہ خشک میدانوں میں زندگی نہ گزار سکے۔ عالیشان محلات میں رہنے کے بعد ان میں کھنڈروں میں رہنے کی طاقت نہ رہی۔ لہٰذا یہاں سے ہجرت کر گئے اور روتے پیٹتے بادل نخواستہ وطن چھوڑ کر دور دراز ملکوں کی طرف کوچ کر گئے۔

ان میں جو عیسائی تھے وہ شام کی طرف چلے گئے۔ قبیلہ انمار نے یثرب کی طرف رخ کیا۔ جسے آج کل مدینہ کہتے ہیں۔ قبیلہ جزام تہامہ چلا گیا۔ اس طرح عذاب الٰہی سے یہ لوگ ایسے بکھرے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوگئے اور ایسے برباد ہوئے کہ ان کی بربادی کے قصے عبرت زمانہ بن گئے اور کتابوں کی زینت ہوگئے۔

انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بے انتہا نعمتیں دی گئی تھیں، مگر انہوں نے ان کی قدر نہ کی۔ عزت وسلطنت کے جامے جو ان کے جسموں پر تھے چیتھڑوں میں تبدیل ہوگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں کیونکر سزا دی۔ اس کا قصہ قرآن شریف کی سورہ سبا میں مختصراً مذکور ہے۔

مآرب کے 1800 فٹ لمبے بند

سبا ایک قدیم تہذیب کی حامل حکومت تھی جو یمن میں قائم ہوئی۔ اس کا عرصہ **1150** ق م تک تھا۔ اس کا دارالحکومت مآرب تھا۔ اس کے بعد حمیریوں کی حکومت قائم ہوئی۔ یہ لوگ بھی سبا ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ اس حمیری حکومت نے حبشیوں سے ٹکر لی پھر ایرانیوں سے لڑائی لڑی اس طرح یہ حکومت ختم ہوگئی۔

شہر سبا کو بھی ''مآرب'' کہا جاتا ہے (مآرب کا معنی کثیر پانی ہے) اس شہر کے قریب ایک وادی میں سیلابی پانی کثرت سے بہتا تھا۔ وہاں مشہور بند بنا ہوا تھا۔ اس بند کے پانی سے وہ پینے کا پانی بھی حاصل کرتے تھے اور باغات کی سیرابی کا کام بھی لیتے تھے۔ (حوالہ اطلس القرآن)

عَرِم کے معنی مضبوط اور قوی ہیں، کثیر لشکر کو بھی عَرِم کہا جاتا ہے۔ سیلِ عَرِم سے مراد وہ سیلاب ہے جو مآرب کا بند ٹوٹنے سے برپا ہوا۔ یہ ظہور اسلام سے تقریباً چار سو سال پہلے کی بات ہے۔ بعض محققین کے مطابق ''عَرِم'' اس وادی کا نام ہے جہاں یہ ڈیم (بند) تعمیر کیا گیا تھا۔ (حوالہ اطلس القرآن)

ڈاکٹر محمد عبدالقادر بافقیہ ''تاریخ الیمن القدیم'' میں رقمطراز ہیں: ''مآرب کا عظیم بند اس وادی پر واقع ہے جس کے شمالی دہانے پر مآرب کا شہر بنا ہوا ہے۔ مآرب کے قریب ''بلق'' نام کا ایک پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کو کاٹنے والی تنگ گزرگاہ کا نام ''وادی دنہ'' ہے۔ جو اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس وادی کے دہانے پر مکربون (ملوک سبا) کے زمانے میں اہل سبا نے مٹی کی ایک موٹی دیوار کھڑی کی تھی جس کو انہوں نے سیلاب کی جانب سے بڑی بڑی چٹانوں سے ڈھانک دیا تھا۔ اس مٹی کی دیوار یا بند کی لمبائی **1800** فٹ تھی۔ اس کی بلندی اس کے آخری دور میں **42** فٹ تک پہنچ گئی تھی۔ انہوں نے بند کی دونوں جانب پانی کے اخراج کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ اس کو داہنا صدف اور بایاں صدف کہا جاتا ہے۔ اس طرح وہ اس قابل ہوگئے کہ ان پانی کو روک سکیں جو بارش کے موسم میں پہاڑوں کی بلندیوں سے اترتا تھا (اور ساتھ ہی) انہوں نے سطح آب کو اتنا بلند کیا کہ وہ ان زرعی زمینوں تک بآسانی پہنچ سکے جو نچلی سطح پر وادی کے دونوں طرف واقع تھیں۔ (سید عبدالرحمن الکاف: ''ارض سبا'' کا سفرنامہ)

معارب ڈیم سبائین کا اہم ترین کارنامہ تھا۔ یہ ڈیم سیلاب عرم میں بہہ گیا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ ان کی تمام سرسبز جگہیں سیلاب میں بہہ گئیں۔ یہ علاقہ تباہ ہونے کی وجہ سے معیشت برباد ہوگئی جس کی وجہ سے پورا ملک ختم ہوگیا۔

مآرب قوم سبا کا خاص شہر

سبا کے مقام سے ملنے والے قدیم سکے

مآرب کے جدید ڈیم کا منظر

مآرب ڈیم کی 1986ء کی تصویر

تسخیر جنات اور ان کی خدمات

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنات کو تابع کر دیا تھا۔ وہ ان کے حکم سے بڑے بڑے کام انجام دیتے تھے، قلعے، عبادت گاہیں، تصاویر، بڑے بڑے لگن اور دیگیں جو زمین میں جمی رہتی ہیں بناتے تھے۔

توریت سفر الملوک اول ص ۹ میں ان عمارتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے بنوایا تھا اس کو بیت الرب کہتے ہیں۔ اس کی طوالت مع توابع کے تقریباً 60 ایکٹر ہے (تین سو ساڑھے چونتیس مربع میٹر) بیت الملک (قصر شاہی) یروشلم کی فصیل، عاصور، مجیدو، جازر، بیت حورون سفلی، بعلہ اور تدمر۔

ان کے علاوہ خزانہ گاہیں، سواریوں کے مقامات، گھوڑوں کے اصطبل، ان کے علاوہ لبنان اور دیگر ممالک محروسہ میں جو عمارتیں بنائیں اس کے لئے جنات کو مسخر کر دیا گیا تھا۔

نجار لکھتے ہیں جو شخص ان عظیم عمارتوں کو اور ان کے بڑے بڑے پتھروں کو دیکھے گا وہ اس کو بعید نہ سمجھے گا کہ جنات نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے تھے۔ خصوصاً ''تدمر'' میں ان کے بعض عظیم الشان کھنڈر آج بھی نگاہوں کے سامنے ہیں۔

جو تحریریں آج بھی تدمر کی باقی ماندہ عمارتوں پر ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستاروں کے مندر تھے۔ یہ تحریریں رومانی زبان میں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اصل عمارتیں عہد سلیمان علیہ السلام کی بنی ہوئی ہوں۔ پھر جب رومیوں نے ان پر قبضہ کیا تو بعض کو ہیکل بنالیا اور ان پر اپنے کتبات لگا دیئے۔

اسرائیل میں موجود وہ عمارت جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ وہ عمارت ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کے ذریعہ بنوایا تھا۔ آج اس عمارت کی دیواریں تعمیرات کا زندہ ثبوت ہے۔ (واللہ اعلم)

جنات کا تعمیر کردہ شہر

قوم جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے بیت المقدس کے علاوہ اور بھی تعمیرات کیں اور بعض ایسی چیزیں بنائیں جو اس زمانہ کے لحاظ سے عجیب وغریب سمجھی جاتی تھیں چنانچہ قرآن عزیز میں ہے:

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾

''اور شیطانوں (سرکش جنوں) میں سے ہم نے مسخر کر دیئے وہ جو اس (سلیمان) کے لئے سمندروں میں غوطے مارتے، (یعنی) بیش قیمت بحری اشیاء نکالتے اور اس کے علاوہ اور بہت سے کام انجام دیتے اور ہم ان کے لئے نگران اور نگہبان تھے۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

اور جنوں میں سے وہ تھے جو اس کے سامنے خدمت انجام دیتے تھے اس کے پروردگار کے حکم سے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم کے خلاف ورزی کرے گا ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔ اس کے لئے وہ بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا تھا۔ قلعوں کی تعمیر، ہتھیار، تصاویر اور بڑے بڑے لگن جو حوضوں کی مانند تھے اور بڑی بڑی دیگیں جو اپنی بڑائی کی وجہ ایک جگہ جمی رہتیں۔ اے آل داؤد! شکر گزاری کے کام کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں کی مدد سے تعمیر کروایا ہوا شہر ''یروشلم'' اب دریافت ہوگیا ہے۔ اس کی کھدائیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔ (بشکریہ شاہ مصباح الدین شکیل)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کی عمارت کے آثار

یروشلم میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی قدیم عمارت کے باقی ماندہ آثار۔ یروشلم وہ شہر ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی۔
یہ وہ شہر ہے جس نے ہزاروں بار آپ علیہ السلام کا دیدار کیا۔

یروشلم شہر کی کھدائی میں برآمد ہونے والے گھروں کے آثار۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ گھر ہزاروں سال پرانے ہیں۔
حتیٰ کہ بعض کا کہنا ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بنائے گئے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات کے ذریعے بنوایا گیا قلعہ
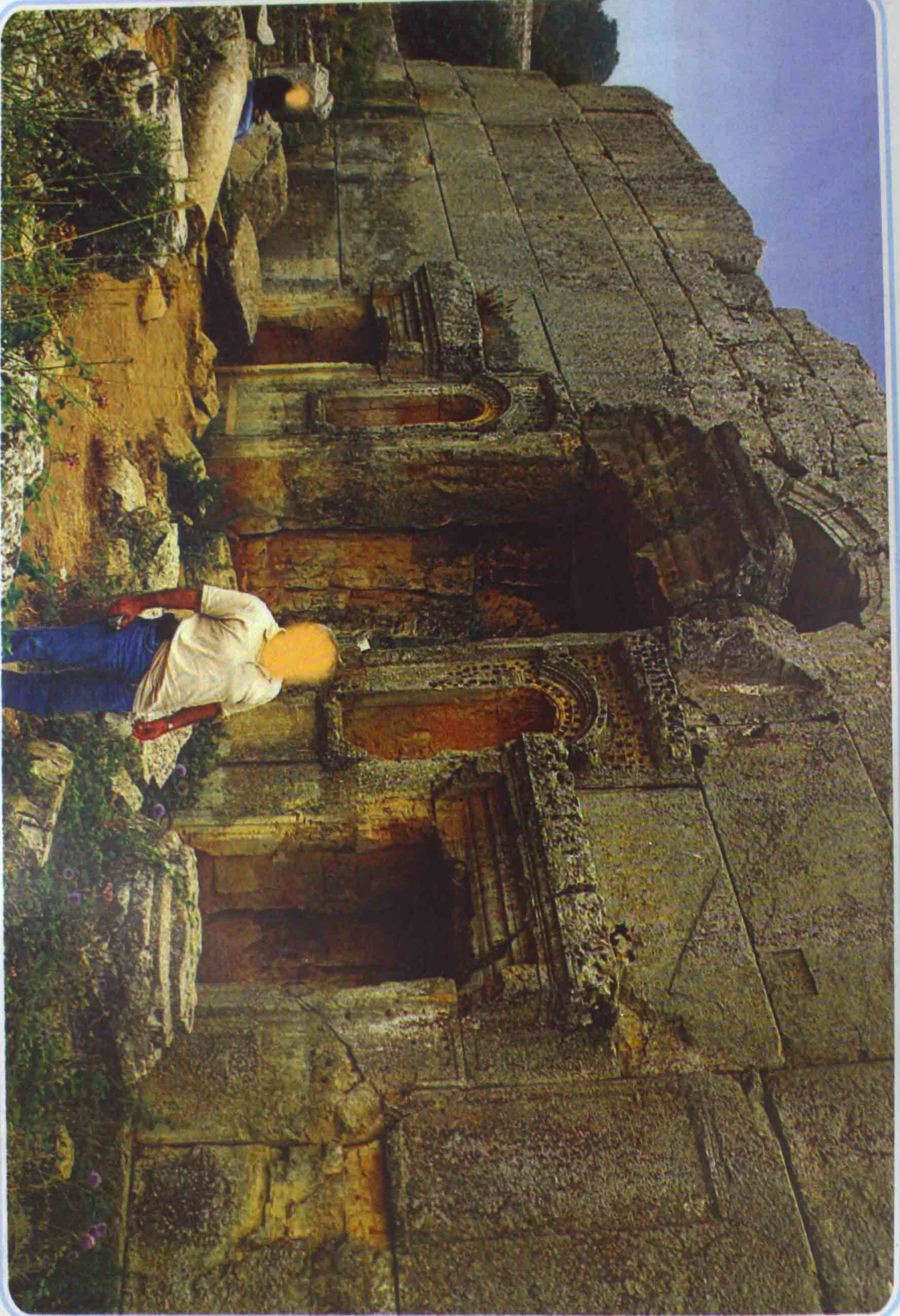
حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم پر جنوں کا بنایا ہوا قلعہ

مجیدو شہر کے کھنڈارات جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی

مجیدو میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب گیٹ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل

جناب یعقوب نظامی سفرنامہ میں لکھتے ہیں: مسجد صخرہ کے صحن کے بالکل قریب مشرق کی جانب حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقام ہے۔ جب ہم وہاں گئے تو کمرہ بند تھا۔ یہ ایک اوسط سائز کا کمرہ تھا جسے اس مقام پر تعمیر کیا گیا ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا کرتا تھا۔ اس عظیم الشان پیغمبر اور بادشاہ کی حکومت جن وانس، پرند اور چرند پر تھی بلکہ چیونٹیوں تک پر انہی کی حکومت تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے پیغام رسانی کا کام ہدہد نامی ایک پرندہ کیا کرتا تھا۔ ہدہد نے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کو یمن کی حکمران ملکہ سبا کی حکومت کی خبر دی تھی۔ بعد میں ملکہ سبا بیت المقدس آئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں ملکہ سبا کے داخل ہونے کا بیان قرآن پاک میں سورۃ النمل میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو۔ اس نے جو دیکھا تو سمجھی کہ پانی کا حوض ہے اور اترنے کے لئے اس نے اپنے پائینچے اٹھا لئے۔ سلیمان نے کہا کہ یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھی "اے میرے رب (آج تک) میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کرلی"۔

ان آیات کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کا فرش شیشے کا تھا۔ آج جب میں ان کے مزار پر کھڑا تھا تو میں نے شیشے کے محل میں رہنے والے پیغمبر کے مزار پر ایک سناٹا دیکھا۔

تدمر: وہ عمارات جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے بنائی

تدمر: یہ جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے تعمیر کرائی تھی۔ عہد اسلامی میں 1157ء کے خوفناک زلزلہ نے تدمر کو کھنڈر بنا دیا۔ اس شہر کا دوسرا نام پالمیرا بھی ہے یہ شہر حمص کے مشرق میں شام کے صحرا کے اندر واقع ہے۔ (حوالہ اردو دائرہ معارف 571/5)

تدمر: وہ شہر جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے تعمیر کرایا

مشہور مورخ یعقوبی نے تدمر کے بارے میں لکھا ہے کہ تدمر (تدمور) (Palmyra) ایک قدیم شہر ہے، جس میں عجیب وغریب عمارات ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان حیرت انگیز عمارات میں سے جن کے کھنڈر یہاں پڑے ہیں اکثر حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کی بنوائی ہوئی ہیں۔ (یعقوبی 111)

مورخ مقدسی لکھتا ہے کہ ''تدمر ولایت حمص میں داخل ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کے شہروں میں تخت شاہی کی مثل ہے۔ اس کا قلعہ جو صحرا کے قریب بنا ہوا ہے، بہت فراخ اور مضبوط ہے''۔ (صفحہ 156)

یاقوت کا بیان ہے کہ ''تدمر، صحرائے شام کا مشہور شہر ہے۔ یہ حمص کے قریب اور حلب سے 5 دن کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس میں ستونوں کے اوپر عجیب وغریب عمارتیں اٹھائی گئی ہیں۔ جن کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کے حکم سے جنات نے تعمیر کی تھیں۔ آج کل (1225ء) یہاں کے باشندے ایک قلعے میں رہتے ہیں جس کے گرد پتھر کی فصیل ہے۔ اس کا پھاٹک سنگین اور دُہرا ہے۔ متعدد ہیکل تھے۔ جن کے شکستہ آثار ابھی تک قائم ہیں۔

ایک ندی باغوں اور نخلستانوں کو سیراب کرتی ہے۔ یہ مقام تدمر بنت حسان کے نام سے موسوم ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی چھٹی پشت میں تھا۔ تدمر کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں کی عمارات حضرت سلیمان علیہ السلام سے اتنی مدت قبل تعمیر ہوئی تھیں جس قدر مدت کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کو اب گزر چکی ہے، لیکن جیسا کہ ہر حیرت انگیز عمارت کو جس کے بانی کا علم نہ ہو، لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اجنّہ سے منسوب کر دیتے ہیں ایسا ہی یہاں کی عمارتوں کے متعلق مشہور ہوگیا۔

اسمٰعیل ابن محمد القسری کا کہنا ہے کہ میں اموی خاندان کے آخری خلیفہ مروان ثانی کے ساتھ اس وقت موجود تھا جب کہ اس نے تدمر کی فصیلیں توڑیں، کیونکہ وہاں کے لوگ باغی ہوگئے تھے اور اسی کی پاداش میں خلیفہ نے انھیں قتل کیا اور کچل ڈالا اور ان کے شہر کی فصیلیں مسمار کرادیں۔ اسی موقع پر انھیں ایک بڑی خندق ملی اور اس میں ایک پتھر کے نیچے حجرہ نظر آیا جس پر اس قدر صاف اور تازہ صندل کیا ہوا تھا گویا کہ معمار ابھی کونچی پھیر کر گیا ہے۔ اس حجرے میں ایک ارتھی پر کسی عورت کی لاش اوندھے منہ رکھی ہوئی تھی اور اس کے اوپر ستر لبادے پڑے تھے اور دیکھنے کے قابل یہ بات تھی کہ اس کے لمبے لمبے بال تھے جن میں چھلے پروئے ہوئے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اس عورت کے پاؤں کو ناپا تو وہ پورا ایک درع لمبا تھا۔ اور اس کی ایک کاکل پر سونے کی تختی تھی جس پر یہ الفاظ لکھے تھے: ''بسم اللھم'' میں تدمر بنت حسان ہوں۔ میرے اس حجرے میں جو داخل ہو خدا اس کو ذلیل کرے۔ تب مروان نے حکم دیا کہ اس جگہ کو پھر بند کردیں اور ایسا ہی کیا گیا اور کوئی چیز وہاں سے نہیں لی گئی۔ (حوالہ بلاد شام وفلسطین)

تدمر

وہ جگہ جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے تعمیر کرایا

جنوں کی تعمیر کردہ عمارات کے آثار

مجیدو میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب سرنگ

جنوں کی تعمیر کردہ عمارات کے آثار

تدمر شہر کے آثار

حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب حوض

اسرائیل کی مسجد جمعہ شہر کے وسط میں ہے۔ اس کے پھاٹک پر بھی ایک چشمہ ہے جہاں حمام بنا دیا گیا ہے۔ اس چشمے کا پانی اس قدر گرم ہے کہ جب تک ٹھنڈا پانی نہ ملایا جائے آدمی اس سے نہانے کی تاب نہیں لا سکتا۔

کہتے ہیں اس حمام کو حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام نے بنوایا تھا۔ شہر کے مغربی حصے میں ایک اور مسجد بھی ہے جسے مسجد یاسمین کہتے ہیں۔ یہ بہت خوبصورت عمارت ہے اور اس کے وسطی حصے میں ایک بڑا چبوترا اٹھا ہوا ہے، جہاں نماز کے لیے محرابیں بنا دی گئی ہیں۔ ان سب کے گرد چنبیلی کے درخت لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ ''مسجد یاسمین'' کے نام سے موسوم ہوئی۔

مشرقی جانب کے دالان میں حضرت یوشع علیہ السلام ابن نون کا مزار ہے اور مذکورہ بالا چبوترہ کے نیچے 70 پیغمبروں کی قبریں دکھائی جاتی ہیں۔ جنہیں بنی اسرائیل نے قتل کیا تھا۔ شہر کے مغرب میں ایک پہاڑ بلند ہوتا چلا گیا ہے اور اس کی چوٹی پر تراشیدہ پتھروں سے قلعہ تعمیر کیا گیا ہے اور اس میں عبرانی حروف سے ایک کتبہ کندہ کیا ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ کتبہ کندہ کرنے کے وقت سبع سیارہ (سات سہیلیوں کا جھمکا) برج ثور کے سرے پر تھا۔

بلاد شام و فلسطین کے مصنف نے ناصر خسرو کے سفر نامہ کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے بیت المقدس سے تین فرسخ کے فاصلے پر عیون حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب ایک بڑا پانی کا بند ہے۔ جس میں پہاڑیوں کے سب ندی نالے بہہ کر آتے ہیں۔ یہاں سے پانی کی ایک نہر حرم شریف تک لائی گئی ہے اور اسی لئے شہر کے سب حصوں سے زیادہ یہاں پانی کی افراط ہے۔ یوں بھی ہر گھر میں بارش کا پانی جمع رکھنے کی غرض سے (کیونکہ اس کے سوا اور کوئی ذریعہ آب رسانی نہیں ہے) ایک حوض ہوتا ہے اور ہر شخص لازماً اپنی چھت کا پانی اس میں ذخیرہ کرتا ہے۔ حماموں اور دوسرے مقامات پر بھی جو پانی استعمال ہوتا ہے وہ سب بارش کا ذخیرہ کیا ہوا ہے۔

احاطہ حرم کے نیچے کے حوضوں کو مرمت کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ وہ سب پکی چٹانوں میں ترشے ہوئے ہیں۔ اگر کہیں کوئی درز یا شگاف تھا بھی تو اسے ایسی مضبوطی سے چن دیا گیا ہے کہ یہ حوض کبھی بیکار نہیں ہو جاتے۔ کہتے ہیں کہ ان کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنوایا تھا۔ ان کی چھتوں یا ڈھکنوں کی صورت نانبائی کے تنور کی طرح ہے اور ہر کھلی جگہ کو (کنوئیں کے دہانوں کی طرح) اس ترکیب سے پتھر سے ڈھکا ہے کہ کوئی چیز اندر گرنے نہ پائے۔

بیت المقدس کا پانی دوسرے مقامات کی نسبت سب سے میٹھا اور پاک صاف ہے اور دو تین روز تک بارش نہیں ہوتی تب بھی نالیوں میں پانی بہتا رہتا ہے، کیونکہ مطلع صاف ہونے اور بادل کے موجود نہ ہونے کی صورت میں بھی شبنم کے باعث تقاطر ہوتا رہتا ہے۔ (ناصر خسرو، صفحہ 39)

اسرائیل میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب حوض

حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب حوض

زیر نظر تصویر یروشلم کے شہر بیت اللحم سے 5 کلومیٹر دوری پر واقع حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب حوض کی ہے۔ یہ حوض سولومن پول کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں اطراف کی وادی کے چشموں کا پانی جمع ہوتا ہے اس حوض میں 160000 کیوبک میٹر پانی جمع ہوسکتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ ''مسجد اقصیٰ میں موجود قبۃ الصخرہ سے غربی جانب ایک بیرونی عمارت ہے جس کے اندر ایک چبوترہ سا ہے، جس پر سبز غلاف ہے۔ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہے جہاں آپ علیہ السلام جلوہ گر ہوتے تھے۔ یہاں شیشے کا صحن تھا جسے ملکہ بلقیس پانی سمجھ کر اپنی پنڈلیاں کھولنے لگی تھی۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام بوقت وفات نماز میں کھڑے ہوگئے تھے۔ یہیں آپ علیہ السلام کی قبر مبارک بھی ہے۔''

یروشلم میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب غار

یروشلم کے قدیم شہر کے آثار جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کا بتایا جاتا ہے۔ ان آثار میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں موجود شہر کے گرد دیواریں اور گیٹ واضح ہے۔ یہ 1999ء میں کی جانے والی کھدائی میں برآمد ہوا۔

الخلیل میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب غار

الخلیل اسرائیل کا ایک شہر ہے، جس میں ایک مسجد الخلیل کے نام سے مشہور ہے۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ الخلیل میں ایک نہایت ہی خوبصورت اور عظیم الشان جامع مسجد ابراہیمی ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا ہال ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نگرانی میں جنات سے تعمیر کرایا تھا۔ اسی عظیم ہال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبریں ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور کچھ انبیاء کرام کی ازواج مطہرات کے مزارات مقدسہ ہیں۔ اس پاکیزہ خطہ میں بھی حاضری دے کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اسی ہال میں وہ بابرکت غار بھی ہے جہاں سینکڑوں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات بتائے جاتے ہیں۔

نواب بہادر یار جنگ اپنے روزنامچہ ''سیاحت ممالک اسلامیہ (1931ء)'' میں لکھتے ہیں ''خلیل'' کی چھوٹی سی بستی القدس سے 35 میل پر ہے۔ ایک وسیع غار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت سارہ، حضرت اسحاق علیہ السلام، ان کی بیوی، حضرت یعقوب علیہ السلام، ان کی بیوی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس غار کو سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چار دیواری سے محصور کیا جو اب تک موجود ہے۔ اس دیوار میں بعض پتھر اتنے بڑے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے کہ اس زمانہ میں منجنیق نہیں تھی تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جنوں نے ان پتھروں کو اٹھایا ہوگا۔ اسی دیوار میں ایک جگہ ساتویں زینے کے پاس ایک سوراخ ہے جس کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تک جاتا ہے، ان کو اسی سوراخ تک جانے کی اجازت ہے۔ یہاں آ کر آہ وزاری کرتے ہیں، عرضیاں لکھ لکھ کر اس سوراخ میں ڈال دیتے ہیں۔ کئی زینے چڑھ کر ہم ایک وسیع مسجد میں پہنچے جو اس غار پر تعمیر کی گئی ہے اور غار پر چھوٹے چھوٹے حجرے بنا کر ان متذکرانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزار علیحدہ علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔

مسجد کے ایک مقام پر چھوٹا سا سوراخ بنا ہوا ہے۔ جس میں ایک قندیل ہمیشہ زنجیر سے لٹکی ہوتی ہے۔ مغرب کی جانب ایک چھوٹا سا دروازہ موجود ہے جو چھ سو سال سے بند ہے۔ مسجد میں قالین کا فرش اور آبنوس کا بہترین منبر ہے جس پر خط کوفی میں آیات قرآنی منقوش ہیں۔ بیش قیمت قندیلیں آویزاں ہیں اور ایک بیش قیمت گھڑی دیوار سے لگی ہے۔ یہ سب سلاطین آل عثمان کی یادگاریں ہیں۔

مسجد الخلیل جس کے نیچے بنے ہوئے غار میں 5 انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مدفون ہیں

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عاشقانہ موت

زمین کا وہ کیڑا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ سبا میں کیا ہے۔ اس سے مراد وہ کیڑا ہے جو لکڑی کو کھاتا ہے اور اس کو گھن کہتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ
''جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کے عصاء کو کھاتا تھا۔''

اس کا قصہ یہ ہوا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں جنوں کو ایک عمارت بنانے کا حکم دیا۔ جب اس کا کچھ حصہ تیار ہو گیا تو آپ علیہ السلام اس میں خفیہ طور پر آرام کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ لیکن ایک نوجوان شخص وہاں آپ علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا۔
آپ علیہ السلام نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم بلا اجازت یہاں کیسے آ گئے؟
اس نوجوان نے جواب دیا کہ میں اجازت لے کر آیا ہوں۔
آپ علیہ السلام نے پوچھا کس نے اجازت دی؟
اس نوجوان نے جواب دیا کہ اس محل کا جو مالک ہے اس نے مجھ کو اجازت دی ہے۔

اس جواب سے آپ علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت ہے اور میری روح قبض کرنے آیا ہے۔ چونکہ بیت المقدس کی تعمیر کا کام چل رہا تھا اس لئے آپ علیہ السلام نے اپنے عصاء پر ٹیک لگائی اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ بیت المقدس کی تعمیر کو جن وانس سے پورا فرمائیں۔

اس کے بعد ملک الموت نے آپ علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔ جنات یہی سمجھتے رہے کہ آپ علیہ السلام زندہ ہیں۔ چنانچہ جب بیت المقدس بن کر تیار ہو گیا تو آپ علیہ السلام کے عصاء میں گھن کا کیڑا پیدا ہو گیا اور اس کیڑے نے آپ علیہ السلام کے عصاء کو کھا کھا کر کھوکھلا کر دیا۔ لہٰذا وہ ٹوٹ گیا اور ساتھ میں آپ علیہ السلام بھی گر پڑے۔ اس وقت جنوں کو پتہ چلا کہ آپ علیہ السلام کی وفات اس سے بہت پہلے ہو چکی تھی، محض لاٹھی کے سہارے آپ علیہ السلام کا جسم بلا روح کھڑا تھا۔ لہٰذا جن آپس میں پچھتا کر کہنے لگے کہ اگر ہم کو غیب کا علم ہوتا تو ہم اس ذلت کے عذاب میں کیوں بتلا رہتے یعنی معماری کا کام نہ کرتے۔ اس سے پہلے جنات غیب دانی کے مدعی تھے۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ملک الموت نے آپ علیہ السلام کو اطلاع دے دی تھی کہ آپ علیہ السلام کی موت میں ایک گھڑی باقی ہے۔ اس پر آپ علیہ السلام نے جنوں کو طلب فرمایا اور ان سے محل تعمیر کرایا۔ جب وہ تیار ہو گیا تو آپ لاٹھی (عصا) کے سہارے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور اسی حالت میں آپ علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ جنوں کا دستور تھا کہ وہ آپ علیہ السلام کی محراب کے گرد جمع ہو جاتے مگر کسی کو یہ مجال نہ ہوتی کہ نماز پڑھتے ہوئے وہ آپ علیہ السلام کو دیکھ سکے کیونکہ جیسے ہی کوئی جن آپ علیہ السلام کی طرف دیکھتا فوراً جل جاتا۔

اتفاق سے ایک جن آپ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اس کو آپ علیہ السلام کے بولنے یا پڑھنے کی کوئی آواز سنائی نہیں دی۔ وہ چلا گیا اور واپسی پر آپ علیہ السلام کو سلام کیا۔ مگر سلام کا جواب بھی نہیں سنا تو اس نے غور سے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کا جسد بے روح ہے یعنی آپ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔

جنات کو جب اس چیز کا علم ہوا تو وہ آپس میں پچھتاوا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ہم کو غیب کا علم ہوتا تو ہم اس ذلت کے عذاب میں کیوں بتلا ہوتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر بوقت وفات **180** سال کی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جس جگہ نماز پڑھا کرتے تھے وہاں درخت اُگا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام اس درخت سے سوال کرتے کہ تیرا کیا نام ہے اور تو کس چیز میں کام آتا ہے؟ درخت جواب دیتا کہ میرا فلاں نام ہے اور میں فلاں کام میں کام آتا ہوں۔

چنانچہ اگر وہ درخت کسی بیماری کی دوا ہوتی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو قلمبند کر لیتے اور اگر وہ کوئی پھلدار درخت ہوتا تو آپ علیہ السلام اس کو دوسری جگہ لگوا دیتے۔ حسب معمول ایک دن آپ علیہ السلام نے ایک درخت دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ: تیرا نام کیا ہے اور کس چیز کے لئے کارآمد ہے؟

درخت نے جواب میں کہا کہ مجھے خروب کہتے ہیں اور میں اس ملک کو برباد و ہلاک کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔

درخت کے اس جواب سے آپ علیہ السلام نے اندازہ کر لیا کہ رب کریم سے میری ملاقات کا وقت آ پہنچا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ میری موت کو جنات پر مخفی کرنا تاکہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جنات کو غیب کا علم نہیں ہے اور بیت المقدس کی تعمیر کا کام بھی بدستور چلتا رہے۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے سلیمان اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری موت کا جنات کو علم نہ ہو تو خروب کے درخت کا ایک عصاء بناؤ اور اس پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو جاؤ (چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور اسی حالت میں اپنے رب سے جا ملے اور جنات کو جو کام آپ علیہ السلام نے سپرد کیا تھا وہ بھی بدستور چلتا رہا۔

جنات یہ سمجھتے رہے کہ آپ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ جنات کو آپ علیہ السلام کی وفات کا علم اس وقت ہوا جب گھن نے اس عصا کو کھا لیا جس پر آپ علیہ السلام ٹیک لگائے ہوئے تھے اور وہ عصاء ٹوٹ گیا اور آپ علیہ السلام گر پڑے۔ تب جنات پچھتا کر کہنے لگے کہ اگر ہم کو غیب کا علم ہوتا تو ہم کیوں ایک مدت تک اس ذلت کے عذاب کو برداشت کرتے بلکہ جس وقت آپ علیہ السلام کی روح قبض کی گئی اسی وقت یہ کام چھوڑ دیتے۔ (حوالہ حیات الحیوان ۲/۹۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

مورخین نے اس بارے میں 3 اقوال لکھتے ہیں جو الگ الگ کتب میں ملتے ہیں۔

(۱) بعض کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام مسجد اقصیٰ ہی میں کہیں مدفون ہیں۔

(۲) بعض کے نزدیک حضرت سلیمان علیہ السلام بحرہ طبریہ میں ایک چٹان کے پاس مدفون ہیں۔

(۳) آپ علیہ السلام کرغستان میں مدفون ہیں۔

پہلا قول: حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں مدفون ہیں

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق آپ علیہ السلام کی عمر بوقت وصال 180 سال تھی۔ قبر مبارک بیت المقدس میں ہے۔(آپ علیہ السلام 13 برس بادشاہ رہے)۔

حرم شریف میں موجود قبر سلیمان علیہ السلام

جناب یعقوب نظامی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کے پرانے شہر میں جبل زیتون کی طرف چاردیواری کے اندر 1499 فٹ لمبا اور 595 فٹ چوڑا احاطہ حرم شریف کہلاتا ہے۔ حرم شریف کے اندر مسجد اقصیٰ، مسجد صخرہ اور مقام براق کے علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر بھی ہے۔ بیت المقدس کا یہ متبرک ترین مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء علیہم السلام نے عبادت کی۔

جناب عبدالرحمٰن مکی لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ شریف کے صحن میں اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ قبر مبارک تقریباً تیس فٹ لمبی اور تقریباً پندرہ فٹ اونچی ہے۔ مزار مبارک پر نہایت خوبصورت سبز رنگ کا غلاف پڑا ہوا ہے۔ سر انور کی طرف سبز رنگ کا بہت بڑا عمامہ بھی رکھا ہوا ہے۔ اسی مسجد شریف میں حضرت زکریا علیہ السلام کا محراب، مقام داؤد علیہ السلام، قید خانہ جنات، محراب حضرت مریم **علیہا السلام**، تخت حضرت سلیمان علیہ السلام، مزار سلطان عبدالحمید، مزار مولانا محمد علی جوہر اور دیگر بے شمار مزارات و زیارات ہیں۔

مسجد اقصیٰ: ایک قول کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام یہاں مدفون ہیں

دوسرا قول: بحرہ طبریہ: جس کے قریب حضرت سلیمان علیہ السلام مدفون ہیں

فلسطین کی مشہور جگہ شہر طبریہ کے ساتھ ہی بحر طبریہ ہے۔ یہاں ہزاروں سال پرانا گرم پانی کا چشمہ ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام بن داوٗد علیہ السلام کا حمام کہلاتا ہے۔

مقامی لوگوں میں نسل در نسل یہ بات چلی آرہی ہے کہ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نہاتے تھے اور بحر طبریہ کے اندر ایک خوبصورت چٹان ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔

بحیرۂ طبریہ نامی چھوٹا سمندر ملک شام میں واقع ہے۔ پہلے وقتوں میں شام اس ساری زمین کو کہا جاتا تھا جو اب لبنان، فلسطین، اردن اور شام چار ملکوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اس جھیل میں مچھلیاں بکثرت ہیں اور یہ بارہ میل لمبی چھ میل چوڑی ہے۔ اس کے مغربی جانب طبریہ نامی شہر واقع ہے، جس کی وجہ سے اس کا نام بحیرہ طبریہ پڑ گیا۔ شہر لمبا چلا گیا ہے، مگر چوڑا کم ہے۔ کیونکہ وہ مغرب کی جانب واقع سیدھی اور بلند پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے جو شہر کے شمال اور جنوب میں سمندر تک پہنچ گئی ہیں۔ شہر کے جنوب مغرب میں کوہ ہرود واقع ہے۔

طبریہ

فلسطین کا یہ شہر بحیرہ طبریہ کے مغربی کنارے واقع ہے۔ اس کی آبادی پچیس تیس ہزار ہے۔ یروشلم کی تباہی (586 ق م) کے بعد طبریہ یہودیوں کا تہذیبی مرکز بن گیا (المنجد فی الاعلام) اسے 13ھ میں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔

1099ء میں یورپی صلیبیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے معرکۂ حطین (**583ھ/ 1087ء**) میں فتح یاب ہو کر طبریہ کو صلیبی قبضے سے چھڑایا۔ بحیرۂ روم کی بندرگاہوں حیفا اور عکا دونوں سے طبریہ کا فاصلہ پچاس، پچاس کلومیٹر ہے، جب کہ بیت المقدس اور دمشق دونوں میں سے ہر ایک طبریہ سے تقریباً **125** کلومیٹر دور ہے۔ بائبل میں اس کا نام گلیل آیا ہے۔ گرم پانی کا ایک چشمہ جو ''حمام سلیمان علیہ السلام بن داوٗد علیہ السلام'' کہلاتا ہے، طبریہ اور بیسان کے درمیان واقع ہے۔ بحیرۂ طبریہ کے اندر ایک تراشیدہ چٹان ہے، جس کے بارے میں مقامی لوگ کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر ہے۔ (اطلس القرآن ص 197، 198)

دوسرا قول: حضرت سلیمان علیہ السلام بحر طبریہ کے پاس مدفون ہیں

بلاد شام و فلسطین کے مصنف لکھتے ہیں کہ طبریہ کے حمام دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ شہر کے دروازے پر جھیل کے پہلو میں واقع ہیں۔ ان کی مثل دنیا کے دوسرے ملکوں میں بہت سے حمام ہیں لیکن واقع میں وہ جو عجوبۂ روزگار ہے وہ طبریہ کے مضافات میں جانب مشرق وادی (یرموک) کے اندر موضع الحسینیہ کا حمام ہے، جہاں قدیم آثار پائے جاتے مقامی لوگ اس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں۔ ان عمارات میں سے ایک دراصل ہیکل کی عمارت تھی جس کے اگلے حصے سے پانی ابلتا اور بارہ جھرنوں سے جھر جھر کر بہتا ہے اور ہر جھرنے کا پانی کسی ایک مرض کی شفا کا خاصہ رکھتا ہے۔ یہ پانی نہایت گرم لیکن پینے میں بہت صاف اور میٹھا ہوتا ہے۔ (نقل کردہ یاقوت، سوم 510)

مشہور مورخ دمشقی لکھتے ہیں کہ طبریہ شہر جھیل کے کنارے پر آباد ہے اور جھیل **12** میل لمبی اور **6** میل چوڑی ہے۔ اس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ جھیل کے اندر سے شریعہ ندی نکلتی ہے جو بہہ کر بحیرہ زغر (لوط) میں جا گرتی ہے۔ جھیل طبریہ کے کنارے چند چشمے نہایت گرم پانی کے ہیں، جنھیں حمامات کہتے ہیں۔ ان چشموں کا پانی کھاری اور کبریت آمیز ہے اور وجع مفاصل، سوجن، بلغم کی زیادتی، بادی وغیرہ امراض میں بہت مفید ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کی قبر اس جھیل کے اندر ہے۔

(دمشقی۔ 211)

مشہور مورخ یاقوت لکھتے ہیں کہ ''بحیرہ طبریہ کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل کے قریب ہے۔ یہ ایک وسیع تالاب سے مشابہ ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ کھڑے ہیں۔ بہت سی ندیاں اس میں گرتی ہیں اور شہر طبریہ اس کے مغربی کنارے پر آباد ہے۔ یہ یروشلم سے کم و بیش پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ اردن کبیر یا بالائی اس میں گرتا ہے اور وہ ندیاں بھی جو نابلس کے ضلع سے آتی ہیں۔ اس جھیل سے ایک بڑی ندی بہتی ہے جسے اردن صغیر (یا زیرین) کہتے ہیں اور جو غور کو سیراب کر کے اریحا کے متصل بحر لوط میں جا گرتی ہے۔ بحیرۂ طبریہ کے وسط میں ایک چٹان نکلی ہوئی ہے جس پر لوگ کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔

اسی جھیل کے پانی کا نیچے اتر جانا مسیح دجال کے آنے کی ایک علامت ہوگی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت اس کا پانی غائب ہو جائے گا تو یاجوج ماجوج کی قوم کا ایک آدمی کہے گا کہ یقیناً اس کے اور آگے پانی موجود ہے اور پھر وہ سب مل کر بیت المقدس پر بڑھیں گے۔ اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام الصخرہ پر کھڑے ہوئے نمودار ہوں گے اور سچے مومن انھیں گھیرے ہوئے ہوں گے، جن میں وہ وعظ فرمائیں گے۔ پھر قبیلہ جرہم یا دوسرے قول کے بموجب غسان کا ایک شخص یاجوج و ماجوج کے مقابلے میں نکلے گا اور انھیں شکست فاش دے گا اور وہ بالکل پراگندہ ہو جائیں گے''۔

(یاقوت اول۔ 515 مراصد۔ اول 131)

ابوالفدا کے مطابق بحیرۂ طبریہ، غور کے بالائی سرے پر واقع ہے۔ اس میں نہر الشریعہ گرتی ہے۔ جھیل کا نام شہر طبریہ پر ہے جو اس کے جنوب مغربی کنارے پر آباد تھا اور اب ویران ہو گیا ہے۔ جھیل کا محیط دو دن کی مسافت کے مساوی ہے۔ (صفحہ 39)

ایک قول کے مطابق اس جھیل کے آس پاس ہی حضرت سلیمان علیہ السلام مدفون ہیں

بحیرہ طبریہ روم سے **212** میٹر نیچے ہے اور بحیرہ مردار کے بعد یہ دنیا کا دوسرا سب سے نچلا حصہ ہے۔ یہ **21** کلومیٹر لمبا اور **13** کلومیٹر چوڑا سمندر ہے اور اس کی گہرائی **48** میٹر ہے۔

تیسرا قول: حضرت سلیمان علیہ السلام کرغستان میں مدفون ہیں
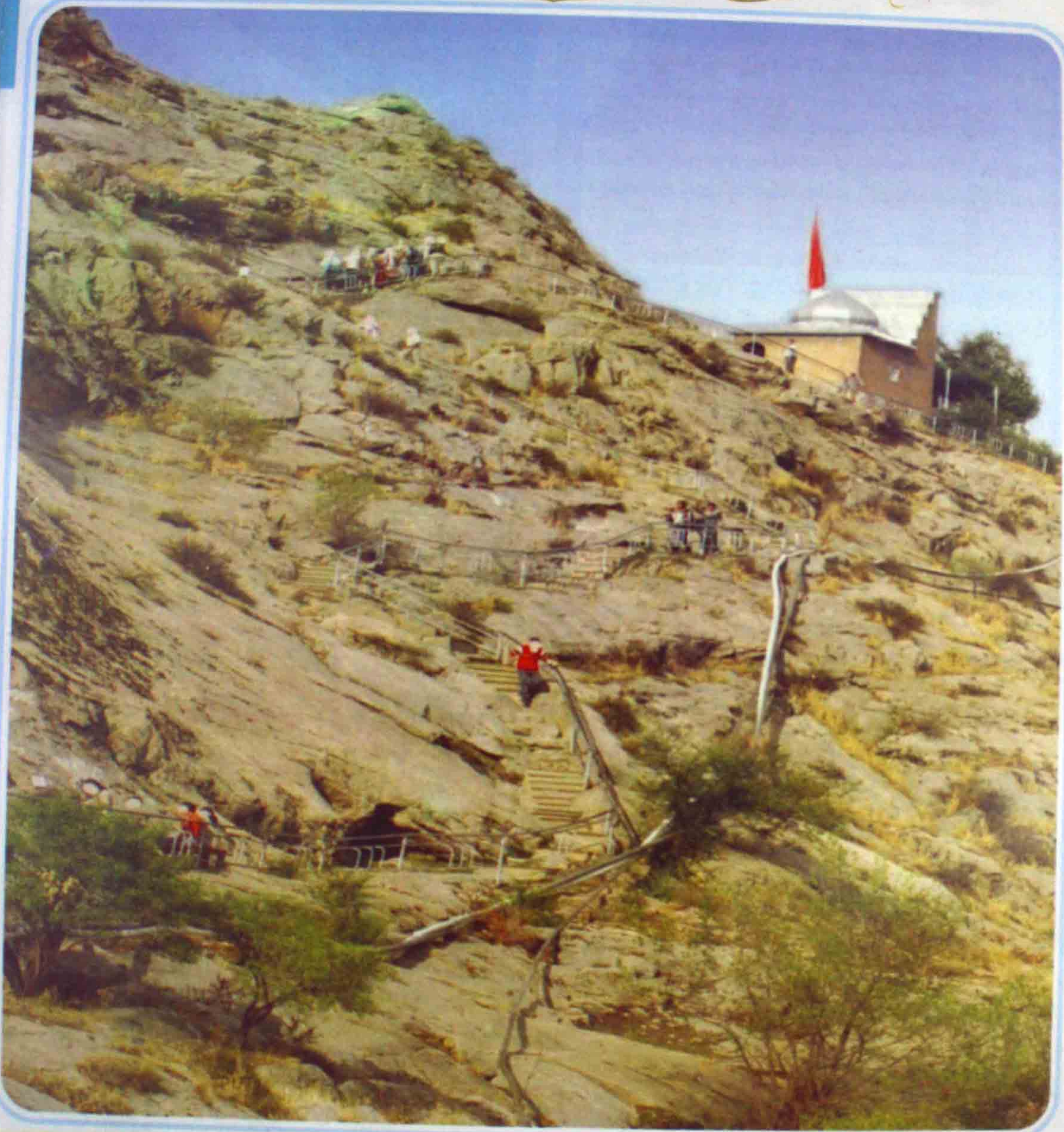
زیرِ نظر تصویر کرغستان کے دوسرے بڑے شہر اُوش کی ہے جو کہ 3000 سال پرانا ہے۔ یہاں سے جو چیزیں کھدائی کے دوران ملی ہیں، ان کے مطابق یہ شہر روم سے بھی پرانا ہے اس شہر کے بیچ میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب پہاڑ سلیمان ماؤنٹین ہے جسے 16 صدی تک Bara Kuch اور Nice Mountain کہتے تھے۔ اس کو یہ نام اس لیے دیئے گئے کیوں کہ پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کے چوراہے میں دفنایا گیا تھا۔ یہاں پر ایک غار ہے جس میں سے قدرتی طور پر پانی چھتوں سے بہتا ہے۔ پہاڑ سے 30 منٹ کی چڑھائی پر ایک مسجد بھی ہے جو 1497ء میں بابر نامی بادشاہ نے بنوائی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد کا مزار مبارک
بعض مورخین کے نزدیک یہ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کا مزار ہے (واللہ اعلم)
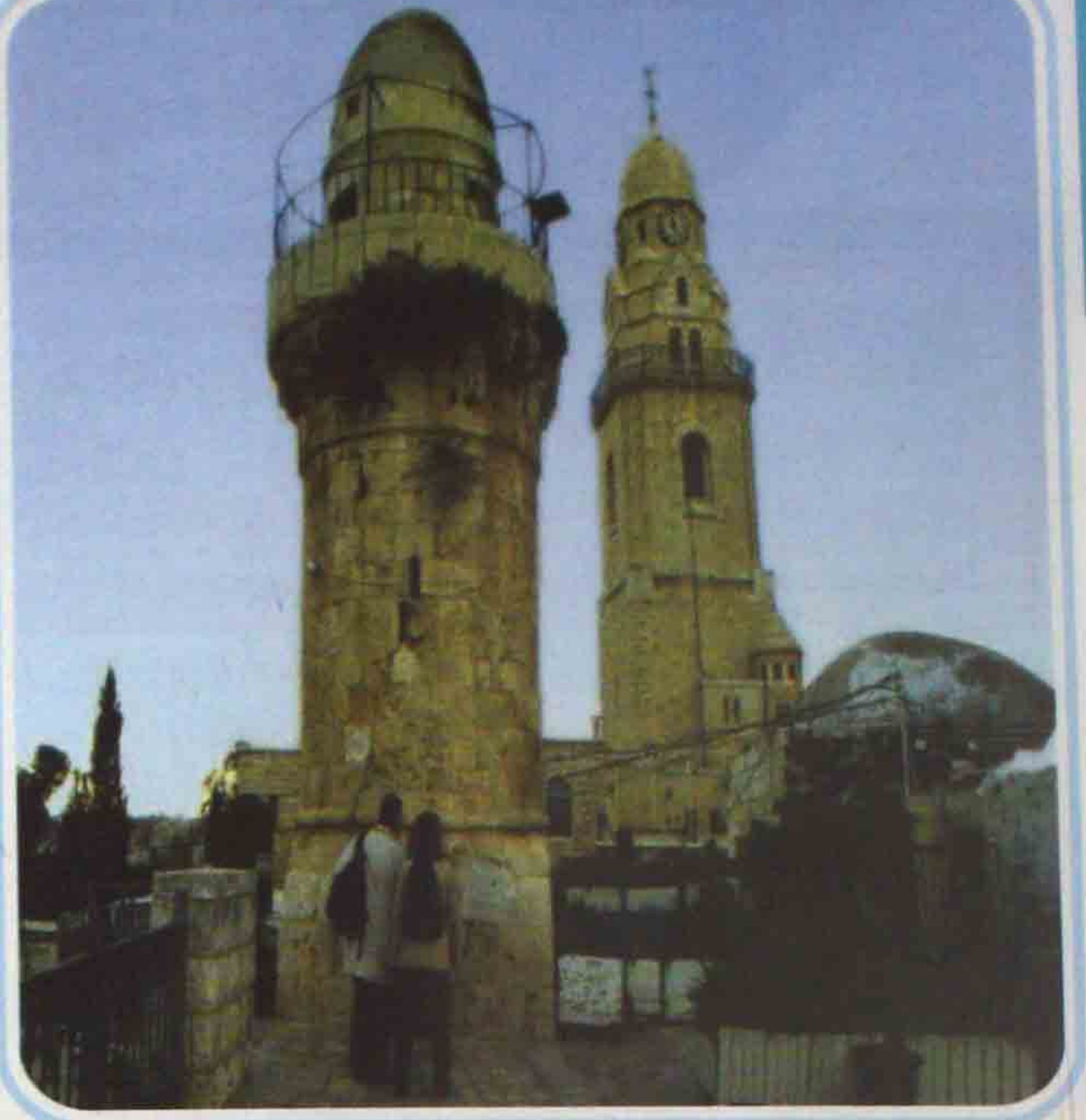
حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد کا مزار مبارک

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کا گیٹ

Zion Gate پرانے شہر کے جنوب مغربی طرف واقع ہے اور اسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے 1540 قبل مسیح میں بنوایا تھا۔ چونکہ اس Gate کے جنوبی طرف Zion نامی پہاڑ واقع ہے لہٰذا اس کا نام Zion Gate پڑ گیا۔

1948ء سے 1967ء تک جورڈن والوں نے Zion Gate کو بند کر دیا تھا اور یہاں لوگ زیارت کے لئے نہیں جاسکتے اس کے بعد یروشلم پر اسرائیلیوں کا کنٹرول ہوگیا اور انہوں نے Zion Gate کو زائرین کے لئے کھول دیا ہے۔

تذکرہ حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر قرآن میں پانچ جگہ آیا ہے اور قصص الانبیاء کے مصنف نجار مصری کا کہنا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے **100** سال پہلے ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ مصنف ارض قرآن کے نزدیک **700** ق م اور **1000** ق م کے درمیان ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کا جاء مقام دمشق کا مشہور شہر بثنیہ ہے، جو بحر طبریہ کے مشرق میں واقع ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ قرآن میں

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

اور ایوب (علیہ السلام) (کو یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے" تو ہم نے اس کی دعا سن لی تو ہم نے دور کر دی جو تکلیف اسے تھی اور ہم نے اسے گھر والے اور اتنے ہی ان کے ساتھ اور عطاء کئے اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور بندگی والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا شجرہ نسب یہ ہے "ایوب بن موص بن رازح بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ (ابن کثیر)

آپ علیہ السلام کی زوجہ کا نام رحمتہ ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بیٹے افرائیم کی بیٹی تھیں۔

آپ علیہ السلام غریبوں کی بہت زیادہ مدد کرتے تھے اور مسلمانوں کا خوب اکرام کرتے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بال گھنگریالے، آنکھیں موٹی خوبصورت، شکل وصورت بہت خوبصورت، گردن چھوٹی، سینہ چوڑا، پنڈلیاں اور کلائیاں موٹی تھیں اور آپ علیہ السلام کا قد لمبا تھا۔ (روح المعانی ج ۹ حصہ دوم ص)

قبرص
طرابلس
تدمر
بعلبک
بیروت
نبک
بحیرہ روم
دمشق ③
حوران ④
بثنیہ ①
طبریہ
حیفا
ازرع
اذرعات
بصری الشام
شام
دریائے اردن
القدس ②
جلعاد
عمان
غزہ
فلسطین
بحر مردار
بئر سبع
کرک
اردن
عقبہ
وادی سیناء
سعودی عرب
مدین

حضرت ایوب علیہ السلام

① بثنیہ: حضرت ایوب علیہ السلام کا مقام تبلیغ
② القدس: جہاں حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے مدفون ہیں
③ عراق: جہاں حضرت ایوب علیہ السلام مدفون ہیں
④ حوران: جہاں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ موجود ہے

حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان

حضرت ایوب علیہ السلام بڑے مالدار تھے۔ آپ علیہ السلام دمشق کے ایک پورے گاؤں کے واحد مالک تھے۔ گائے بھیڑ، بکریاں اور اونٹ کھیتوں اور باغ باغیچوں والے تھے، ان کے بارہ بیٹے تھے۔ غرض اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ہر قسم کی نعمتیں دی تھیں مگر وہ اپنی دولت اپنے اوپر خرچ نہ کرتے تھے بلکہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کرتے اور رات دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے۔

ساری بستی ان کی تعریف کیا کرتی تھی حتی کہ ان کی خدا پرستی کی تعریف فرشتوں میں بھی ہونے لگی، تو شیطان جل بھن گیا اس نے اللہ سے کہا ایوب اس لیے تیرا شکر گزار بندہ ہے کہ تو نے اسے ہر قسم کی نعمتیں دے رکھی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا ایسا نہیں ہے، وہ فقر و فاقہ اور مصیبت میں بھی ایسا ہی رہے گا۔ شیطان نہ مانا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا تو ایوب کو ہرگز نہیں ورغلا سکتا جا میں نے تجھے اختیار دیا۔

شیطان حضرت ایوب علیہ السلام کے دوستوں کے پاس گیا اور ان کے ذریعے انہیں رات دن ورغلاتا رہا کہ وہ برے کاموں میں پڑ جائیں اور اللہ کی عبادت کو چھوڑ دیں مگر وہ کسی طرح کامیاب نہ ہوا۔ اتفاقاً کچھ مظلوم بادشاہ کے پاس گئے تو بادشاہ نے ان کی بات نہ مانی اور کہا اگر حضرت ایوب علیہ السلام گواہی دیں گے تو میں تمہارے دعوے کو مان لوں گا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے گواہی نہ دی۔ پھر کیا تھا یہ لوگ بستی میں ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے لگے اور رفتہ رفتہ لوگوں کو ان سے نفرت دلانے میں کامیاب ہو گئے، مگر وہ اسی طرح عبادت میں لگے رہے تو شیطان بڑا مایوس ہوا۔

وہ علاقہ جہاں حضرت ایوب علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے بھیجا گیا

حضرت ایوب علیہ السلام کی بکریوں کی چراگاہ

”جاسم“ ولایت دمشق کا ایک قصبہ ہے (یعقوبی ۱۱۵)۔ مسعودی کے مطابق جاسم، دمشق کا ایک گاؤں ہے اور دمشق واردن کی ولایتوں کے درمیان کے ضلع خولان میں واقع ہے۔ یہاں حضرت ایوب علیہ السلام کی چراگاہ ہے۔ جو یہاں سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ (جلد ہفتم، ۱۴۷)

یاقوت کا بیان ہے کہ ”جاسم“ دمشق سے ۸ فرسخ دور طبریہ کی سڑک پر دائیں جانب ایک گاؤں ہے۔ یہ جاسم ابن ارم ابن سام ابن نوح کے نام پر موسوم ہے جو برج بابل کی بربادی کے وقت یہاں آیا تھا“۔ (یاقوت دوم حصہ اول)

قوم ایوب علیہ السلام کا مقام رہائش حولان

زیر نظر تصویر دمشق کے علاقہ حولان کی ہے اردو دائرہ معارف اسرائیل کے مطابق حولان میں ایک چھوٹی بستی ہے جس میں حضرت ایوب علیہ السلام کا گھر تھا اور یہی وہ وادی ہے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے۔

المسعودی نے تاریخ مسعود میں لکھا ہے کہ حولان کی بستی نوی میں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ایک چٹان آج بھی موجود ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام نے 7 یا 18 سال بیماری کی حالت میں گزارے۔ پھر حکم الٰہی پر چشمہ جاری ہوا جس سے آپ علیہ السلام کو شفا ملی۔ چنانچہ اس چٹان کے ساتھ ایک چشمہ بھی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے یہی وہ غیبی چشمہ ہے جس کے ذریعہ آپ علیہ السلام کو شفا ملی۔ (مروج الذہب ۹۱/۱ بحوالہ اطلس القرآن)

حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس کتنی دولت تھی؟

تورات میں تذکرہ حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے ''عوض کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا اور وہ شخص کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں اس کے مال میں سات ہزار بھیڑیں، تین ہزار اونٹ، پانچ سو جوڑے بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں اور اس کے نوکر چاکر بہت تھے۔ اہل مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا۔ (تفسیر ماجدی، رحمۃ للعالمین، جلد سوم)

حضرت ایوب علیہ السلام کس زمانہ میں گذرے ہیں؟

مورخین کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ علیہ السلام کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ چنانچہ صاحب قصص الانبیاء لکھتے ہیں:

(۱) حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے 100 سال پہلے تھا۔

(۲) مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔

(۳) مشہور عرب مورخ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام عہد ابراہیمی کے قریب ہوئے ہیں۔ آپ علیہ السلام لوط علیہ السلام کے ہمعصر اور دین ابراہیمی کے پیرو تھے۔

(۴) مصنف قصص القرآن کی رائے ہے ''صحیح اور تحقیق بات یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام وحضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کے درمیان ہے۔''

بیماری میں حضرت ایوب علیہ السلام کا مثالی صبر

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو آزمائش وامتحان میں ڈالا تو آپ علیہ السلام کا مکان گر پڑا اور آپ علیہ السلام کے تمام فرزندان اس کے نیچے دب کر مر گئے اور تمام جانور جس میں سینکڑوں اونٹ اور ہزارہا بکریاں تھیں سب مر گئے، تمام کھیتیاں اور باغات بھی برباد ہوگئے۔ غرض آپ علیہ السلام کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ آپ علیہ السلام کو جب ان چیزوں کے ہلاک وبرباد ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ علیہ السلام حمد الٰہی کرتے اور شکر بجالاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا کیا تھا اور کیا ہے؟ جس کا تھا اس نے لے لیا۔ جب تک اس نے مجھے دے رکھا تھا میرے پاس تھا، جب اس نے چاہا لے لیا۔ میں ہر حال میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام بیمار ہوگئے اور آپ علیہ السلام کے جسم مبارک پر بڑے بڑے آبلے پڑ گئے۔ اس حال میں سب لوگوں نے آپ علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ بس فقط آپ کی بیوی جن کا نام ''رحمت بنت افرائیم'' تھا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی تھیں آپ علیہ السلام کی خدمت کرتی تھیں۔ سالہا سال تک آپ علیہ السلام کا یہی حال رہا۔ آپ علیہ السلام آبلوں اور پھوڑوں کے زخموں سے بڑی تکلیفوں میں رہے۔

مسجد اقصیٰ کا محراب

زیر نظر تصویر جدید مسجد اقصیٰ کے محراب کی ہے۔ اس مسجد اقصی کے نیچے تہ خانہ میں قدیم مسجد اقصیٰ کے آثار ہیں۔ چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ قدیم مسجد اقصیٰ کے محراب میں حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے مدفون ہیں۔

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب سفر ارض مقدس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے گرد برکات کا یہ عالم ہے کہ ہر قسم کے پھل دار درخت، صاف شفاف چشمے، حد نگاہ تک لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں۔ روحانی برکات ایسی کہ ستر میل کے علاقے میں جلیل القدر انبیاء کرام کے مزارات ہیں۔ اسی مسجد میں ہمارے رسول کریم افضل البشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب تمام انبیاء کو نماز پڑھائی اور پھر اوپر تشریف لے گئے۔ یہ مسجد نہایت وسیع وعریض ہے، شاید دنیا بھر میں اتنی وسیع مسجد اور کہیں نہ ہو۔ اس کے صحن میں دوسری مسجد صخرہ ہے، جس کے اندر وہ پتھر ہے جسے صخرہ معلق کہتے ہیں۔ صخرہ شریف ایک پانچ فٹ موٹا اور پچاس مربع فٹ چوڑا پتھر ہے، جس کے ایک کونے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک اور نشان قدم مبارک ہیں۔ محراب میں حضرت ایوب علیہ السلام کے صاحبزادوں کی قبریں ہیں، مگر ان کے نشان نہیں ملتے۔

الحمد للہ اس مبارک پتھر کے نیچے داخل ہو کر نوافل پڑھنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اس کے گنبد کی حال ہی میں جدید مرمت ہوئی ہے جس پر ستر لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے۔ یہ خرچ مختلف اسلامی ملکوں کے مخیّر حضرات نے پیش کیا ہے۔ اس کے مغرب کی طرف مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے ساتھ مولانا محمد علی جوہر، سلطان عبد الحمید اور شریف مکہ کے مزارات ہیں اور مشرقی دیوار کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مزار ہے۔ آپ علیہ السلام کے مزار کے ساتھ وہ جگہ ہے جہاں آپ علیہ السلام جنات کے فیصلے فرمایا کرتے تھے۔

مسجد اقصیٰ کی موجودہ عمارت کے نیچے پرانی عمارت بھی موجود ہے۔ جب ہمارا وفد حاضر ہوا تو نیچے جانے کا راستہ کھلا ہوا تھا۔ الحمد للہ نیچے جا کر اصل مسجد کو بھی دیکھنا نصیب ہوا۔ یہاں وہ حجرہ موجود ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام عبادت کے لیے بیٹھی تھیں اور جنتی کھانے اترا کرتے تھے۔ اسی مقام پر جبریل علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینے آئے تھے۔ قرآن کریم کے سولھویں پارے میں اس کا مکمل بیان موجود ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق غیر مستند باتیں

عام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ معاذ اللہ آپ علیہ السلام کو کوڑھ کی بیماری ہو گئی تھی۔ چنانچہ بعض غیر معتبر کتابوں میں آپ علیہ السلام کے کوڑھ کے بارے میں بہت سی غیر معتبر داستانیں بھی تحریر ہیں۔ مگر یہ سب باتیں بالکل غلط ہیں اور ہرگز آپ علیہ السلام یا کوئی نبی بھی کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا۔ اس لیے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا تمام ان بیماریوں سے محفوظ رہنا ضروری ہے جو عوام کے نزدیک باعث نفرت و حقارت ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ تبلیغ و ہدایت کرتے رہیں، تو ظاہر ہے کہ جب عوام ان کی بیماریوں سے نفرت کر کے ان سے دور بھاگیں گے تو بھلا تبلیغ کا فریضہ کیونکر ادا ہو سکے گا۔

الغرض حضرت ایوب علیہ السلام ہرگز کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوئے، بلکہ آپ علیہ السلام کے بدن پر کچھ آبلے اور پھوڑے پھنسیاں نکل آئی تھیں، جن سے آپ علیہ السلام برسوں تکلیف اور مشقت جھیلتے رہے اور برابر صابر و شاکر رہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے بحکم الٰہی اپنے رب سے یوں دعا مانگی:

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾

''اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہربانی کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔'' (انبیاء، آیت ۵)

حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا کیسے ملی؟

جب آپ علیہ السلام خدا کی آزمائش میں پورے اترے اور امتحان میں کامیاب ہو گئے تو آپ علیہ السلام کی دعا مقبول ہوئی اور ارحم الراحمین نے حکم فرمایا کہ اے ایوب! اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ آپ علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا تو فوراً ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔

حکم الٰہی ہوا کہ اس پانی سے غسل کرو۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے غسل کیا تو آپ علیہ السلام کے بدن کی تمام بیماریاں دور ہو گئیں۔ پھر آپ علیہ السلام چالیس قدم دور چلے تو دوبارہ زمین پر قدم مارنے کا حکم ہوا یہ آپ علیہ السلام کے قدم مارتے ہی ایک دوسرا چشمہ نمودار ہو گیا۔ جس کا پانی بے حد ٹھنڈا بہت شیریں اور نہایت لذیذ تھا۔ آپ علیہ السلام نے وہ پانی پیا تو آپ علیہ السلام کے باطن میں نور ہی نور پیدا ہو گیا اور آپ علیہ السلام کو اعلیٰ درجے کی صحت و نورانیت حاصل ہو گئی۔ اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی تمام اولاد کو دوبارہ زندہ فرما دیا اور آپ علیہ السلام کی بیوی کو دوبارہ جوانی بخشی اور ان کی کثیر اولاد ہوئی۔ پھر آپ علیہ السلام کا تمام ہلاک شدہ مال و مویشی اور اسباب و سامان بھی آپ علیہ السلام کو مل گیا بلکہ پہلے جس قدر مال و دولت کا خزانہ تھا اس سے کہیں زیادہ مل گیا۔

اس بیماری کی حالت میں ایک دن آپ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو پکارا تو وہ بہت دیر کر کے حاضر ہوئیں۔ اس پر غصہ میں آکر آپ علیہ السلام نے ان کو سو درہ مارنے کی قسم کھائی تھی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایوب! آپ ایک سو تنکوں کی جھاڑو سے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو مار دیجئے اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۗ نِعْمَ الْعَبْدُ ۗ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

زمین پر اپنا پاؤں مار، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرما دیئے اپنی رحمت کرنے اور عقلمندوں کی نصیحت کو اور اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ، بیشک ہم نے اسے صابر پایا۔ کیا اچھا بندہ ہے، بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔ (ص، ع ۴)

الغرض حضرت ایوب علیہ السلام اس امتحان میں پورے پورے کامیاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی نوازشوں اور عنایتوں سے ہر طرح سرفراز فرما دیا اور قرآن مجید میں ان کی مدح خوانی فرما کر ''اوّاب'' کے لاجواب خطاب سے ان کے سر مبارک پر سربلندی کا تاج رکھ دیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے امتحان کی مدت

آپ علیہ السلام کے امتحانات کی تاریخ پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ جس کو پڑھ کر انسان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آپ علیہ السلام امتحان میں ایک دو دن نہیں بلکہ اٹھارہ سال کی طویل مدت تک اس میں مبتلا رہے۔ چنانچہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام اٹھارہ سال تک امتحانات میں رہے۔ (روح المعانی، قصص الانبیاء)

یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ علیہ السلام کے امتحان کا زمانہ شروع ہوا اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر ستر سال یا اسی سال تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا بیماری میں شفا کی دعا نہ کرنے کی وجہ؟

حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں مفسرین نے بہت سے واقعات اور نکات لکھے ہیں۔ اختصار کی غرض سے چند باتیں پیش خدمت ہیں۔

روایت ہے کہ ایک دن آپ علیہ السلام کی خدمت گزار، وفادار، نیک شعار، بامراد، نیک زوجہ نے عرض کیا:

لو دعوت اللہ تعالیٰ

کاش تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے، اللہ تعالیٰ تمہاری تکلیف دور فرما دیتا۔

یہ سن کر آپ علیہ السلام نے فرمایا:

کم کانت مدة الرخاء فذكرت مدة كثيرة وفي رواية ثمانين سنة

عیش وعشرت راحت وسکون مال ودولت کی فراوانی میں کتنا وقت گزرا؟

آپ علیہ السلام کی زوجہ نے عرض کیا بہت وقت گزرا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام کی زوجہ نے کہا: اسی (۸۰) سال گزرے ہیں۔

تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انی استحیی من اللہ ان ادعوه وما بلغت مدة بلائی مدة رخائی

مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں اس سے دعا کروں جب کہ میری آزمائش کا وقت اتنا بھی نہیں ہوا جتنا میری آسائش کا وقت تھا۔ (تفسیر روح المعانی)

زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام کو بہکانے کی شیطانی کوشش

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمت آپ علیہ السلام کی بیماری کی وجہ سے ہر وقت فکر مند رہتی کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ میرے شوہر صحت یاب ہو جائیں۔ اسی دوران ایک دن شیطان ایک ماہر طبیب کی صورت میں نظر آیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ نے یہ سمجھ کر کہ یہ کوئی ماہر طبیب ہے، اپنے شوہر کی بیماری کے علاج کے لئے کہا۔ اس نے ایک شرط سے علاج کرنے کو کہا اور وہ شرط یہ تھی کہ جب تمہارے شوہر کو آرام ہو جائے تو صرف اتنا اقرار کر لیں کہ میں نے ان کو شفا دی ہے (گویا ایک نبی سے شرکیہ الفاظ کہنے کا مطالبہ کیا)، اس کے علاوہ میرا اور کوئی مطالبہ نہیں۔

بی بی رحمت کا ذہن ان الفاظ کی گہرائی تک نہ پہنچا کیونکہ ایک تو عورت تھیں، دوسرے شوہر کی لمبی اور تکلیف دہ بیماری، تیسرے تمام متعلقین کا ساتھ چھوڑ دینا۔ ان باتوں سے آپ بہت متاثر تھیں۔ غرض اس بہروپیے حکیم شیطان کی بات سن کر ہنسی خوشی شوہر کے پاس پہنچیں اور پورا واقعہ سنایا۔

حضرت ایوب علیہ السلام فراست نبوی سے فوراً سمجھ گئے کہ یہ حکیم شیطان مردود ہے۔ جیسے اس نے حضرت حوا علیہا السلام کو بہکا کر سیدنا آدم علیہ السلام کو بہکایا تھا، وہی حربہ مجھ پر بھی استعمال کرنا چاہتا ہے۔ بیوی کو بتلایا کہ یہ حکیم کون ہے اور ان پر ناراض ہوئے اور فرمایا خدا کے حکم سے اگر میں تندرست ہو گیا تو اس جرم کی سزا پر تمہارے سو بید لگاؤں گا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو شیطان کی بات پر اتنا غصہ اس وجہ سے آیا کہ اس نے شرکیہ پیغام دیا۔ یہ ہے بغض فی اللہ اور تعلق مع اللہ کی زندہ جاوید مثال۔

کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو جو تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے وہ اپنی اولاد تک سے نہیں ہوتا۔ جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام وسیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے تذکرہ میں کافی تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

شیطان نے جب بی بی رحمت کو بہکایا تو اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کو یہ فکر دامن گیر ہو گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ میری بیوی کو پھر بہکائے اور خدا نخواستہ وہ راہ حق سے بھٹک جائے تو آپ علیہ السلام نے نہایت ہی عاجزی و بے کسی سے کمال بندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے باادب بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ

(پروردگار) شیطان نے مجھ کو رنج اور تکلیف پہنچا رکھی ہے۔

اور سجدہ میں رو رو کر تضرع وزاری کے ساتھ التجا کی:

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

(پروردگار) مجھ کو سخت تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

غور کریں اول تو دعا میں اپنی عاجزی، کمزوری اور پریشانی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا "اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ" کہ پروردگار! مجھ کو بیماری سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ "اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ" شیطان نے مجھ کو رنج اور تکلیف پہنچا رکھی ہے۔

یہ ہے ادب کہ تکلیف کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی بلکہ شیطان کی طرف کی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں یہی حکم دیا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ اچھی باتوں کی نسبت اللہ تعالیٰ طرف کرے اور بری باتوں کی نسبت اپنے نفس کی طرف۔ (حوالہ تذکرۃ الانبیاء)

تمہیں یہ تحفہ ملا ہے

حضرت ایوب علیہ السلام پر جب کوئی مصیبت آتی تو کہتے اے اللہ! آپ نے لیا اور آپ ہی نے عطا کیا تھا، جب تک میری جان میں جان ہے، میں آپ کی بلا کی خوبی پر آپ کی حمد کئے جاؤں گا۔ عقائق میں مذکور ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اس بلا پر صبر کرنے کا ثواب جو میں نے ستر نبیوں کو بتلایا تو ان میں سے ہر ایک درخواست کرنے لگا کہ میں بھی اس مصیبت میں مبتلا ہوتا ہوں۔ میں نے ان کو یہ مرتبہ نہیں دیا، بلکہ تمہیں یہ تحفہ عنایت کیا ہے کہ دنیا وآخرت میں لوگ تمہاری تعریف کیا کریں گے اور تم سنا کرو (یعنی جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے) کہ ہم نے تو اس کو صابر پایا ہے۔ کیا اچھا بندہ ہے وہ (ہماری طرف) بڑا رجوع کرنے والا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے عجیب سوال

ایک مرتبہ کسی نے حضرت ایوب علیہ السلام سے پوچھا: آپ علیہ السلام کو بیماری کے دن یاد آتے ہیں؟

کہنے لگے بیماری کے جو دن تھے وہ صحت کے دنوں سے اچھے تھے۔

کہا توبہ توبہ ...... وہ کیسے اچھے تھے؟ آپ کا تو انگ انگ ہائے ہائے کرتا تھا۔

کہنے لگے جب میں بیمار تھا تو روزانہ ایک مرتبہ عرش سے آواز آتی تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ پوچھتا تھا ایوب! کیا حال ہے؟ اس آواز میں ایسی راحت ولذت تھی کہ میرا ہر درد مجھے بھول جاتا تھا۔ (از افادات حضرت مولانا طارق جمیل صاحب)

حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ کہاں ہے؟

حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے، پھر حکم ہوا زمین پر پیر مارو، آپ علیہ السلام نے پیر مارا تو چشمہ جاری ہوا۔ حکم ہوا اس سے نہاؤ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے نہایا تو 18 سال کی بیماری دور ہوگئی۔

اس وقت دنیا میں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمے تین مقامات پر ہے۔

(۱)......بخارا میں۔

(۲)......ترکی کے علاقہ سن لی عرفہ میں۔

(۳)......دمشق کی بستی حوران میں۔

(۱)......پہلا قول: بخارا میں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ

بخارا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ

"چشمہ شفا" حضرت ایوب علیہ السلام

جب ایوب علیہ السلام نے شفا کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝

اے ایوب زمین پر اپنا پاؤں مارو، یہ ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

آپ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ علیہ السلام اپنا پاؤں زمین پر مارو تو اس سے چشمہ جاری ہوگا۔ اس سے پانی پیو اور نہاؤ، تمہیں شفا حاصل ہوگی۔ آپ علیہ السلام کو نہانے سے ظاہری جسم کی تمام بیماریوں سے شفا حاصل ہوگئی اور پانی پینے سے اندرونی تمام بیماریوں سے شفا مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو جنتی لباس عطا فرمایا، آپ علیہ السلام لباس زیب تن کر کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے، آپ علیہ السلام کی زوجہ آئیں تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو نہ پہچانا وہ آپ علیہ السلام ہی سے پوچھنے لگی۔ اے اللہ کے بندے یہاں ایک بیمار شخص تھا وہ کہاں گیا؟ پریشان ہو کر پوچھا کہیں بھیڑیے تو نہیں لے گئے؟

بار بار پریشانی سے جب پوچھ رہی تھیں تو آپ علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے میں ہی ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا کر دی ہے۔

مال واولاد واپس مل گئے

وفی البحر الجمهور علی الله تعالیٰ احیا له من مات من اهله وعافی

جمہور حضرات کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی تمام فوت شدہ اولاد کو زندہ کر دیا اور مریضوں کو عافیت دے دی اور تمام بکھرے ہوؤں کو جمع کر دیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام کو دوبارہ شباب (جوانی عطا فرمائی) اور پھر پہلی اولاد کی طرح اور اولاد عطا فرما دی۔ اس طرح آپ علیہ السلام کو کثیر مال و دولت عطا فرمایا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے سونے کی مکڑیوں کی بارش کی، آپ علیہ السلام پکڑ پکڑ کر ایک کپڑے میں ڈالتے رہے، یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے ایک چادر بچھا کر اس میں جمع کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ "اے ایوب تم سیر نہیں ہوتے؟"

آپ علیہ السلام نے عرض کیا اے مولائے کائنات تیرے فضل سے کون سیر ہو سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے اٹھارہ سال بیماری اور تکلیف میں گزارے تھے، پھر رونقیں بحال ہو گئیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ

جناب عبد الرحمٰن مکی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ عراق میں دریائے فرات کے کنارے ایسی جگہ ہے جسے مقام ایوب علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ وہاں ایک گنبد ہے۔ جس میں ایک کٹہرے میں حضرت رحمتہ زوجہ ایوب علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔ سامنے برآمدہ ہے۔ اس کے پیچھے دو چشمے ہیں جو کنوؤں کی شکل میں ہیں۔ برابر میں دو غسل خانے ہیں ایک مردانہ اور ایک زنانہ۔ یہ حجرہ وہ ہے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کا زمانہ گذارا اور آپ علیہ السلام کی زوجہ رحمتہ نے آپ علیہ السلام کی خدمت کی۔ یہ چشمے وہ ہیں جو آپ علیہ السلام کی ایڑی سے پیدا ہوئے۔ ایک چشمہ پینے کا ہے، دوسرا غسل کا۔

ہم نے دونوں چشموں سے پانی بھی پیا اور وضو بھی کر لیا۔ کچھ جسم پر بھی ڈال لیا یہاں بہت سی موٹریں اور گھوڑا گاڑیاں کھڑی تھیں۔ لوگ اپنے بیمار بچوں کو پانی پلانے، نہلانے لاتے تھے۔ جو چشمہ پینے کا ہے اس کا پانی بہت میٹھا اور نہایت ہی ٹھنڈا ہے۔

یہاں کچھ کھجوروں کے بھی درخت ہیں۔ ان میں ایک کھجور وہ ہے جسے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے زمانہ کی ہے۔ لوگ اس کھجور کی چھال شفاء کے لئے لے جاتے ہیں اسے گھس کر بیمار پر لگاتے ہیں شفاء پاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

بخارا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ پر بنی عمارت

اسرائیل میں حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمہ کے اوپر بنی مسجد

دوسرا قول: ترکی میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ

زیر نظر تصویر حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمہ کی ہے یہ چشمہ ترکی کے شہر سن لی عرفا میں واقع ہے۔

تیسرا قول: حضرت ایوب علیہ السلام کا چشمہ عراق میں ہے

فتوح الشام کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ایک خاص مقام دمشق کے علاقہ جولان کے پہاڑوں کے سلسلہ میں نوی نامی جگہ ہے۔ اس جگہ حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ایک چٹان آج بھی زائرین کے آنے کا سبب بنی ہوئی ہے۔ یہ وہ چشمہ ہے جس میں غسل کر کے حضرت ایوب علیہ السلام 18 سال کی بیماری کے بعد شفایاب ہوئے تھے۔

معجم البلدان کے مصنف حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دیر ایوب علیہ السلام حوران کی ایک بستی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ نے یہاں ابتلا میں ڈالا، پھر ان کے پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ جاری ہوا اور یہیں ان کی قبر ہے۔ یہ جگہ نوی کے قریب ہی ہے۔

تاریخ مسعودی کے مصنف لکھتے ہیں کہ نوی میں حضرت ایوب علیہ السلام کی زمینیں اور غسل کرنے کا مقام ہے۔ حوران اور بثنیہ کی ولایتوں کا صدر مقام یہی شہر ہے۔ اس کی زمینیں گیہوں اور غلے کی پیداوار میں نہایت زرخیز ہیں۔ (مقدسی، 160)

مسعودی لکھتے ہیں کہ نوی سے تین میل یا کچھ کم وبیش مسجد ایوب علیہ السلام ہے اور وہ چشمہ آج تک موجود ہے جہاں آپ علیہ السلام نے غسل فرمایا تھا۔ یعنی 332 / 943ء تک نوی، حولان اور اسی طرح ولایت اردن میں دمشق وطبریہ کے درمیان کے تمام علاقوں میں اس کی شہرت ہے۔ اور مسجد میں وہ پتھر بھی اب تک محفوظ ہے جس پر تکلیف وآلام کے زمانے میں حضرت ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی رحمۃ رات بسر کرتے تھے"۔ (مسعودی، جلد اول، 91)

زیر نظر تصویر دمشق کے علاقہ حولان کی ہے۔ اس جگہ نوی نام کی ایک بستی ہے جس میں حضرت ایوب علیہ السلام کا گھر تھا اس وقت اس جگہ حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ایک چشمہ آج بھی زائرین کے آنے کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہ چشمہ ہے جس کے ذریعہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کی 18 سالہ بیماری دور ہو گئی تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی عاشقانہ موت

حضرت ایوب علیہ السلام بیماری سے شفایابی کے بعد کئی سال زندہ رہے اور بیماری سے ٹھیک ہونے کے بعد اللہ نے آپ علیہ السلام کو بہت سے بیٹے عنایت فرمائے۔ ابن جریر اور ان کے علاوہ مورخین علماء کا کہنا ہے کہ جس وقت حضرت ایوب علیہ السلام کا انتقال ہوا اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر 83 سال تھی اور بعض نے 75 سال بھی بیان کی ہے۔ (الکامل فی التاریخ صفحہ ۱۳۱، البدایہ والنہایہ ۲۲۴، ۲۲۵، الاتقان صفحہ ۲/۳۳۶)

ابن جریر اور دیگر علماء کرام کی روایت کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کا 73 سال کی عمر میں وصال ہوا۔

آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ علیہ السلام کے بیٹے نے اشاعت دین کا کام سنبھالا۔ بعض علماء کے نزدیک حضرت ذوالکفل علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ (ابن کثیر)

حضرت ایوب علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک احقر کی نظر میں ان 6 جگہوں میں سے کسی ایک جگہ موجود ہے۔

1	عراق	2	لبنان	3	دمشق	4	ترکی	6	اسرائیل

پہلا قول: عراق میں موجود مزار حضرت ایوب علیہ السلام

عراق کے شہر نجف جانے والی شاہراہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک آج بھی زائرین کی نگاہوں کو ٹھنڈک دیتا ہے۔ آپ علیہ السلام کی مزار کے اطراف میں جا بجا کھیت ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار ایک چھوٹے سے کمرہ پر مشتمل ہے آپ علیہ السلام کے مزار کا گنبد سبز ہے۔

عراق کے شہر نجف کے قریب حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک

عراق میں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب مزار
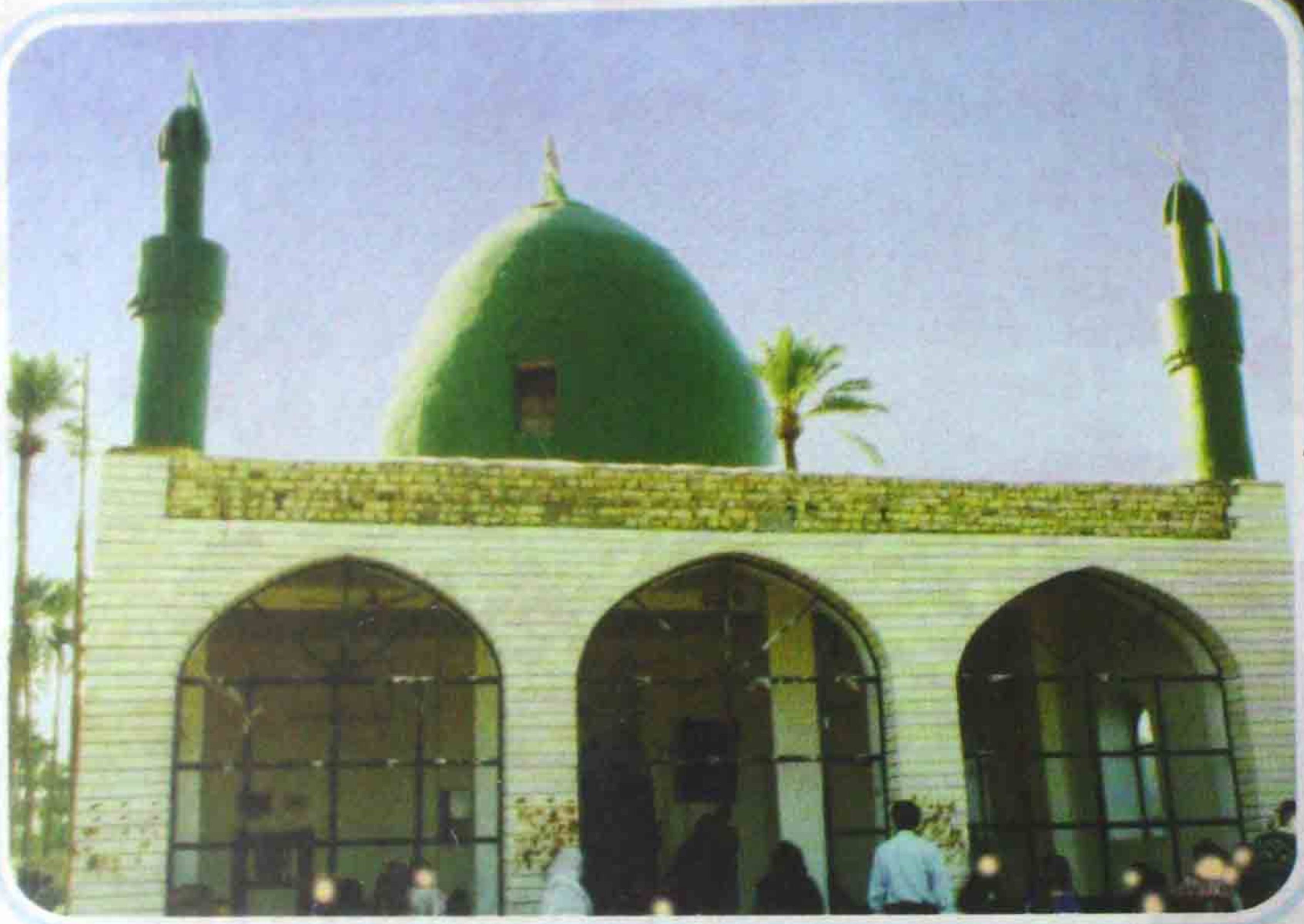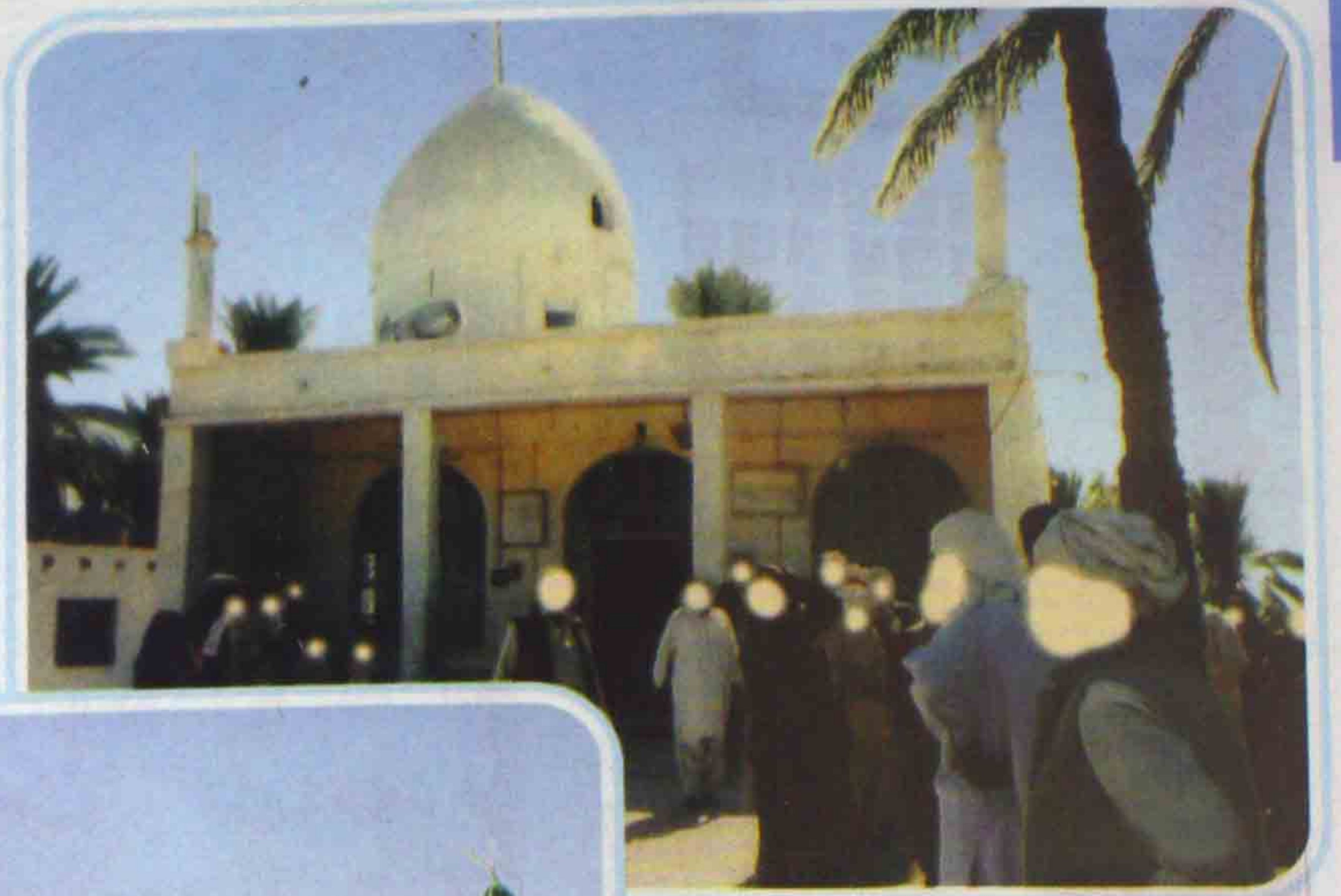
عراق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا روضہ مبارک

عراق میں واقع مشہور صحابی حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ مبارک

حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک

زیرِ نظر تصویر مشہور صحابی حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار دمشق میں واقع ہے۔

250 صحابہؓ کی قبروں کی زیارت کیجئے

نوٹ:...... جو احباب حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً 100 جنتی صحابیوں کے مقامات و تبرکات کا گھر بیٹھے دیدار کرنا چاہیں انھیں چاہئے کہ وہ احقر کی کتاب تبرکات صحابہؓ کا گھر بیٹھے مطالعہ کریں۔ اس کتاب میں 400 صحابہؓ کے مختصر پر اثر واقعات و حالات کے ساتھ ساتھ چار رنگہ تصاویر بھی قارئین کی منتظر ہیں۔

دوسرا قول: لبنان میں موجود مزار حضرت ایوب علیہ السلام

لبنان کے علاقہ الجذل میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار کی اوپری منزل

لبنان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار کا بیرونی منظر

حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار سے کھینچی گئی اطراف کے علاقہ کی تصویر

لبنان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار

قبر ایوب علیہ السلام (عمان)

تیسرا قول: دمشق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب مزار مبارک
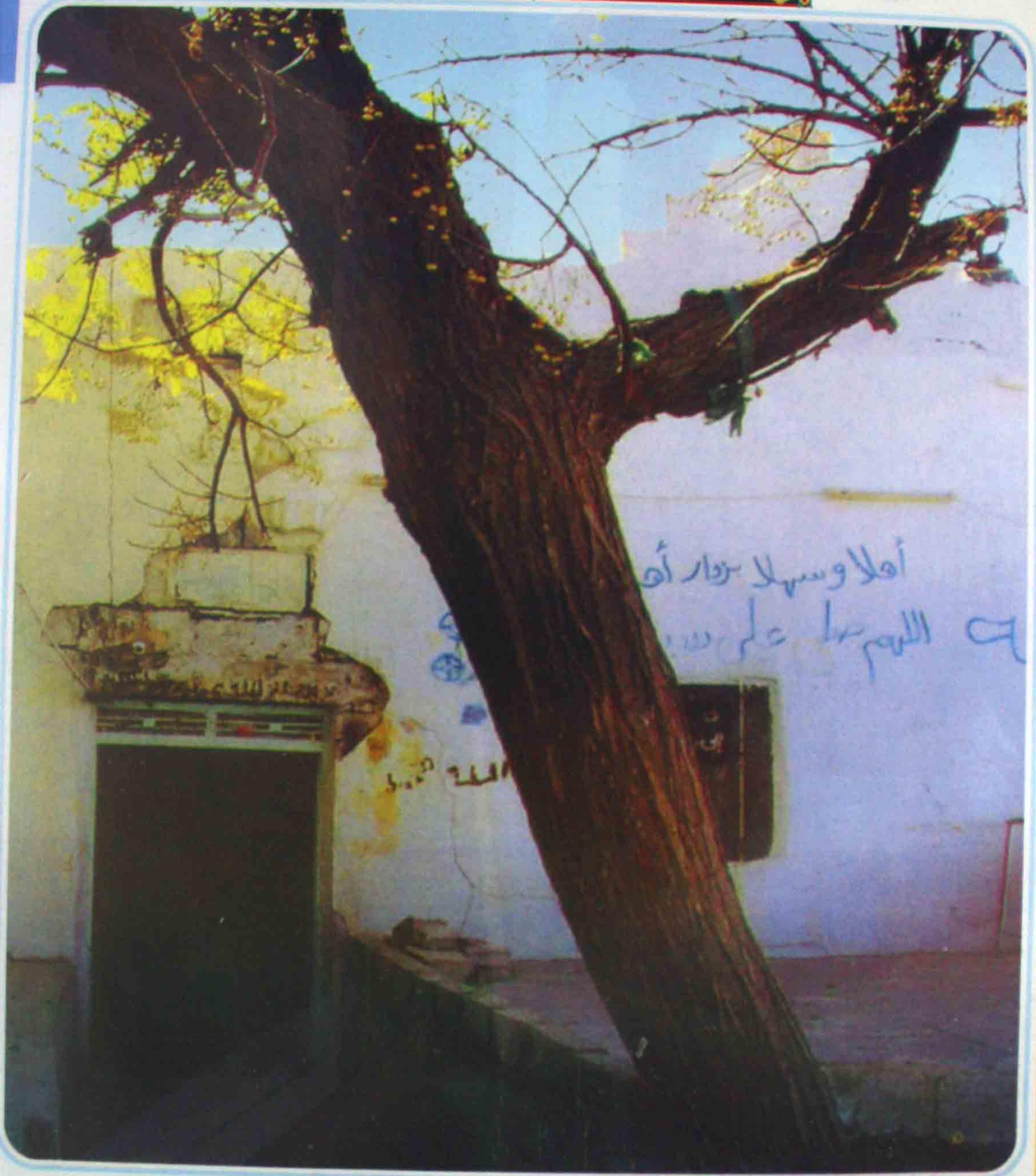
شام کے شہر دمشق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار

حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک دمشق کے نزدیک ''نوی'' نامی مقام پر ہے یہاں پر وہ مشہور زمانہ چشمہ بھی ہے جس میں بیماری کے بعد حکم الٰہی پر آپ علیہ السلام نے نہایا اور پھر بیماری سے شفایاب ہو گئے۔

چوتھا قول: ترکی میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک

Şifalı SU

عرفا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار

عرفا میں واقع حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب غار۔ یہ غار ترکی کے شہر سن لی عرفا میں واقع ہے

پانچواں قول: عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب مزار مبارک
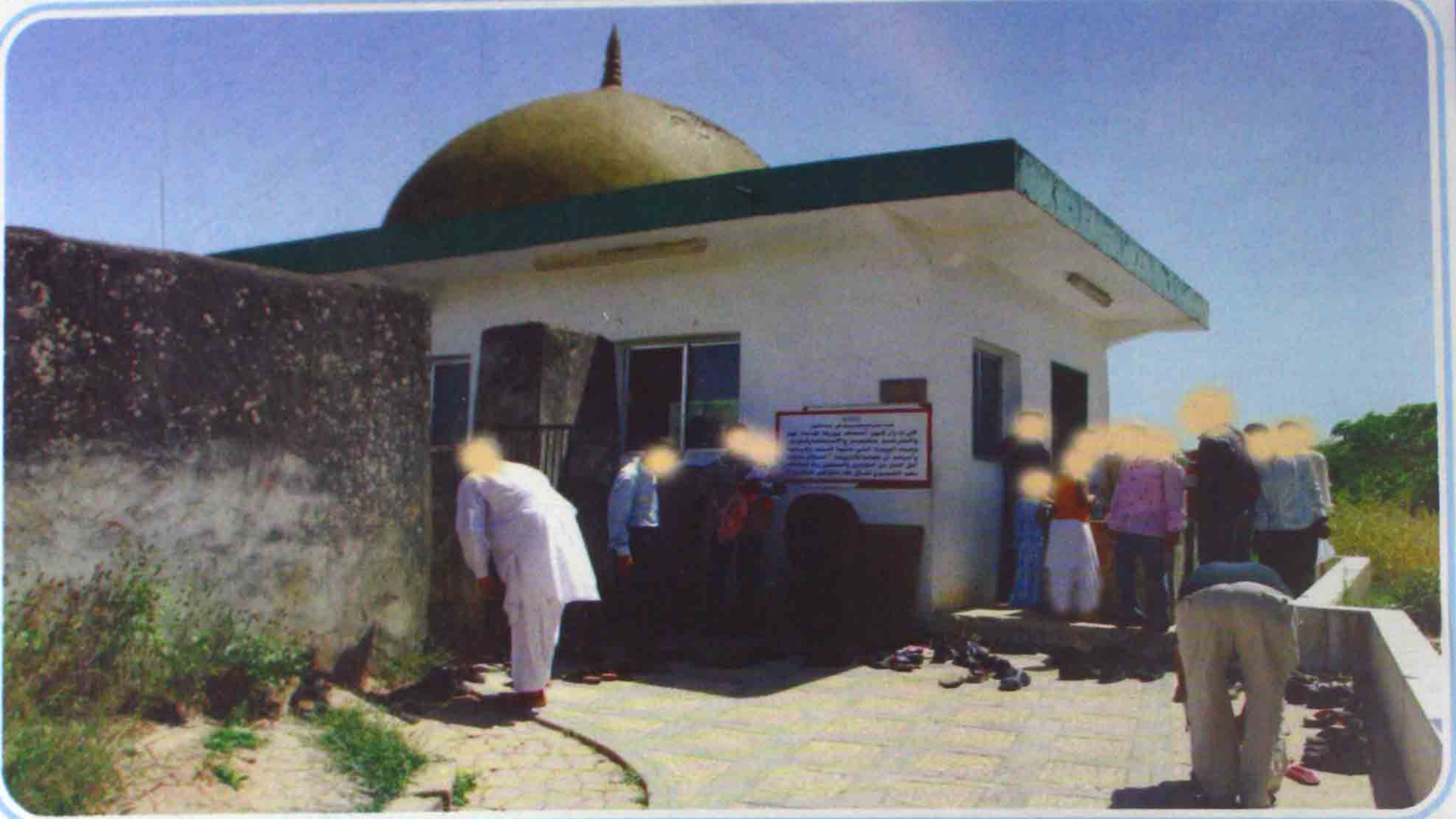
عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار
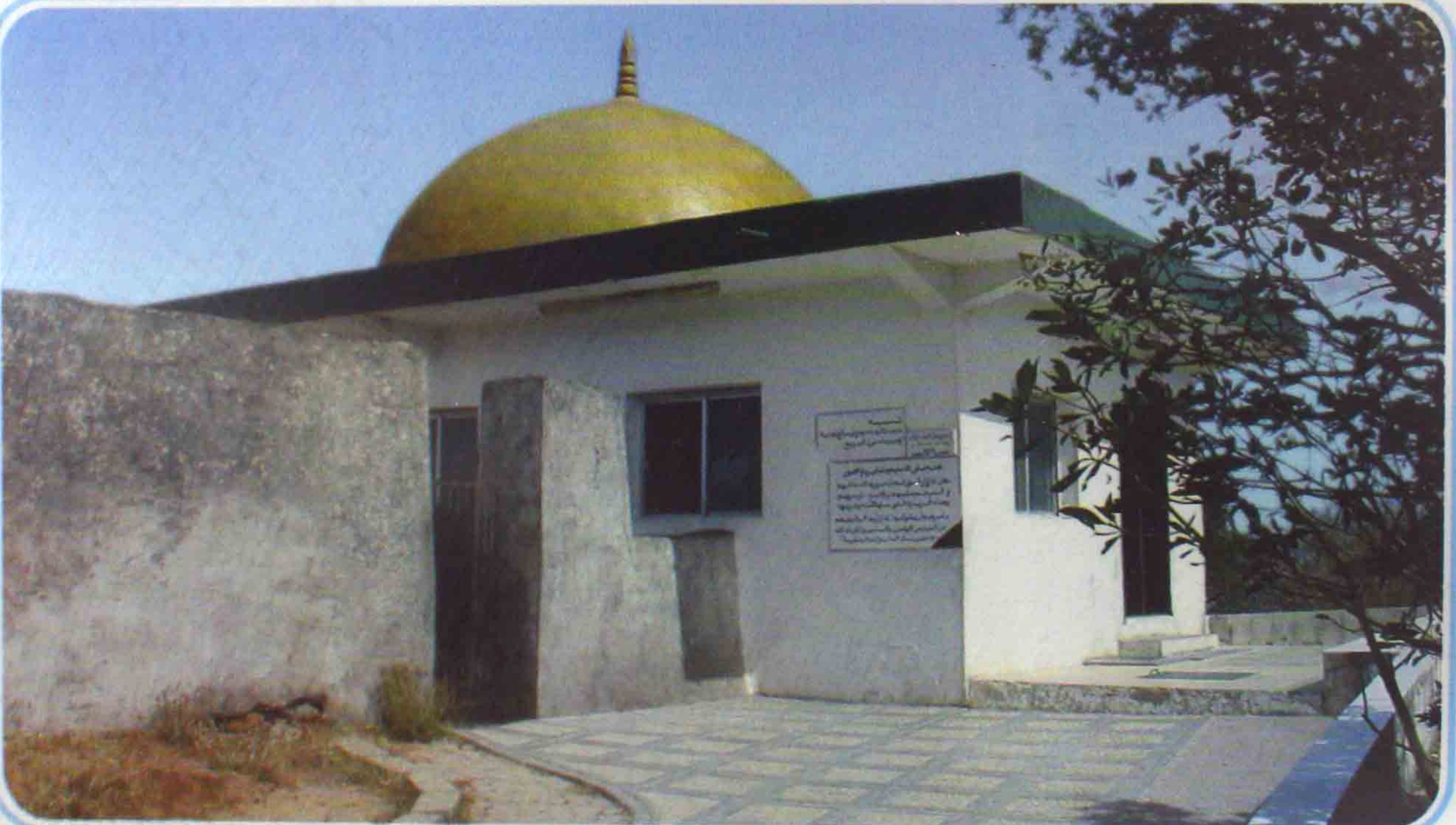
سلالہ عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار

عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار سے ملحق مسجد

عمان کے علاقہ سلالا میں واقع حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک

عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب قبر مبارک

عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک
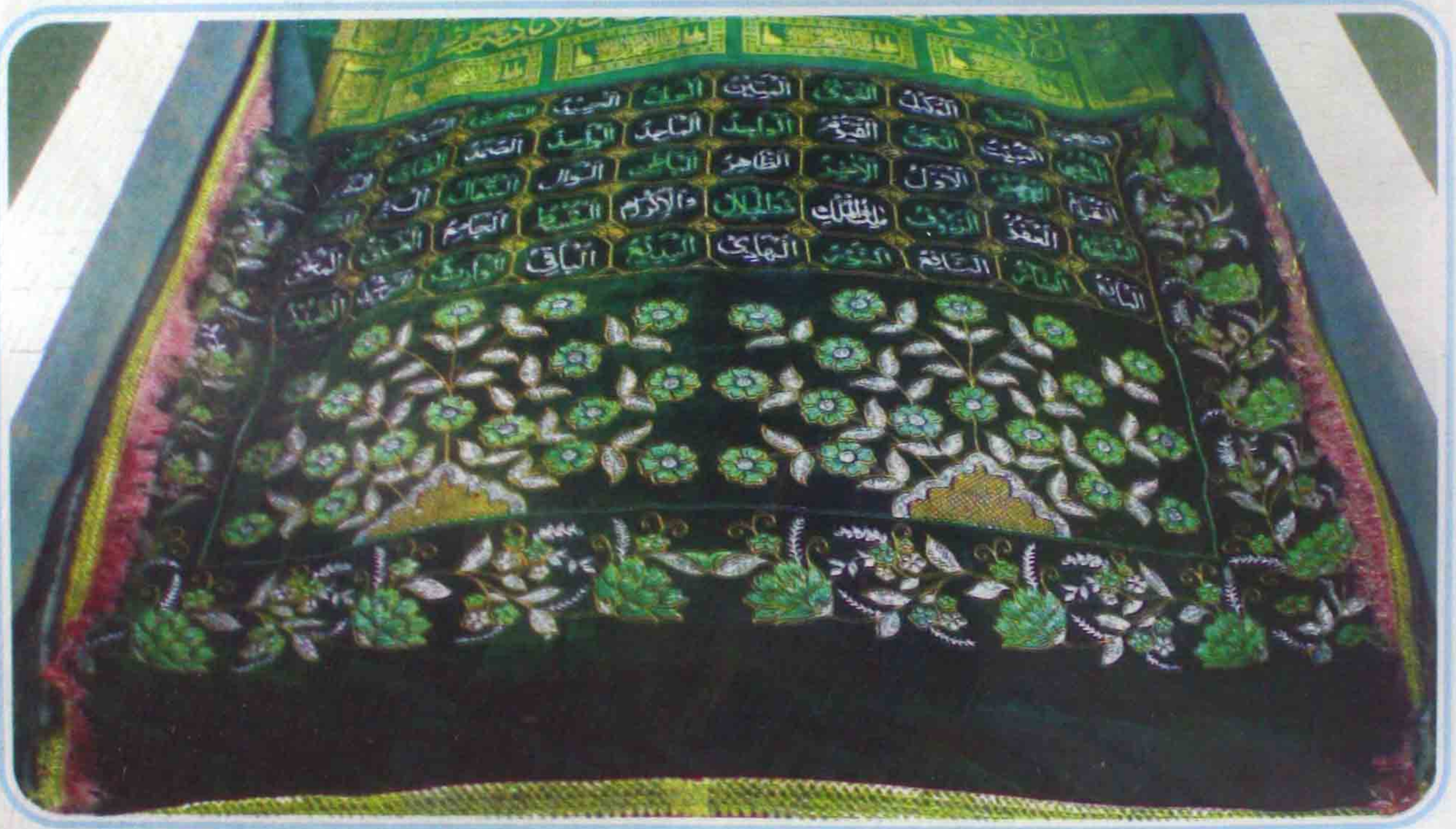
عمان کے علاقہ سلالا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک کی قریب سے لی گئی تصویر

عمان میں موجود مزار ایوب علیہ السلام

زیر نظر تصویر حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار کی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار عمان سلالا میں ایک چھوٹی پہاڑی پر واقع ہے

عمان میں سلالہ کے نزدیک واقع حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار سے ملحق مسجد

عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک

عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک

زیر نظر تصویر حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک کی ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار عمان کے مشرقی علاقہ سلالا میں واقع ہے

عمان کے علاقہ سلالا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک

چھٹا قول: اسرائیل میں موجود مزار ایوب علیہ السلام کا اندرونی منظر

زیر نظر تصویر سیدھے ہاتھ والی قبر حضرت ایوب علیہ السلام کی ہے اور الٹے ہاتھ والی قبر مبارک حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی ہے

عراق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک

بخارا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک

عراق میں موجود مزار حضرت ایوب علیہ السلام کی نشاندہی کرنے والا کتبہ

تذکرہ حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام ناصرہ کے قصبہ میں پیدا ہوئے اور آپ علیہ السلام کو جلول میں دفن کیا گیا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام 28 سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کے لئے منتخب کیا۔ آپ علیہ السلام کو عراق کے شہر موصل کے علاقہ نینوا میں تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ نینوا عراق کا مشہور شہر ہے جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اسی شہر میں تبلیغ کے لئے مبعوث ہوئے۔ (حوالہ تفسیر طبری 627/23)

ترجمان القرآن میں نینوا کے بارے لکھا ہے کہ نینوا موجودہ عراق کے شمال میں دریائے دجلہ کے ساحل پر موصل کے علاقہ میں واقع تھا۔ یہ وقت کی سب سے بڑی آشوری حکومت کا دارالخلافہ تھا۔ نہایت مستحکم اور مضبوط شہر تھا اور اس کی چاردیواری اپنی مضبوطی کے اعتبار سے ناقابل تسخیر سمجھی جاتی تھی۔ اپنے زمانہ کا غالباً سب سے بڑا شہر تھا۔ قرآن کریم میں اس کی آبادی ایک لاکھ سے زائد بتائی گئی ہے۔ سورہ صافات میں ہے:

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾

اور ان کو (یونس علیہ السلام کو) ایک لاکھ یا اس سے زیادہ (لوگوں) کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔

اور اس کی مزید تائید تورات سے ہوتی ہے، جس میں نینوا کی آبادی "ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ" بتائی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو یوحنا، باب 11)

حضرت یونس علیہ السلام کا زمانہ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ جس زمانہ میں فارس میں طوائف الملو کی کا دور تھا اس وقت نینوا میں حضرت یونس علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ محققین کی جدید تحقیق کے مطابق فارس کی طوائف الملوکی کا دور 150 ق م سے شروع ہو کر 372 ق م تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کا ظہور 150 ق م سے 372 ق م تک کے درمیانی عرصہ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

زیر نظر تصویر شہر نینوا کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ رہتے تھے۔

نینوا: وہ جگہ جہاں قوم یونس علیہ السلام رہتی تھی

نمرود کے محل کے شمال میں کوئی بیس میل کے فاصلے پر نینوا کے کھنڈر ہیں۔ یہ شہر آٹھویں صدی ق م میں آشوری سلطنت کا دارالحکومت بنا اور ثروت وشوکت میں بابل کو بھی پیچھے چھوڑ گیا۔

ماہرین اثریات تقریباً ایک صدی سے جو کھدائیاں اس خطے میں کر رہے ہیں انھوں نے میسو پوٹیمیا کی قدیم تاریخ کے متعلق بہت سی مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ کوزہ گری کے نمونے، اسطوائی مہریں، پردار بل، پتھر کے ببر شیر اور منبت کاری کے ٹکڑے بڑی تعداد میں برآمد ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سب سے اہم اشور بنی پال کا کتب خانہ ہے جو نینوا کے محل کے کھنڈروں تلے دبا ہوا تھا۔ اس کتب خانے میں چکنی مٹی کی سینکڑوں بیش بہا تختیاں پائی گئیں، جنھیں کتابیں ہی کہنا چاہیے۔ ان کے ساتھ ایک فہرست بھی ہے جس میں ان سب کی کیفیت درج ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کہاں کہاں رکھی ہیں۔ بہت سی تختیاں مذہبی موضوعات سے متعلق ہیں۔ بعض کا تعلق جادو سے، بعض کا طب سے اور بعض کا فلکیات سے ہے۔ ایک پر گلگامش کے حماسے کا وہ نسخہ درج ہے جس میں طوفان نوح اور کشتی نوح کا تذکرہ ہے۔

نینوا کا نام آج کل تل کو یون جق یعنی ''چھوٹا ٹیلا'' ہے۔ یہ مدارس کے بچوں کی محبوب تفریح گاہ ہے۔ وہ اس کی چوٹی پر بیٹھ کر دریائے خوسر کا نظارہ کرتے ہیں، جو سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا وادی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور آدھ میل آگے جا کر دجلہ میں مل جاتا ہے۔ جو منظر اب ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے اس میں بھی وہی گہما گہمی ہوتی ہے جو یہاں پرانے زمانے میں ہوا کرتی تھی، لیکن اب نہ کوئی شاہی بجرا ہے نہ شاہی رتھ، جس پر سوار ہو کر بادشاہ بڑے طمطراق سے نکلا کرتا تھا۔ نہ شاہی فوجوں کے دستے جو قلعہ شکن منجنیق لیے ہوئے کسی مہم پر جا رہے ہوں اور نہ سمیریہ یا شام کے تھکے ہارے جنگی قیدیوں کے جتھے۔

آج کل یہاں آس پاس کے گاؤں کی عورتیں اور لڑکیاں دریا میں کپڑے دھوتی اور میل نکالنے کے لیے انھیں لکڑی سے پیٹتی دکھائی دیتی ہیں یا شاید ایک گڈریا اپنی بھیڑوں کو پانی پلانے کے لیے دریا کی طرف ہانکتا ہوا نظر آ جاتا ہے۔

دریا کے اس پار ایک مسجد ہے جس کا منارہ آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ یہ حضرت یونس علیہ السلام کا گاؤں ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے جن کی آزمائش اللہ نے انھیں ایک وہیل مچھلی کے پیٹ میں قید کر کے کی تھی اور اس کے بعد نینوا کے فاسق وفاجر باشندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ ہر سال مسلمان، عیسائی اور یہودی جوق در جوق ان کے مزار کی زیارت کو آتے ہیں۔

زیر نظر تصویر عراق کے شہر نینوا کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ نینوا شہر کی دیوار 12 کلو میٹر طویل ہے۔ اس شہر کے 15 گیٹ ہیں۔ یہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک بھی ہے۔

مقام تبلیغ یونس علیہ السلام نینویٰ کی کھدائی میں برآمد ہونے والے قدیم آثار

مقام قوم نینویٰ کی کھدائی میں ملنے والی نینوائی تحریر

قوم نینویٰ کے مکانات کی کھدائی میں ملنے والے نقش نگار

حضرت یونس علیہ السلام کا قوم کو عذاب کی آمد کی خبر دینا

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے لوگ نینویٰ علاقہ موصل میں رہتے تھے۔ وہ لوگ کفر وشرک بت پرستی میں مبتلا تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا۔ آپ علیہ السلام نے انہیں ایمان لانے اور بت پرستی چھوڑنے کے متعلق حکم دیا۔ لیکن قوم نے آپ علیہ السلام کی تکذیب کی۔ آپ علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے آگاہ کیا کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ پھر آپ علیہ السلام خود ان لوگوں سے ناراض ہو کر شہر سے باہر چلے گئے۔ جب انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو نہ پایا تو بہت خوف میں مبتلا ہو گئے۔ کہا اب عذاب ضرور آئے گا۔

آپ علیہ السلام نے ان کو ایک خاص مدت تک دنیاوی مال ومتاع سے نفع حاصل کرنے کی مہلت دی تھی کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو فلاں وقت تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ مہلت کی مدت میں کئی اقوال ہیں۔

وہ مدت چالیس دن تھی۔ (تفسیر کبیر)

وہ مدت تین دن تھی۔ (روح المعانی)

تفسیر کبیر کے مطابق جب پینتیس دن گزر گئے تو آسمان پر شدید سیاہ بادل چھا گئے، جن سے بہت زیادہ دھواں نکلنے لگا۔ وہ دھواں شہر تک پہنچ گیا اور اس نے مکانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اب وہ لوگ سمجھ گئے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جس عذاب کے آنے کے متعلق کہا تھا بس وہ آنے ہی والا ہے۔ وہ اتنے شدید خوف میں مبتلا ہوئے کہ ڈر کے مارے شہر کو چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے۔

انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو جدا کر دیا یہاں تک کہ تمام جانوروں اور ان کے بچوں کو بھی جدا جدا کر دیا جب کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو کر ایک دوسرے کی طرف مشتاق ہونے کی وجہ سے بے قرار ہو گئے۔ وہ اپنی آوازیں نکالنے لگے۔ ان جانوروں کی دردناک آوازیں زبان حال سے آہ وزاری ایک عجیب دردناک منظر پیش کر رہی تھیں۔ وہ سب انسان مرد، عورتیں، بچے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عاجزی کا اظہار کر رہے تھے، رو رہے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ:

''اللہ تعالیٰ ہم تجھ پر اور تیرے نبی حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں، ہم اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہے ہیں، اے مولائے کائنات ہمارے گناہ معاف کر دے، ہمیں آنے والے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

انہوں نے اگر ایک دوسرے پر مظالم کئے ہوئے تھے تو ان کو معاف کرایا، اگر کسی کے حقوق غصب کئے ہوئے تھے وہ واپس کئے، توبہ کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کی اجازت کے بغیر انہوں نے کوئی پتھر اپنے مکانوں کی بنیادوں میں لگایا ہوا تھا تو بنیادیں کھود کر وہ پتھر نکال کر واپس کیا۔ جب انہوں نے ایمان قبول کر لیا اور سچے دل سے توبہ کر لی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور ان سے عذاب کو دور کر دیا۔

نینویٰ عراق کا شہر ہے جو کہ دریائے دجلہ کے ساتھ واقع ہے

مقام قوم یونس علیہ السلام، نینویٰ کا نقشہ

ترکی
قبرص
بحیرۂ روم (بحر متوسط)
شام
عراق
اردن
نینویٰ
موصل
حلب
انطاکیہ
حمص
طرابلس
بیروت
صیدا
صور
حیفا
دمشق
یافا
القدس
الخلیل
عمان
تدمر
رقہ
حران
اورفہ
ماردین
دیرزور
دریائے فرات
دریائے دجلہ
500 400 300 200 100 50
کلومیٹر

حضرت یونس علیہ السلام
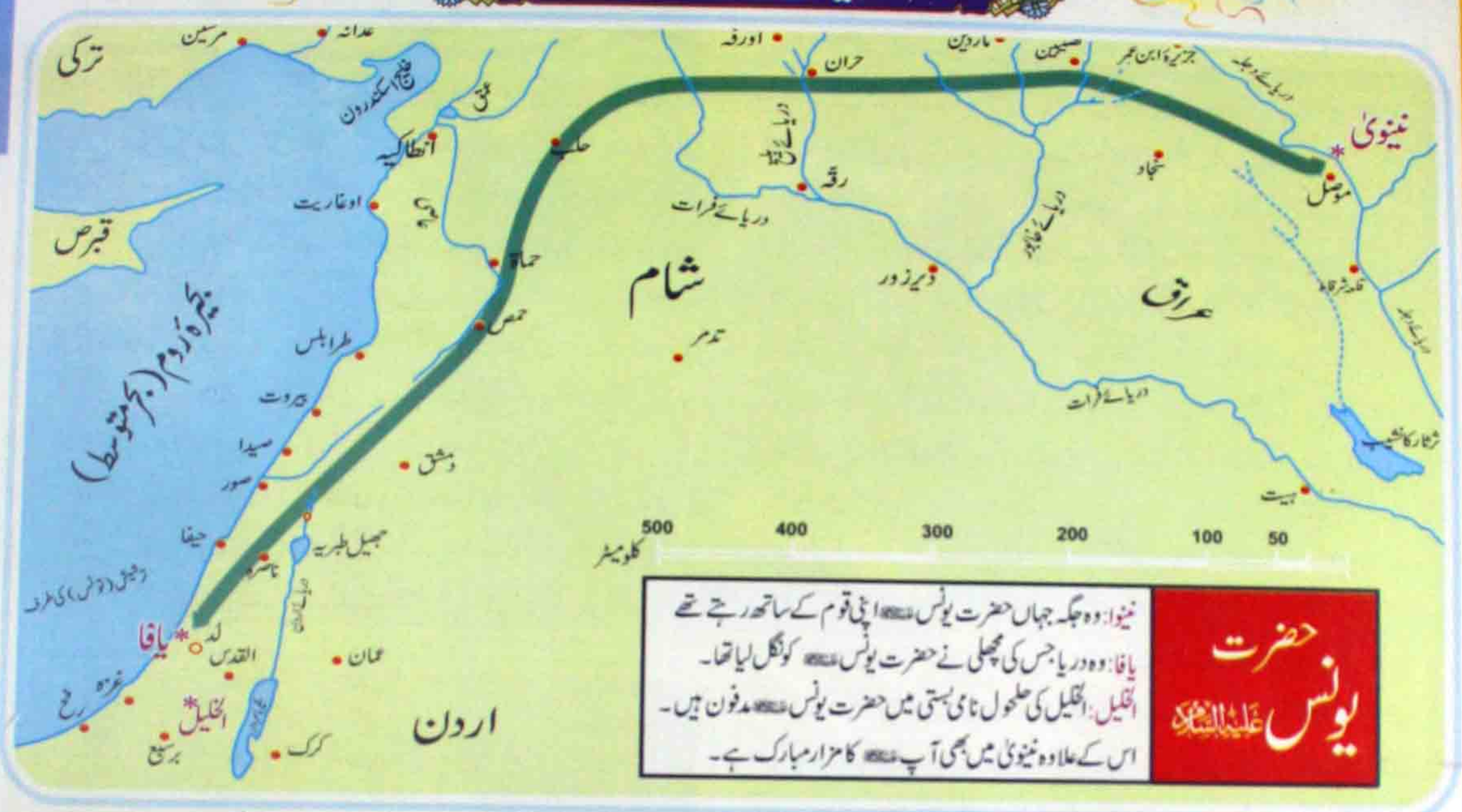
نینوا: وہ جگہ جہاں حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ رہتے تھے
یافا: وہ دریا جس کی مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا۔
الخلیل: الخلیل کی حلحول نامی بستی میں حضرت یونس علیہ السلام مدفون ہیں۔
اس کے علاوہ نینویٰ میں بھی آپ علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کی تیونس کی طرف ہجرت

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نینویٰ کی بستی کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ نینویٰ میں آپ علیہ السلام کئی سال تک ان کو تبلیغ کی دعوت دیتے رہے۔ مگر قوم ایمان نہ لائی تو آپ علیہ السلام نے ان کو عذاب کے آنے کی خبر دی اور ترشیش (موجودہ تیونس) کی طرف جانے کے لئے نکلے۔ اسرائیل کے علاقہ یافا میں کشتی میں سوار ہوئے تو مچھلی نے آپ علیہ السلام کو نگل لیا۔ آپ علیہ السلام چالیس دن تک استغفار کرتے رہے تو اللہ کے حکم سے مچھلی نے آپ علیہ السلام کو ساحل پر اگل دیا۔

زیر نظر تصویر تیونس شہر کی ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام نینویٰ سے تیونس کی طرف چلے اور راستہ میں یافا کے سمندر اور دوسرے قول کے مطابق دریائے دجلہ میں انھیں مچھلی نے نگل لیا

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

حضرت یونس علیہ السلام جب قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ قوم نے آپ علیہ السلام کے پیچھے توبہ کرلی۔ آپ علیہ السلام اپنے سفر کے دوران دریا کو عبور کرنے کے لئے ایک کشتی پر سوار ہوئے، لیکن کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ اس وقت کے دستور اور رواج کے مطابق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر جارہا ہو اور کشتی میں سوار ہو تو وہ کشتی اس وقت تک کنارے پر نہیں پہنچتی جب تک اس غلام کو کشتی سے اتار نہ لیں۔

اب کشتی کے بھنور میں پھنسنے پر ان لوگوں نے قرعہ ڈالا جو حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ تین دفعہ قرعہ آپ علیہ السلام کے نام ہی نکلا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہی غلام ہوں جو اپنے آقا کو چھوڑ کر جارہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے خود ہی دریا میں چھلانگ لگالی تاکہ کشتی کے دوسرے لوگ کنارے پر پہنچ جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک مچھلی کے دل میں القاء کیا اور حکم دیا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لے لیکن یہ خیال کرنا کہ تمہارا پیٹ ان کے لئے قید خانہ بنایا ہے انہیں تمہارا لقمہ نہیں بنایا، اس لئے انہیں خراش تک نہ آئے، ان کو بال برابر بھی نقصان نہ پہنچے۔ اس طرح آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں آگئے۔ یہ آپ علیہ السلام پر ایک امتحان تھا۔

چند قرآنی الفاظ مبارکہ کی ضروری تشریح

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں جانے کی وجہ سے ''ذوالنون'' اور ''صاحب الحوت'' کہا گیا ہے۔ کیونکہ نون اور حوت دونوں کا معنی مچھلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ (پ ۱۷، سورۃ الانبیاء ۸۷)

اور ذوالنون (کو یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔

دوسری طرف مچھلی کو حکم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے جسم کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے، صرف نگل لینے کی اجازت ہے، غذا بنانے کی نہیں۔ مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونے کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ وہ مرچکے ہیں مگر پاؤں پھیلایا تو اپنے آپ کو زندہ پایا۔ پھر کھڑے ہو کر مچھلی کے پیٹ میں نماز پڑھی اور بارگاہ الٰہی میں اپنی ندامت کا اظہار کیا کہ کیوں وہ وحی الٰہی کا انتظار اور اللہ تعالیٰ سے اجازت لئے بغیر اپنی قوم سے ناراض ہو کر نینوا سے نکل آئے۔ پھر مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی خطا کی یوں معافی مانگی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.

الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہی یکتا ہے، میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، بے شبہ میں ہی اپنے اوپر خود ہی ظلم کرنے والا ہوں۔

مچھلی کے پیٹ میں تین اندھیرے تھے۔

(۱)......مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔

(۲)......رات کا اندھیرا۔

(۳)......دریا کی گہرائی کا اندھیرا۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی پرسوز آواز کو سنا اور دعا قبول کی تو مچھلی کو حکم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جو تیرے پاس ہماری امانت ہے اگل دے۔ چنانچہ مچھلی نے دریا کے کنارے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔

مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس ؑ کی دعا

حضرت یونس ؑ مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے تھے اور مچھلی کے پیٹ میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے تو رب تعالیٰ نے آپ ؑ پر رحم فرمایا:

بعض بزرگوں نے کہا ہے:

اذکرو اللہ فی الرخا یذکرکم فی الشدۃ

تم اللہ کو آسانی میں یاد کرو تاکہ وہ تم پر مصائب وشدائد میں مہربانی فرمائے۔

یہ ایک حدیث شریف کا ہی معنی ہے، اگرچہ الفاظ حدیث شریف کے نہیں۔

حضرت یونس ؑ کو بھی آسائش میں اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا، کثیر نمازیں ادا کرنا اور مچھلی کے پیٹ میں بھی رب تعالیٰ کو یاد کرنا ہی کام آیا۔

فنادی فی الظلمت ان لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین

تو اندھیروں میں پکارا، کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاکی ہے تجھ کو، بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ (پ ۱۸، سورۃ الانبیاء ۸۷)

ظلمات جمع ذکر کیا، کئی تاریکیاں۔ اس لئے کہ آپ دریا کی تاریکی، رات کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں تھے۔ ان اندھیروں میں آپ ؑ نے رب تعالیٰ کے حضور التجاء کی۔ اے اللہ میں جو تیرے حکم کے انتظار سے پہلے آ گیا، یہ مجھ سے بے جا ہوا۔ تو ان کلمات سے آپ ؑ کی دعا کو قبول کر لیا گیا۔

فائدہ:...... حدیث شریف میں ہے جو کوئی مصیبت زدہ بارگاہ الٰہی میں

لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین

سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

حضرت یونس ؑ کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی مدت کے بارے میں بھی مختلف اقوال ہیں:

(۱)...... چالیس دن   (۲)...... سات دن۔

(۳)...... تین دن۔   (۴)...... صبح سے شام تک۔

اتنے دن تک آپ ؑ بغیر کھائے پئے چاروں طرف سے بند ایک اندھیری کوٹھڑی میں زندہ کیسے رہے؟ بات یہ ہے کہ معجزات ہمیشہ محیر العقول ہوتے ہیں جن کو سننے والے اور دیکھنے والے حیران وششدر رہ جاتے ہیں ان کو معجزہ کہا ہی اس لئے جاتا ہے۔

حضرت یونس ؑ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن کیسے رہے؟

قرآن کی تین سورتوں میں حضرت یونس ؑ کو مچھلی کے نگل لینے کا واقعہ آیا ہے۔ بعض حضرات کو شاید اس پر شک گزرے کہ کیسے کوئی شخص مچھلی کے پیٹ کے اندر زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن بہر حال یہ ایک حقیقت ہے اور زیر نظر تحریرات ہم اسی حقیقت کے تناظر میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دور نبوی ﷺ کی تین سو آدمیوں جتنی بڑی مچھلی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے ہم تین سو سواروں کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں گشت پر روانہ فرمایا۔ ہم ساحلی علاقے کی سمت نکل گئے اور ہمارا راشن ختم ہو گیا۔ غذا کی کمی اتنی ہو گئی کہ ہم نے کانٹے دار جھاڑیاں بھی کھائیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی ساحل پر پھینک دی۔ ہم نے اس مچھلی کو آدھ مہینہ کھایا۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک روز اس مچھلی کی پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا، ایک شتر سوار آرام سے اس پسلی کے نیچے سے گذر گیا۔ مدینہ واپس آ کر ہم نے اس مچھلی کا کچھ گوشت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا اور انھوں نے اسے قبول فرمایا۔

اس مچھلی کو عنبر کا نام دیا گیا۔ اب کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ دواؤں میں استعمال ہونے والا عنبر یا عنبر اشہب اسی مچھلی کا فضلہ ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سے عنبر کا سراغ نبی ﷺ نے عطا فرمایا۔

تین سو فاقہ زدہ سواروں نے اس مچھلی کو صبح شام پندرہ دن کھایا۔ جب مدینہ آئے تو ان کے تھیلوں میں ابھی بھی اس کا گوشت موجود تھا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اس میں سے نوش فرمایا۔ کیونکہ سمندر کا شکار حلال ہے۔ بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مچھلی وہیل تھی۔

آج کئی سو سال بعد جدید سائنس نے اتنی بڑی مچھلی کے موجود ہونے کی تصدیق کر دی اور کئی تحقیقاتی اداروں نے اتنی بڑی مچھلیوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ ذیل میں ہم وہیل یا عنبر مچھلی پر چند تحقیقاتی اداروں کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔

حضرت یونس ؑ کا مزار مبارک

مچھلی کے پیٹ میں کچھ دن رہنے والے کی آپ بیتی

جناب انتظام الدین شہابی کی کتاب ''جغرافیہ قرآن'' (مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان) میں حضرت یونس علیہ السلام بن متی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی بنیامین کا سبط (نواسہ) لکھا ہے۔ اسی کتاب میں مسلم راج پوت گزٹ **1928**ء کے حوالے سے لکھا ہے کہ ڈاکٹر امروز جان ولسن، کوئنز کالج آکسفورڈ نے حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنے کے بارے میں ایک مقالہ تھیولوجیکل ریویو میں تحریر کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ: مچھلی کے پیٹ میں سانس لینے کے لئے کافی آکسیجن ہوتی ہے۔ اس کے پیٹ کا درجہ حرارت **14** ڈگری فارن ہائیٹ ہوتا ہے جو انسان کے لیے بخار کا درجہ ہے۔

1890ء میں ایک جہاز فاک لینڈ (**Falkland**) کے قریب وہیل مچھلی کا شکار کر رہا تھا کہ اس کا ایک شکاری جیمس سمندر میں گر پڑا اور وہیل مچھلی نے اسے نگل لیا بڑی کوششوں کے بعد دو روز بعد یہ مچھلی پکڑ لی گئی۔ جب اس کا پیٹ چاک کیا گیا تو شکاری زندہ نکلا۔ البتہ اس کا جسم مچھلی کی اندرونی تپش کی وجہ سے سفید ہو گیا تھا چودہ دن کے علاج کے بعد بالآخر وہ صحت یاب ہو گیا۔

1958ء ''ستارہ مشرق'' نامی جہاز فاک لینڈ میں وہیل مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ اس کا بارکلے نامی ملاح سمندر میں گرا جسے ایک مچھلی نے نگل لیا۔ اتفاق سے وہ مچھلی پکڑ لی گئی پورا عملہ اسے کلہاڑیوں سے کاٹنے لگا۔ دوسرے دن بھی یہ کام جاری تھا کہ مردہ مچھلی کے پیٹ میں حرکت محسوس ہوئی۔ انھوں نے سمجھا کہ کوئی زندہ مچھلی نگلی ہوئی ہوگی۔ پیٹ چیرا تو اس میں سے ان کا ساتھی بارکلے نکلا جو تیل اور چربی میں لتھڑا ہوا تھا۔ بے ہوش بارکلے دو ہفتوں کے علاج سے ہوش میں آیا اور پھر صحت مند ہو گیا۔

اس نے اپنی بپتا سنائی کہ جب میں سمندر میں گرا تو میں نے پانی میں ایک شدید سرسراہٹ محسوس کی جو ایک وہیل مچھلی کی دم سے پیدا ہو رہی تھی میں بے اختیار اس کی دم کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔ اچانک مجھے ایک تہ بہ تہ تاریکی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اب میں نے اپنے آپ کو ایک نرم مگر تنگ راستے سے گزرتا ہوا محسوس کیا یہاں حد درجہ پھسلن تھی۔ کچھ دیر بعد میں نے محسوس کیا کہ میں ایک وسیع تر جگہ میں ہوں۔ اردگرد نرم و گداز اور چکنی دیواریں کھڑی تھیں جنھیں ہاتھ سے چھوا۔ اب حقیقت کھلی کہ میں وہیل کے پیٹ میں ہوں۔ میں نے خوف کی جگہ اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کی، موت کو لبیک کہنے کو تیار ہونے لگا۔ یہاں روشنی بالکل نہ تھی البتہ سانس لے سکتا تھا۔ سانس لینے پر ہر بار ایک عجیب سی حرارت میرے اندر دوڑ جاتی تھی آہستہ آہستہ کمزور ہوتا چلا گیا۔ اپنے آپ کو بیمار محسوس کرنے لگا۔ میری بیماری ماحول کی خاموشی تھی اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اب جو میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو جہاز کے کپتان کے کمرے میں پایا۔ بارکلے کو ہسپتال میں داخل کروایا گیا جہاں وہ مکمل صحت یاب ہو گیا۔

یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو علم اور سائنس کی دنیا میں تہلکہ مچ گیا کئی نامہ نگاروں نے انٹرویو لئے۔ ایک مشہور سائنسی جرنل کے ایڈیٹر مسٹر ایم ڈی پاول نے تحقیق احوال کے بعد واقعہ کی تصدیق کی اور لکھا اس حقیقت کے منکشف ہو جانے پر میں تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق آسمانی کتابوں میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ حرف بہ حرف صحیح ہے اور اس میں شک کرنا ایک زندہ حقیقت کو جھٹلانے کے برابر ہے۔ (بشکریہ شاہ مصباح الدین)

وہ آٹھ گھنٹے تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا

سال **1992**ء میں آسٹریلیا کا **49** سالہ ماہی گیر ٹورانسے کاکس وہیل مچھلی کے پیٹ میں آٹھ گھنٹے رہنے کے بعد معجزانہ طور پر بچ گیا۔ وہ بحر ہند میں ایک چھوٹے ٹرالر پر مچھلیاں پکڑ رہا تھا کہ سمندر کی ایک بڑی لہر اس کے ٹرالر کو بہا کر لے گئی۔ وہ کئی گھنٹوں تک بے رحم لہروں کے چنگل سے آزاد ہونے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا رہا، لیکن ساحل تک نہ پہنچ سکا۔ دن کی روشنی تاریکی میں بدل گئی اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اسے روشنی کی کرن دیکھنا کبھی نصیب نہ ہوگی۔

اسی اثناء میں اس نے خود کو ایک بھنور میں گرفتار پایا۔ اسے ایسا لگا جیسے دو تین شارک مچھلیاں اس کی طرف بڑھ رہی ہیں لیکن جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک بہت بڑی وہیل مچھلی کی زد میں ہے جو منہ کھولے اس کی طرف بڑھ رہی ہے کہ وہیل نے جلد ہی اسے اپنے منہ میں دبا لیا لیکن یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ جبڑوں میں ہی چمٹا رہا مچھلی کے مضبوط جبڑے اسے معدے میں پہنچانے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ برابر اس کے خلاف مزاحمت جاری رکھے ہوئے تھا اور یہی وجہ تھی کہ اسے آکسیجن مل رہی تھی اور وہ ابھی تک زندہ تھا۔

مچھلی کے پیٹ میں آٹھ گھنٹے گزرے تھے کہ ٹورانسے نے خود کو آسٹریلیا میں آگسا کے ساحل پر پایا۔ دراصل مچھلی نے اسے نگلنے میں ناکامی پر اگل دیا اور اس طرح اسے دوبارہ زندگی مل گئی۔

وہیل مچھلی دنیا کا سب سے بڑا جانور

وہیل دراصل دیو پیکر عظیم الجثہ مچھلیوں کے ایک وسیع خاندان کا نام ہے۔ جس میں بڑی وہیل، بوتل کی ناک والی وہیل، قاتل وہیل، نیلی وہیل، ڈولفن، پائلٹ وہیل اور ناروہیل شامل ہیں۔ وہیل عام مچھلیوں سے مختلف ہے۔ ان کے برعکس یہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔ جی ہاں! یہ پستان رکھنے والا جانور ہے۔ یہ انسانوں کی طرح پھیپھڑوں سے سانس لیتی ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کا خون گرم ہوتا ہے۔

وہیل کے منہ کے قریب دو نتھنے ہوتے ہیں جو تیرتے وقت عموماً سطح سمندر سے اوپر رہتے ہیں۔ چنانچہ اسے سانس لینے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ یہ خاصی دیر تک گہرے پانی میں رہ سکتی ہے۔ انسان صرف ایک منٹ تک سانس روکے ہوئے پانی میں رہ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ تجربہ کار غوطہ خوروں کو بھی جو سمندر کی گہرائی سے سیپ اور موتی نکالتے ہیں ڈھائی منٹ کے بعد سطح پر آنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس پورکوئل وہیل، جس کی پشت پر پَر ہوتے ہیں، چالیس منٹ اور سپرم وہیل ایک گھنٹے سے زائد بغیر سانس لیے گہرے پانی میں رہ سکتی ہے۔ ایک سپرم وہیل سطح سمندر سے 1134 میٹر نیچے گہرے پانی میں پائی گئی۔ بالین وہیل کسی وجہ سے خوفزدہ ہو تو چار پانچ سو میٹر گہرائی تک غوطہ لگا سکتی ہے۔

وہیل کی جسامت چار تا سو فٹ اور وزن ایک سو پونڈ تا ڈیڑھ سو ٹن ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ 98 فٹ لمبی وہیل کو تولا گیا تو اس کا وزن ہاتھی کے وزن کے برابر نکلا۔ اس کی دم ہوائی جہاز کی طرح ہوتی ہے جس کا ایک سرا اوپر کی سمت اٹھا ہوتا ہے۔ اس کی جلد شفاف اور چکنی اور منہ کے قریب مونچھوں کی طرح لمبے لمبے بال ہوتے ہیں۔ وہیل کے دانت یکساں اور ایک ہی قطار میں ہوتے ہیں۔ اکثر اسے شکار کو پکڑنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس کے لیے تیرتے وقت بس اپنا بھاڑ سا منہ کھلا رکھنا ہی کافی ہوتا ہے کیونکہ بے شمار مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور اپنے آپ اس کا چارہ بننے کے لیے چلے آتے ہیں۔ اگر دنیا میں وزنی اور بڑی زبان کا مقابلہ کیا جائے تو نیلی وہیل سرفہرست رہے گی کیونکہ اس کی زبان کا وزن چھ پونڈ کے لگ بھگ ہوتا ہے اور اس میں بے پناہ قوت ہوتی ہے۔ وہیل گینڈے کی طرح بلا کی پیٹو ہوتی ہے اور مسلسل کچھ نہ کچھ کھاتی رہتی ہے۔ عام طور پر چھوٹی مچھلیاں اور دیگر سمندری حیوانات اس کی خوراک بنتے ہیں۔

دیو ہیکل وہیل

نوٹ:......اللہ تبارک و تعالیٰ کی حیران کن مخلوقات پر غور وفکر کرنے کا خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن میں ہمیں حکم دیا ہے۔ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ میرے خاص بندے میری نشانیوں میں غور کرتے ہیں۔اس عنوان پر احقر کی کتاب ''اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجود کی نشانیاں'' (چار رنگہ تصاویر سے مزین) پڑھنا نہ بھولیں۔

25 آدمی وہیل کے منہ میں

وہیل کا منہ ہی اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس میں بیس، پچیس آدمی ایک ساتھ بڑی آسانی سے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ مال گاڑی کا ایک ڈبہ وہیل کے منہ میں باآسانی رکھا جا سکتا ہے۔ کلکتہ کے عجائب گھر میں وہیل کے گال کے دو کھوپڑے ہیں جو 30-25 ہاتھ لمبے ہیں۔ وہیل کا جسم جتنا لمبا ہوتا ہے اس کا ایک تہائی منہ ہوتا ہے۔ بڑی وہیل کی لمبائی 80 سے 90 ہاتھ ہوتی ہے۔

ذیل میں ہم اس آبی جانور کی قامت و جسامت، اوصاف و خصائل اور مخصوص عادات میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں تاکہ اس معجزے کے وقوع کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ سب اوصاف و خصائص کسی اور قسم کی وہیل یا مچھلی مثلاً شارک وغیرہ میں بیک وقت نہیں پائے جاتے۔ اس لیے ان میں سے کسی ایک کا بھی اس معجزے سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

جسامت کے لحاظ میں وہیل کی ایک قسم جسے نیلی وہیل یعنی "بلو وہیل" کہتے ہیں، سب وہیلوں سے بڑی ہوتی ہے۔ اس کی لمبائی سو، سوا سو فٹ تک ہوتی ہے اور وزن 150 ٹن تک ہوتا ہے۔ عنبر کی اوسط لمبائی 60,70 فٹ ہوتی ہے اور اس کا وزن 90 ٹن تک دیکھنے میں آیا ہے۔ نیلی وہیل کے مقابلے میں عنبر کی جسامت اور وزن کم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر بیل اور ڈاکٹر بینٹ نے ایک عنبر کی لمبائی 84 فٹ لکھی ہے۔

اس کی پیمائش

ڈاکٹر بیل کے اندازے کے مطابق 36 فٹ اور زمین پر لٹانے کے بعد اس کی زیادہ سے زیادہ اونچائی 12 سے 14 فٹ ہوتی ہے۔ عنبر وہیل کے ایک مشہور شکاری بلن نے اپنی مشہور کتاب (Cruise of the Cacgalot) میں لکھا ہے کہ ایک عنبر کی لمبائی جو اس کے مشاہدے میں آئی ۷۰ فٹ تھی۔ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ پیدائش کے وقت عنبر کے بچے کی لمبائی تقریباً 13,14 فٹ اور وزن ایک ٹن سے کچھ زائد ہوتا ہے۔ اور یہ تقریباً ایک ٹن دودھ روزانہ پیتا ہے اور دو سال کی عمر میں اس کی لمبائی 24 فٹ تک ہو جاتی ہے اور وزن 4 ٹن تک پہنچ جاتا ہے۔

اس کا حلق بہت فراخ اور وسیع ہوتا ہے۔ جس سے یہ ایک لحیم و شحیم انسان کو بہ آسانی نگل سکتی ہے اور بعد میں خاص حالات میں اسے اگل کر باہر پھینک سکتی ہے اس کے حلق کے نیچے کئی جھریاں (Folds) بھی ہوتی ہیں اور جب اسے معمول سے زیادہ بڑی چیز نگلنا پڑ جائے تو اس کا حلق جھریوں کے کھل جانے سے وسیع تر ہو سکتا ہے اور وہ ایک عام انسان کی جسامت سے بڑی اشیاء کو بھی بہ آسانی نگل سکتی ہے۔

پہاڑ جتنی بڑی وہیل

زیرِ نظر تصویر کسی چمڑے کے بیگ کی نہیں بلکہ دیوہیکل مری ہوئی وہیل کی ہے
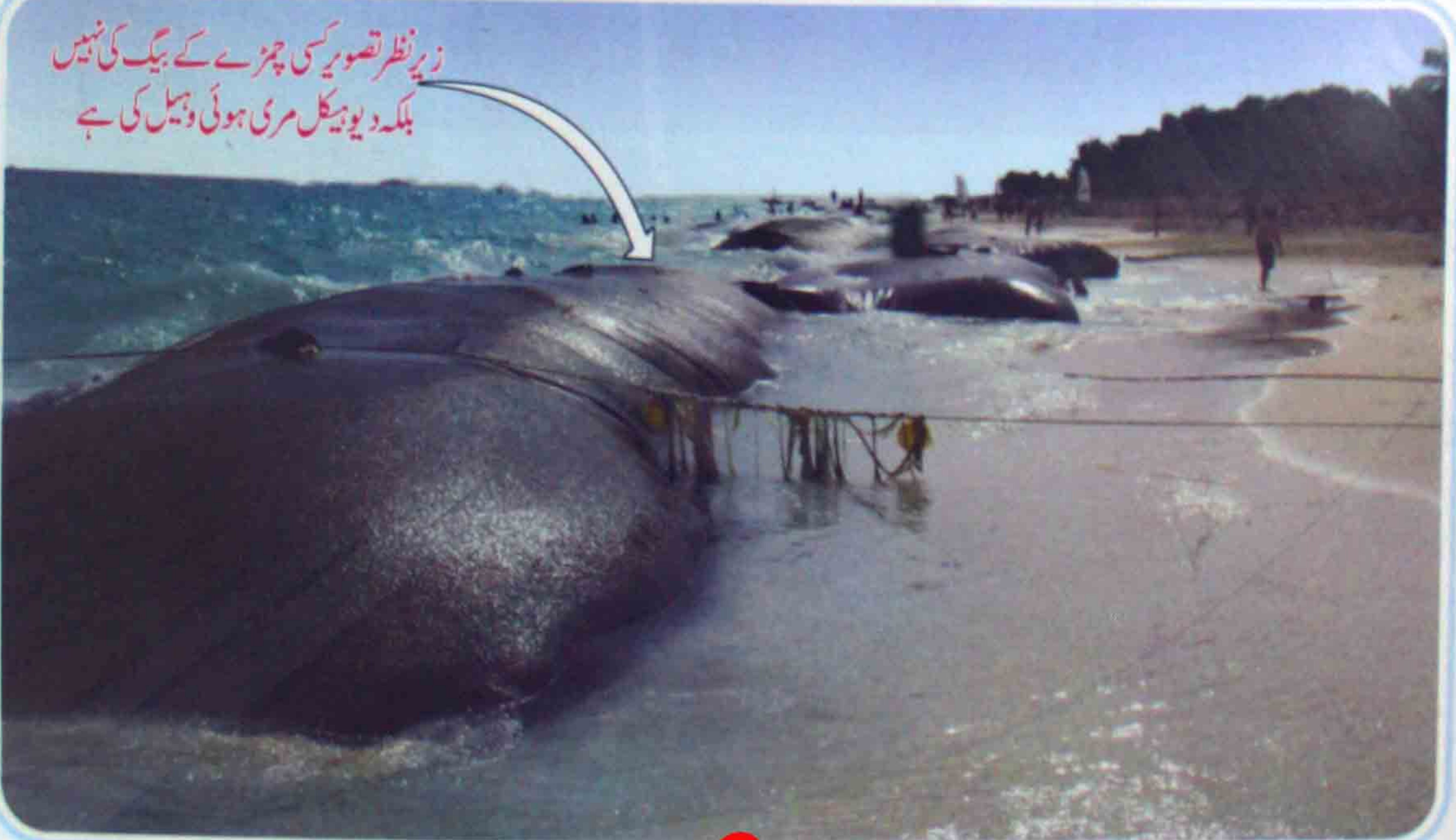
مچھلی کے پیٹ سے باہر کی دنیا میں

حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ سے نکلے تو ان کی کیا حالت تھی؟ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝

''پھر ہم نے میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھا اور ہم نے اس پر کدو کا پیڑا اُگایا۔''
(پ ۲۳، سورۃ الصافات، آیت ۱۴۶)

مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو ایک کھلے میدان میں اگل دیا۔ وہ ایسی ویران جگہ تھی جہاں نہ کوئی درخت تھا نہ سبزہ، بلکہ بالکل چٹیل میدان تھا جب کہ حضرت یونس علیہ السلام بے حد کمزور و نحیف ہو چکے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نومولود بچے کی طرح ناتواں و کمزور تھے۔ آپ علیہ السلام کا جسم بہت نرم و نازک ہو گیا تھا اور جسم پر کوئی بال نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت یونس علیہ السلام کے قریب کدو کی بیل اگا دی تا کہ اس کے پتے آپ علیہ السلام پر سایہ کئے رہیں۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو کھلے میدان میں ڈال دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کدو کی بیل اگا دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لیے ایک جنگلی بکری تیار کی جو نرم گھاس کھاتی تھی وہ آپ علیہ السلام سے مانوس ہو گئی اور روزانہ صبح و شام آپ علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے جسم پر بال اُگ آئے۔

بکری کے مانوس ہو جانے کی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ جب کسی جانور کا بچہ مر جاتا ہے تو وہ کسی بھی جانور سے مانوس ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہ انسان کو بھی اپنے بچے کی طرح پیار کرنے لگتی ہے اور اسے دودھ پلانا چاہتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک جنگلی بکری آپ علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہی وہ اِدھر اُدھر گھاس کھا کر آتی اور صبح شام آپ علیہ السلام کو دودھ پلا کر واپس چلی جاتی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ہی تھا ورنہ آپ علیہ السلام ضعیف اور کمزور تر ہوتے چلے جاتے۔
(حوالہ تفسیر روح المعانی، ابن کثیر)

یافا نامی سمندر کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر

یہ وہ سمندر ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے 40 دن کے بعد اگل دیا تھا

یافا

یافا: یہ وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت یونس علیہ السلام ترتمیش (موجودہ تیونس) جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے اور پھر طوفان کی وجہ سے کشتی والوں نے آپ علیہ السلام کو طوفان کا سبب جان کر حکم الٰہی پر کشتی سے یافا کے سمندر میں پھینک دیا۔ پھر آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں 40 دن استغفار کرتے رہے جس کی برکت سے آپ علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

کون سے دریا میں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا

حضرت یونس علیہ السلام کس دریا میں کشتی میں سوار ہوئے اور کہاں آپ کو مچھلی نے اگلا؟ اس بارے میں دو اقوال ملتے ہیں۔

(۱) آپ علیہ السلام دریا فرات میں سفر کر رہے تھے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ آپ علیہ السلام دریائے یافا (اسرائیل کا سمندر) میں مچھلی کے پیٹ میں گئے تھے۔

دریائے فرات جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنی لہروں میں پناہ دی

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ "دریائے فرات کے کنارے پر روڈ سے پانچ کلومیٹر ہٹ کر مقام نبی یونس علیہ السلام ہے۔ اس جگہ پر آپ علیہ السلام کو مچھلی نے پیٹ سے نکالا تھا، یہ مقام نجات ہے۔

دوسرے قول کے مطابق یافا نامی دریا جہاں سے حضرت یونس علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے

یافا کا ساحل

مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو کون سے دریا کے کنارے اگلا

اس بارے میں دو اقوال ملتے ہیں: 1 دریائے دجلہ 2 دریا یافا

پہلا قول: حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے دریائے دجلہ کے ساحل پر اگلا تھا

امام ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں سات دن رہے تو مچھلی انہیں لے کر ساتوں سمندروں میں گھومی پھر دجلہ کے کنارے انہیں پھینک دیا۔

امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ، ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ، ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو لقمہ بنایا تھا اسے نجم کہتے ہیں۔ وہ چالیس دن تک اس کے پیٹ میں رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام آسودگی کے دور میں بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے تو وہ نجات پا گئے۔ نینوئی دجلہ کے کنارے ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اس کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے۔ مچھلی آپ کو دجلہ میں لے کر پھرتی رہی۔
(تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23 صفحہ 120-118، دار احیاء التراث العربی بیروت)

دریائے دجلہ یہ عراق کا مشہور دریا ہے یہ دریا 1950 کلومیٹر لمبا ہے

دوسرا قول: یافا: مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا تھا

یافا یا یافہ: فلسطین کا ایک ساحلی شہر۔ الرّملہ کے لوگوں کی یہاں بہت آمد و رفت رہتی ہے۔ مشہور مؤرخ مقدسی کے مطابق "یافہ" سمندر کے کنارے واقع ہے اور فلسطین کی بیرونی تجارت کا مرکز ہے نیز الرّملہ کی بندرگاہ ہونے کے باوجود چھوٹا سا قصبہ ہے۔ ایک مضبوط فصیل سے جس میں لوہے کے پھاٹک ہیں اس کی حفاظت کی گئی ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام سے منسوب غار کے باہر کی سمندر سے لی گئی تصویر

زیر نظر تصویر حضرت یونس علیہ السلام سے منسوب "گوا" غار کی ہے۔ یہ وہ غار ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد اپنے ملک کے لوگوں میں جانے سے پہلے ٹھہرے تھے۔

یافا کا وہ غار جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یافا کے اس سمندر میں جب مچھلی نے 40 دن کے بعد حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا تو اس غار میں حضرت یونس علیہ السلام نے کمزوری کی وجہ سے قیام فرمایا تھا۔

حضرت یونس علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

اس بارے میں دنیا بھر میں دو جگہ حضرت یونس علیہ السلام کے مزارات ملتے ہیں۔ 1 عراق کے شہر موصل میں 2 اسرائیل کے علاقہ حلحول میں●

حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک موصل میں

زیر نظر تصویر عراق کے شہر موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام سے منسوب مسجد کی ہے اس مسجد ہی میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔

جناب عبدالرحمٰن مکی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:

موصل بغداد شہر سے 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور دریائے دجلہ کے کنارے ایک قدیم شہر ہے۔ اس کا پرانا نام نینوئی ہے۔ اس شہر میں حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے اور ان کی عبادت گاہ بھی یہیں ہے۔

موصل میں حضرت یونس علیہ السلام کا مقام

یہ مقام پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے اور کافی اونچائی پر ہے۔ یہاں پر ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے:

جامع النبی یونس علیہ السلام

اس مقام سے پورے شہر کا نظارہ ہوسکتا ہے۔ اس مقام پر بالکل نئی تعمیرات ہوئی ہیں۔ جامع مسجد یونس علیہ السلام کے ساتھ مزار حضرت یونس علیہ السلام بتایا جاتا ہے۔ جب کہ ایک روایت کے مطابق آپ علیہ السلام بیت المقدس میں مدفون ہیں۔ مسجد اور مقام یونس علیہ السلام نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے۔

موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار

شہر نینوئی یعنی موصل عراق کے شہر بغداد سے 450 کلومیٹر شمال میں واقع دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ موصل کی اس مسجد کے ساتھ ہی حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ تاریخ عراق کے مصنف موصل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ موصل سے مشرق کی طرف کوئی ایک میل دور اس ٹیلے سے چند گز ہٹ کر جو نینوئی کے شہر کا باقی ماندہ نشان ہے، حضرت یونس علیہ السلام یعنی بائبل کے جونا (Jonah) کا مزار ہے، جسے تمام مذہبی فرقے مقدس سمجھتے ہیں۔ اس کے متصل ایک مسجد ہے جس کا منارہ نہایت حسین ہے۔ یہ مسجد ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنی ہوئی ہے جس کے نیچے ایک آشوری بادشاہ کا محل ہے۔

اللہ نے حضرت یونس علیہ السلام کو نینوا کے گناہگار لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا، لیکن انہیں ایک وہیل مچھلی نے نگل لیا۔ ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام تین دن اور تین رات وہیل مچھلی کے پیٹ میں رہے جس کے بعد وہیل مچھلی نے انھیں شام کے ساحل پر کسی جگہ صحیح وسالم اُگل دیا، وہاں سے آپ علیہ السلام نے میسوپوٹیمیا کا رخ کیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کا فرش بڑے خوبصورت نیلے اور سبز ٹائلوں کا ہے۔ عام عقیدہ یہ ہے کہ ان کا جسم مبارک فرش کے نیچے مدفون ہے۔ قبر کے اوپر ایک سبز چادر پڑی ہوئی ہے اور فرش پر شوخ رنگوں کی ایرانی قالین بچھی ہوئی ہیں۔ ہر مذہب وملت کے زائرین آپ علیہ السلام کے مزار کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ چند سال پہلے تجارتی مرکز کی حیثیت سے موصل کی اہمیت گھٹ گئی تھی، لیکن اس کی سرزمین میں بے بہا معدنی دولت مدفون ہے جس کی وجہ سے یہ شہر پھر ترقی کرنے لگا ہے۔ یہ اپنے اردگرد کے زرعی علاقے کا مرکز بھی ہے اور اس میں کپڑے، چینی اور سیمنٹ کی فیکٹریاں ہیں جن میں شہری باشندوں کو روزگار ملتا ہے۔

شمال کے پہاڑ عراق اور اس کے ہمسایہ ملکوں ترکیہ اور ایران کے درمیان ایک قدرتی حدِ فاصل ہے۔ ان پہاڑوں کی اونچائی عام طور پر تین ہزار پانچ سو فٹ ہے، لیکن اُن کی بعض بعض چوٹیاں گیارہ ہزار فٹ بھی اونچی ہیں۔ دلکش مناظر اور ٹھنڈی صحت بخش ہواؤں کی بدولت یہ علاقہ شہر کے تعطیلات منانے والے لوگوں کی ایک مرغوب تفریح گاہ ہے اور موسم سرما کے کھیلوں کے مرکز کے طور پر بھی مقبول ہو رہا ہے۔ نئے ہوٹل، آرام گاہیں اور مہمان خانے بن رہے ہیں، جن میں تیراکی کے تالاب اور دوسری جدید قسم کی دلکشیاں ہیں۔ حکومت اس علاقے کو ترقی دینے کے لیے خطیر رقمیں خرچ کر رہی ہے۔ یہ ترقی اس لیے ممکن ہے کہ ایک سڑک، ریلوے لائن اور ہوائی راستے سے موصل بغداد اور دوسرے جنوبی شہروں سے ملا ہوا ہے۔

موصل میں اچھے اچھے کالج اور اسکول ہیں۔ ایک میڈیکل اسکول، ایک لائبریری اور ایک عمدہ عجائب خانہ بھی ہے، جس میں شہر کے اردگرد کے ٹیلوں سے نکالے ہوئے آثار ماضی رکھے ہوئے ہیں۔

موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک

موصل میں حضرت یونس علیہ السلام کے مزار تک جانے والی سیڑھیاں

عراق کے شہر موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک

موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت یونس علیہ السلام کا مزار نینوی میں ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ علیہ السلام کو تبلیغ کے لیے بھیجا گیا تھا۔''

حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کا اندرونی منظر

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ نینویٰ میں دریا کے اس پار ایک مسجد ہے جس کا منارہ آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ یہ حضرت یونس علیہ السلام کا گاؤں ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے جن کی آزمائش اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں ایک وہیل مچھلی کے پیٹ میں قید کر کے کی تھی اور اس کے بعد نینویٰ کے فاسق و فاجر باشندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ ہر سال عیسائی، مسلمان اور یہودی جوق در جوق ان کے مزار کی زیارت کو آتے ہیں۔

حضرت مفتی ابولبابہ صاحب حضرت یونس علیہ السلام کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

حضرت یونس علیہ السلام کی وفات اسی شہر میں ہوئی جس کی جانب وہ مبعوث ہوئے، یعنی عراق کے شہر ''نینویٰ'' میں اور وہیں ان کی قبر ہے۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ فلسطین میں جو مشہور شہر خلیل ہے اس کے قریب ایک بستی ''حلحول'' کے نام سے معروف ہے۔ اس میں ایک قبر ہے جس کو حضرت یونس علیہ السلام کی قبر بتایا جاتا ہے اور اسی قبر کے قریب دوسری قبر ہے اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت یونس علیہ السلام کے والد ''متی'' کی ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق جس قدر واقعات بھی بہم پہنچ سکے ہیں وہ سب متفق ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام دوبارہ نینویٰ تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے بقیہ زندگی اپنی قوم کے اندر گزاری۔ لہٰذا قرینِ صواب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال نینویٰ ہی میں ہوا اور وہیں ان کی قبر ہو گی جو نینویٰ کی تباہی کے بعد نامعلوم ہو گئی اور بعد میں خوش اعتقادی کے نقطہ نظر سے ''حلحول'' کی غیر معروف دو قبروں کو حضرت یونس علیہ السلام اور ان کے والد ''متی'' کی قبر بنا دیا گیا۔ آج بھی بعض مشاہیر اولیاء اللہ کے نام سے ایک بزرگ کی متعدد مقامات پر قبریں موجود ہیں اور ایسا تو کثرت سے ہے کہ غیر معروف بزرگوں کے نام سے بہت سی قبروں کو غلط منسوب کر کے اپنی دنیوی اغراض کو پورا کیا جاتا ہے۔

حضرت یونس کی قبر مبارک

موصل میں موجود حضرت یونس کی قبر مبارک (قدیم تصویر)

موصل کے مزار میں موجود حضرت یونس کی قبر مبارک (جدید تعمیر)

موصل میں موجود مزار یونس کی قدیم تصویر، اس تصویر میں مزار یونس سے متصل مسجد بہت چھوٹی ہے جبکہ دوسری تصویر میں یہ مزار ایک عالیشان مسجد میں تبدیل ہوگیا ہے۔

کفرکنہ میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کے بیٹے کی قبر

اسرائیل کے علاقہ کفرکنہ کا جدید نام کانا آف گلیلی ہے۔ اس علاقہ کی 1047ء میں مشہور مورخ ناصر خسرو نے زیارت کی، پھر وہاں کے حالات نقل کیے، چنانچہ لکھتے ہیں کہ میں ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوا جو کفرکنہ کہلاتا ہے۔ اس کے جنوب میں ایک پہاڑی ہے جس کی چوٹی پر ایک خوش وضع خانقاہ بنی ہوئی ہے۔ اس کا پھاٹک مضبوط ہے اور اندر حضرت یونس علیہ السلام کی قبر دکھائی جاتی ہے۔ خانقاہ کے پھاٹک کے پاس ہی ایک کنواں ہے جس کا پانی بہت اچھا اور شیریں ہے۔ اس کے متصل کسی گرجا کے کھنڈر بھی اب تک دکھائی دیتے ہیں اور غالباً یہ اسی خانقاہ کا حصہ ہوں گے۔

علی ہروی کا بیان ہے کہ ”کفرکنہ وہاں ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام اور ان کے بیٹے کی قبر ہے۔“

”یاقوت نے بھی اس قول کو دہرایا ہے، لیکن بیٹے کی بجائے حضرت یونس علیہ السلام کے باپ کی قبر کا ہونا لکھا ہے“۔ (چہارم۔مراصد۔دوم)

دمشقی لکھتے ہیں کہ ”کفرکنہ، حطین سے کچھ زیادہ دور نہیں۔ یہ بڑا گاؤں ہے، جس میں مختلف قبائل کے شیوخ اور اکثر سردار سکونت رکھتے ہیں۔ یہ بہت متمرد اور جنگجو لوگ ہیں۔ سب سے اونچے قبیلے کا نام قیس الحمرا ہے۔ بطوف کا ضلع کفرکنہ میں داخل ہے جسے مرج الغرق بھی کہتے ہیں۔ اس کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں اور ہر قطعے کا پانی بہہ بہہ کر اسی میدان (یا چراگاہ) میں جمع ہوتا ہے اور عارضی طور پر یہ جگہ جھیل بن جاتی ہے۔ جس سے آس پاس کی زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ پھر جب یہاں کا پانی سوکھ جاتا ہے تو اس زمین میں غلہ بو دیتے ہیں، جیسا کہ مصر میں ہوتا ہے“۔ (دمشقی ۲۳۹)

حضرت یونس علیہ السلام سے منسوب مزار

حضرت یونس علیہ السلام کا مزار

زیر نظر تصویر حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کی ہے

موصل میں حضرت یونس علیہ السلام کے مزار پر بنی مسجد کا مین گیٹ

موصل کی مسجد یونس علیہ السلام و مزار کے صحن کا منظر

دوسرا قول: اسرائیل کی بستی حلحول میں موجود مزار یونس علیہ السلام

جس طرح موصل میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار معروف ہے اسی طرح اسرائیل میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار بھی معروف ہے۔ ہزاروں زائرین مزار یونس علیہ السلام کی زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ان دونوں جگہوں میں سے حضرت یونس علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟ اس کی حقیقت صرف اللہ عزوجل ہی کے علم میں ہے۔ البتہ زیادہ مشہور یہی ہے کہ آپ علیہ السلام موصل میں مدفون ہیں کیونکہ موصل (سابقہ نینوا) ہی آپ علیہ السلام کا مقام تبلیغ ہے۔

مزار یونس علیہ السلام کا آنکھوں دیکھا حال

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ:

مسجد اقصیٰ کی زیارت کے بعد ہم الخلیل شہر کے قریب حلحول کے گاؤں میں پہنچے۔ یہاں مین روڈ پر ایک گفٹ شاپ کے سامنے گاڑی کھڑی ہوئی تو ہمارے ساتھی خرید و فروخت میں مصروف ہو گئے۔ جب ہمارا قافلہ شاپنگ میں مصروف تھا تب میں زیتون کے ایک قریبی باغ میں چلا گیا تاکہ زیتون کے درختوں کو قریب سے دیکھوں اور اگر ہو سکے تو چھو سکوں۔ مجھے زیتون کے باغات دیکھنے کی بچپن سے شدید خواہش تھی کیونکہ جس درخت کا ذکر قرآن پاک میں ہو اُسے موقع میسر ہونے کے باوجود نہ دیکھنا بدقسمتی تھی۔ چنانچہ میں نے جی بھر کے باغ کی سیر کی اور پھر زیتون کی ایک ٹہنی اور چند پھل اتار کر تبرک کے طور پر پاس رکھ لیے۔

شاپنگ کے بعد گاڑی چلی تو کچھ فاصلہ کے بعد مین روڈ سے دائیں مڑ کر ایک مسجد کے سامنے آ کر رک گئی۔ روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام یہاں مسجد کے اندر دفن ہیں۔ ہم نے مسجد کے اندر قبر بھی دیکھی اور دعا مانگی، قبر پر سبز چادر کا غلاف تھا، مسجد میں کسی نے تازہ تازہ سفیدی کی تھی جس کے نشانات قبر پر ڈالی ہوئی سبز چادر پر بھی نظر آئے۔

حضرت یونس علیہ السلام کی قبر کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت ہے کہ ان کی قبر عراق میں نینوئی کے مقام پر دریائے دجلہ کے کنارے ہے۔ محققین اسی علاقہ کو حضرت یونس علیہ السلام کا علاقہ قرار دیتے ہیں اور مچھلی کے پیٹ میں چلے جانے والا واقعہ بھی وہاں ہی پیش آیا تھا۔ حبرون کے علاقہ میں نہ تو کوئی دریا ہے اور نہ قریب کوئی سمندر۔ بحیرہ مردار بھی وہاں سے کوئی تیس میل دور ہے لیکن اس سمندر میں تو مچھلیاں کیا کوئی بھی زندہ چیز موجود نہیں جس کی وجہ سمندر کا کھارا پانی ہے۔

مسجد یونس علیہ السلام میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار، یہ مسجد ایوبیوں کے دور میں بنائی گئی۔ یہ حبرون کے شمال میں حلحول کے علاقہ میں واقع ہے اور نبی یونس علیہ السلام سے منسوب پہاڑی پر بنائی گئی ہے

جناب عبد الرحمٰن مکی صاحب اپنے سفر نامہ میں رقمطراز ہیں کہ ''فلسطین کے شہر الخلیل سے چار میل کے فاصلہ پر قریہ ''حلحول'' میں نبی اللہ سیدنا حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مقدس ہے۔ قبر انور کی وہی کیفیت ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ ساتھ ہی مسجد ہے یہاں کی حاضری کے بعد واپس الخلیل آ گئے اور ظہر کی نماز کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ عصر کے وقت پھر حرم خلیل میں نماز ادا کر کے وہیں روزہ افطار کیا اور دوسری رات بھی گزشتہ رات کی طرح گزاری۔ علی الصبح مزارات مبارکہ پر حاضری دی۔

حضرت یونس علیہ السلام کے اس مزار کی بہ نسبت زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپ علیہ السلام مقام موصل میں مدفون ہیں۔ کوفہ کی جدید آبادی میں دریائے فرات کے کنارے پر بھی آپ علیہ السلام کا مزار بنا ہوا ہے لیکن اس مقام کے بارے میں مستند حوالہ جات سے ثابت ہے کہ یہاں مزار شریف نہیں بلکہ یہ مقام ہے جہاں آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لا کر یہاں قیام فرمایا تھا۔ چنانچہ وہاں کے ایک مقامی عرب ڈاکٹر بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہ حضرت یونس علیہ السلام کا مزار نہیں ہے۔ اس کی دلیل کے طور پر انہوں نے ہمیں ابن بطوطہ کا سفر نامہ دکھایا جس میں لکھا تھا:

ثُمَّ سَافَرْتُ مِنَ الْخَلِیْلِ اِلٰی بَیْتِ اللَّحْمِ وَزُرْتُ فِی الطَّرِیْقِ تُرْبَۃَ یُوْنُسَ عَلَیْہِ السَّلَامِ وَعَلَیْہِ قُبَّۃٌ عَظِیْمَۃٌ

ترجمہ: پھر میں نے الخلیل سے بیت اللحم تک کا سفر کیا اور راستے میں حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کی زیارت کی جس پر ایک عظیم قبہ ہے۔

اسی بلادِ شام و فلسطین کے مصنف لکھتے ہیں: مورخ مجیر الدین کا بیان ہے کہ ''حلحول جو حبرون سے کچھ زیادہ فاصلے پر نہیں، حضرت یونس علیہ السلام کا مدفن ہے۔ یہاں کی مسجد اور مینار جو اب تک سلامت ہیں 623ھ، 1226ء میں تعمیر ہوئے تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے والد متیٰ کی قبر بھی قریب ہی ایک گاؤں بیت احر میں ہے۔ وہ ایک عادل اور انبیاء کے خاندان کے آدمی تھے۔

زیر نظر تصویر اسرائیل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کے مزار مبارک کی ہے۔ مزار کے اندر ایک پرانی محراب ہے اور ایک چھوٹا کمرہ ہے۔ اس کمرہ میں حضرت یونس علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔ اس جگہ پر حضرت یونس علیہ السلام کے نام سے ایک مسجد بنا دی گئی ہے۔ روایات کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کی پیٹ سے نجات پانے کے بعد یہاں آئے تھے۔ یہ جگہ Jiyeh نامی علاقہ کے قریب ڈیمور کے درمیان واقع ہے۔

اسرائیل کے علاقہ حلحول میں موجود مزار یونس علیہ السلام کے صحن کا منظر

تذکرہ حضرت یوشع علیہ السلام

نام ونسب

حضرت یوشع علیہ السلام کا شجرہ نسب یہ ہے ''یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوست

حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوست ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہوا۔

''اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان (ساتھی) کو۔ (پ ۱۸، الکہف، آیت ۶۰)

''پس جب وہاں سے آگے بڑھ گئے آپ نے اپنے جوان ساتھی سے کہا۔''
(پ ۱۸ الکہف، آیت ۶۲)

صحیحین کی منقول احادیث میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث سے ثابت ہے کہ جوان ساتھی سے مراد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہیں۔ گویا کہ حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہر وقت کے ساتھی رہے۔ یہاں تک وصال کے بعد خلافت کا بوجھ بھی آپ علیہ السلام کے کندھوں پر آپڑا۔

کنعان میں آباد جابر، مشرک، قوم عمالقہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے جو وفد گیا تھا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اس کے رکن تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت بنی اسرائیل کو جہاد کی ترغیب دی اور بنی اسرائیل نے قوم عمالقہ کے قد آور لوگوں سے مرعوب ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

''اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ''

کہہ کر جہاد سے انکار کر دیا۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پہلے شخص تھے جنہوں نے بنی اسرائیل کو ہمت دلائی اور نصرت کا وعدہ یاد دلا کر جہاد پر اکسایا۔

حضرت یوشع علیہ السلام کا ذکر قرآن میں

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا نام قرآن کریم میں صراحۃً مذکور نہیں، البتہ سورہ کہف میں دو جگہ لفظ فتی بول کر مبہم چھوڑ دیا ہے۔

(واذ قال موسى لفتٰه) (فلما جاوزا قال لفتاهُ)

صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہیں۔ سورۂ کہف کی طرح سورۂ مائدہ میں بھی

قَالَ رُجُلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

کا مبہم لفظ استعمال کیا ہے۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ دو شخص حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور کالب بن یوحنا ہیں۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر وحضر کے ساتھی اور خادم خاص تھے۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ان پر ظاہر کر دیا تھا کہ حضرت یوشع علیہ السلام میرا خاص بندہ ہے اور بنی اسرائیل اس کی سرکردگی میں کنعان اور بیت المقدس کو جابر مشرک قوم سے آزاد کرالیں گے۔

حضرت یوشع علیہ السلام

1. بحیرہ قلزم: جہاں حضرت یوشع علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔
2. عمان: جہاں حضرت یوشع علیہ السلام مدفون ہیں۔
3. اریحا: وہ شہر جسے حضرت یوشع علیہ السلام نے فتح کیا۔
4. القدس: جہاں حضرت یوشع علیہ السلام نے خیمہ لگایا۔

سورج رک گیا

حضرت یوشع علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو لے کر بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور ایک بستی کا محاصرہ کرلیا۔ اس بستی کا محاصرہ جمعہ کو عصر تک طویل ہوگیا تھا اور ہفتہ کا روز شروع ہونے والا تھا۔ اس دن آپ علیہ السلام کو کوئی کام کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

ہفتہ کو بنی اسرائیل کی چھٹی کا دن تھا۔ اس دن ان کے لئے جہاد ممنوع تھا۔ جنگ جاری تھی کہ سورج غروب ہونے لگا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ سورج کو روک دے، پھر سورج سے مخاطب ہوئے:

اِنَّکَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ وَاَنَا فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ

''اے سورج! تو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی اسی کی فرماں برداری میں مصروف ہوں۔''

امام ابن کثیر لکھتے ہیں، آپ علیہ السلام نے سورج کو فرمایا:

اِنَّکَ مَاْمُوْرَةٌ وَاَنَا مَاْمُوْرٌ

''اے سورج! تو بھی حکم الٰہی کا پابند ہے اور میں بھی۔''

پھر آپ علیہ السلام نے چاند کو مخاطب کر کے فرمایا، ابھی طلوع نہ ہونا۔

چنانچہ فتح ہونے تک سورج رکا رہا اور اس وقت تک غروب نہ ہوا، جب تک قوم جبارین شکست سے دوچار نہ ہوگئی۔ (البدایہ والنہایہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ لِبَشَرٍ اِلَّا لِیُوْشَعَ لَیَالِیَ سَارَ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ

''آفتاب آج تک کسی بشر کے لئے رفتار میں موقوف نہیں ہوا، سوائے یوشع بن نون علیہ السلام۔ یہ ان راتوں کی بات ہے جب وہ بیت المقدس کی جانب (بغرض جہاد) گئے تھے۔

بیت المقدس جہاں حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے سورج روک دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ فتح تک سورج غروب نہ ہوا۔

مسجد اقصیٰ: جہاں یوشع ؑ نے خیمہ لگایا تھا

سب سے پہلے مسجد اقصیٰ کے مقام پر جہاں یہ گنبد صخرہ تعمیر ہے حضرت آدم ؑ نے نماز ادا کی، اسی مقام کو حضرت ابراہیم ؑ نے عبادت گاہ بنا دیا، یہیں پر حضرت یعقوب ؑ نے نور کا مینار دیکھا، جس کی یاد میں انہوں نے یہاں نمازیں ادا کیں۔ یہودیوں نے جب فلسطین میں داخلے کے خدائی حکم کی پرواہ نہ کی تو وہ چالیس برس تک صحرا سینا میں بھٹکتے رہے۔ پھر بعد ازاں وہ حضرت یوشع ؑ کی قیادت میں علاقے میں داخل ہوئے تو خدا کے برگزیدہ نبی حضرت یوشع ؑ نے اس مقام پر وہ تاریخی خیمہ نصب کیا کہ جسے حضرت موسیٰ ؑ نے بنایا تھا تاکہ وہ (حضرت یوشع ؑ) اپنی قوم سے یہاں خطاب کرسکیں اور اللہ سے وحی حاصل کرسکیں۔ اسی مقام پر حضرت سلیمان ؑ اور حضرت ابراہیم ؑ اللہ کی عبادت کرتے رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر اسی مقام سے معراج کی رات نبی کریم ﷺ سات آسمانوں کے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ عہد اسلامی میں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اس مقام پر سب سے پہلے مسجد تعمیر کروانے کا شرف حاصل کیا۔''

مسجد اقصیٰ دراصل اس حرم کا نام ہے جو چاردیواری میں محدود ہے، مگر عرف عام میں اب مسجد اقصیٰ صرف وہ حصہ کہلاتا ہے جو قبۃ الصخرہ سے منسلک ہے۔ قبۃ الصخرہ ایک عالیشان قبہ کی صورت میں بنا ہوا ہے اس کی عمارت وسیع اور شاندار ہے، طلائی کام بہت عمدہ ہے۔ قبۃ الصخرہ کے بائیں پہلو میں حضرت عمر ؓ کی محراب ہے۔ یہاں زائرین نفل ادا کرتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے حرم میں چوبی منبر ہے جسے غازی نورالدین زنگی ؒ نے بنوایا تھا اور عہد کیا تھا کہ بیت المقدس فتح ہونے پر یہ منبر مسجد اقصیٰ میں نصب کراؤں گا مگر مراد پوری نہ ہوئی۔ پھر سلطان صلاح الدین ایوبی ؒ نے فتح بیت المقدس کے بعد یہ منبر یہاں نصب کرایا۔ جمعہ کا خطبہ اسی پر پڑھا جاتا ہے۔ چاردیواری سے گھری زمین حرم شریف کہلاتی ہے۔ سوائے مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کے سب جگہ لوگ بلاتکلف جوتے پہنے پھرتے ہیں۔ مسجد کے مشرقی حصہ میں تہہ خانہ ہے جس میں مریم علیہا السلام سکونت پذیر تھیں۔ برابر ہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ ؑ کو غسل دیا گیا اور قوم نے آکر ان کے متعلق سوالات کیے تھے۔ قریب ہی محراب ہے جس میں حضرت مریم علیہا السلام عبادت کرتی تھیں۔ یہیں آپ کے پاس موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور سردی کے پھل گرمی میں آتے تھے۔ آگے ایک اصطبل ہے جس میں حضرت سلیمان ؑ کے گھوڑے باندھے جاتے تھے۔ مسجد کے عین نیچے بھی تہہ خانہ ہے جس میں حضرت سلیمان ؑ کے محل تھے اس میں بہت بڑے اور وزنی پتھر لگے ہیں۔ دراصل یہ پوری عمارت جنات کی بنائی ہوئی ہے۔

مسجد اقصیٰ کے چند نادر مقامات

(1) مسجد اقصیٰ کی موجودہ عمارت جو پہلی دفعہ خلیفہ راشدہ حضرت عمر فاروق ؓ اور پھر اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں تعمیر ہوئی۔

(2) حرم شریف۔ جنوب مشرقی کونہ جو حرم شریف کی چاردیواری میں سب سے اونچی جگہ ہے۔

(3) مروان مسجد اس مسجد کی چھت ہے۔

(4) مروان مسجد کی سیڑھیوں پر مشتمل راستہ۔

(5) مبارک چٹان والی گنبد (قبۃ الصخرہ) وہ گنبد والی مسجد جس کو اکثر لوگ مسجد اقصیٰ سمجھتے ہیں جبکہ مسجد اقصیٰ یہ پورا حرم شریف ہے جس میں قبۃ الصخرہ والی مسجد سمیت کئی مساجد اور مقدسات شامل ہیں۔

(6) اموی محلات کے آثار۔ اسرائیلی حکومت نے اس کے نیچے مسجد اقصیٰ کی جانب سرنگ کھودی ہے۔ اسرائیلی خیال کے مطابق یہ ہیکل سلیمانی کے دروازے کا مقام ہے۔

(7) حنشی کونہ۔ یہ مسجد اقصیٰ سے انتہائی جنوب میں ہے، یہ اموی خلفاء اور شہزادوں کے محلات کی جانب سے مسجد میں جانے کا راستہ ہے۔

(8) دعوہ و اصول الدین فیکلٹی۔ مسجد اقصیٰ کے جنوب میں واقع یہ عمارت ماضی میں اسکول اور پھر دعوہ اصول الدین کی فیکلٹی کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ انتظامیہ کی وجہ سے اسرائیلی حکومت نے اسے بند کر دیا۔

(9) اسلامی میوزیم۔ یہ بہت قدیم عمارت ہے، جس میں اسلامی میوزیم ہے۔ اس میں بیت المقدس پر گزرے ہوئے اسلامی ادوار کے مختلف آثار ہیں۔ اس میں نورالدین زنگی ؒ کے منبر کا وہ بچا کھچا حصہ ہے جو 1969ء میں مائیکل روہان یہودی کی مسجد اقصیٰ میں لگائی ہوئی آگ میں جل گیا تھا۔

پراسرار آگ

پہلی قوموں کے لئے مال غنیمت حاصل کرنا جائز نہ تھا۔ چنانچہ آگ نازل ہوتی اور اسے جلا کر راکھ کر دیتی۔ یہ آگ ہی جہاد کی قبولیت کی علامت تھی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے جب اس بستی کو فتح کر لیا تو مال غنیمت اکٹھا کیا۔ آگ نمودار ہوئی کہ اس مال غنیمت کو کھائے لیکن وہ اسے نہ جلا سکی۔ آپ علیہ السلام نے لشکر سے فرمایا تمہارے اندر کچھ کھوٹ ہے۔ ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرے۔ بہت سے آدمیوں نے بیعت کی، ایک آدمی کا ہاتھ آپ علیہ السلام کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم میں خیانت ہے۔'' پس اس قبیلے کے تمام آدمی بیعت کریں پورے قبیلے نے بیعت کی۔ ان میں سے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ آپ علیہ السلام کے ہاتھ سے چمٹ گیا تو آپ علیہ السلام نے (ان کی نشاندہی کرتے ہوئے) فرمایا: تم لوگوں میں کھوٹ ہے۔ تم نے خیانت کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ تینوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی کی خدمت میں گائے کے سر کے برابر سونا لائے۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سونے کو مال غنیمت کے ڈھیر پر رکھ دو۔ جونہی یہ سونا مال غنیمت کے ڈھیر پر رکھا گیا، آگ نمودار ہوئی اور مال غنیمت کو کھا گئی۔ (مسلم شریف)

ساٹھ ہزار نافرمانوں کی ہلاکت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو وحی فرمائی ''میں تمہاری قوم میں چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار برے آدمیوں کو ہلاک کرنے لگا ہوں۔''
عرض کیا: اے رب تعالیٰ، یہ برے تو ٹھیک (قابل ہلاکت ہیں) مگر نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کرتے ہیں؟
فرمایا: وہ میرے غضب کی وجہ سے غضبناک نہیں ہوئے بلکہ برے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا رکھتے رہے۔

وصال

بیت المقدس کی فتح کے بعد جب بنی اسرائیل اس میں قیام پذیر ہوئے تو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق ان کی اصلاح فرمائی اور ایک طویل عرصہ ان کے ساتھ گزارا۔ بالآخر ایک سو چھبیس سال کی ظاہری عمر میں آپ علیہ السلام نے وصال فرمایا۔ (ابن کثیر)

وہ جگہ جہاں حضرت یوشع علیہ السلام نے اموریت بادشاہ کو شکست دی

(Azekah) اسرائیل میں موجود وادی الاہ میں موجود ازیکا نامی جگہ۔ ازیکا حبرون سے بیس کلومیٹر شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہاں حضرت یوشع علیہ السلام نے اموریت بادشادہ کو شکست دی تھی۔

حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھوں شہر اریحا کی فتح

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی ہی میں ارض مقدس (فلسطین) کی فتح کے لئے حضرت یوشع علیہ السلام کو امیر لشکر نامزد کر دیا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو انہوں نے بنی اسرائیل کی معیت میں ارض مقدس کو مشرک قوموں سے پاک کیا۔ اس طرح شہر اریحا کی فتح تمام ارض مقدس کی فتح و نصرت کا ذریعہ بنی۔ قرآن حکیم نے یہ وضاحت نہیں کی کہ پہلے کس شہر کو فتح کیا، صرف قریہ (شہر) کہہ کر اس کا ذکر کیا ہے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غالباً یہ قریہ بیت المقدس تھا۔ پچھلی صدی کے اواخر میں جرمنی اور آسٹریا کے ماہرین آثار قدیمہ کی ایک ٹیم جریکو (Gericho) کے قدیم شہر کی کھدائی کے لئے گئی تھی اور 1936ء تک اس سلسلہ میں بہت سے اہم انکشافات منظر عام پر آ چکے تھے۔ 1936ء میں برطانوی ماہرین کی ایک مہم نے قدیم اریحا کے برآمد شدہ کھنڈرات کا معائنہ کرنے کے بعد اس امر کی تصدیق کی تھی کہ فی الواقعی یہ دیواریں سخت دھماکہ کے ساتھ گری تھیں۔ اس مہم کا لیڈر جان گارسٹنگ کہتا ہے "ان دونوں دیواروں کا درمیانہ حصہ شکستہ ٹکڑوں اور ملبہ سے پُر ہے۔ ایک زبردست آتشزدگی کے (بھی) واضح نشانات موجود ہیں۔"

یہ دیوار 1930ء میں جریکو میں کھدائی کے دوران دریافت ہوئی۔
کہا جاتا ہے کہ یہ دیوار حضرت یوشع علیہ السلام کے زمانے سے ایک ہزار سال پرانی ہے۔

بائبل کے مطابق Arad وہ شہر ہے جسے حضرت یوشع علیہ السلام نے فتح کیا تھا۔ یہی وہ شہر ہے جس کے بادشاہ نے غرق فرعون کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا۔ Arad شہر اس وقت اسرائیل کے زیر تسلط ہے اور حبرون سے اکتیس کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔

اراد شہر کا نقشہ جسے حضرت یوشع علیہ السلام نے فتح کیا

اردن
یروشلم
ماؤنٹ نیبو
بیت اللحم
جودیہ
غزہ
الخلیل
بحر مردار
نہر اردن
مسادہ
اراد
بئر سبع
زوار

حضرت یوشع علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک چار ممالک میں موجود ہے۔

1 عراق کے شہر بغداد میں 2 عمان میں 3 اردن میں 4 اسرائیل میں

پہلا مزار: عراق کے شہر بغداد میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک

بغداد میں حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر کیسے بنی؟ اس کے بارے میں کسی مستند کتاب سے کوئی روایت نظر سے نہیں گزری، تاہم لوگوں میں حد تواتر تک یہی مشہور ہے کہ یہ قبر نبی اللہ یوشع بن نون علیہ السلام کی ہے۔ روضہ مبارکہ کی عمارت خستہ اور قدیم طرز کی ہے۔ اندرونی و بیرونی جانب کسی قسم کا کوئی نقش و نگار نہیں۔
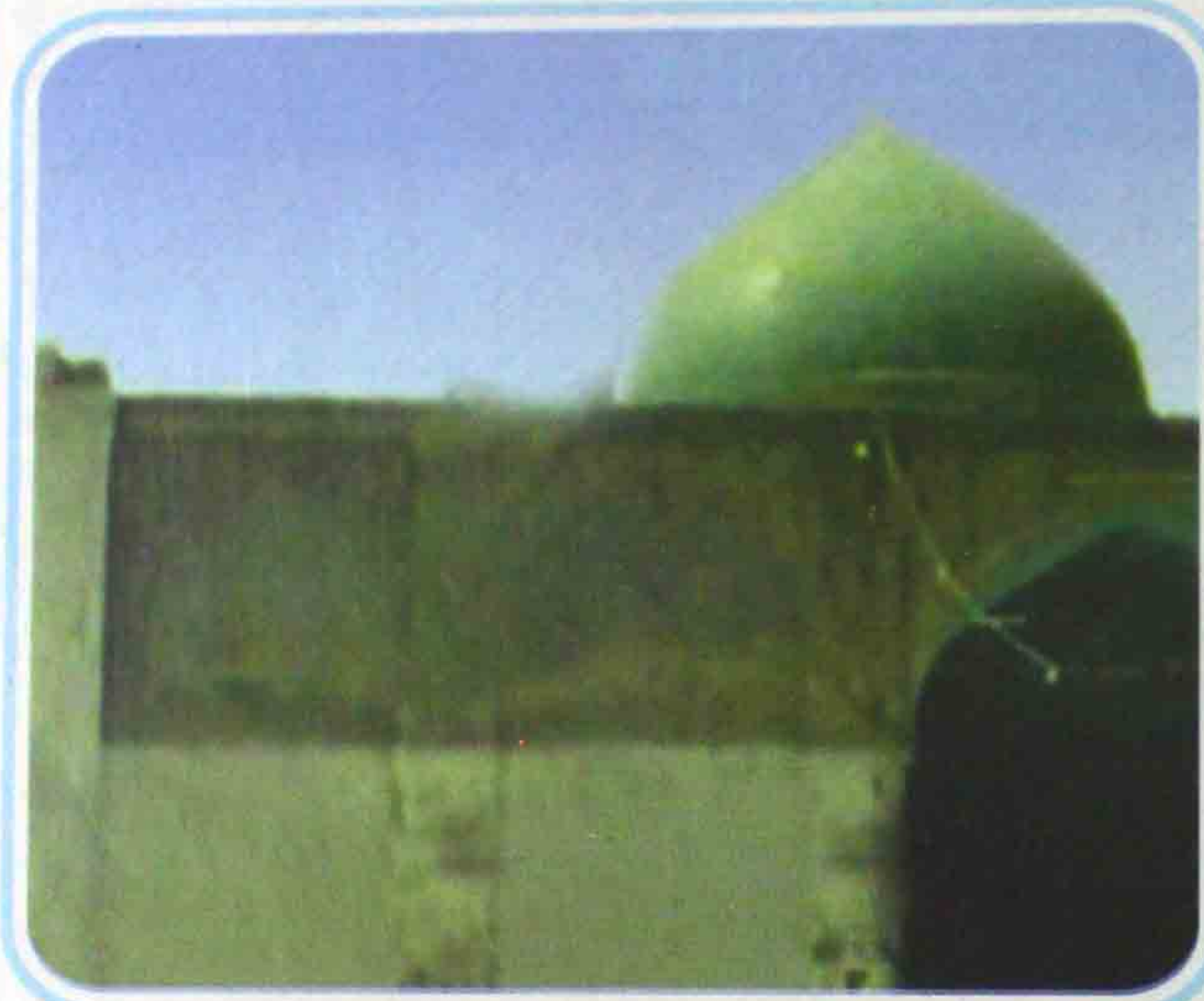
قبر مبارک تقریباً اڑھائی میٹر لمبی اور ڈیڑھ میٹر چوڑی ہے۔ جس پر سیاہی مائل گہرے سبز رنگ کی چادر چڑھی ہے۔ آپ علیہ السلام کے مزار پر عیسائی (نصاریٰ) بھی حاضری دیتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے روضۂ اقدس کے باہر قدموں کی طرف کچھ قبریں ہیں، جن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ پادریوں کی ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نصاریٰ کی تحقیقات کے مطابق بھی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام یہیں آرام فرما ہیں۔ واللہ اعلم۔

حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک (عراق)

عراق میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مقبرہ

عراق میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک
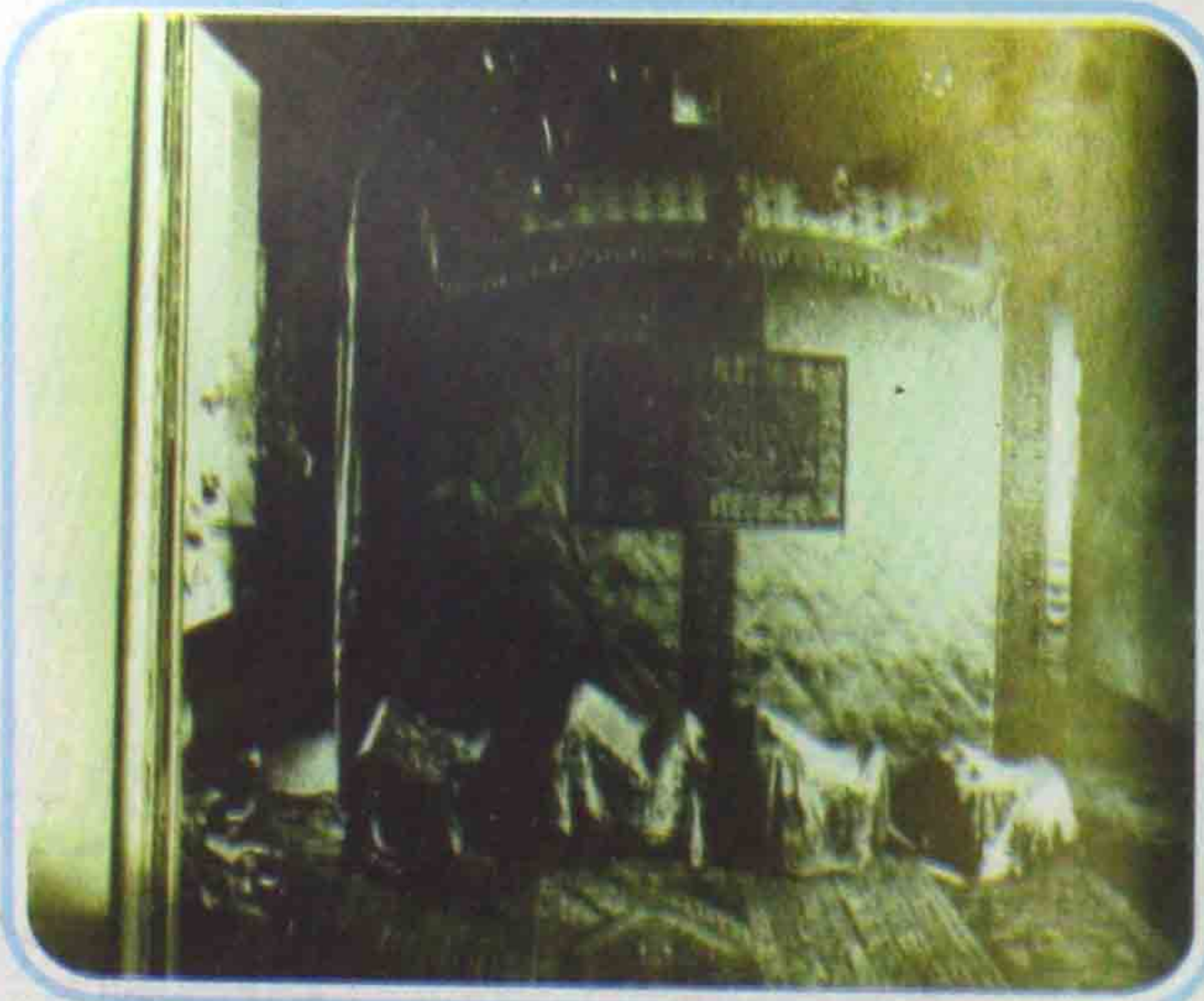
حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک
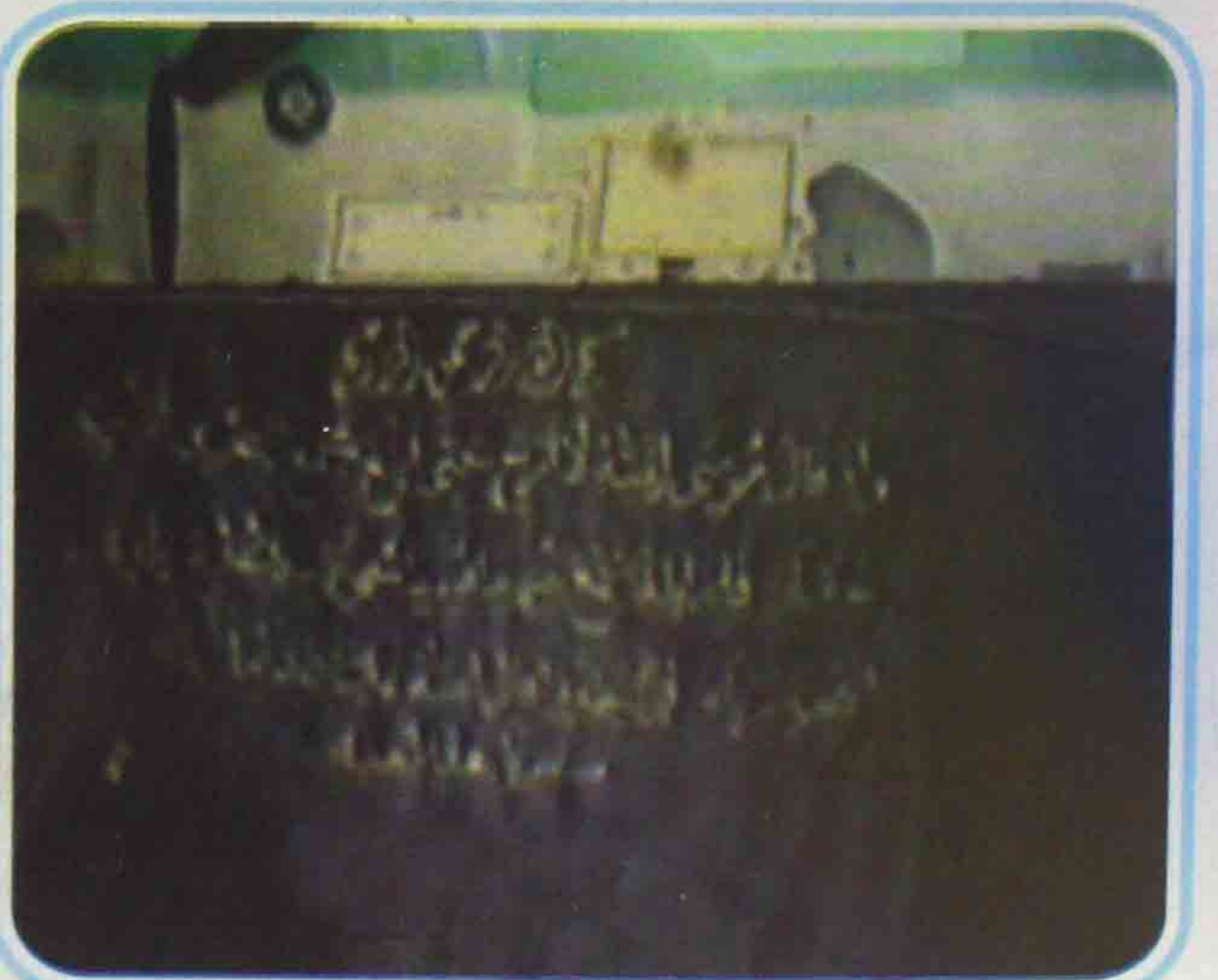
دوسرا مزار: عمان میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ عمان شہر سے نکلنے کے بعد ہم سب سے پہلے ایک انتہائی خوبصورت وادی سے ہوتے ہوئے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے جو اس علاقے میں سب سے بلند چوٹی نظر آتی تھی اور وہاں سے دور تک پھیلی ہوئی سبز پوش وادیاں بڑی خوبصورت معلوم ہو رہی تھیں۔ پہاڑ کے ایک کنارے پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی، ملک افضل صاحب نے بتایا کہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار اسی مسجد کے ایک کمرے میں واقع ہے۔ ہم مسجد میں داخل ہوئے تو اس کے ایک کمرے میں ایک نہایت طویل قبر بنی ہوئی تھی۔ اس کی لمبائی بارہ سے پندرہ گز کے درمیان ہوگی۔ اسی کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ آپ علیہ السلام کے مزار کے باہر پڑی تختی پر آپ علیہ السلام کا حسب ونسب بھی لکھا ہوا ہے۔

اب اس بات کی سو فیصد تحقیق تو تقریباً ناممکن ہے کہ یہ واقعتاً حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر ہے یا نہیں؟ البتہ یہ تمام علاقہ اسی ارض مقدس کا حصہ ہے جسے حضرت یوشع علیہ السلام نے فتح فرمایا تھا۔ اس لئے یہ بات جو یہاں کے لوگوں میں مشہور چلی آتی ہے، کچھ بعید بھی نہیں۔ قبر کی غیر معمولی لمبائی ہمارے لئے حیران کن تھی، لیکن بعد میں اردن اور شام کے اندر جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مزارات دیکھے، وہاں بھی یہی صورت نظر آئی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں کسی مقدس شخصیت کی تعظیم کے خیال سے اس کی قبر بہت لمبی بنائی جاتی تھی۔ واللہ اعلم۔

بہرصورت! ایک جلیل القدر پیغمبر کے مزار پر حاضری اور سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، احقر کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے بعد کسی پیغمبر کے مزار پر حاضری کا یہ پہلا اتفاق تھا۔

حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک (قدیم عمارت)
آپ علیہ السلام کا مزار مقدس ایک پرانی عمارت میں ہے۔ مزار شریف پر قبہ ہے۔ دروازہ کے اوپر عبرانی میں کتبے نصب ہیں۔
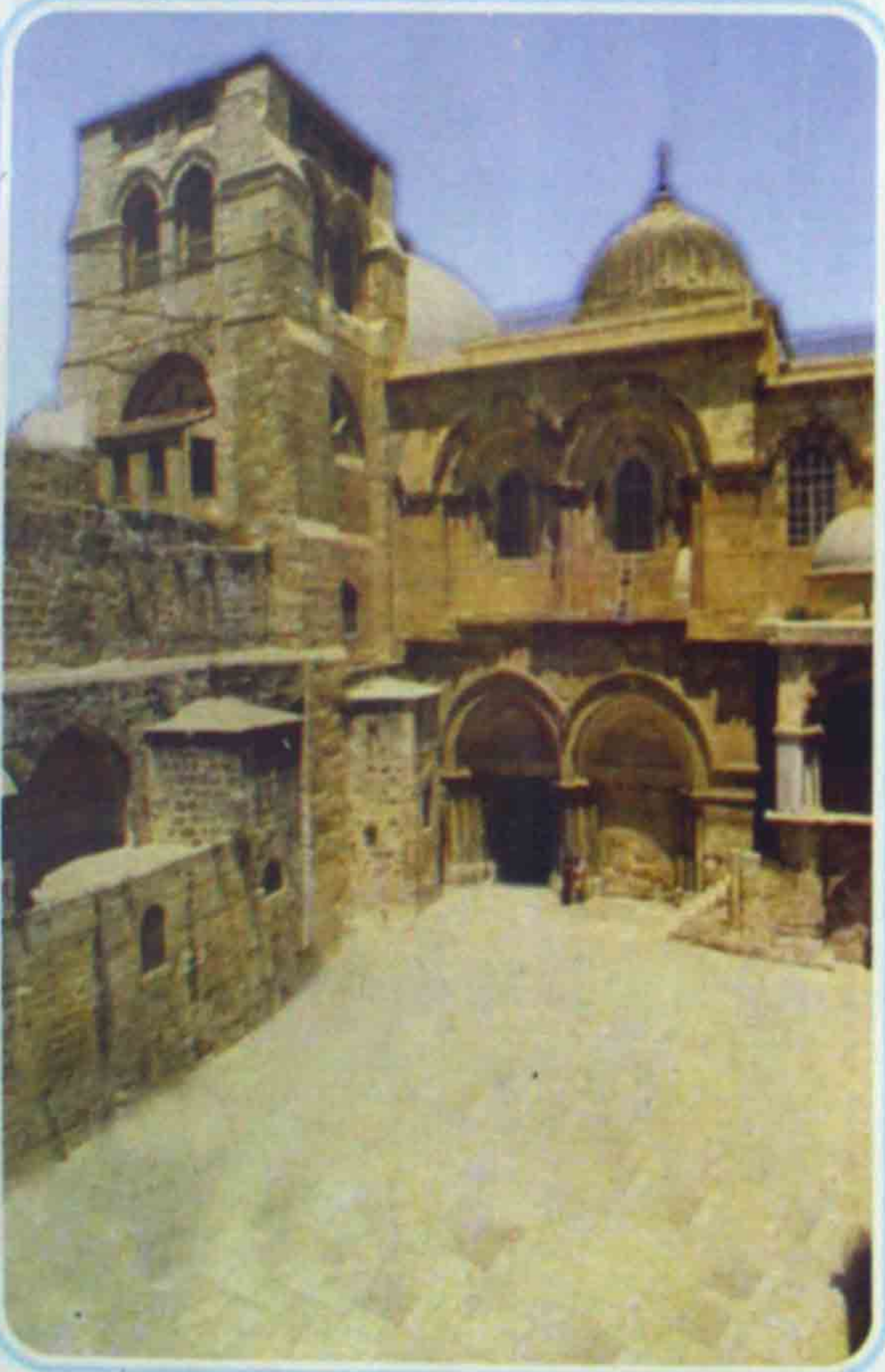
اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار مبارک کے اطراف بنی عمارات
یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریبی ساتھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد انہوں نے بنی اسرائیل کی قیادت کی تھی۔

اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مقبرہ (نئی عمارت)
زیر نظر تصویر حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار کی ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار اردن میں السلت شہر کے نزدیک زے نامی قصبہ میں واقع ہے۔ مزار کی لمبائی دس میٹر ہے۔ مقامی لوگوں کے امام کے مطابق حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اپنی وفات کے وقت چار سے پانچ میٹر لمبے تھے۔ مزار کے قریب ہی ایک نئی مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔

تیسرا مزار: اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار
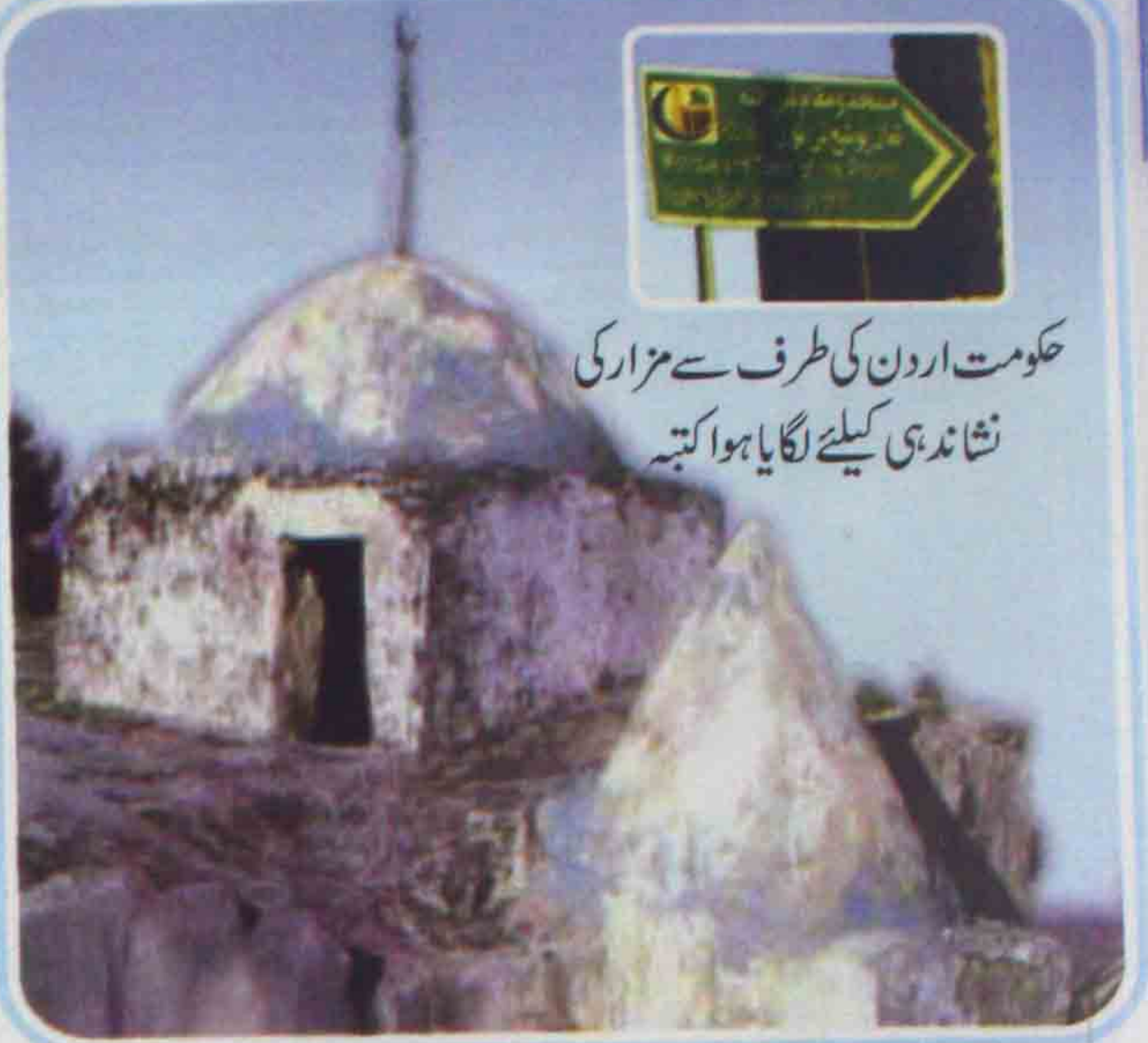
حکومت اردن کی طرف سے مزار کی نشاندہی کیلئے لگایا ہوا کتبہ

اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار کی قدیم تصویر

اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک (اردن)

اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک

چوتھا مزار: اسرائیل میں موجود یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:

بعض روایات کے مطابق حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قبر بیت المقدس کے قریب عورتا نامی گاؤں کی ایک غار میں واقع ہے۔ تورات کے مطابق ان کی قبر فلسطین کے موجودہ شہر نابلس کے کسی پہاڑی مقام پر ہے۔ نابلس کے علاقہ کا قدیم نام ہی غالباً سِکم ہے۔ جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زمین تھی اور اسی علاقہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک کنویں میں بھائیوں نے پھینکا تھا۔

اسرائیل میں دو جگہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک موجود ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم نے دونوں مقامات کی تصاویر کو اس کتاب کی زینت بنایا ہے۔

اسرائیل کے شہر نابلس میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک
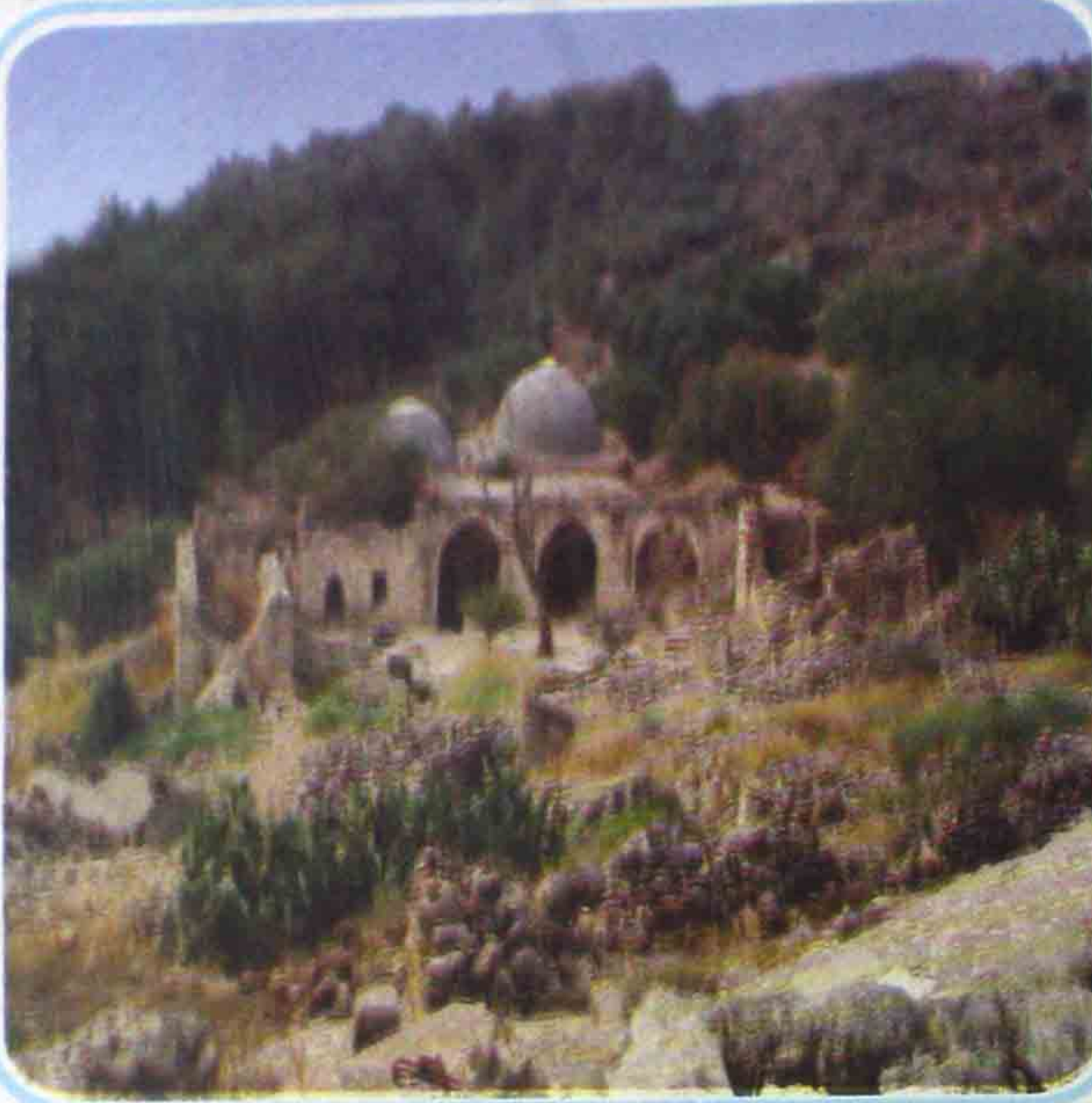
اسرائیل کی قدیم بستی میں حضرت یوشع علیہ السلام سے منسوب دوسرا مزار

تذکرہ حضرت حزقیل علیہ السلام

حضرت حزقیل علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبروں میں سے ہیں۔ حزقیل عبرانی نام ہے۔ جس کے معنی قدرت اللہ کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ آپ علیہ السلام کی والدہ بہت بوڑھی تھیں۔ اسی حالت میں حضرت حزقیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس وجہ سے آپ علیہ السلام ابن العجوزہ (بڑھیا کے بیٹے) کے نام سے مشہور ہوئے

تاریخی روایات کے مطابق حضرت حزقیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے۔ پہلے خلیفہ حضرت یوشع علیہ السلام تھے۔ دوسرے حضرت کالب بن یوحنا اور تیسرے حضرت حزقیل علیہ السلام۔ موجودہ بائبل کے عہد نامہ قدیم میں ایک صحیفہ آپ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ قرآن کریم میں آپ علیہ السلام کا اسم گرامی مذکور نہیں ہے، لیکن قرآن کریم نے سورۃ البقرہ میں ایک واقعہ بیان فرمایا ہے، جس کے بارے میں بعض تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ علیہ السلام ہی سے متعلق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دوسرے لوگوں سے یہ روایت منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حزقیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو دشمن سے جہاد کرنے کا حکم کیا۔ ان لوگوں نے مرنے کے خیال سے جہاد میں جانا قبول نہ کیا۔ اس کی پاداش میں ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ لوگ وبائی امراض میں مبتلا ہو گئے یعنی طاعون کی بیماری ان میں پھیل گئی اور اس وبائی بیماری میں کثیر تعداد میں لوگ مر گئے اور بہت سے لوگ مارے ڈر کے اپنے اپنے گھروں سے نکل بھاگے۔ جب وہ لوگ ایک سو کوس پر گئے تو وہاں ایک ایسی مہلک آواز آئی کہ آواز سن کر سب کے سب مر گئے اور مردوں کی کثرت کی وجہ سے ان کو شہر میں لا کر دفن نہ کر سکے اور چاروں طرف سے ایک دیوار کھینچ کر سب مردوں کو ایک جگہ جمع کر دیا اور وہ تمام آفتاب کی گرمی سے سڑ گئے۔

جامع التواریخ میں لکھا ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ڈھیر میں چار ہزار لاشیں تھیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ آٹھ ہزار تھے اور حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ اسی ہزار کی تعداد تھی جو اس وبائی بیماری سے مرے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام نے سات روز بعد اعتکاف سے نکل کر شہر سے باہر جا کر دیکھا کہ ان سب کی صرف ہڈیاں باقی رہ گئی ہیں اور ان کا گوشت پوست سب گل گیا ہے یہ دیکھ کر دل میں رحم آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں عرض کی اے پروردگار تو نے میری قوم کو ہلاک کیا تو پھر ان کو زندہ کر۔

ندا آئی: اے حزقیل یہ سب وبا کے ڈر سے شہر سے نکل بھاگے تھے اور انہوں نے میرے قبضہ قدرت کا خیال نہ کیا اس لئے میں نے ان کو مار ڈالا اور پھر تمہاری دعا کرنے سے میں نے ان لوگوں کو زندہ کیا ہے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام سے منسوب مزار مبارک کا اندرونی منظر

حضرت حزقیل علیہ السلام کا مزار

اردن میں داریا کے اس چھوٹے سے قبرستان سے کچھ دور ایک مکان کے بیرونی چبوترے پر ایک الگ تھلگ قبر بنی ہوئی ہے جس کے بارے میں یہاں مشہور ہے کہ یہ مشہور اسرائیلی پیغمبر حضرت حزقیل علیہ السلام کی قبر ہے۔ یہ قبر بھی حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام کی قبروں کی طرح معمول سے بہت لمبی ہے۔

عراق میں موجود حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کی چھت کا منظر

حضرت حزقیل علیہ السلام سے منسوب سرنگ کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

حضرت حزقیل علیہ السلام سے منسوب سرنگ کا داخلی حصہ
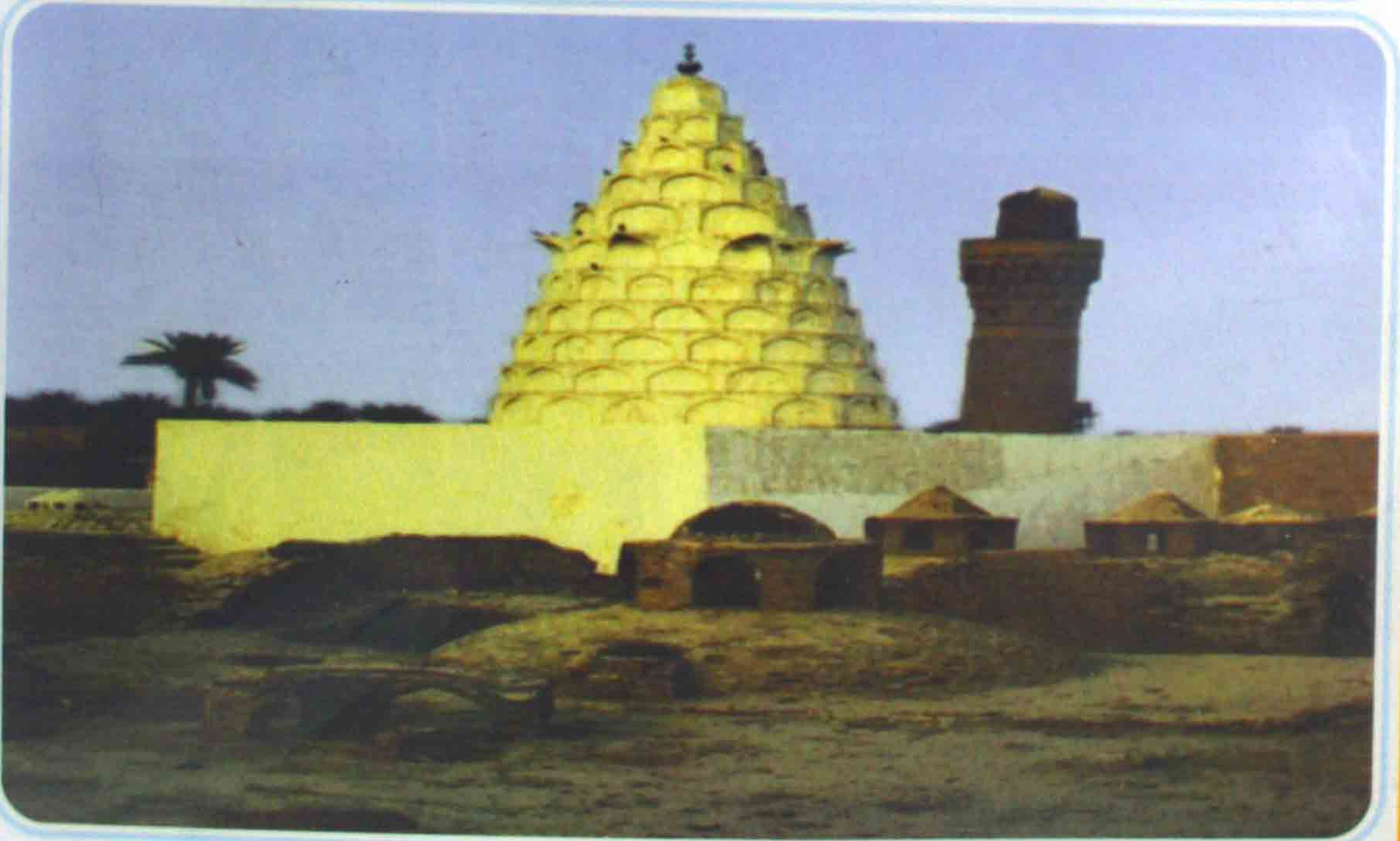
حضرت حزقیل علیہ السلام کی قبر مبارک

عراق میں موجود حضرت حزقیل علیہ السلام کا مزار

مزار حضرت حزقیل علیہ السلام
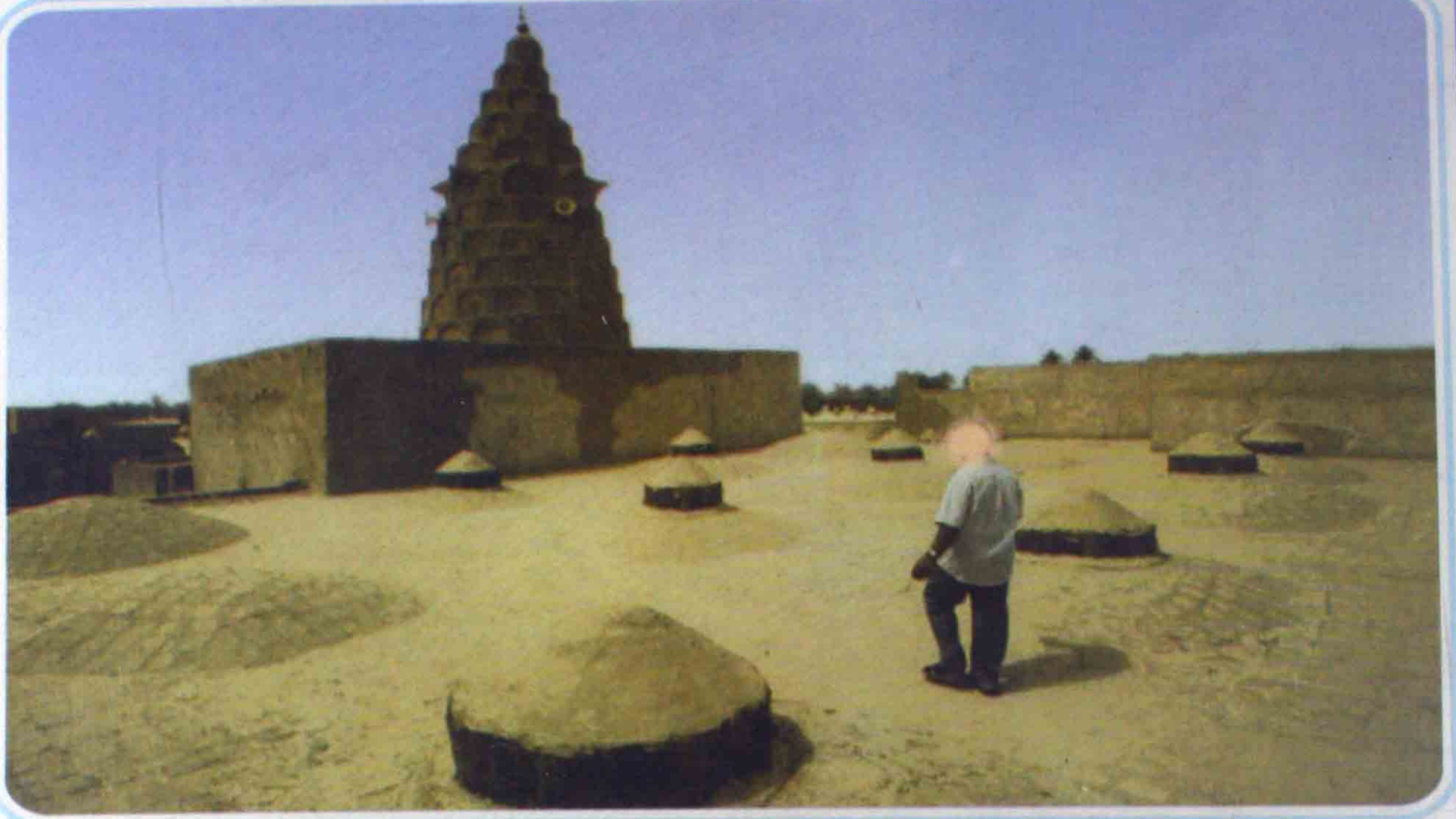
عراق کے شہر کفل میں حضرت حزقیل علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کا اندرونی منظر

حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کے اندرونی منظر کی مختلف تصاویر

حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کی اندرونی چھت

حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کا منظر (عراق)
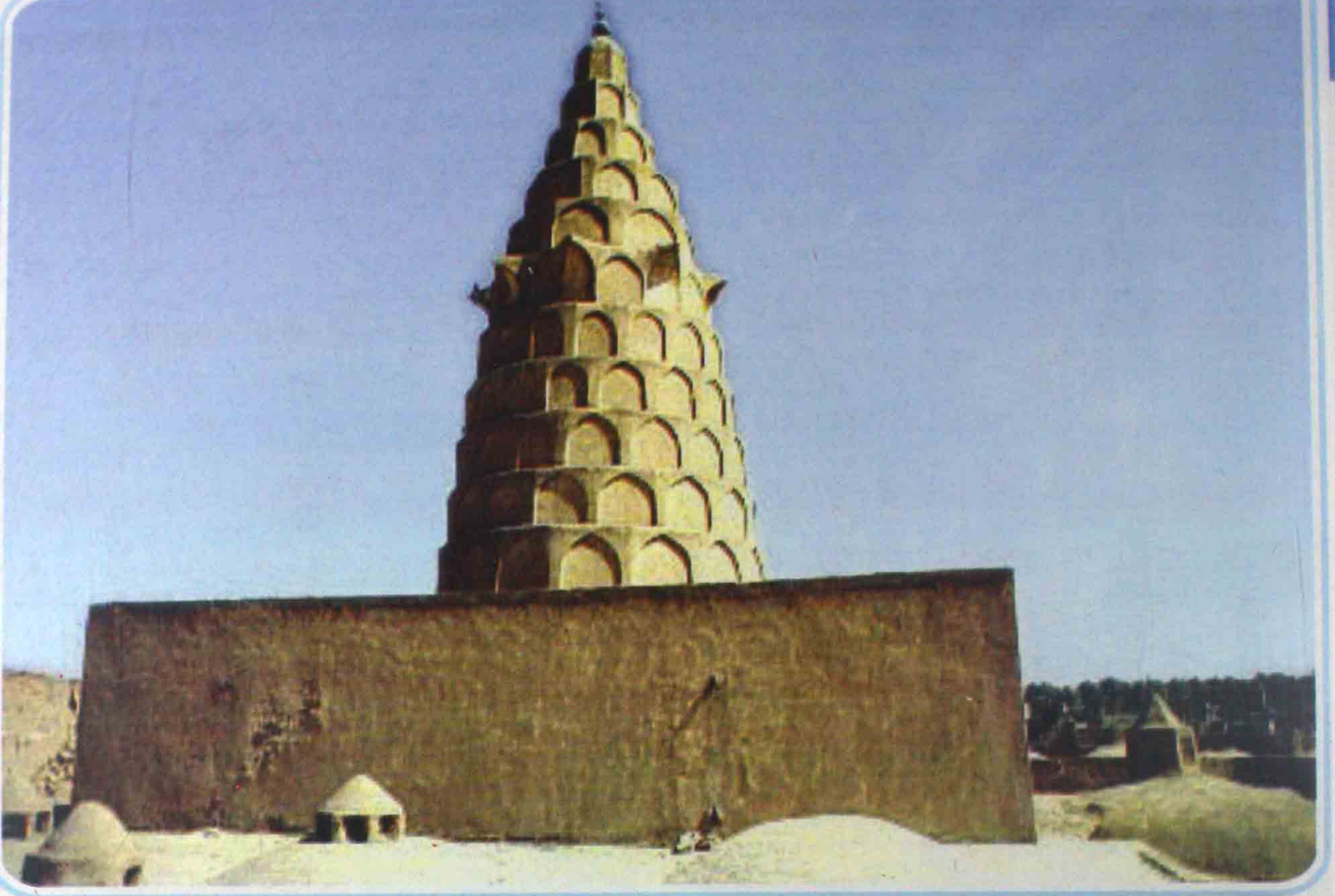
حضرت حزقیل علیہ السلام سے منسوب مزار مبارک جو اب بوسیدہ ہو چکا ہے

تذکرہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل کا تذکرہ بھی قرآن میں کیا گیا ہے۔

آپ شام کے علاقہ میں چالیس سال تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ آپ کی وفات ۷۵ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ کا نام ذوالکفل اس طرح پڑا کہ آپ محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت ایوب کے بیٹے تھے۔ اگر یہ بات درست ہے تو آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

ذوالکفل بن ایوب بن موص بن زراح بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ ولی تھے لیکن محققین کی رائے کے مطابق آپ نبی تھے۔ اس لئے کہ اسلوب قرآنی کے مطابق آپ کو انبیاء کی فہرست میں شمار کیا جا رہا ہے۔ اصل یہی ہے کہ آپ نبی تھے۔ قرآن کریم میں صرف دو مقامات پر آپ کا نام مذکور ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مسند احمد میں امام احمد نے اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا قصہ بیان کیا ہے جو پہلے سخت بدکار اور فاسق تھا۔ بعدازاں تائب ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کی بشارت لوگوں کو سنادی۔ اس روایت میں اس شخص کا نام کفل ہے۔ لیکن جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ذوالکفل کے نام سے ہے، وہ اس شخص کے علاوہ دوسری ہستی ہیں۔ (فوائد عثمانی)

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَاالْکِفْلِ

اور اسماعیل (بن ابراہیم) کو اور ادریس (یعنی اخنوخ) اور ذوالکفل کو۔

حضرت ذوالکفل کون تھے؟ پیغمبر تھے یا نہ تھے، اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ عطا کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کے پاس وحی آئی کہ آپ کے انتقال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ بنی اسرائیل کے سامنے اپنی حکومت رکھئے اور جو شخص اس بات کی ذمہ داری لے کہ وہ رات میں نمازیں پڑھے گا، سستی نہیں کرے گا اور دن کو ہمیشہ روزے رکھے گا، کسل نہیں کرے گا اور لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرے گا، اس کو غصہ نہیں آئے گا اس کو حکومت سپرد کر دیجئے۔ پیغمبر نے بنی اسرائیل کے سامنے معاملہ رکھا۔

مجلس میں سے ایک جوان اٹھا اور عرض کیا "میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ اس جوان نے ذمہ داری قبول بھی کر لی اور اس کو پورا بھی کیا اور اللہ نے بھی اس کی قدر افزائی کی اور اس کو نبوت سے سرفراز فرما دیا۔ اسی جوان کا نام حضرت ذوالکفل ہوا۔"

جب یہ خلیفہ اپنی خوابگاہ میں قیلولہ کرنے کے لئے پہنچا اور دن رات میں وہی وقت اس کے سونے کا تھا۔ فقط قیلولہ کے وقت ہی وہ ایک نیند لے لیتا تھا اچانک ایک کمزور بوڑھے کی شکل میں ابلیس آ پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

خلیفہ نے پوچھا: کون ہے؟

ابلیس نے جواب دیا: ایک بہت بوڑھا مظلوم۔

خلیفہ نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ بوڑھے نے کہا کہ میرے اور میری قوم کے درمیان کچھ جھگڑا ہے۔ انہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور یہ حرکتیں کی ہیں۔ بوڑھے نے اپنی بات کو اتنا طول دیا کہ قیلولہ کا وقت جاتا رہا اور پچھلا دن آ گیا۔ خلیفہ نے کہا شام کو جب میں جاؤں گا تو تیرا حق دلوا دوں گا۔

ابلیس چلا گیا اور خلیفہ پچھلے دن میں جب اپنی مجلس میں پہنچا تو اس بوڑھے کو تلاش کرنے کے لئے ادھر اُدھر نظر دوڑانے لگا لیکن وہ کہیں نہیں دکھائی دیا۔ دوسرے دن صبح کو بھی جب خلیفہ نے لوگوں کے مقدمات طے کرنے کے لئے اجلاس کیا، تب بھی بوڑھے کو تلاش کیا، لیکن وہ نظر نہ آیا۔ اجلاس کے بعد قیلولہ کرنے کے لئے جب اپنی خواب گاہ میں پہنچا تو بوڑھے نے دروازہ کھٹکھٹایا، خلیفہ نے دروازہ کھول دیا، بوڑھا آ گیا۔

خلیفہ نے کہا: میں نے تجھ سے نہیں کہہ دیا تھا کہ جب اجلاس کروں، اس وقت آنا۔ بوڑھے نے کہا، وہ بہت برے لوگ ہیں۔ جب آپ اجلاس میں بیٹھے تھے تو انہوں نے مجھ سے کہہ دیا کہ ہم تجھے تیرا حق دے دیں گے اور جب آپ اجلاس سے اٹھ گئے تو انہوں نے حق ادا کرنے سے انکار کر دیا۔

خلیفہ نے کہا اب تو جا۔ پھر جس وقت میں پچھلے دن میں اجلاس کروں تو میرے پاس آنا۔ اس گفتگو میں دوپہر کا آرام بھی خلیفہ کا جاتا رہا اور پچھلے دن میں جب وہ مجلس میں لوٹے تو بوڑھے کو ادھر اُدھر دیکھنے لگے لیکن کسی کو نہ پایا۔ پھر اونگھ سے مغلوب ہو گئے تو (تیسری دوپہر کو) خلیفہ نے گھر والے (خادم) کو حکم دیا کہ کسی کو دروازے کے قریب آنے کی بھی اجازت نہ دینا تاکہ میں سو جاؤں۔ میرے اوپر نیند کا غلبہ ہو رہا ہے۔ غرض جب (سونے) کا وقت آیا تو وہ بوڑھا آ پہنچا۔ مگر خادم نے اجازت نہیں دی بوڑھا بے بس ہو گیا۔ اسی اثناء میں اس کو کمرے کا روشن دان نظر آیا فوراً کود کر اس کے اندر داخل ہو گیا اور اندر سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا (تاکہ خلیفہ بیدار ہو جائے) خلیفہ بیدار ہو گیا اور خادم کو آواز دے کر کہا کہ "اے شخص کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ کوئی شخص دروازے پر نہ آئے۔"

خادم نے کہا: میری طرف سے تو کوئی آیا ہی نہیں ہے۔ آپ خود دیکھ لیجئے کہ یہ شخص کس طرف سے آیا ہے۔

خلیفہ نے اٹھ کر دروازہ کو دیکھا تو اس کو مقفل پایا۔ لیکن وہ شخص کمرے کے اندر موجود تھا۔ وہ کہنے لگا کیا آپ یہاں سوتے رہیں گے ایسی حالت میں کہ اہل معاملہ دروازہ پر موجود ہوں۔

اب خلیفہ نے اس کو پہچانا اور کہا: اے خدا کے دشمن تو ہے۔

ابلیس نے کہا: ہاں۔ آپ نے مجھے عاجز کر دیا اور میں نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا وہ محض غصہ دلانے کے لئے تھا۔ لیکن اللہ نے آپ کو مجھ سے محفوظ رکھا۔

اسی خلیفہ کو ذوالکفل کہا گیا۔ کیونکہ انہوں نے ایک کام کا ذمہ لیا اور اس ذمہ کو پورا بھی کر دیا۔

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ابلیس ذوالکفل کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرا ایک قرضدار ہے جو ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا ہے۔ آپ میرے ساتھ ذرا اٹھ کر چلئے اور میرا حق وصول کرا دیجئے۔ آپ اس کے ساتھ اٹھ کر چل دیئے۔ لیکن ابلیس بازار میں پہنچ کر ذوالکفل سے علیحدہ ہو گیا اور آپ کو تنہا چھوڑ کر چل دیا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ابلیس نے حضرت ذوالکفل سے معذرت کی اور کہا کہ میرا امد عا علیہ مجھ سے بھاگ گیا ہے۔

بعض اہل روایت نے کہا کہ ذوالکفل وہ شخص تھا جس نے مرتے دم تک ہر رات کو سو رکعت پڑھنے کا عہد کیا تھا اور اس عہد کو پورا کیا۔ بعض علماء نے کہا کہ ذوالکفل نبی تھے۔ عبارت قرآنی کی رفتار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ بعض نے حضرت ذوالکفل حضرت ذکریا کو ہی قرار دیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: ذوالکفل نبی نہیں تھے ایک نیک آدمی تھے۔ (تفسیر مظہری)

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی قبریں چار ممالک میں موجود ہیں۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1 عراق 2 دمشق 3 ترکی 4 اسرائیل

ان مقامات میں سے کون سے مقام پر حضرت ذوالکفل علیہ السلام مدفون ہیں یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ 8 سال کی کوشش کے بعد ان چار مقامات کی تصاویر کو قارئین کے لئے اس کتاب میں جمع کیا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے ان مقامات کی حقیقت سامنے آجائے۔

پہلا مزار: عراق میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک

عراق میں شہر بابل جاتے ہوئے راستے میں ایک گاؤں ذوالکفل آتا ہے۔ جہاں پر بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔

آپ علیہ السلام کے مزار مبارک کے ساتھ والے کمرے میں آپ علیہ السلام کے پانچ اصحاب کی بھی قبریں ہیں اور ایک مقام حضرت خضر علیہ السلام کا بھی بتایا جاتا ہے۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے مزار کے باہر لگا بورڈ
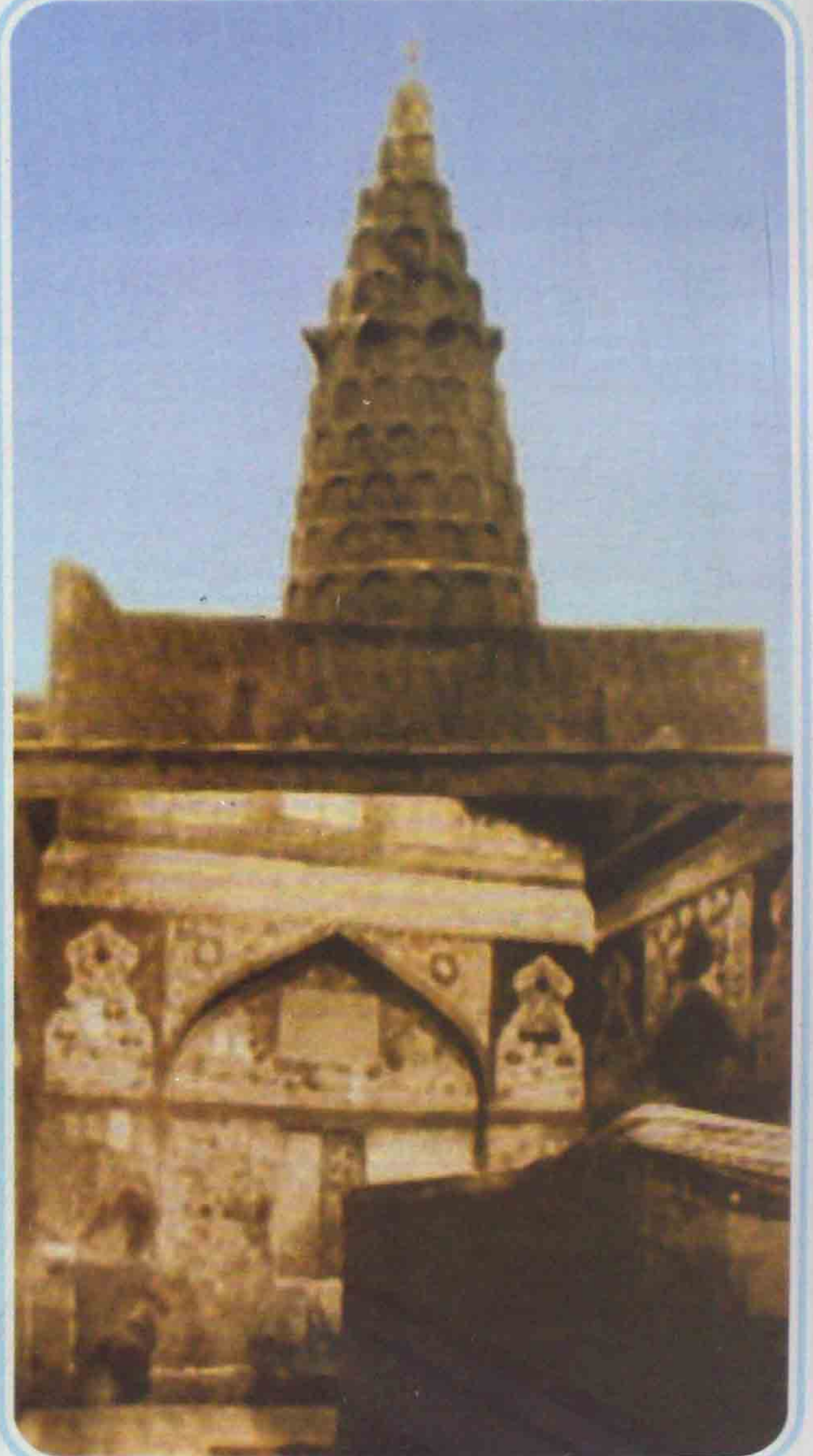
عراق میں موجود حضرت حزقیل علیہ السلام کا مزار
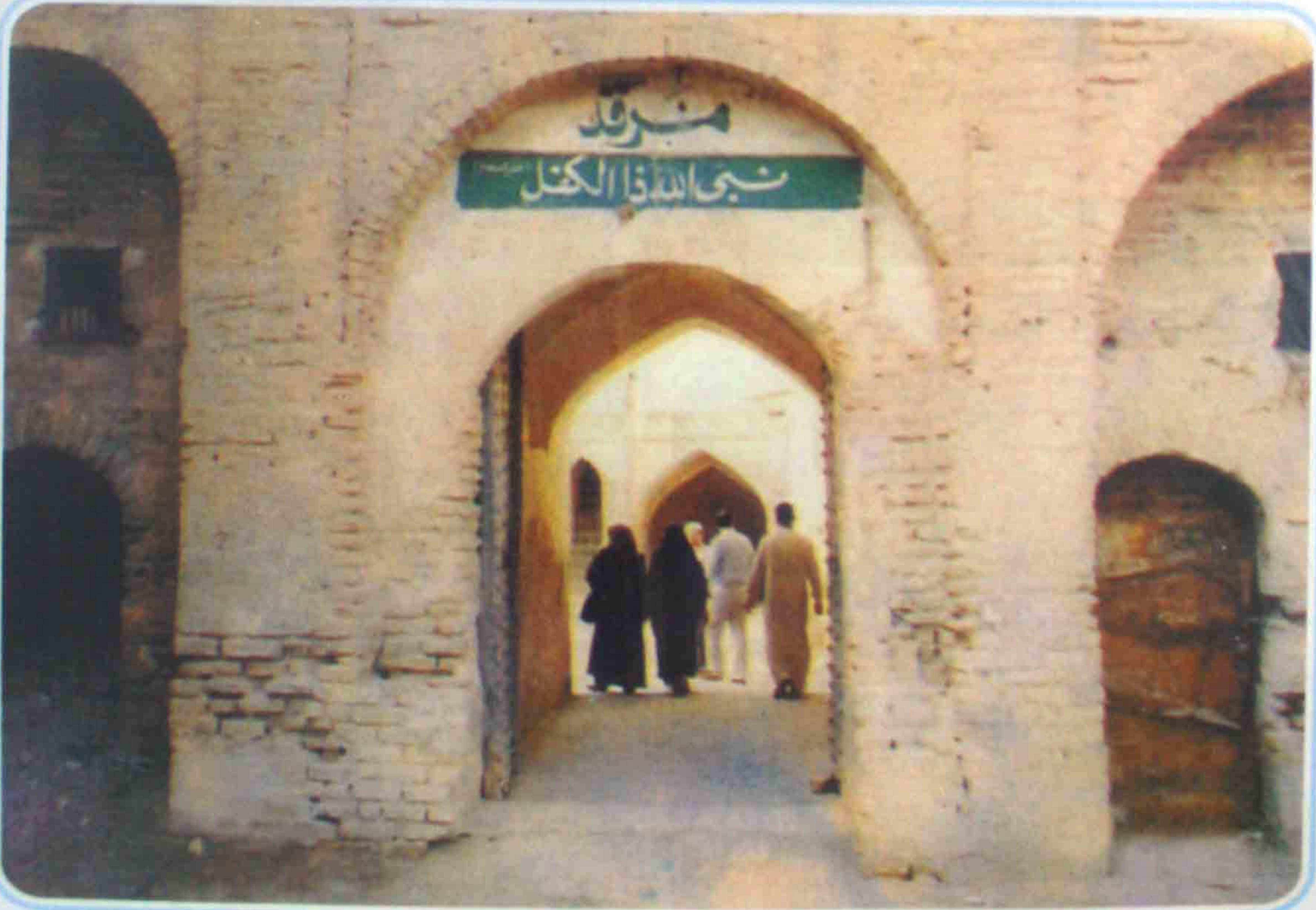
حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک

دوسرا مزار: دمشق میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک

دمشق کے علاقہ جبل قادسیون پر بھی حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفرنامہ میں اس مزار کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار

تیسرا مزار: سن لی عرفا میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے منسوب قبر مبارک

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار پہلے Egil میں تھا۔ بعد میں 1995ء میں پانی آنے کی وجہ سے ان کے جسم مبارک کو نبی ہارون پہاڑ پر منتقل کر دیا گیا۔

مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام

عرفا شہر میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک

Hz. ZÜLKiFL
ALEYHiSSELAM

ترکی کے شہر عرفا میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی قبر مبارک

ازبکستان کے شہر ترمذ میں واقع حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے منسوب مقبرہ
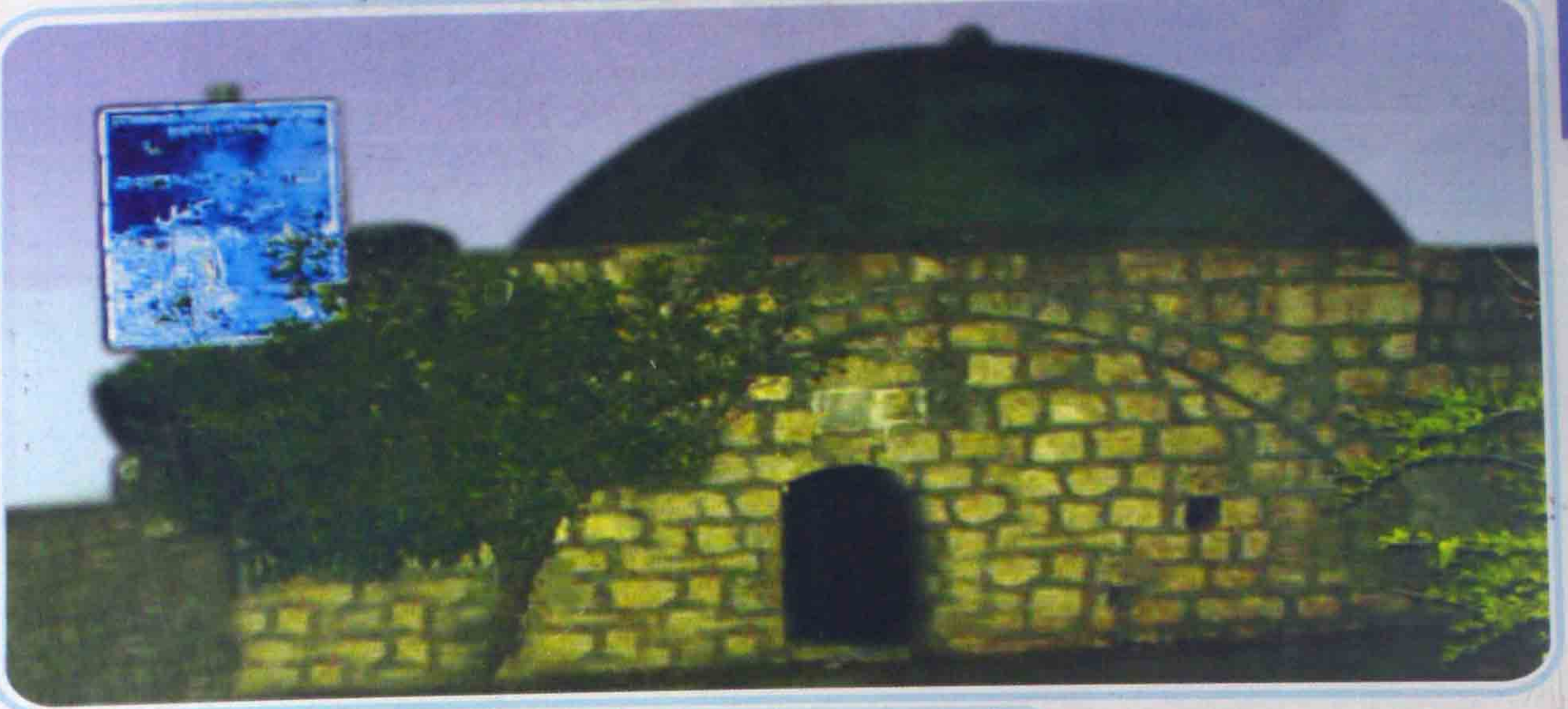
تذکرہ حضرت شمویل علیہ السلام

نام ونسب اور بعثت

آپ علیہ السلام کا نسب نامہ یوں ہے ''شمویل بن بالی بن علقمہ بن یرخام بن الیہوا بن تہو بن صوف بن علقمہ بن ماحث بن عموصا بن عزریا۔''

حضرت شمویل علیہ السلام کو اشموئیل اور صمویل کے نام سے بھی لکھا جاتا ہے۔

حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کے ورثاء میں سے تھے۔ حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب غزہ اور عسقلان کے عمالقہ بنی اسرائیل پر غالب آگئے تو انہوں نے بے شمار اسرائیلیوں کو قتل کیا اور ایک بہت بڑی تعداد کو غلام بنالیا۔ لاوی کے خاندان سے نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اور اس کی اولاد میں صرف ایک حاملہ خاتون باقی رہ گئیں۔ اس نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ وہ اسے بیٹا عطا فرمائے۔ اللہ عزوجل نے اسے بیٹا عطا کیا تو اس بیٹے کا نام شمعون (شمویل) رکھا۔ عبرانی زبان میں اس کا معنی ہے: اسماعیل، یعنی اللہ عزوجل نے میری دعا سن لی۔

جب یہ بچہ کچھ بڑا ہوا تو اس نے بچے کو مسجد بھیجا اور اسے نیک بزرگ کے حوالے کردیا تاکہ وہ عبادت اور بھلائی کی باتیں سیکھے۔ بچہ جوان ہونے تک اسی بزرگ کے پاس رہا۔ ایک رات وہ سویا ہوا تھا کہ مسجد کے کونے سے ایک آواز آئی تو وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور اسے ایسے لگا جیسے اس کے استاد محترم نے بلایا ہے۔ اس نے استاد محترم سے پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟ استاد نے شاگرد کو پریشان دیکھا تو کہا ''ہاں، سوجاؤ۔'' تو وہ سوگیا۔ پھر اسے دوبارہ، سہ بارہ آواز آئی تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اسے بلارہے ہیں۔ وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو آپ کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ''اسرائیل'' تھا جس سے یہ قوم ''بنو اسرائیل'' کے نام سے معروف ہوئی جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں عروج پایا مگر ان کی رحلت کے بعد اپنی بداعمالیوں کے سبب معتوب ہوئی، پھر اللہ عزوجل نے ان کے حال پر رحم فرمایا اور چارسو سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون مصر کے پنجہ استبداد سے نجات دلائی۔ مگر یہ بدخصلت قوم ان کی بھی نافرمانی پر اتر آئی جس کی سزا میں چالیس سال تک وادی تیہ میں بھٹکتی رہی اور ان کی موجود نسل کے تمام بالغ افراد ہلاک ہوگئے۔ جن کی تعداد تین لاکھ سے زائد بتائی گئی۔

پھر اللہ عزوجل نے حضرت شمویل علیہ السلام کو (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد دوسرے نبی شمار ہوتے ہیں) مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے یہودیوں کو صنم پرستی سے چھٹکارا اور فلسطینیوں کی غلامی سے رہائی دلائی۔ بنی اسرائیل کی منشاء کے مطابق حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا۔ حضرت طالوت 1021 ق م میں بادشاہ بنے اور سارا عرصہ فلسطینیوں سے جہاد میں گزرا اسی معرکہ میں مشرکین کا سالار اعلیٰ جالوت حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوا۔ (پیغمبران اسلام)

اسرائیل کے شہر Ramah کا فضائی منظر اس شہر میں حضرت شمویل علیہ السلام کا گھر اور مزار دونوں موجود ہیں۔

حضرت شمویل علیہ السلام کا طالوت کو بادشاہ بنانا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد شروع میں بنی اسرائیل کی کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی یہ چھوٹے چھوٹے علاقوں میں اپنے مقامی سرداروں کے زیر اقتدار زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت شموئیل علیہ السلام، جو نبی اللہ بھی تھے، پہلے اسرائیلی بادشاہ تھے جنہوں نے کافی عرصہ بیت المقدس پر حکومت کی۔ جب حضرت شمویل بوڑھے ہوگئے تو بنی اسرائیل نے فرمائش کی کہ ان کے لئے جوان اور طاقتور بادشاہ نامزد کیا جائے تا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر جالوت سے جو بہت طاقتور کافر تھا جنگ کریں۔ قوم کی فرمائش اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے حضرت شمویل علیہ السلام نے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔

روایت ہے کہ طالوت چرواہے تھے، بہت زیادہ طاقتور تھے۔ ایک دن حضرت طالوت اپنے باپ کے گمشدہ گدھے کو تلاش کرتے کرتے حضرت شمویل علیہ السلام کے علاقہ میں آ گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت شمویل علیہ السلام کو اشارہ کیا کہ یہی تمہارا جانشین ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر حضرت شمویل علیہ السلام نے طالوت کو اپنا جانشین اور اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا۔

حضرت طالوت کی نامزدگی کو بنی اسرائیل نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں پارہ دوم سورۃ البقرہ میں ہے۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے جب اپنی قوم بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ طالوت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے تو بنی اسرائیل نے ایک اور مطالبہ کردیا کہ اگر واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ نے طالوت کا انتخاب کیا ہے تو پھر اس کی کوئی دلیل پیش کیجئے تا کہ ہمیں یقین آ جائے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتایا کہ اس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ وہ صندق جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات تھے اور تمہاری تسکین کا سبب تھے جس پر عمالقہ نے قبضہ کرلیا تھا وہ فرشتے تمہیں لوٹا دیں گے۔ چنانچہ جب فرشتے اس صندوق کو اٹھا کر لے آئے تو بنی اسرائیل کو اطمینان ہوگیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کے ان تبرکات کے سبب اب یقیناً انہیں فتح حاصل ہوگی۔

اس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک اور کپڑے مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف تھا۔

قرآن حکیم میں مذکور ہے:

''اور کہا ان کے نبی نے کہ ان کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس ایک صندوق اس میں تسلی (کا سامان) ہوگا تمہارے رب کی طرف سے اور (اس میں) بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جنہیں چھوڑ گئی ہے اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون، اٹھا لائیں گے اس صندوق کو فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایماندار ہو۔'' (پ۲ البقرہ، آیت ۲۴۸)

حضرت طالوت کی حکومت 1004 قبل مسیح سے 1020 قبل مسیح تک رہی۔ جنہوں نے جالوت سے جنگ کر کے اسے مغلوب کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے وعدہ کے مطابق وہ صندوق (تابوت سکینہ) واپس لیا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات تھے جو بنی اسرائیل کی غفلت سے ان کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔

حضرت طالوت کے فوت ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا بادشاہ بنایا۔ انہوں نے اپنا دارالخلافہ پہلے الخلیل یعنی حبرون میں اور بعد میں بیت المقدس میں منتقل کردیا۔ **حضرت داؤد علیہ السلام نے 965 قبل مسیح سے 1004 قبل مسیح تک 39 سال حکومت کی۔**

حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے 926 قبل مسیح میں حکومت سنبھالی جو 965 قبل مسیح تک رہی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد اسرائیل کی متحدہ ریاست دو حصوں سامریہ اور یہودیہ میں تقسیم ہوگئی۔ دونوں ریاستوں نے آپس میں لڑنا اور ایک دوسرے کو قتل و غارت کرنا شروع کردیا۔ جب بنی اسرائیل اس طرح آپس میں دست و گریبان تھے تو بابل کے بادشاہ بخت نصر نے 598 قبل مسیح میں حملہ کر کے یروشلم سمیت تمام علاقہ فتح کرلیا۔ شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی، ہیکل سلیمانی کو مسمار کر کے بادشاہ اور ہزاروں شہریوں کو گرفتار کر کے لے گیا۔

وہ جگہ جہاں حضرت شمویل علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی

حضرت شمویل علیہ السلام کی تابوت سکینہ کے ساتھ قوم عمالقہ سے جنگ

بنی اسرائیل نے فلسطین کی قوم عمالقہ سے حضرت شمویل علیہ السلام کی معیت میں جنگ کی اور شکست کھائی۔ ''تابوت سکینہ'' جسے میدان جنگ میں اس لیے لایا جاتا تھا کہ اس کی برکت سے دشمن پر فتح حاصل ہو، اس کو دشمنوں نے چھین لیا۔ اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا اور طالوت کی نامزدگی اللہ کی طرف سے ہونے کی یہ علامت بیان فرمائی کہ وہ صندوق جسے ''تابوت سکینہ'' (اطمینان قلب والا صندوق) کہتے تھے، تمہیں واپس مل جائے گا۔

اس صندوق میں ایسے کون سے تبرکات تھے جو ان کے لئے باعث سکینت تھے؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔

☆ اک قول کے مطابق سونے کا ایک تھال تھا جس سے انبیاء کرام علیہم السلام کے سینوں کو غسل دیا گیا تھا۔

☆ ایک قول کے مطابق یہ ایک قسم کی ہوا تھی۔

☆ ایک قول کے مطابق ایک بلی کی صورت تھی۔ جنگ کے دوران اس میں سے آنے والی آواز فتح کی بشارت سمجھی جاتی تھی۔ ''آل موسیٰ علیہ السلام اور آل ہارون علیہ السلام کا بقیہ ترکہ'' بھی اس صندوق میں تھا۔

☆ ایک قول کے مطابق اس میں ٹوٹی ہوئی آسمانی تختیوں کے ٹکڑے اور تھوڑا سامن تھا، جو میدان تیہ میں ان پر نازل ہوتا رہا تھا۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے تابوت سکینہ کے متعلق قوم سے فرمایا تھا:

تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ

فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے۔

یعنی تمہاری نظروں کے سامنے فرشتے اسے اٹھا لائیں گے تاکہ قدرت الٰہی کی ایک نشانی ہو اور یہ ثابت ہو جائے کہ بادشاہ کی یہ نامزدگی واقعی اللہ عزوجل کی طرف سے تھی۔ اس لئے فرمایا:

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ

یقیناً یہ تمہارے لئے کھلی دلیل ہے اگر تم ایماندار ہو۔

جب عمالقہ اس صندوق کو تبرکات سمیت لے گئے اور اس پر قابض ہو گئے تو اپنے شہر میں لے جا کر اسے اپنے ایک بت کے نیچے رکھ دیا۔ صبح کو دیکھا تو صندوق بت کے سر پر تھا انہوں نے پھر نیچے رکھ دیا۔ اگلے دن پھر وہ بت کے سر پر تھا۔ کئی بار ایسا ہونے پر انہیں یقین ہو گیا کہ یہ صورت حال اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔ انہوں نے صندوق کو شہر سے نکال کر کسی گاؤں میں بھیج دیا، تو ان کی گردنوں میں بیماری لگ گئی۔ جب یہ بیماری طویل ہو گئی تو انہوں نے تابوت کو ایک بیل گاڑی میں رکھ کر بیلوں کو ہانک دیا۔ فرشتے انہیں ہانک کر بنی اسرائیل میں لے آئے۔ اس طرح نبی کی بتائی ہوئی بات لفظ بلفظ پوری ہو گئی۔ بائبل میں بھی واقعے کی تفصیل اسی طرح بیان کی گئی ہے اور بہت سے مفسرین نے بھی یہی بات لکھی ہے۔ لیکن آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اسے خود اٹھا کر لائے تھے۔ (حوالہ قصص الانبیاء، ابن کثیر)

نہر اردن وہ نہر ہے جہاں حضرت شمویل علیہ السلام کے بنائے ہوئے بادشاہ طالوت کا لشکر جالوت سے جنگ کرنے کے لئے اس نہر سے گزرا تھا۔ قرآن میں بھی اس نہر کا ذکر ہے۔ حضرت طالوت نے لشکر والوں سے کہا جو ایمان والا ہو گا وہ اس نہر سے بہت کم پانی پیے گا۔ چنانچہ جو اہل ایمان تھے انہوں نے بقدر ضرورت پانی پیا اور انہی لوگوں نے جالوت سے جنگ کی اور جنہوں نے پیٹ بھر کر اس نہر سے پانی پیا وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔

حضرت شمویل علیہ السلام کا مزار مبارک

علامہ نجار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شمویل علیہ السلام کی قبر بیت المقدس سے رملہ جاتے ہوئے دائیں ہاتھ پر ایک پہاڑی پر دیکھی ہے لفتہ اور ابی غوش کے آگے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ رامہ میں دفن ہوئے۔ ہو سکتا ہے کہ اسی پہاڑ کو رامہ کہتے ہوں۔

آج جس جگہ حضرت شمویل علیہ السلام مدفون ہیں 1157ء میں اس جگہ کے اوپر چرچ بنا دیا گیا تھا۔ پھر 1300ء میں مسلمانوں نے اسے مسجد میں تبدیل کر دیا۔ اس مزار کا مشرقی حصہ مسلمانوں کے لئے اور مغربی یہودیوں کے لئے مختص ہے۔

زیر نظر تصویر شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک کی ہے اور آپ علیہ السلام کا مزار یروشلم میں واقع ہے۔ بعض مورخین کے مطابق آپ علیہ السلام کا جسم مبارک پہلے رملہ میں تھا، پھر انہیں وہاں سے یروشلم منتقل کیا گیا

حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کی دور سے لی گئی تصویر

مزار حضرت شمویل علیہ السلام

زیر نظر تصویر حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کی ہے۔ آپ علیہ السلام کا مقبرہ مبارک یروشلم کے شمال میں ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ یہ پہاڑ سطح سمندر سے 908 میٹر بلند ہے۔ 18 ویں صدی میں یہاں ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے، اس سے پہلے وہاں چرچ تھا۔ حضرت شمویل علیہ السلام کی قبر مبارک زیر زمین چھوٹے سے کمرے میں واقع ہے۔

حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کے باہر کا منظر

حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کے مختلف مناظر

اسرائیل کے شہر Ramah میں موجود حضرت شمویل علیہ السلام کا مزار، اس جگہ کے اوپر اب چرچ بنادیا گیا ہے۔اس جگہ حضرت شمویل علیہ السلام کا مزار اور گھر دونوں موجود ہیں

فلسطین کے ایک علاقے میں حضرت شمویل علیہ السلام کی بستی اور ان کے نام سے موسوم مسجد

حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کے اوپر چھت کا منظر

حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کے باہر کا منظر

حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار مبارک میں بنی چھوٹی سی مسجد کا اندرونی منظر
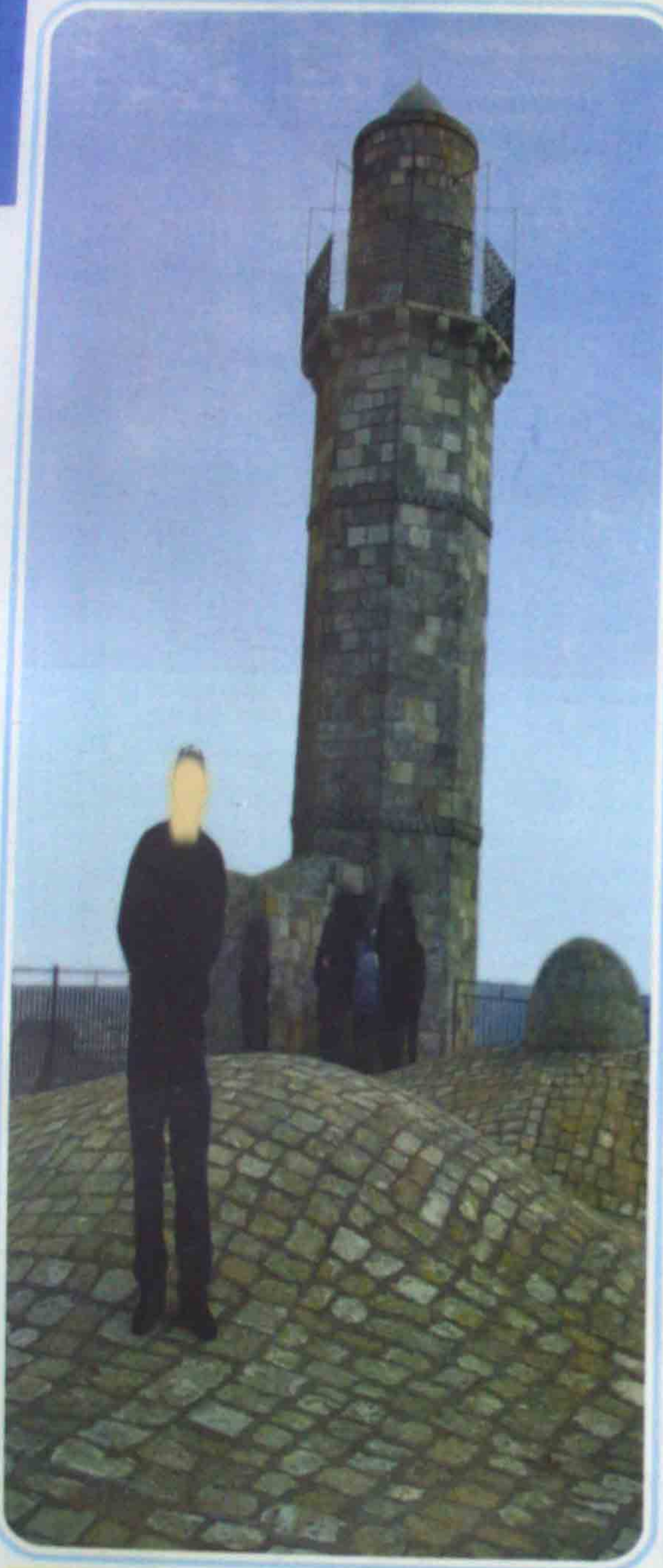
حضرت شموئیل علیہ السلام کے مزار مبارک کی چھت کا منظر

وادی نبی شموئیل کا علاقہ شہر کے شمال کی طرف ہے۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک مسجد ہے جس میں حضرت شموئیل علیہ السلام کا مزار واقع ہے۔ اگر موسم صاف ہو تو اس پہاڑی سے آپ علیہ السلام ایک طرف اردن کی پہاڑیاں اور دوسری طرف بحیرہ روم کو دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت شموئیل علیہ السلام کے مزار کے باہر قبر شموئیل کا کتبہ

حضرت شموئیل علیہ السلام سے منسوب قبر مبارک

اسرائیل کے علاقہ رماہ میں موجود حضرت شموئیل علیہ السلام کے مزار مبارک کے نیچے موجود حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک

یروشلم کے شمال مغرب میں واقع حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک

اسرائیل میں Ramah کے قصبہ میں واقع حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک والے کمرے میں زائرین فاتحہ پڑھ رہے ہیں

حضرت شمویل علیہ السلام سے منسوب مزار

حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کا دروازہ
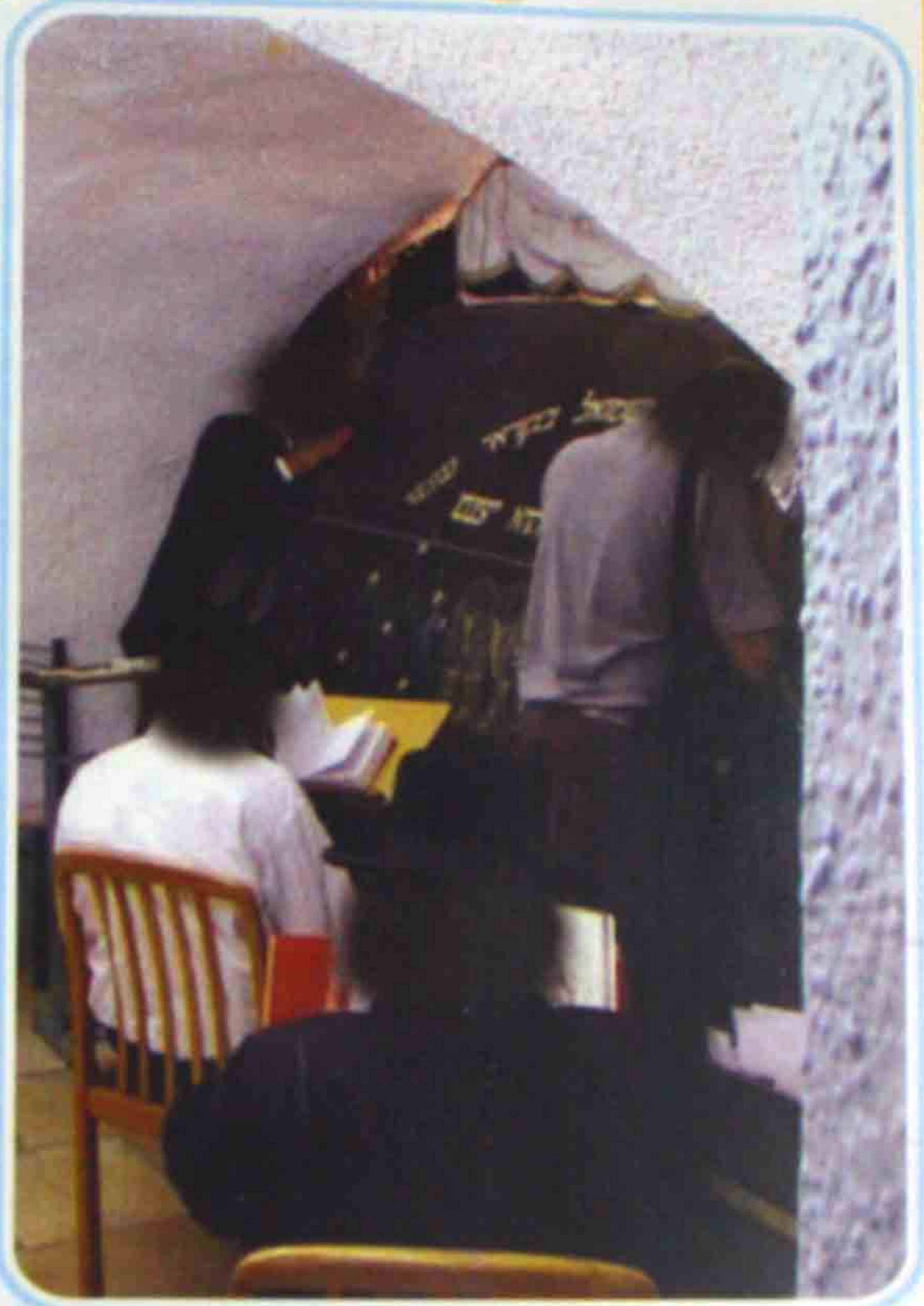
حضرت شمویل علیہ السلام کی قبر مبارک پر یہودی عبادت کررہے ہیں
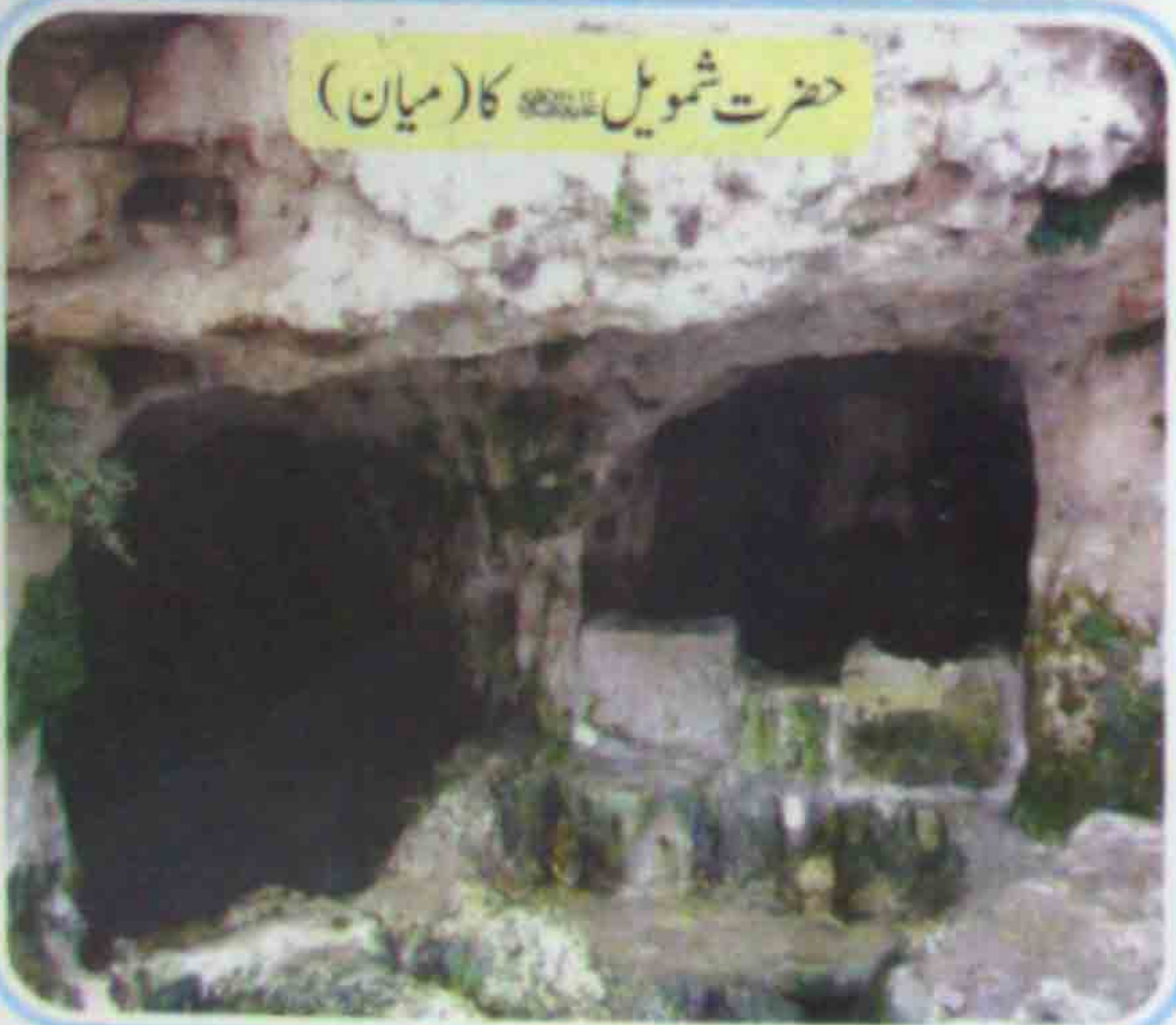
حضرت شمویل علیہ السلام کا (میان)

شمویل کے مزار مبارک سے متصل چشمہ والے کمرے کا بیرونی منظر

حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار مبارک پر موجود چشمہ

تذکرہ حضرت عزیر علیہ السلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ علیہ السلام کا نام عزیر بن جروہ ہے اور آپ علیہ السلام کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے:

''عزیز بن سوریق بن عرنا بن ایوب بن درزنا بن عدی بن تقی بن اسبوع بن فنحاس بن العزار بن ہارون بن عمران۔''

ایک روایت کے مطابق آپ علیہ السلام کے والد کا نام ''سروخا'' تھا۔ آپ علیہ السلام کی قبر مبارک دمشق میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سو سال کے بعد دوبارہ زندہ کیا تھا، وہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی تھے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ نبوت

مشہور قول کے مطابق حضرت عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے اور آپ علیہ السلام کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کے درمیان کا ہے۔ بنی اسرائیل میں کسی کو تورات یاد نہیں تھی۔ تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو الہام کے ذریعے سے تورات سکھادی اور آپ علیہ السلام نے حرف بحرف لکھوادی۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا بیٹا کیوں قرار دیا؟ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ علیہ السلام کا تورات زبانی لکھنے کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا:

''بنی اسرائیل کہتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ہمارے پاس بغیر لکھے کتاب (تورات) نہ لاسکا۔ حضرت عزیر علیہ السلام بغیر تحریر کے تورات لے آئے۔''

اسی لئے بعض لوگوں نے انہیں ''اللہ کا بیٹا'' کہہ دیا۔ اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ تورات کا تواتر حضرت عزیر علیہ السلام کے زمانے میں منقطع ہوگیا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اور بخت نصر ایک ہی دور میں تھے۔ صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ سب سے قریبی تعلق میرا ہے۔ انبیائے کرام ایک باپ کی اولاد ہیں۔ میرے اور ان (عیسیٰ) کے درمیان کوئی نبی نہیں۔''

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہے۔''

بنی اسرائیل بیت المقدس میں آباد تھے جب وہ اپنے گناہوں، نافرمانی، فسق و فجور میں حد سے تجاوز کر گئے اور اپنے نبی کی اطاعت نہ کی تو بخت نصر نے بیت المقدس پر سخت حملہ کیا اور قبضہ کرلیا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چھ سو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ اس کے ساتھ چھ لاکھ علمبردار (جھنڈے اٹھانے والے) تھے اور ہر جھنڈے کے نیچے بے شمار فوج تھی۔ اس نے بیت المقدس کو ویران کر ڈالا، تورات شریف کے تمام نسخے جلا دیئے۔ بنی اسرائیل کے تقریباً ایک تہائی لوگوں کو قتل کر دیا اور ایک تہائی لوگوں کو شام کے علاقہ میں بہت ذلت سے رکھا اور ایک تہائی کو قیدی بنالیا۔ یعنی بنی اسرائیل کو تین حصوں میں تقسیم کرلیا تھا۔ ان قیدیوں میں حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے جو اس وقت بچپن کی عمر میں تھے۔ (از روح البیان)

زیرِ نظر تصویر بیت المقدس کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عزیر علیہ السلام اپنے گدھے پر سوار ہو کر پہنچے تو آپ علیہ السلام نے اس کو بخت نصر کے حملہ کی وجہ سے ویران پایا۔ اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایسی ویرانی اب آبادی میں شاید کبھی نہ بدلے گی تو اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ایک غار میں 100 سال تک سلا دیا۔ 100 سال بعد آپ علیہ السلام جاگے تو آپ علیہ السلام نے بیت المقدس کو آبادی سے بھرپور پایا۔

بیت المقدس کی فضیلت احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں

بیت المقدس کے بارے میں نبی آخر الزماں سیدنا محمد عربی ﷺ کی درج ذیل احادیث بیان کی جاتی ہیں:

نبی کریم ﷺ کی باندی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نے کہا یارسول اللہ (ﷺ) ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حشر اور نشر کی سرزمین ہے، یہاں آؤ اور اس سرزمین پر نماز پڑھو۔ یہاں پڑھی گئی ایک نماز کسی اور جگہ پڑھی گئی ہزار نمازوں کے برابر ہے۔"

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اگر میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں تو آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تم وہاں کے چراغ جلنے کے لئے تیل بھیج دیا کرو، جس نے ایسا کیا وہ گویا وہاں پہنچ گیا۔ (امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو روایت کیا)۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ روئے زمین پر سب سے پہلی کونسی مسجد بنائی گئی؟

آپ ﷺ نے فرمایا "مسجد حرام۔"

میں نے کہا: پھر کونسی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔

میں نے پوچھا: دونوں کی درمیانی مدت کتنی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال۔" (متفق علیہ)

بیت المقدس میں وہ جگہ جہاں حضرت عزیر علیہ السلام رہتے تھے۔
جہاں ایک لاکھ لوگوں کو بخت نصر بادشاہ نے قتل کر کے اس شہر کو ویران بنایا اور حضرت دانیال علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کو قید کر لیا۔

سو برس تک مردہ رہے پھر زندہ ہو گئے

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ واقعہ حضرت عزیر بن سروخا علیہ السلام کا ہے جو بنی اسرائیل کے ایک نبی ہیں۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کی بداعمالیاں بہت زیادہ بڑھ گئیں تو ان پر خدا کی طرف سے یہ عذاب آیا کہ بخت نصر بابلی ایک کافر بادشاہ نے بہت بڑی فوج کے ساتھ بیت المقدس پر حملہ کر دیا اور شہر کے ایک لاکھ باشندوں کو قتل کر دیا اور ایک لاکھ کو ملک شام میں ادھر اُدھر بکھیر دیا اور ایک لاکھ کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام بھی انہی قیدیوں میں تھے۔ اس کے بعد اس کافر بادشاہ نے پورے شہر بیت المقدس کو توڑ پھوڑ کر مسمار کر دیا اور بالکل ویران بنا ڈالا۔

بخت نصر کون تھا؟

قوم عمالقہ کا ایک لڑکا ان کے بت ''نصر'' کے پاس لاوارث پڑا ہوا ملا تھا۔ چونکہ اس کے باپ کا نام کسی کو نہیں معلوم تھا، اس لئے لوگوں نے اس کا نام بخت نصر (نصر کا بیٹا) رکھ دیا۔ خدا کی شان کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر کہراسف بادشاہ کی طرف سے سلطنت بابل پر گورنر مقرر ہو گیا۔ پھر یہ خود دنیا کا بہت بڑا بادشاہ ہو گیا۔ (جمل علی الجلالین، جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)

کچھ دنوں کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام جب کسی طرح ''بخت نصر'' کی قید سے رہا ہوئے تو ایک گدھے پر سوار ہو کر اپنے شہر بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ اپنی شہر کی ویرانی اور بربادی دیکھ کر ان کا دل بھر آیا اور وہ رو پڑے۔ چاروں طرف چکر لگایا۔ مگر انہیں کسی انسان کی شکل نظر نہیں آئی۔ ہاں یہ دیکھا کہ وہاں کے درختوں پر خوب زیادہ پھل آئے ہیں جو پک کر تیار ہو چکے ہیں مگر کوئی ان پھلوں کو توڑنے والا نہیں ہے۔ یہ منظر دیکھ کر نہایت ہی حسرت و افسوس کے ساتھ بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکل پڑا کہ:

اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا

یعنی اس شہر کی ایسی بربادی اور ویرانی کے بعد بھلا کس طرح اللہ تعالیٰ پھر اس کو آباد کرے گا؟ پھر آپ علیہ السلام نے کچھ پھلوں کو توڑ کر تناول فرمایا اور انگوروں کو نچوڑ کر اس کا شیرہ نوش فرمایا۔ پھر بچے ہوئے پھلوں کو اپنے جھولے میں ڈال لیا اور بچے ہوئے انگور کے شیرہ کو اپنی مشک میں بھر لیا اور اپنے گدھے کو ایک مضبوط رسی سے باندھ دیا اور پھر آپ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے اور اسی نیند کی حالت میں آپ علیہ السلام کی وفات ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے درندوں، پرندوں، چرندوں اور جن و انسان سب کی آنکھوں سے آپ علیہ السلام کو اوجھل کر دیا کہ کوئی آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکا۔ یہاں تک کہ ستر برس کا زمانہ گزر گیا تو ملک فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ بیت المقدس کے اس ویرانے میں داخل ہوا اور بہت سے لوگوں کو یہاں لا کر بسایا اور بچے کچھے بنی اسرائیل کو جو اطراف و جوانب میں بکھرے ہوئے تھے سب کو بلا کر اس شہر میں آباد کر دیا اور ان لوگوں نے نئی عمارتیں بنا کر اور باغات لگا کر اس شہر کو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور بارونق بنا دیا۔

قدیم بیت المقدس کی کھدائی سے برآمد ہونے والی اشیاء

بیت المقدس کے قدیم گھر، یہ وہ شہر ہے جہاں حضرت عزیر علیہ السلام سو برس تک ایک غار میں سو گئے تھے

100 سال کے بعد توریت زبانی یاد رہی

حضرت عزیر علیہ السلام کو پورے ایک سو برس وفات کی حالت میں ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو زندہ فرمایا تو آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام کا گدھا مر چکا ہے اور اس کی ہڈیاں گل سڑ کر ادھر اُدھر بکھری پڑی ہیں۔ مگر تھیلے میں رکھے ہوئے پھل اور مشک میں رکھا ہوا انگور کا شیرہ بالکل خراب نہیں ہوا، نہ پھلوں میں کوئی تغیر نہ شیرے میں کوئی بو باس یا بدمزگی پیدا ہوئی ہے اور آپ علیہ السلام نے یہ بھی دیکھا کہ اب بھی آپ علیہ السلام کے سر اور داڑھی کے بال کالے ہیں اور آپ علیہ السلام کی عمر وہی چالیس برس ہے۔

آپ علیہ السلام حیران ہو کر سوچ و بچار میں پڑے ہوئے تھے کہ آپ علیہ السلام پر وحی اتری اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اے عزیر! آپ علیہ السلام کتنے دنوں تک یہاں رہے؟

تو آپ علیہ السلام نے یہ خیال کر کے کہ میں صبح کے وقت سویا تھا اور اب عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ یہ جواب دیا کہ میں دن بھر یا دن بھر سے کچھ کم سوتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں اے عزیر! تم پورے ایک سو برس یہاں ٹھہرے رہے۔ اب تم ہماری قدرت کا نظارہ کرنے کے لئے ذرا اپنے گدھے کو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں گل سڑ کر بکھر چکی ہیں اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں پر نظر ڈالو کہ اس میں کوئی خرابی اور بگاڑ نہیں پیدا ہوا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے عزیر! اب تم دیکھو کہ کس طرح ہم ان ہڈیوں کو اٹھا کر ان پر گوشت پوست چڑھا کر اس گدھے کو زندہ کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دیکھا کہ اچانک بکھری ہوئی ہڈیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ایک دم تمام ہڈیاں جمع ہو کر اپنے اپنے جوڑ سے مل کر گدھے کا ڈھانچہ بن گیا اور لمحہ بھر میں اس ڈھانچے میں گوشت پوست بھی چڑھ گیا اور گدھا زندہ ہو کر اپنی بولی بولنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام نے بلند آواز سے یہ کہا:

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ O

''میں یقین اور ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔''

اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام شہر کا دورہ فرماتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں ایک سو برس پہلے آپ کا مکان تھا۔ تو نہ کسی نے آپ علیہ السلام کو پہچانا اور نہ آپ علیہ السلام نے کسی کو پہچانا۔ ہاں البتہ یہ دیکھا کہ ایک بہت ہی بوڑھی اور اپاہج عورت مکان کے پاس بیٹھی ہے جس نے اپنے بچپن میں حضرت عزیر علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا یہی عزیر کا مکان ہے۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر بڑھیا سے پوچھا کہ عزیر کا کیا ذکر ہے؟ بڑھیا نے کہا: ان کو تو سو برس ہو گئے کہ وہ بالکل ہی لاپتہ ہو چکے ہیں۔ یہ کہہ کر بڑھیا رونے لگی۔

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے بڑھیا! میں ہی عزیر ہوں۔

تو بڑھیا نے کہا: سبحان اللہ! آپ کیسے عزیر ہو سکتے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے بڑھیا! مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سو برس مردہ رکھا، پھر مجھ کو زندہ فرما دیا اور میں اپنے گھر آ گیا ہوں۔

تو بڑھیا نے کہا: حضرت عزیر علیہ السلام تو ایسے باکمال تھے کہ ان کی ہر دعا مقبول ہوتی تھی۔ اگر آپ واقعی حضرت عزیر علیہ السلام ہیں تو میرے لئے دعا کر دیجئے کہ میری آنکھوں میں روشنی آ جائے اور میرا فالج اچھا ہو جائے۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے دعا کر دی تو بڑھیا کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور اس کا فالج بھی اچھا ہو گیا۔ پھر اس نے غور سے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو پہچان لیا اور بول اٹھی کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ آپ علیہ السلام یقیناً حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔ پھر وہ بڑھیا آپ علیہ السلام کو لے کر بنی اسرائیل کے محلہ میں گئی۔ اتفاق سے وہ سب لوگ ایک مجلس میں جمع تھے اور اسی مجلس میں آپ علیہ السلام کا لڑکا بھی موجود تھا جو 118 برس کا ہو چکا تھا اور آپ علیہ السلام کے چند پوتے بھی تھے جو سب بوڑھے ہو چکے تھے۔

بڑھیا نے مجلس میں شہادت دی اور اعلان کیا کہ اے لوگو! بلاشبہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔ مگر کسی نے بڑھیا کی بات کو صحیح نہیں مانا۔ اتنے میں ان کے لڑکے نے کہا کہ میرے باپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک کالے رنگ کا مسہ تھا جو چاند کی شکل کا تھا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اپنا کرتہ اتار کر دکھایا تو وہ مسہ موجود تھا۔

پھر لوگوں نے کہا کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو تورات زبانی یاد تھی۔ اگر آپ عزیر علیہ السلام ہیں تو زبانی تورات پڑھ کر سنائیے۔

آپ علیہ السلام نے بغیر کسی جھجک کے فوراً پوری تورات پڑھ کر سنا دی۔ بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو تباہ کرتے وقت چالیس ہزار تورات کے عالموں کو چن چن کر قتل کر دیا تھا اور تورات کی کوئی جلد بھی اس نے زمین پر باقی نہیں چھوڑی تھی۔ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے تورات صحیح پڑھی ہے یا نہیں؟

تو ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ جس دن ہم لوگوں کو بخت نصر نے گرفتار کیا تھا اس دن ایک ویرانے میں ایک انگور کی بیل کی جڑ میں توریت کی ایک جلد دفن کر دی گئی تھی۔ اگر تم لوگ میرے دادا کے انگور کی جگہ کی نشاندہی کر دو تو میں تورات کی ایک جلد برآمد کر دوں گا۔ پھر یہ پتہ چل جائے گا کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے جو تورات پڑھی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟

چنانچہ لوگوں نے تلاش کر کے اور زمین کھود کر تورات کی جلد نکال لی تو وہ حرف بہ حرف حضرت عزیر علیہ السلام کی زبانی یاد کی ہوئی تورات کے مطابق تھی۔ یہ عجیب و غریب ماجرا دیکھ کر سب لوگوں نے یک زبان ہو کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ بے شک حضرت عزیر علیہ السلام یہی ہیں اور یقیناً یہ خدا کے بیٹے ہیں۔

چنانچہ اسی دن سے یہ غلط اور مشرکانہ عقیدہ یہودیوں میں پھیل گیا کہ معاذ اللہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ آج تک دنیا بھر کے یہودی اس باطل عقیدہ پر جمے ہوئے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ)۔ (تفسیر جمل علی الجلالین جلد ۱ صفحہ ۳۱۵،۳۱۴)

حضرت عزیر علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک، عراق اور اسرائیل دونوں جگہوں پر موجود ہے۔ ان دونوں میں سے کس جگہ آپ علیہ السلام مدفون ہیں یہ اللہ ہی کو علم ہے۔ البتہ بعض مورخین کے نزدیک آپ علیہ السلام اسرائیل میں مدفون ہیں۔

پہلا مزار: عراق میں موجود حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک
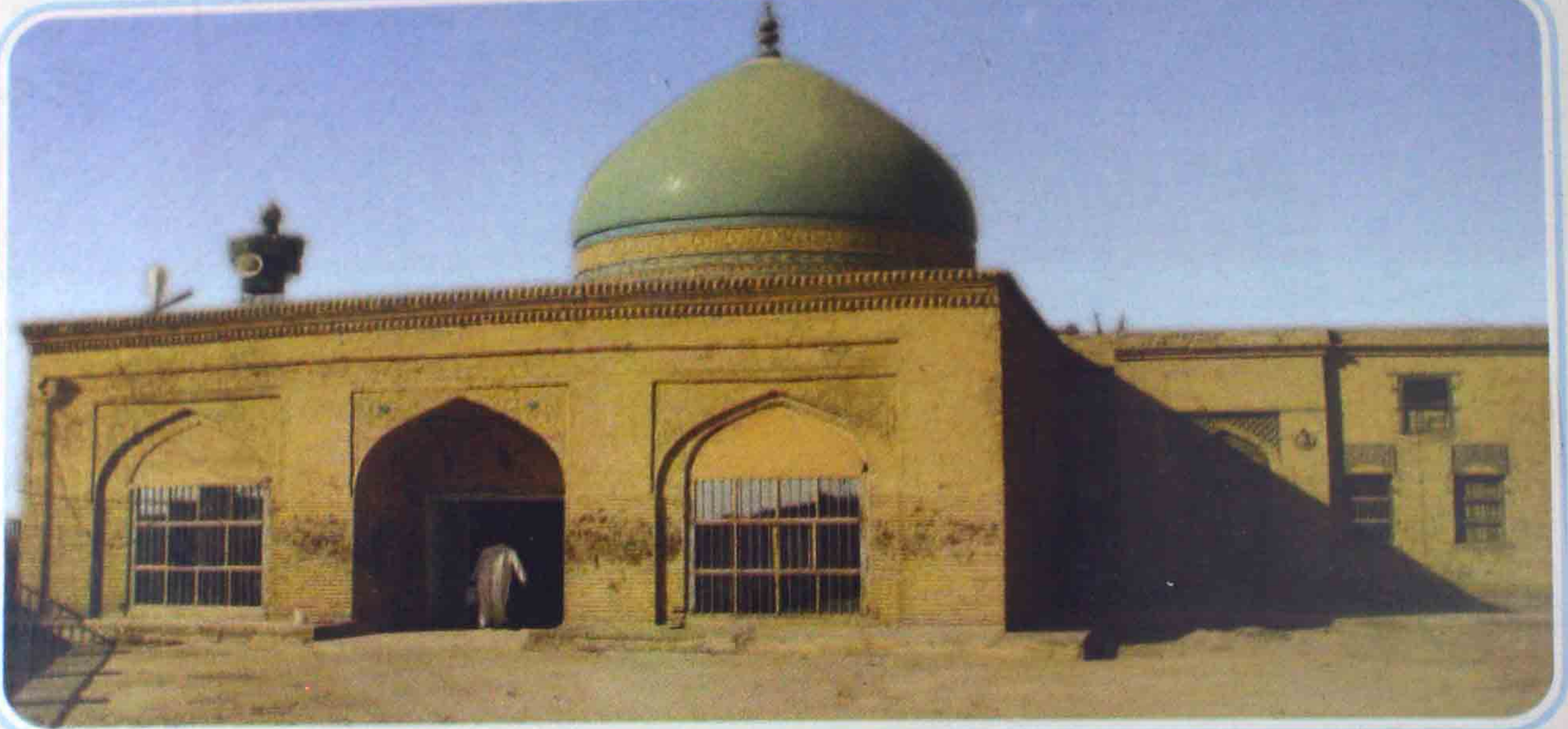
عراق میں دریائے دجلہ کے کنارے واقع حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک جو فن تعمیر کے بے مثال تاریخی نمونوں میں سے ایک ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار بستی العزیر میں ہے جو کہ شہر عمارہ کے قریب ہے۔

عراق میں واقع حضرت عزیر علیہ السلام کی قبر مبارک

دوسرا مزار: حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک (اسرائیل)
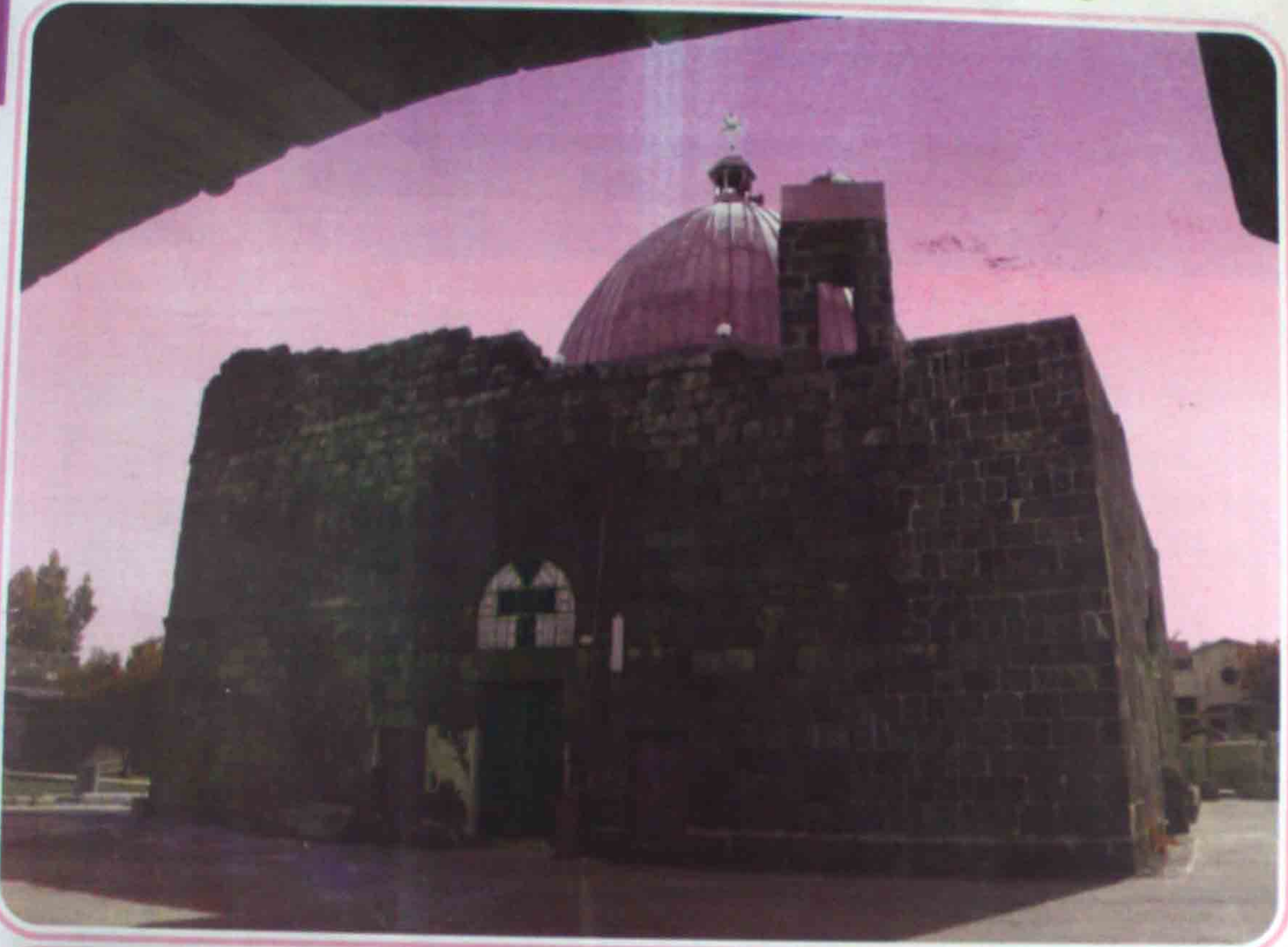
حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار مبارک کا بیرونی منظر
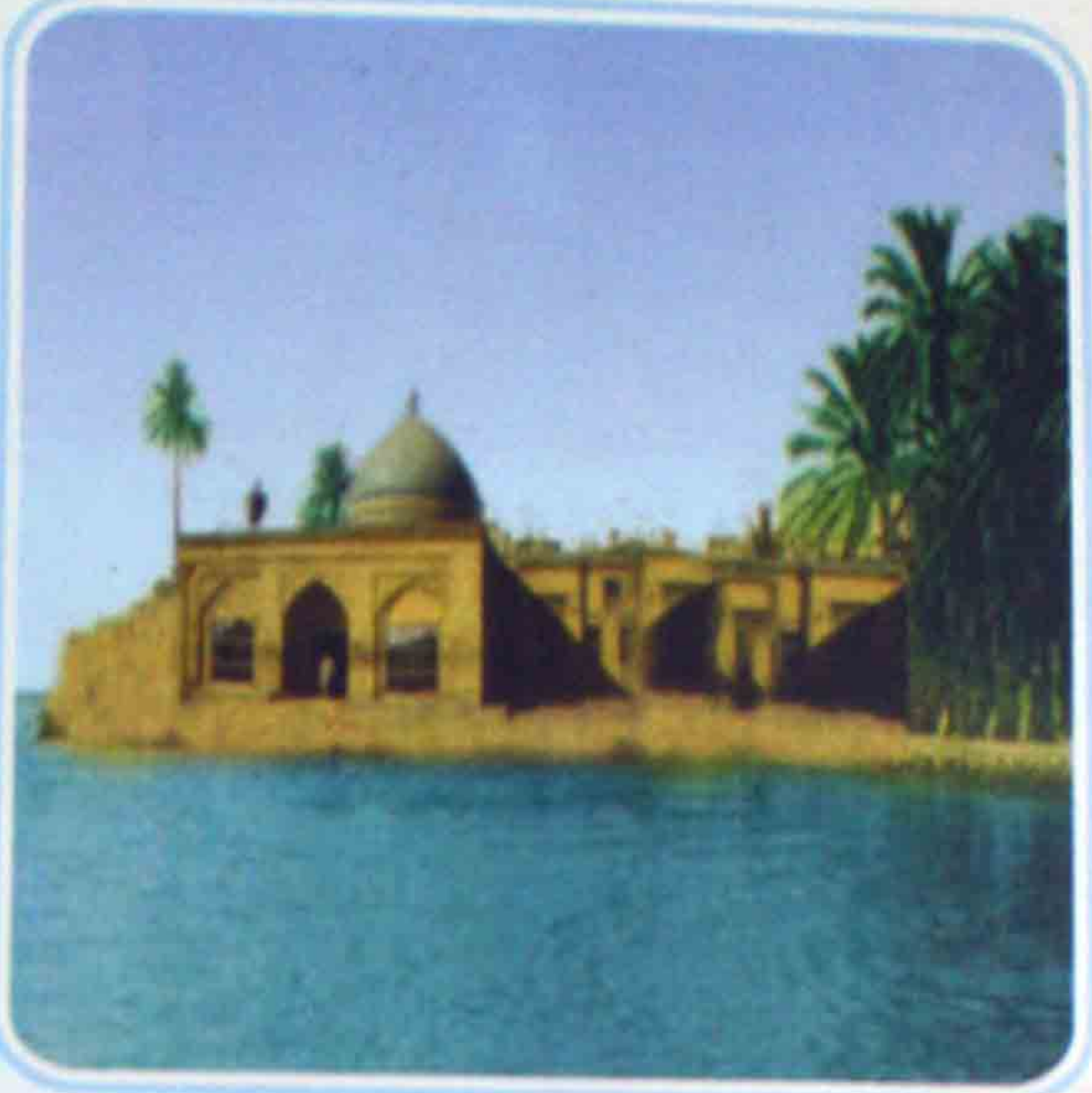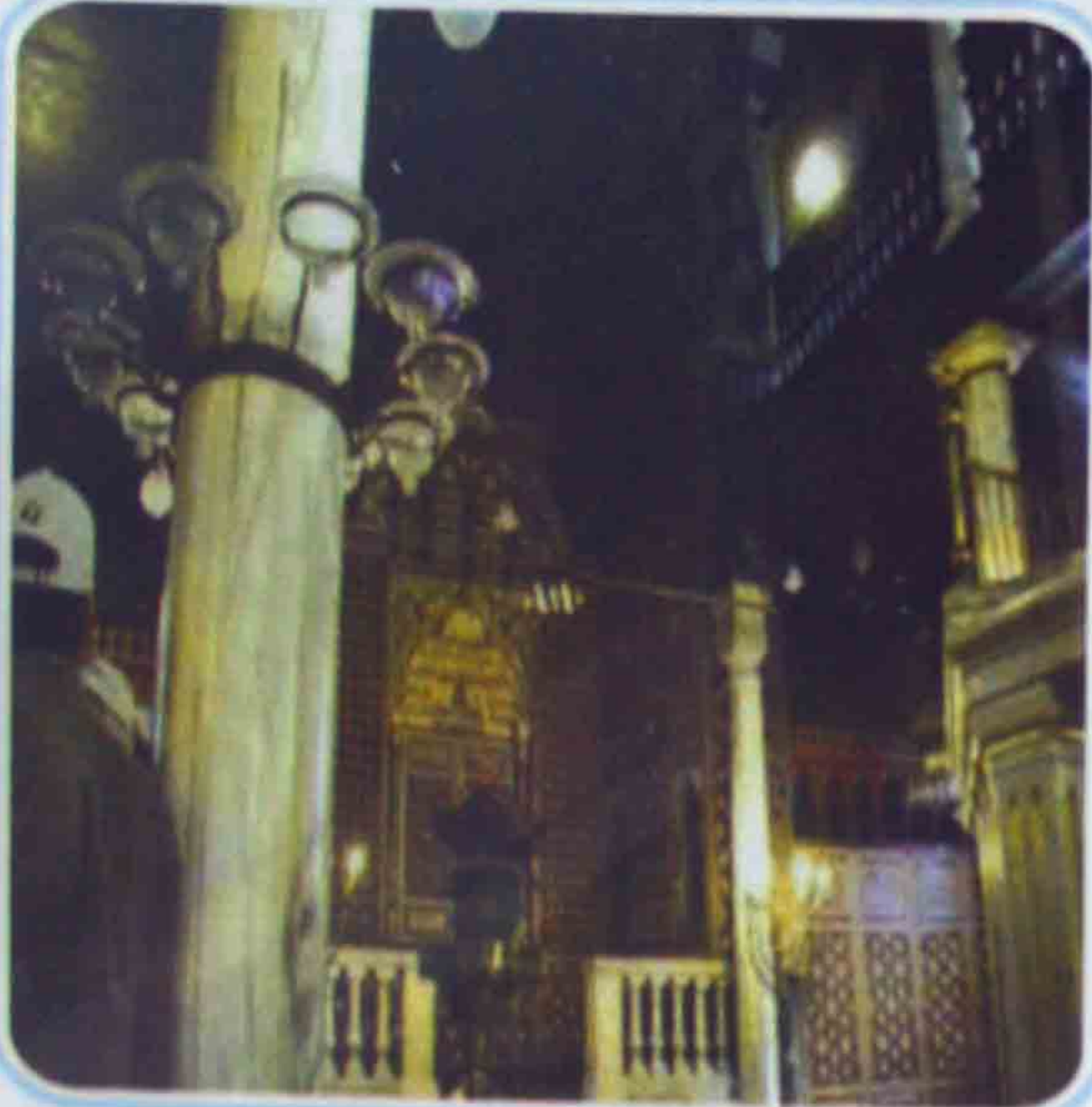
تذکرہ حضرت دانیال علیہ السلام

حضرت دانیال علیہ السلام کے زمانہ کا ایک ظالم بادشاہ بخت نصر

بخت نصر 561 قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ یہ بابل کا بادشاہ تھا وہ اہل مصر کو تاخت و تاراج کرتا ہوا یروشلم (بیت المقدس) تک جا پہنچا اور اسے جلا کر خاکستر کر دیا اور یہود کے باسیوں کو بابل کی جانب جلاوطن کر دیا۔ (المنجد)

بخت نصر کس دین کا پیرو تھا؟

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ بخت نصر مسلمان ہو کر مرا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اہل کتاب سے اس بارے میں مختلف باتیں سنی ہیں۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ موت سے پہلے ایمان لے آیا تھا اور دوسرے لوگوں کا کہنا تھا کہ اس نے نبیوں کو قتل کیا، بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کو کھنڈر بنا دیا اور وہاں موجود مقدس کتابوں کو نذر آتش کر دیا۔ اس وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہوا اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔

بخت نصر کا قتل اسی کے دربان کے ہاتھوں

اس سے متعلق ایک دوسرا قصہ یوں منقول ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے بخت نصر کو دوبارہ اصلی صورت میں لوٹا دیا اور اس کو اس کی بادشاہت بھی مل گئی تو اس وقت حضرت دانیال علیہ السلام اور ان کے ساتھی بخت نصر کے نزدیک سب سے زیادہ معزز تھے۔ یہود کو اس پر حسد ہوا اور انہوں نے بخت نصر کو حضرت دانیال علیہ السلام کے خلاف ورغلایا اور خوب برائی کی اور کہا کہ حضرت دانیال علیہ السلام جب پانی پی لیتے ہیں تو ان کو پیشاب پر قابو نہیں رہتا۔ چونکہ یہ بات ان کے یہاں بہت عار کی تھی لہذا بخت نصر نے اس بات کی حقیقت کا اندازہ کرنے کے لئے ایک تدبیر سوچی اس نے سب لوگوں کی دعوت کی اور دربان سے یہ کہہ دیا کہ دیکھتے رہو کھانے کے بعد جو سب سے پہلے پیشاب کرنے کے لئے باہر نکلے اس کو کلہاڑے سے قتل کر دینا اگر وہ یہ کہے کہ میں بخت نصر ہوں تب بھی نہ چھوڑنا، اس سے کہنا کہ بخت نصر نے تو مجھے تیرے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

اتفاق کی بات کہ بخت نصر خود ہی پیشاب پر کنٹرول نہ کر سکا اور سب سے پہلے وہی پیشاب کرنے کے لئے نکلا۔ دربان نے دیکھتے ہی اندھیرے میں یہ سمجھ کر کہ حضرت دانیال علیہ السلام ہیں فوراً حملہ کر دیا۔ اس نے کہا ارے ٹھہرو ٹھہرو! **میں بخت نصر ہوں**۔ دربان نے کہا کہ تم جھوٹے ہو، بخت نصر نے تو مجھے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے۔ پھر کلہاڑے سے وار کر کے اسے قتل کر دیا۔

بخت نصر ایک بادشاہ تھا۔ اس نے شام کی طرف سے بیت المقدس میں قدم رکھا اور آتے ہی بنی اسرائیل کو قتل کرنا شروع کر دیا اور بیت المقدس کا شہر زبردستی چھین لیا اور بنی اسرائیل کے بچوں کو قید کر لیا۔ ان قیدیوں میں حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے۔

بخت نصر بادشاہ کو نجومیوں اور اہل علم نے یہ بتا دیا تھا کہ فلاں رات ایک لڑکا یعور نامی پیدا ہوگا جو تیری سلطنت میں فساد پیدا کرے گا۔ بخت نصر نے کہا کہ اس رات جو بچہ بھی پیدا ہوگا میں اسے قتل کروا دوں گا۔ اس نے حضرت دانیال علیہ السلام کو پکڑ کر (جو معصوم قیدیوں میں سے تھے) شیر کی کچھار میں ڈال دیا کہ وہ اسے چیر پھاڑ ڈالے گا لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا کہ شیر اور شیرنی دونوں حضرت دانیال علیہ السلام کو پیار سے چاٹتے رہے، اسے ذرہ برابر نقصان نہ پہنچایا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کی والدہ آئیں دیکھا کہ شیر اور شیرنی اسے پیار کر رہے ہیں، تو انہوں نے اپنا بچہ اٹھا لیا، اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو بچا لیا۔

ابن ابی دنیا نے حسن سند سے بیان کیا ہے کہ اس بستی کے واقفان حال نے کہا ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی کے نگینہ میں اپنی تصویر بنا رکھی تھی اور چاٹنے والے شیر اور شیرنی کا انداز محبت بھی اس میں نقش کر لیا تھا کہ بچپن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو انعام کیا تھا اسے بھول نہ جاؤں۔

بیت المقدس جسے بخت نصر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے 600 سال قبل بابل سے آ کر تباہ اور ویران کر دیا تھا

گناہوں سے بچنے کی وجہ سے شیر پیر چاٹنے لگا

حضرت موسیٰ ؑ

ایک روایت میں ہے

سے طویل مدت کے بعد بنی اسرائیل کے ایک نبی تھے، جن کا نام حضرت دانیال ؑ تھا، ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی، بادشاہ نے ان کو گرفتار کرلیا اور ایک کنوئیں میں بھوکے شیر کے سامنے ان کو پھینک دیا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ان کے حسن توکل کی آزمائش کرلی اور پرکھ لیا کہ یہ میرے پاس جو ہے اسی پر صبر وقناعت کیے ہوئے ہیں تو شیروں کا منہ موڑ دیا اور حضرت دانیال ؑ ان کی کمر پہ سوار ہوگئے۔ اللہ عزوجل نے ارمیا نبی کو شام سے بھیجا۔ تاکہ حضرت دانیال ؑ کو اس مصیبت سے رہائی دلائیں، اور جو انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے یہ اسے تباہ کردیں۔

سیدنا عبداللہ بن ابی ہذیل کہتے ہیں کہ بخت نصر نے دو شیر بھوکے رکھے، پھر انہیں ایک کنوئیں میں ڈالا، اور پھر حضرت دانیال ؑ کو لایا گیا انہیں ان کے پاس پھینک دیا، اللہ عزوجل کی قدرت وہ دونوں شیر ذرہ برابر ہیجان میں نہیں آئے حالانکہ بھوکا ہونے کی وجہ سے انہیں غیظ وغضب کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی بوٹی بوٹی نوچ لینی چاہئے۔ مگر جتنی دیر اللہ عزوجل کی مرضی تھی حضرت دانیال ؑ وہاں ٹھہرے، پھر انسانوں کی طرح انہیں کھانے پینے کی اشتہاء ہوئی تو اللہ عزوجل نے ارمیاء نبی کو وحی کی۔ حالانکہ وہ وہاں سے بہت دور شام کے علاقہ میں تھے، کہ حضرت دانیال ؑ کے لئے کھانا تیار کرو۔ ارمیا عرض کناں ہوئے ''میرے پروردگار! میں شام کی سرزمین مقدس میں ہوں، حضرت دانیال ؑ سرزمین بابل میں ہیں، جوکہ عراق میں ہے، وہاں رسائی کیسے ہو؟''

اللہ عزوجل نے فرمایا ''ہمارے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جو کچھ کہا ہے اسے تیار کرو، سواری کا بندوبست ہم خود کریں گے، جو تمہیں اور تیار کھانے کو اٹھا لے جائے گی۔ تو اللہ عزوجل نے ان کی سواری کا انتظام کردیا۔ اب وہ کنوئیں کے کنارے کہ جہاں اللہ عزوجل کے نبی قید تھے پہنچتے ہیں۔ کنارے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پکارتے ہیں اور مندرجہ ذیل مکالمہ ہوتا ہے۔

حضرت دانیال ؑ: کون ہو؟

ارمیا: میں ارمیا نبی ہوں۔

حضرت دانیال ؑ: کس لئے تشریف لائے؟

ارمیا: مجھے رب کائنات نے آپ ؑ کے لئے بھیجا ہے۔

حضرت دانیال ؑ: کیا رب ذوالجلال نے میرا ذکر کیا ہے؟

ارمیا: ہاں۔

(یہ سن کر) حضرت دانیال ؑ اس طرح اللہ عزوجل کی تعریفات کے نغمات بلند کرنے لگے:

اَلحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ لَایَنْسٰی مَنْ ذَکَرَہٗ

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو اسے نہیں بھولتا جو اس کو یاد کرتا ہے۔''

وَالحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ لَایُخَیِّبُ مَنْ رَجَاہُ

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو اس کے ساتھ امیدیں وابستہ کرتا ہے وہ اسے نامراد نہیں کرتا۔''

وَالحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَیْہِ کَفَاہُ

''تمام تعریفات اس ذات کریم کے لئے جو اس پر توکل کرتا ہے تو وہ اسے کفایت کرتا ہے۔''

وَالحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ مَنْ وَثِقَ بِہٖ لَمْ یَکِلْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو اس پر اعتماد کرتا ہے تو وہ اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہوئے غیر کی جانب نہیں سونپتا۔''

وَالحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا وَبِالسَّیِّئَاتِ غُفْرَانًا

''تمام تعریفیں اس اللہ کریم کے لئے جو احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے، اور برائی کے عوض مغفرت کا عطیہ دیتا ہے۔''

وَالحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالصَّبْرِ نَجَاۃً

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو صبر کے عوض نجات دیتا ہے۔''

وَالحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ یَکْشِفُ ضُرَّنَا بَعْدَ کَرْبِنَا

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو ہماری پریشانی کے بعد ہماری تکلیف دور کرتا ہے۔''

وَالحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ ثِقَتُنَا حِیْنَ تَسُوْءُ ظُنُوْنُنَا بِاَعْمَالِنَا

''تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو ہمارا اس وقت سہارا ہے کہ جب ہمارے بداعمال کے ساتھ ہماری بدگمانیاں بڑھ جاتی ہیں۔''

وَالحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ رَجَاءُنَا حِیْنَ تَنْقَطِعُ الْحِیَلُ مِنَّا

''اور تمام تعریفات اس اللہ کے لئے جو ہماری آرزوؤں کا مرکز ہے۔ اس وقت کہ جب ہماری حیلہ سازیوں کے تمام اسباب ختم ہوجاتے ہیں۔''

حوالہ حیات الحیوان علامہ دمیری

سمرقند میں موجود حضرت دانیال ؑ کی قبر مبارک

300 سال پرانی لاش

محمد اسحاق نے اپنے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ابوالعالیہ نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں تستر فتح کیا تو ہرمزان کے مال خانہ میں ایک تخت دیکھا۔ اس پر ایک مردہ لٹایا گیا تھا، جس کے سرہانے ایک کتاب رکھی ہوئی تھی۔ ہم لوگوں نے اس کتاب کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھجوا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب الاحبار کو بلوا کر اس کا ترجمہ کرایا۔ اس کتاب میں حوادث و واقعات آئندہ تحریر تھے۔

ابوعبیدہ قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں تحریر فرمایا ہے کہ اس مردہ کے سرہانے مال رکھا ہوا تھا اور ایک کاغذ پر تحریر تھا کہ جس شخص کا جی چاہے اس میں سے مال بطور قرض مدت مقررہ کے لئے لے جا سکتا ہے۔ اگر ٹھیک وقت پر واپس کر گیا تو ٹھیک ہے ورنہ مبروص ہو جائے گا یا بیمار ہو جائے گا۔ یہ فتح تیونس کا قصہ ہے، جس کے سردار حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاش سے چمٹ گئے اور فرمانے لگے قسم ہے رب کعبہ کی، یہ لاش حضرت دانیال علیہ السلام کی ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لکھ بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت کی کہ لاش کو حنوط لگا کر دفن کر دیا جائے اور نماز جنازہ کے ساتھ تدفین ہو، جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام دفن ہوتے ہیں اور اس مال کو بیت المال میں رکھ دیا جائے اور قبر کو پوشیدہ کر دیا جائے تاکہ کوئی جان نہ سکے۔ حسب حکم خلیفۂ وقت وہی کیا گیا۔

ابوالعالیہ سے راوی نے پوچھا پھر اس لاش کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت دانیال علیہ السلام کے جسم مبارک کی زیارت کے بعد حضرت دانیال علیہ السلام کو دوبارہ دفن کر کے زمین برابر کر دی تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ قحط کے زمانے میں لاش کھول دیتے تھے تاکہ بارش ہو جائے۔

ابوالعالیہ نے سوال کرنے پر بتایا کہ وہ لاش غالباً حضرت دانیال علیہ السلام کی تھی جو تین سو سال سے موجود تھی اور اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کے سر کے پچھلے حصہ کے چند بال جھڑ گئے تھے۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسدِ اطہر کو نہ تو زمین کھا سکتی ہے اور نہ درندے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ فتح عراق کے موقع پر مصر کے ایک قلعہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کوٹھڑی دیکھی جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ اس میں حضرت دانیال علیہ السلام کی نعش ہے۔ جب لوگ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوتے تھے تو اہل بابل سے درخواست کیا کرتے تھے کہ وہ نعش ہم کو دے دے تاکہ اس کی برکت سے ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے بارش طلب کریں۔

بخت نصر بادشاہ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو قید کر کے بابل میں رکھ دیا تھا۔ یہیں ان کی وفات ہوگئی۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہر میں جو خشک ہوگئی تھی اس میں حضرت دانیال علیہ السلام کو دفن کر دیا پھر بارش میں اس نہر میں پانی بھر گیا۔

(اغاثۃ اللہفان ۔ لابن قیم صفحہ ۲۰۳، کتاب الاموال صفحہ ۳۰۲، فتوح البلدان بلاذری، صفحہ ۳۷۱، ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۰)

تیرہ سو سال کی عمر کا بادشاہ

حضرت دانیال علیہ السلام ایک دن جنگل میں چلے جاتے تھے۔ آپ علیہ السلام کو ایک گنبد نظر آیا۔ آواز آئی کہ اے دانیال! ادھر آ۔

حضرت دانیال علیہ السلام اس گنبد کے پاس گئے۔ معلوم ہوا کہ کسی مقبرہ کا گنبد ہے۔ جب آپ علیہ السلام مقبرہ کے اندر تشریف لے گئے تو دیکھا بڑی عمدہ عمارت ہے اور عمارت کے بیچ ایک عالیشان تخت بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک بڑی لاش پڑی ہے، پھر آواز آئی کہ دانیال تخت کے اوپر آؤ۔ آپ علیہ السلام اوپر تشریف لے گئے تو ایک لمبی چوڑی تلوار مردہ کے پہلو میں رکھی ہوئی نظر آئی۔ اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی نظر آئی کہ میں قوم عاد کا ایک بادشاہ ہوں۔ خدا نے تیرہ سو سال کی مجھے عمر عطا فرمائی، بارہ ہزار میں نے شادیاں کیں، آٹھ ہزار بیٹے ہوئے، لاتعداد خزانے میرے پاس تھے، اس قدر نعمتیں لے کر بھی میرے نفس نے خدا کا شکر نہ کیا بلکہ الٹا کفر کرنا شروع کیا اور خدائی دعویٰ کرنے لگا، خدا نے میری ہدایت کے لئے ایک پیغمبر کو بھیجا، ہر چند انہوں نے مجھے سمجھایا مگر میں نے کچھ نہ سنا۔ انجام کار وہ پیغمبر مجھے بددعا دے کر چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے ملک پر قحط مسلط کر دیا، جب میرے ملک میں کچھ پیدا نہ ہوا تب میں نے دوسرے ملکوں میں حکم بھیجا کہ ہر ایک قسم کا غلہ اور میوہ میرے ملک میں بھیجا جائے۔ بموجب میرے حکم کے ہر قسم کا غلہ اور میوہ میرے ملک میں آنے لگا جس وقت وہ غلہ یا میوہ میرے شہر کی سرحد میں داخل ہوتا تو مٹی بن جاتا اور وہ ساری محنت بے کار جاتی اور کوئی دانہ مجھے نصیب نہ ہوتا اسی طرح سات دن گزر گئے۔ میرے قلعہ میں سارے اہالی موالی، بیویاں، بچے سب بھاگ گئے میں تنہا قلعہ میں رہ گیا سوائے فاقہ کے میری کوئی غذا نہ تھی۔ ایک دن میں نہایت مجبور ہو کر فاقہ کی تکلیف میں قلعہ کے دروازہ پر آیا۔ وہاں مجھے ایک شخص نظر آیا جس کے ہاتھ میں کچھ غلہ کے دانے تھے۔ جس کو وہ کھاتا جاتا تھا۔ میں نے اس جانے والے سے کہا کہ ایک بڑا برتن بھرا ہوا موتیوں کا مجھ سے لے لے اور یہ اناج کے دانے مجھے دے دے۔ مگر اس نے نہ سنا اور جلدی سے ان دانوں کو کھا کر میرے سامنے سے چلا گیا۔ انجام یہ ہوا کہ اس فاقہ کی تکلیف سے میں مر گیا۔ یہ میری سرگزشت ہے۔ جو شخص میرا حال سنے وہ کبھی دنیا کے قریب نہ آئے۔ (سیرۃ الصالحین، صفحہ ۷۹)

نوٹ: انبیاء کے **1000** مثالی اثر انگیز واقعات پڑھنے کے لئے احقر کی چار رنگہ تصاویر سے مزین کتاب ''انمول قصص الانبیاء'' کا مطالعہ کرنا نہ بھولیں۔ یاد رہے اس کتب میں ہزاروں عربی اور اردو کتابوں سے انبیاء کے وہ واقعات گلدستہ کی شکل میں جمع کیے گئے ہیں جن کو پڑھ کر انشاء اللہ آپ ضرور حیران ہوں گے۔

حضرت دانیال ؑ کے جسم مبارک کی زیارت

ابواشعث احمری ؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
اِنَّ دانیال دَعا رَبَّہٗ عزّوجلّ اَنْ یدفنہٗ اُمَّۃُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
''حضرت دانیال ؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے حضور ﷺ کی امت دفن کرے۔''

نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حضرت دانیال ؑ کے بارے میں خبر دے، اسے جنت کی بشارت دے دینا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے جب ''تستر'' کو فتح کیا تو وہاں حرقوص نامی ایک شخص نے حضرت دانیال ؑ کے بارے میں اطلاع دی۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے حضرت عمر ؓ کو اس بارے میں لکھ بھیجا
تو آپ ؓ نے فرمایا کہ ''حضرت دانیال ؑ کو دفن کیا جائے اور اس شخص کو حسب فرمان نبوی ﷺ جنت کی بشارت دے دیجئے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے جب حضرت دانیال ؑ کی زیارت کی...... اِلْتَزَمَہٗ وَعَانَقَہٗ وَقَبَّلَہٗ ...... تو آپ ؓ ان کے جسم اطہر کے ساتھ چمٹ گئے۔ سینہ سے لگایا اور بوسہ دیا...... آپ ؓ نے دیکھا کہ حضرت دانیال ؑ کے جسم اور گردن کی سب رگیں برابر چل رہی تھیں۔ پھر اعزاز و اکرام سے ان کی تدفین کی۔

300 سال بعد بھی جسم میں تبدیلی نہ آئی

حضرت ابوالعالیہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم نے تستر کا شہر فتح کیا تو ہمیں ہرمزان کے خزانے میں ایک پلنگ ملا اس پر ایک میت تھی، اس کے سرہانے کی طرف ایک تحریر پڑی تھی۔ ہم نے وہ تحریر اٹھائی اور حضرت عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ؓ نے حضرت کعب ؓ کو بلایا۔ انہوں نے اس کا عربی ترجمہ لکھ دیا۔ سب سے پہلے میں نے وہ تحریر پڑھی تھی، وہ مجھے اب بھی اچھی طرح یاد ہے جس طرح قرآن یاد ہے۔
خالد بن دینار ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ ؓ سے عرض کیا کہ اس میں کیا لکھا ہوا تھا؟
انہوں نے فرمایا کہ ''تم مسلمانوں کے اخلاق، تمہارے معاملات، تمہارے بات چیت کے ڈھنگ اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات۔''
میں نے کہا کہ ''پھر تم نے اس میت کا کیا کیا؟''
فرمایا کہ ''ہم نے دن کے وقت مختلف مقامات پر تیرہ قبریں کھودیں۔ رات کو کسی ایک قبر میں دفن کر کے سب کو برابر کر دیا تاکہ لوگوں کو معلوم نہ ہو اور وہ قبر کھول کر ان کی میت نہ نکال لیں۔''
میں نے کہا کہ ''وہ اس میت سے کیا امید رکھتے تھے؟''
فرمایا کہ ''جب بارش نہ ہوتی تھی وہ آپ ؑ کی چارپائی کھلے میدان میں رکھ دیتے تھے، تب بارش ہو جاتی تھی۔''
میں نے کہا کہ ''آپ کے خیال میں یہ کون صاحب تھے؟''
فرمایا کہ ''ان صاحب کا نام دانیال تھا۔''
میں نے کہا کہ ''انہیں فوت ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا تھا؟''
فرمایا: ''300 سال۔''
میں نے کہا کہ ''ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی؟''
فرمایا: ''نہیں، بس گدی کے چند بال جھڑ گئے تھے۔ نبیوں کے جسم مٹی میں بوسیدہ نہیں ہوتے نہ انہیں درندے کھاتے ہیں۔'' (البدایہ والنہایہ ۲/۳۷)

اس روایت کی سند ابوالعالیہ تک صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ صاحب واقعی تین سو سال پہلے فوت ہوئے تھے تب وہ نبی نہیں ہو سکتے، کوئی اور نیک آدمی ہوں گے۔ کیونکہ بخاری شریف کی صحیح حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ ان دونوں انبیائے کرام علیہم السلام کی درمیانی مدت چھ سو سال ہے۔ اگر وہ میت واقعی حضرت دانیال ؑ کی تھی تو ان کی وفات تین سو سال پہلے نہیں بلکہ آٹھ سو سال پہلے ہوئی ہو گی ورنہ وہ کوئی ولی ہو گا۔ ویسے اس کا حضرت دانیال ؑ کی میت ہونا ہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت دانیال ؑ کو اہل فارس کے بادشاہ نے گرفتار کر لیا تھا اور انہوں نے اس کے پاس ہی قید کے ایام گزارے۔ مشہور محقق امام ابوعبید ثقفی نے اپنی مستند کتاب ''کتاب الاموال'' میں یہ واقعہ لکھا ہے۔

مصر، اسکندریہ: جس پر بڑا سفید گلدان ہے وہ حضرت دانیال ؑ کا اور دوسرا حضرت لقمان ؑ کا مزار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں کو قبر کے کیڑے نہیں کھاتے

مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک نہر سویز میں دیکھی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کام بھی انجام دیا۔ آپ علیہ السلام کے جسد اطہر کو نکال کر پھر سے کفنایا۔ نماز جنازہ پڑھ کر نہر سویز ہی میں دفن کر کے آپ علیہ السلام کی قبر مبارک پر پانی بہادیا۔ (المجالسۃ للدینوی، البدایہ والنہایہ)

دلیل: حضرت دانیال علیہ السلام حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً **700** سال پہلے گزرے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت حضرت دانیال علیہ السلام سے **1400** برس بعد کا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت دانیال علیہ السلام کے بدن مبارک کو خداوند قدوس نے **1400** سال تک سالم رکھا تاکہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ نبی کی موت فناء کامل نہیں ہوتی بلکہ اس کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ایک دوسرا واقعہ بھی ہے کہ نجران کے ایک آدمی نے ایک کھنڈر کھودا تو دیوار کے نیچے ایک مردہ نوجوان بیٹھا ہوا پایا۔ جس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا تھا اور ایک انگلی میں انگشتری بھی تھی جس پر "**اللہ ربی**" لکھا ہوا تھا۔ نجران کے لوگوں نے اس واقعہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کو اسی حالت میں رکھا جائے۔ اس نوجوان کا نام عبداللہ التامر تھا اور یہ ان نوجوانوں میں تھا جو اصحاب الاخدود کا شکار ہوئے تھے اور جن کا ذکر قرآن حکیم میں سورۃ البروج میں ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب میدان احد میں زیر زمین نہر کھودی گئی تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش بالکل سلامت اس طرح نکلی کہ زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور جب ہاتھ ہٹایا تو خون بہہ نکلا اور تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ وہیں جا کر چپک گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہر کھودنے کا ارادہ کیا تو لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے شہداء کو ہٹالیں۔ تو جن لوگوں نے اپنے اپنے رشتہ داروں کی قبروں کو کھود کر وہاں سے نکالا تو وہ سارے کے سارے ایسے تھے جیسا کہ ابھی غسل دیا گیا ہو۔ ان کے بدن سے پانی نچڑ رہا تھا۔ ایک شہید کے پاؤں پر غلطی سے کدال لگ گئی تو تازہ خون بہہ نکلا۔ (مصنف جزم ص ۵۳۷ وفات الوفا جلد ۲ صفحہ ۵۳۷ وفات الوفا جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

مشہور محدث و مفسر علامہ ابن الجوزی نے اپنی مقبول کتاب "المنتظم" میں کئی نادر واقعات کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے دو واقعات یہ ہیں:

(۱) محمد بن یحییٰ ایک شخص فوت ہوگیا اس کو دفن کر دیا گیا۔ رات کو کفن چوروں نے اس کی قبر کھودی تو وہ اچانک بیٹھ گیا اور دوڑتا ہوا گھر آ پہنچا۔ کافی زمانہ تک زندہ رہا اسے اسی وجہ سے بعد میں "سحامل کفنہ" کہا جاتا تھا۔ (یعنی وہ آدمی جو اپنا کفن اٹھا کر لے آیا)۔

(۲) اسی طرح ایک آدمی کے دفن کے بعد جب کفن چوروں نے اس کی قبر کھودی تو وہ زندہ ہو کر بھاگ آیا پھر کافی دن زندہ رہا۔ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بیٹا بھی دیا جس کا نام مالک تھا۔ (جلد ۶ صفحہ ۱۱۴)

گجرات کے ایک ولی اللہ صالح خانجیو صدیقی کو گجرات کے ظالم حاکم نے پھانسی کا حکم دیا۔ جونہی آپ کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا گیا تو آپ نے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ کا بدن زمین سے اٹھایا گیا اور روح پرواز کر گئی۔ مگر جب پھندا نرم ہونے کے بعد زمین پر بدن آ لگا تو آپ کے بدن میں روح کا اعادہ ہوا اور آپ نے کلمہ شہادت کا باقی حصہ بھی پڑھ لیا۔ (نزہۃ الخواطر، صفحہ ۱۰۲)

نوٹ: اللہ تبارک وتعالیٰ کے عاشقوں کے قبر میں جسم کے صحیح سالم ہونے کے 300 واقعات پڑھنے کے لئے احقر کی کتاب "**اللہ والوں کی مثالی قبریں**" نامی کتاب کا مطالعہ کریں۔

حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت دانیال علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک 3 ملکوں میں موجود ہے۔

1 مصر 2 عراق 3 سمرقند

اب یہ حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے کہ ان تین مزارات میں سے کون سے مزار میں حضرت دانیال علیہ السلام مدفون ہیں۔

پہلا مزار: مصر میں حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک

جناب محب اللہ صاحب اپنے سفرنامہ مصر میں لکھتے ہیں کہ سیدی عبدالرزاق کی مسجد کے خطیب صاحب سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار مقدس کا پتا پوچھا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ خادم کو رہنمائی کے لئے بھیجا۔ مسجد سے متصل ہی ایک قدیم حجرہ ہے، جس میں کنوئیں کی طرح نیچے گہرائی میں دو مزارات نظر آئے۔ بتایا گیا کہ ایک حضرت دانیال علیہ السلام کا جبکہ دوسرا حضرت لقمان حکیم کا مزار ہے۔

اوپر سے کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کی، پھر لکڑی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اترے، مزار کی عمارت نہایت قدیم ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اوپر سے گنبد کو گرا کر دوسری منزل (جو باہر کی زمین کے لحاظ سے پہلی ہی منزل ہے) پر حجرہ بنا کر اس کے اوپر گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ وقت کے ساتھ اب ان مزارات کا مقام گہرا تہہ خانہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کے اندر ایک اور دروازہ ہے جو غالباً کسی سرنگ کا دہانہ ہے۔

مصر کے شہر اسکندریہ میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک

دوسرا مزار:
عراق میں موجود
حضرت دانیال علیہ السلام
کا مزار مبارک

عراق کے شہر موصل میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ وصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بے شمار مزارات ہیں۔
(۱) سیدنا جرجین علیہ السلام کے مزار کے ساتھ بہترین مسجد ہے۔
(۲) سیدنا دانیال علیہ السلام کا مزار گنجان آبادی میں ہے۔ مزار مبارک اندر گہرائی میں ہے۔
(۳) سیدنا یونس علیہ السلام کا مزار۔

عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک
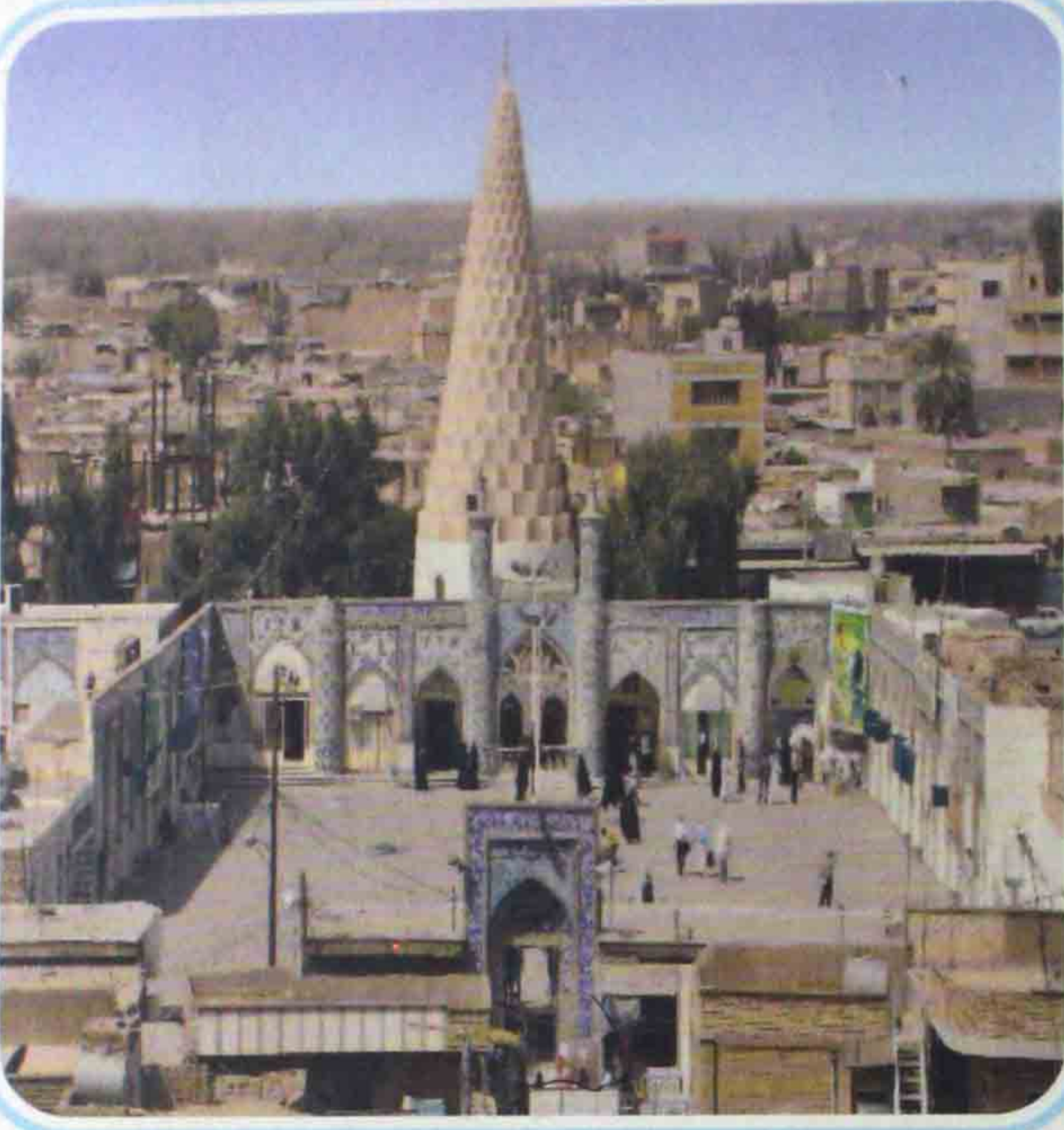
پہاڑی سے حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کی لی گئی تصویر
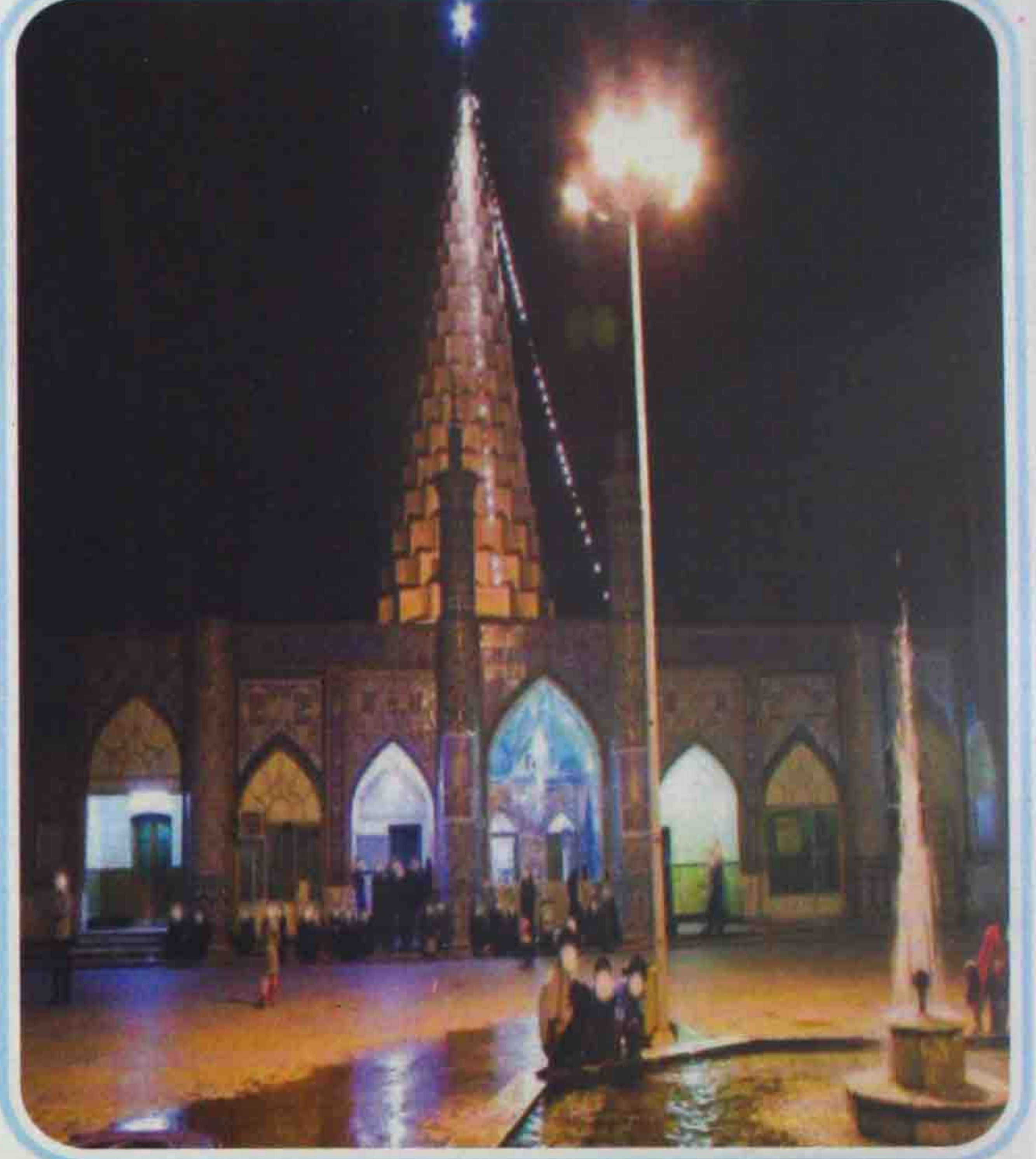
عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کا منظر (عراق)
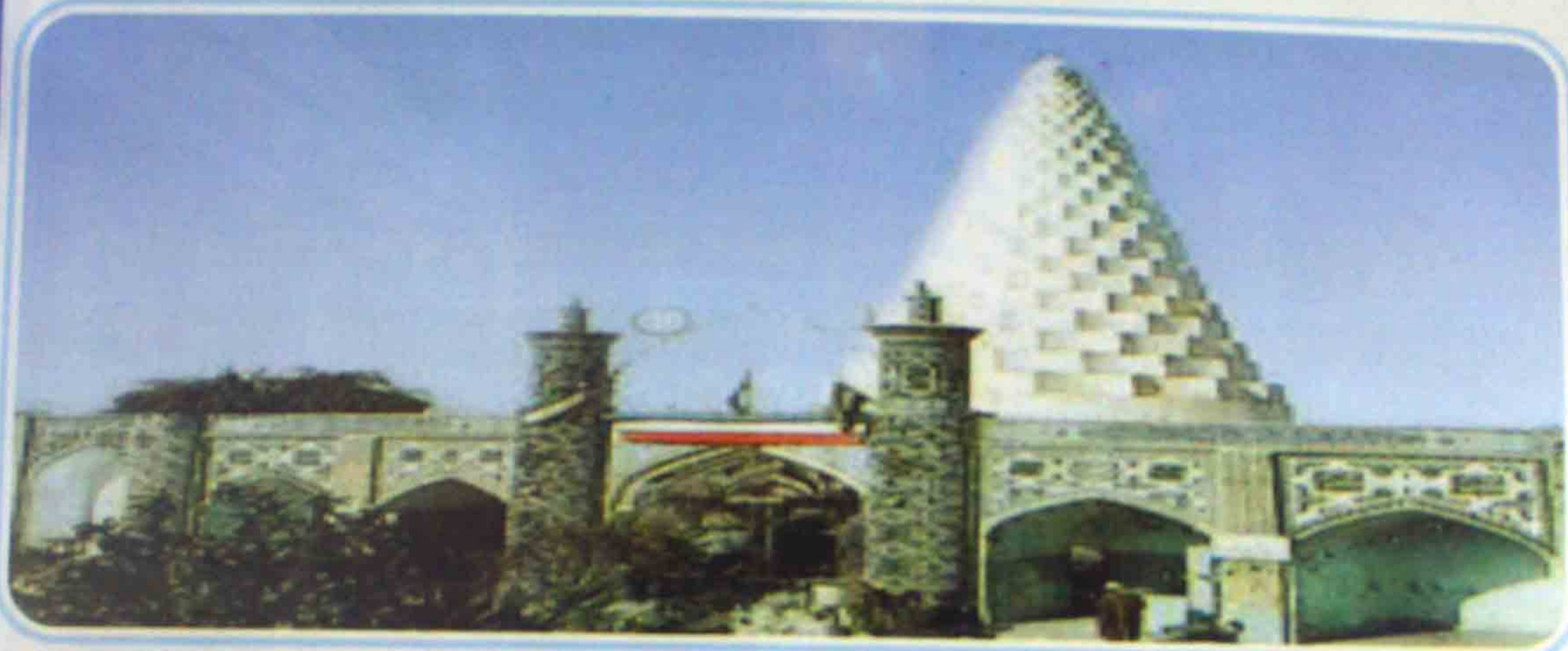
عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کے اندرونی مناظر
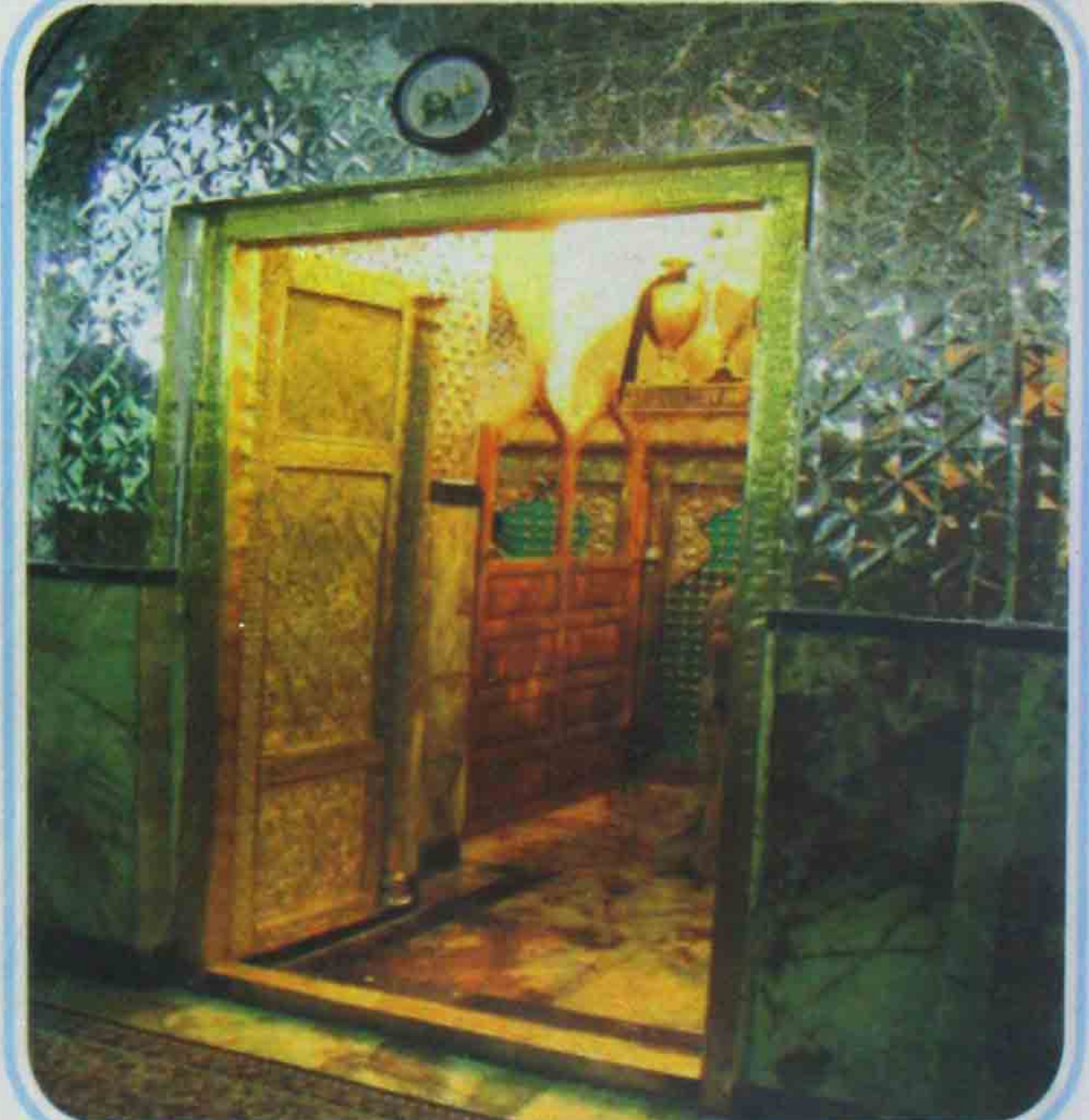
عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر والے کمرے کا اندرونی منظر
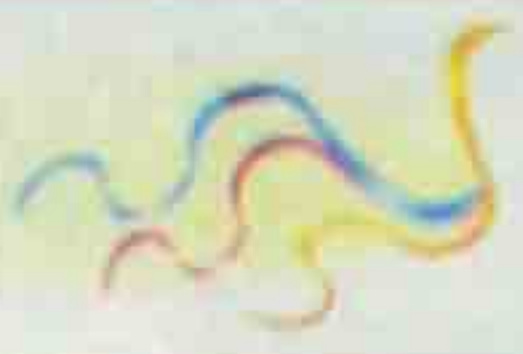
حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کے دو خوبصورت مناظر
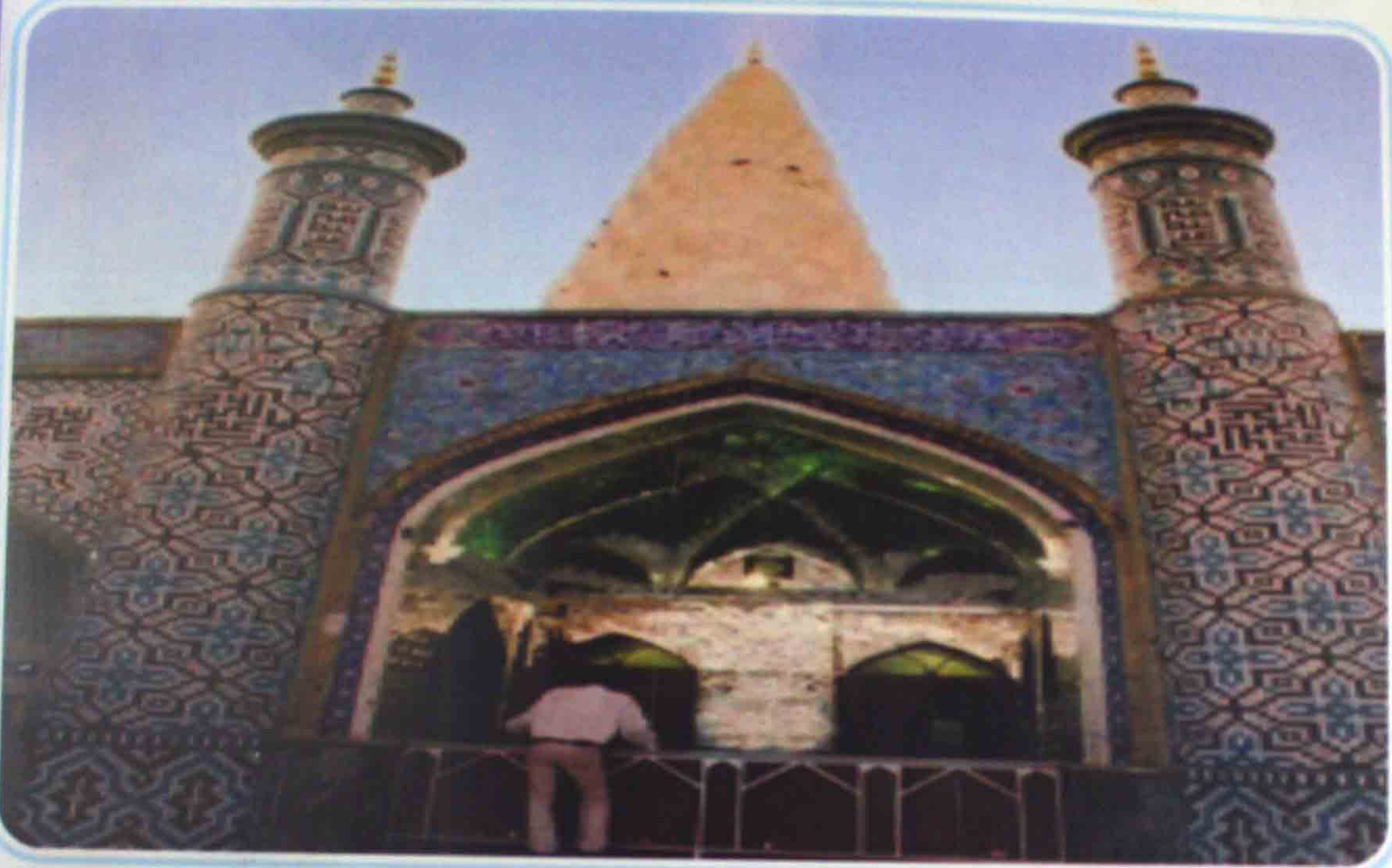
حضرت دانیال علیہ السلام سے منسوب قبر مبارک
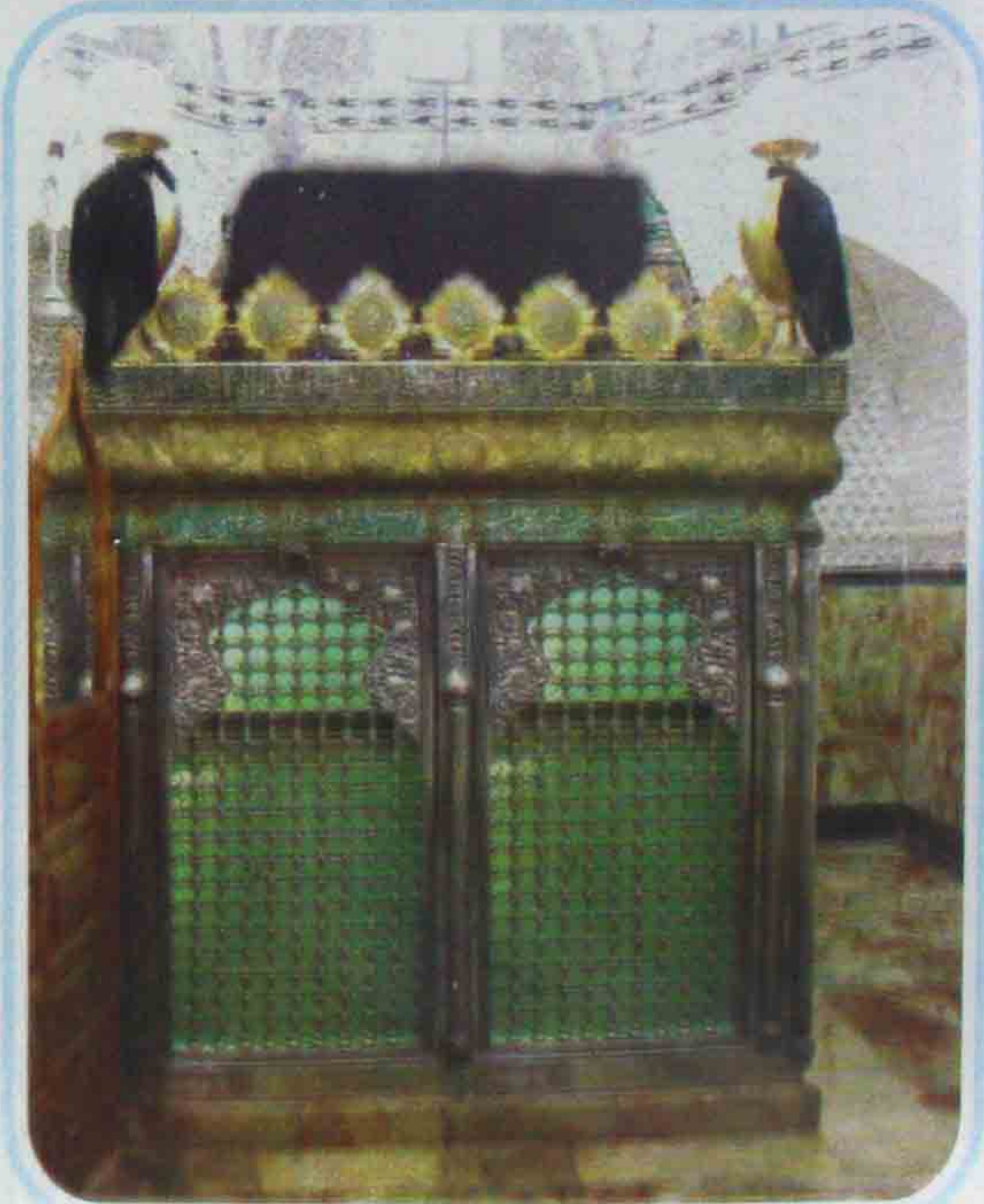
عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا روضہ مبارک
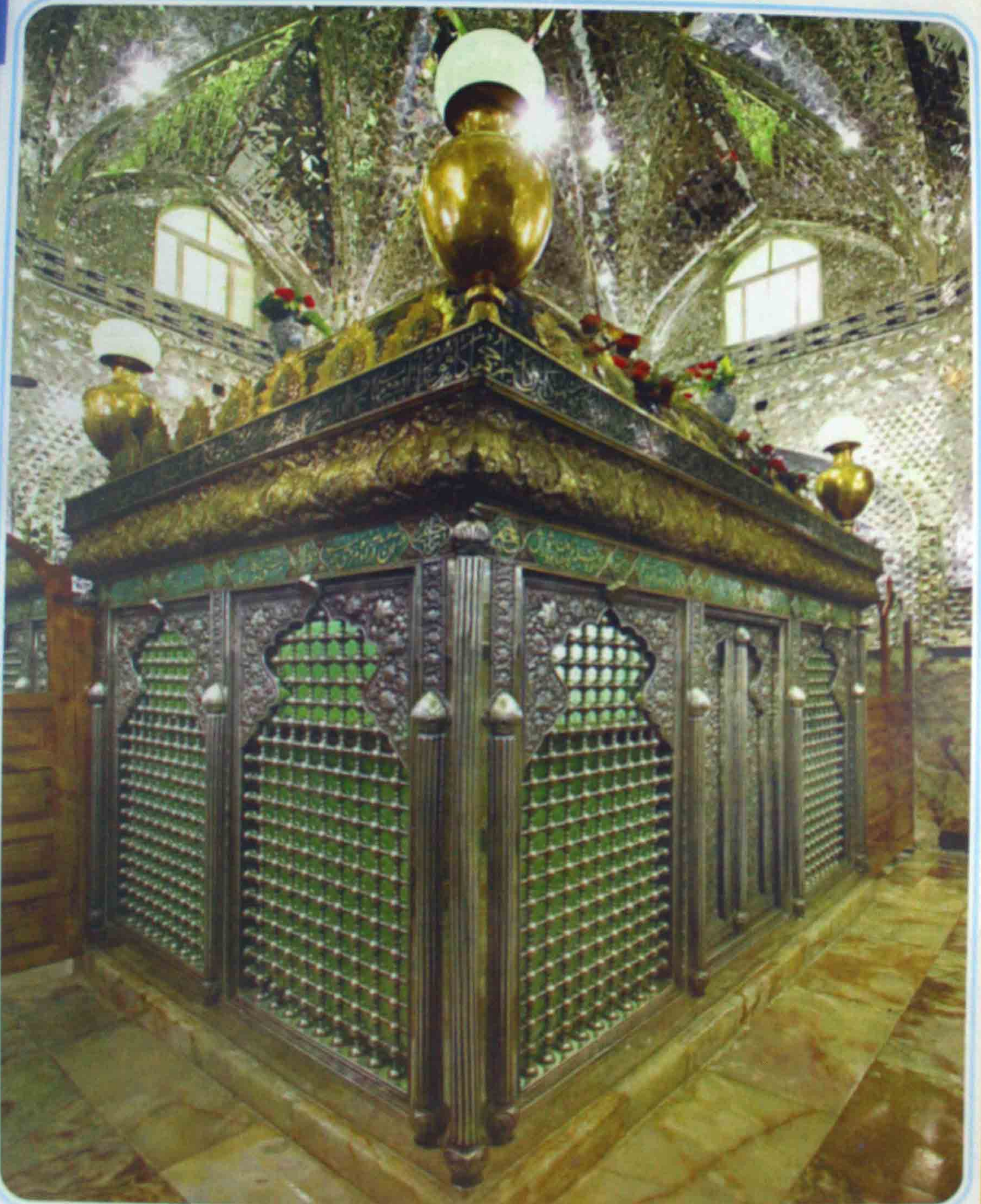
تیسرا مزار: سمرقند میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک

سمرقند میں واقع حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کا بیرونی منظر

زیرِ نظر تصویر ازبکستان کے شہر سمرقند میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار مبارک کی ہے۔ یہ مقبرہ ہزاروں سال پرانا ہے۔ اس لئے وقت کے ساتھ ساتھ یہ ٹوٹتا رہا اور اس کی تعمیر جدید ہوتی رہی۔

سمرقند میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک
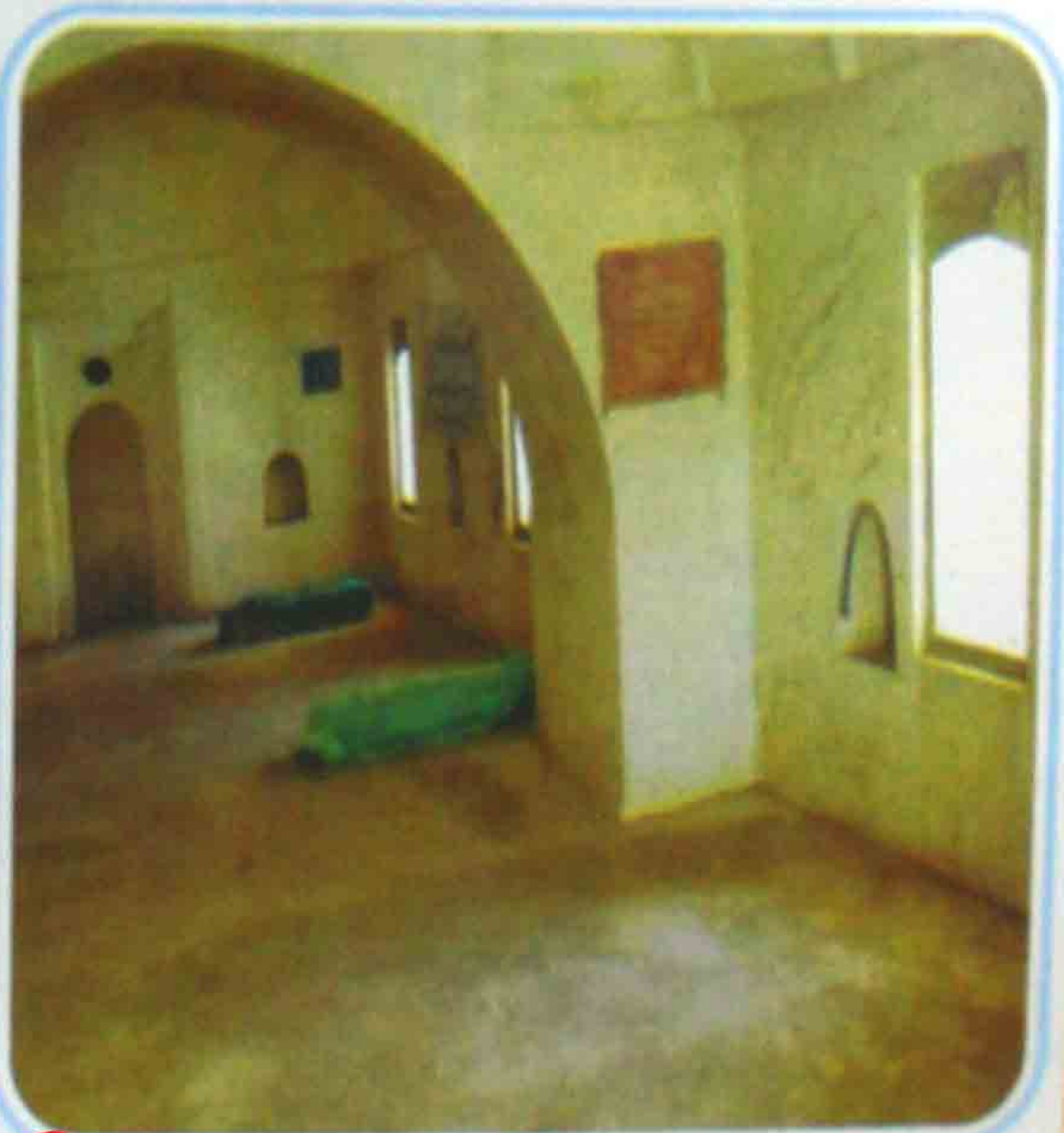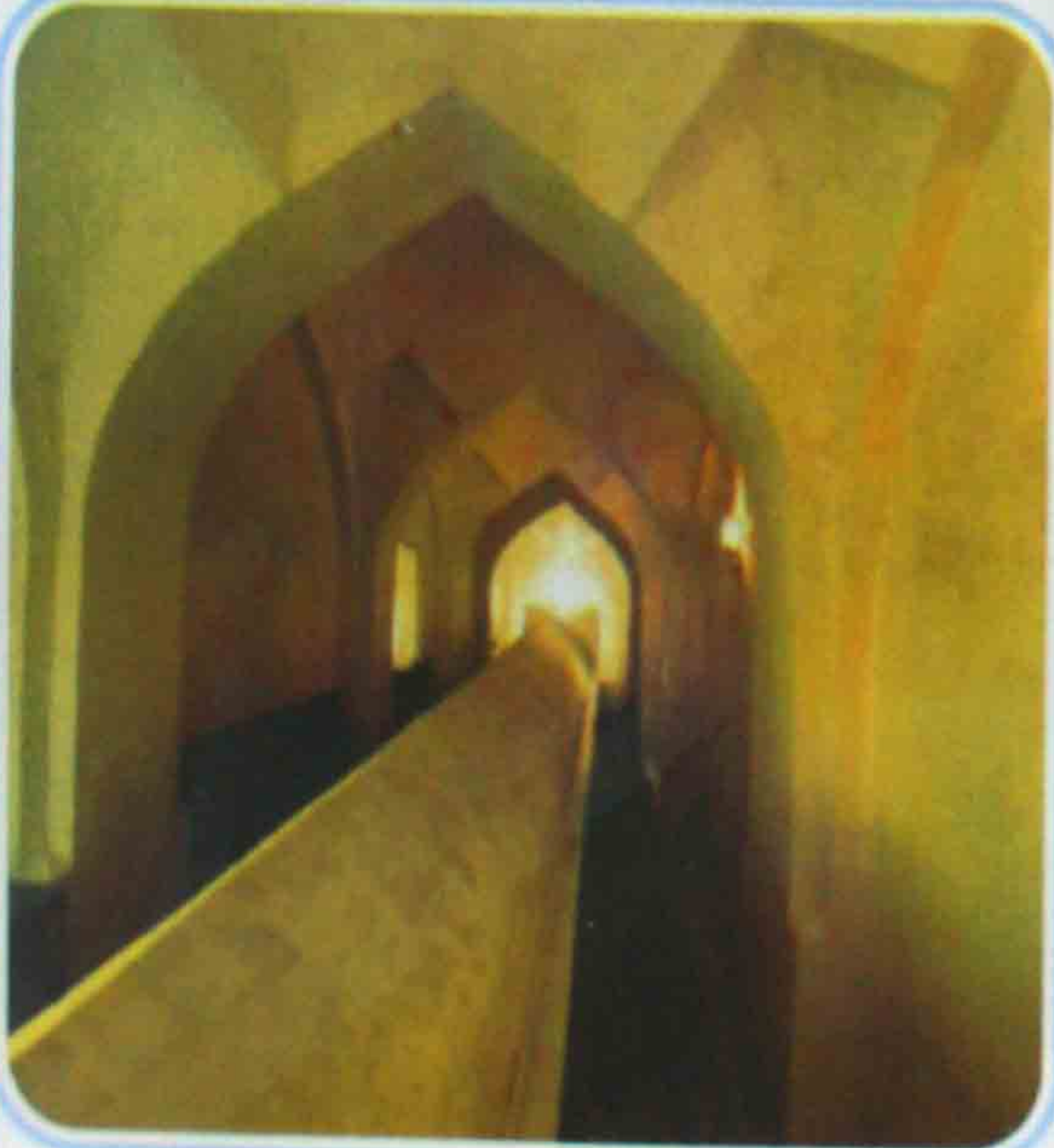
سمرقند میں واقع حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار
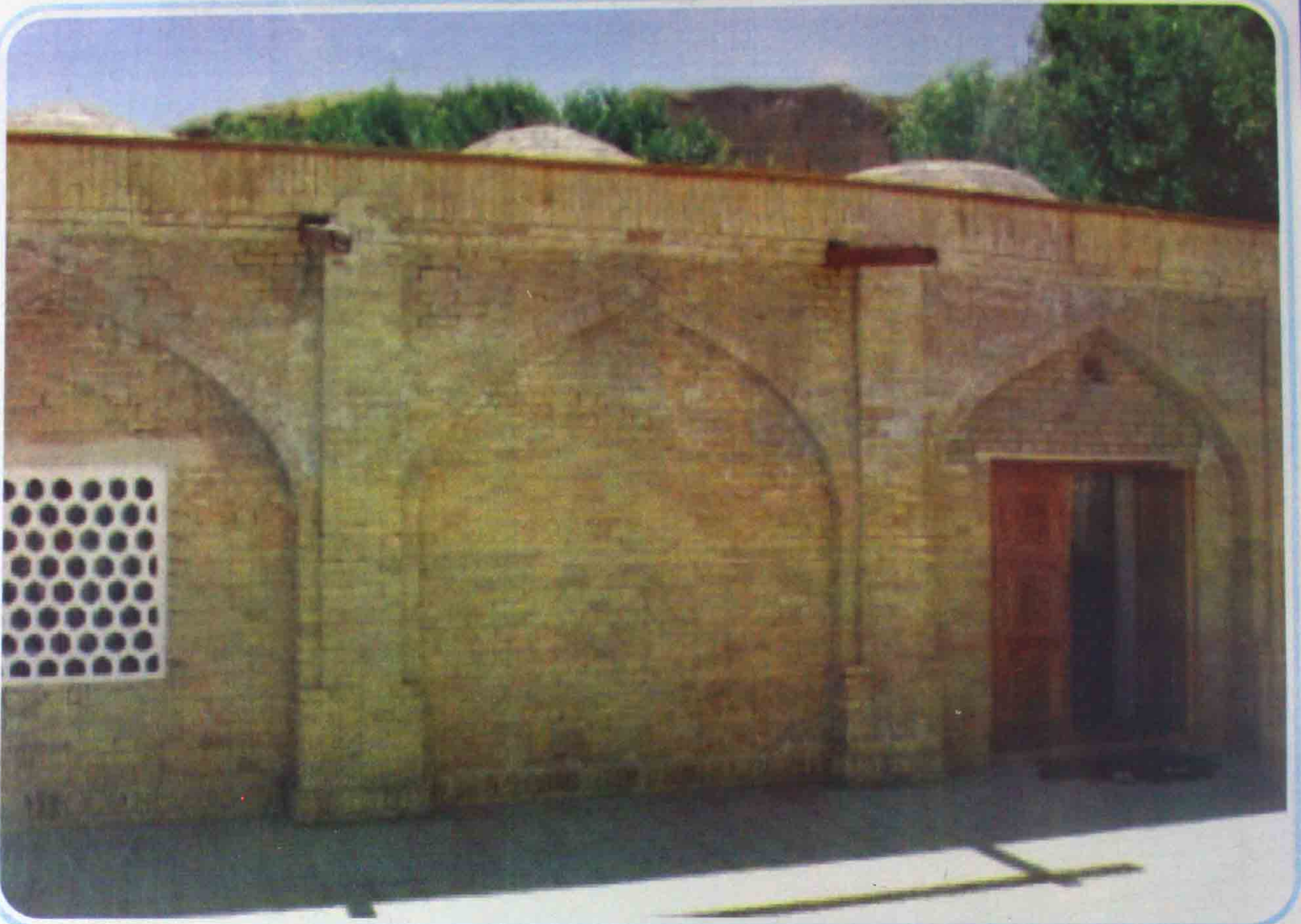
ازبکستان کے شہر سمرقند میں حضرت دانیال علیہ السلام کی 18 میٹر لمبی قبر
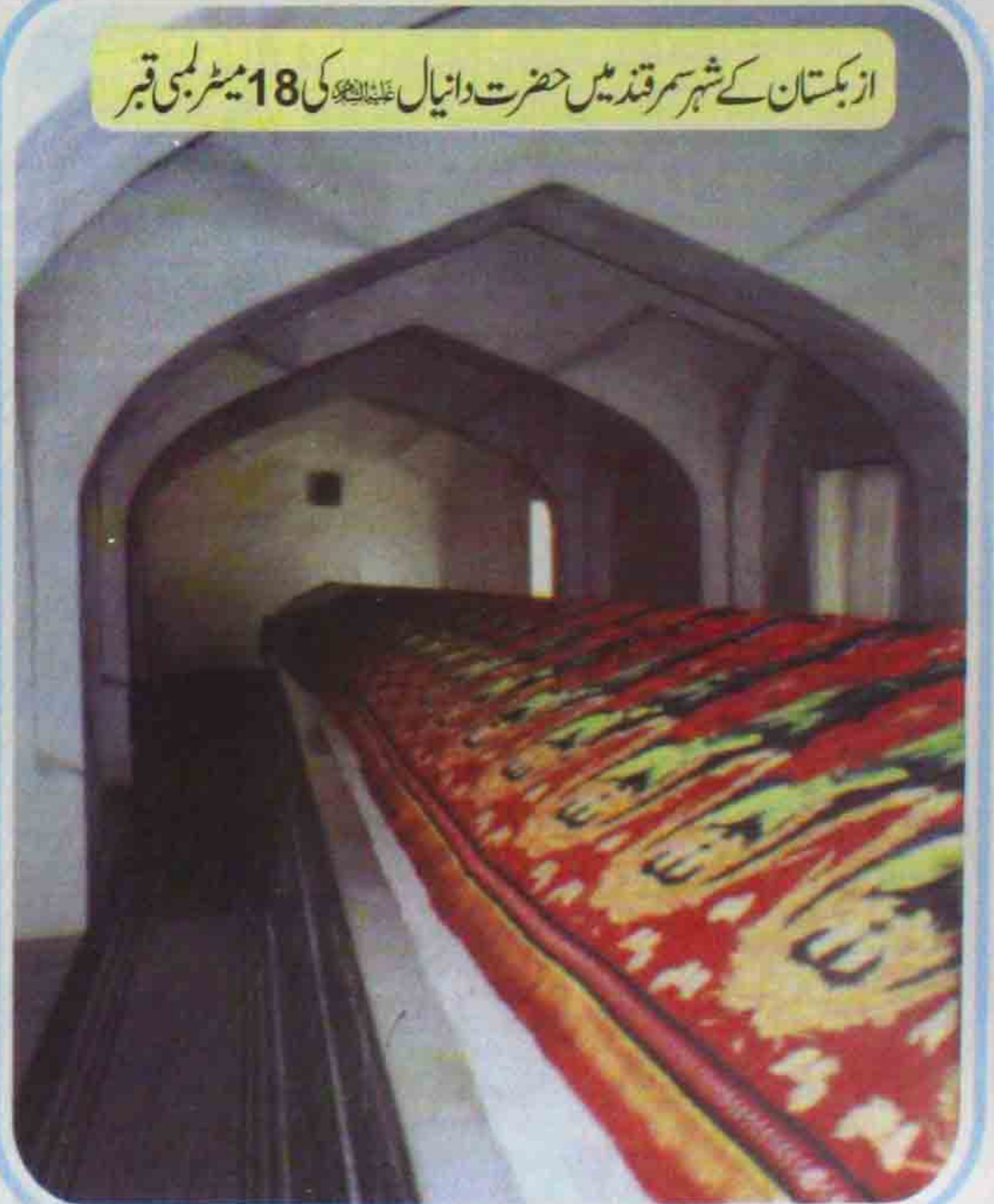
تذکرہ حضرت یحییٰ علیہ السلام

جن سورتوں میں حضرت زکریا ؑ کا ذکر آیا ہے انہی سورتوں میں حضرت یحییٰ ؑ کا بھی ذکر ہے۔ ذیل میں ان سورتوں کے نام ہیں جن میں حضرت یحییٰ ؑ کا نام آیا ہے۔

1	سورہ آل عمران	2	سورہ انعام	3	سورہ مریم	4	سورہ انبیاء

حضرت یحییٰ ؑ کا نام اللہ ﷻ نے خود رکھا

چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے:

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا۝

(پ۱۶، سورہ مریم، آیت ۷)

اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں کہ ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی پیدا نہ کیا۔

ہر بچے کا نام اس کے والدین رکھتے ہیں اور وہ بھی پیدائش کے بعد۔ حضرت یحییٰ ؑ کی پیدائش سے پہلے آپ ؑ کا نام اللہ ﷻ نے رکھا اور وہ بھی ایسا نام کہ آپ ؑ سے پہلے یہ نام کسی شخص کا بھی نہیں تھا۔

دیگر آسمانی کتابوں میں آپ ؑ کا نام یوحنا المعمدان بتایا گیا ہے۔ آپ ؑ حضرت عیسیٰ ؑ سے قبل مبعوث کیے گئے۔ جنگل میں زاہدانہ زندگی گزارتے تھے۔ جب آپ ؑ کی عمر تیس سال کی ہوگئی تو دریائے اردن پر اللہ ﷻ سے دعائے استقاء کرنے کے لئے تشریف لائے اور اسی جگہ آپ ؑ نے حضرت عیسیٰ ؑ کی آمد کی اطلاع دی۔ اسی لئے آپ ؑ کا نام "السابق" بھی پڑ گیا۔ آپ ؑ بادشاہ ہیرودوس (جس کے وجود کا سینتیس سال قبل مسیح پتہ چلتا ہے) کے زمانہ میں تھے۔ اسی بادشاہ نے آپ ؑ کو رقاصہ سلومہ کے اشارے پر قتل کر دیا تھا۔ یہ اس زمانہ کی مشہور ترین رقاصاؤں میں سے تھی۔ بادشاہ خاص طور پر اس کے رقص کا مشاہدہ کرتا تھا۔ (المنجد 12)

حضرت یحییٰ ؑ حضرت عیسیٰ ؑ کے آنے کی بشارت دینے والے

حضرت یحییٰ ؑ، حضرت عیسیٰ ؑ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں حضرات کا زمانہ ایک ہے۔ مگر حضرت یحییٰ ؑ نے حضرت عیسیٰ ؑ سے قبل تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور آپ ؑ حضرت عیسیٰ ؑ کے لئے لوگوں کو ہموار کیا کرتے تھے، جیسا کہ اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝

(پ۳، آل عمران آیت 39)

اس پر فرشتوں نے زکریا ؑ کو جبکہ وہ مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آواز دے کر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ؑ کو یحییٰ ؑ کی بشارت دیتا ہے۔ وہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ ؑ کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور سردار ہوگا اور خواہشات پر پورا قابو یافتہ ہوگا اور وہ نیکوکاروں میں سے ایک نبی ہوگا۔

حضرت یحییٰ ؑ کی 8 صفات

بہت سے علماء کا خیال ہے کہ حضرت یحییٰ ؑ کو بچپن میں ہی منصب نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ ﷻ نے حضرت یحییٰ ؑ کے بارے میں آٹھ اوصاف کا تذکرہ کیا ہے۔

1	سعید	2	حصور
3	نبی	4	بچپن میں علم وحکمت سے آگہی
5	رقت قلبی	6	پاکیزگی
7	تقویٰ وپرہیزگاری	8	والدین کے ساتھ حسن سلوک

فلسطین کے ایک گاؤں میں موجود حضرت یحییٰ ؑ سے منسوب غار

بڑھاپے میں بیٹے کی پیدائش

حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ستتر (77) یا نوے (90) سال کی ہو چکی تھی، ان کی زوجہ بانجھ تھیں۔ گویا میاں بیوی دونوں اولاد کے قابل نہ تھے۔

یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا (پ۳، ال عمران آیت 37)

یہ پھل کہاں سے آئے؟

حضرت زکریا علیہ السلام کو یہ خیال ہوا کہ ہم میاں بیوی اگرچہ اُس عمر سے نکل چکے ہیں جو اولاد پیدا کرنے کی ہوتی ہے۔ پھر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہیں، ایسی مایوسی اور ناامیدی کی حالت میں آپ علیہ السلام نے رب کریم کے حضور دعا کی:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً (پ۳، ال عمران آیت 38)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور قبولیت کی خوشخبری کے ساتھ نام بھی تجویز کر دیا۔

یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ﹰاسْمُهٗ یَحْیٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا۝

(پ16، سورہ مریم، آیت 7)

اے زکریا! ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہم نام پیدا نہیں کیا۔

یعنی نام بھی یکتا اور بعض صفات میں دوسرے انبیاء سے ممتاز، جیسا کہ آپ علیہ السلام کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش

زیر نظر تصویر اسرائیل کے علاقہ عین الکرم کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے

مقام پیدائش حضرت یحییٰ علیہ السلام عین الکرم کا اندرونی منظر

حکومت اسرائیل کی طرف سے عین الکرم کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

مسجد اقصیٰ میں قوم کو دعوت توحید

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ پانچ باتوں پر عمل کریں اور بنی اسرائیل سے بھی ان پر عمل کو کہیں۔''

آپ علیہ السلام سے کچھ دیر ہوگئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے فرمایا:

''آپ علیہ السلام کو پانچ احکامات دیئے گئے تھے کہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، یا تو آپ علیہ السلام انہیں یہ احکامات پہنچا دیں ورنہ میں پہنچا دوں گا۔''

انہوں نے فرمایا:

''بھائی جان! مجھے ڈر لگتا ہے کہ اگر آپ علیہ السلام نے مجھ سے پہلے یہ احکام انہیں سنائے تو اللہ تعالیٰ مجھے سزا دے گا یا زمین میں دھنسا دے گا۔''

چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مسجد اقصیٰ میں جمع کیا، حتیٰ کہ مسجد بھر گئی۔ پھر آپ علیہ السلام اونچی جگہ پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا کہ تم لوگوں کو ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔'' (جامع ترمذی)

مسجد اقصیٰ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام وعظ فرمایا کرتے تھے۔
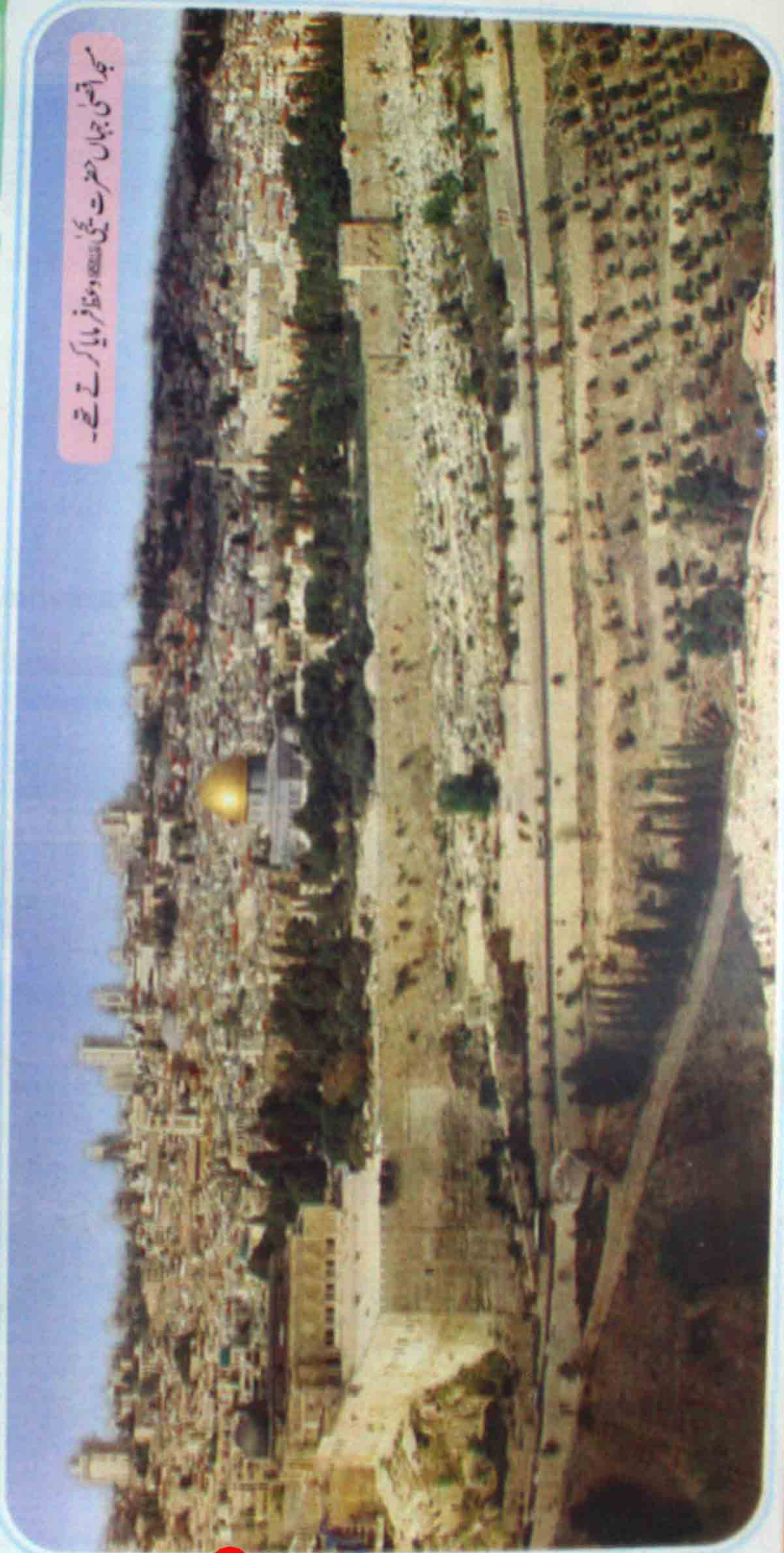
اسرائیل میں عین الکرم نامی جگہ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام رہتے تھے۔

یروشلم میں موجود حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گھر کا بیرونی منظر

یروشلم میں موجود حضرت یحییٰ علیہ السلام سے منسوب چشمہ

یروشلم میں موجود حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گھر کا اندرونی منظر

مقام نبی یحییٰ علیہ السلام

بیت المقدس: وہ جگہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا

شام

حلب ③

دمشق ④

اردن
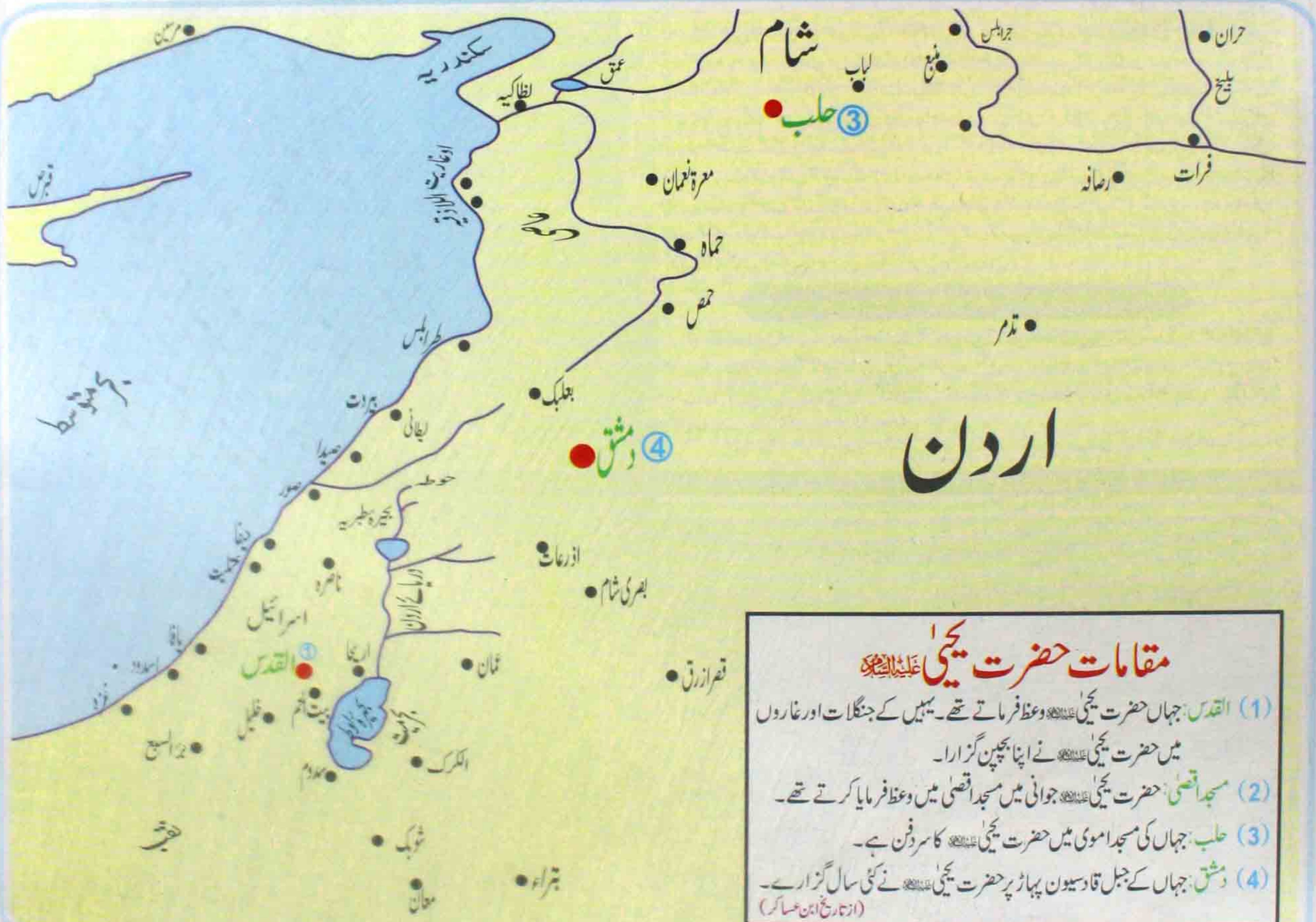
القدس ①

مقامات حضرت یحییٰ علیہ السلام

(1) **القدس:** جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام وعظ فرماتے تھے۔ یہیں کے جنگلات اور غاروں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا۔

(2) **مسجد اقصیٰ:** حضرت یحییٰ علیہ السلام جوانی میں مسجد اقصیٰ میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔

(3) **حلب:** جہاں کی مسجد اموی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر دفن ہے۔

(4) **دمشق:** جہاں کے جبل قادسیون پہاڑ پر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کئی سال گزارے۔

(از تاریخ ابن عساکر)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زہد و تقویٰ

علماء نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت زیادہ تنہائی پسند تھے، آپ علیہ السلام جنگلوں میں چلے جاتے، درختوں کے پتے کھاتے اور چشموں کا پانی پیتے۔ پھر فرماتے: "یحییٰ! تجھ سے زیادہ نعمتیں کسے حاصل ہیں؟"

وہب بن الورد علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تین دن تک حضرت زکریا علیہ السلام سے گم رہے۔ آپ علیہ السلام ان کی تلاش میں جنگل کی طرف گئے تو دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے ایک قبر کھود رکھی ہے اور اس میں کھڑے ہو کر آہ و بکا میں مصروف ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! میں تین دن سے تیری تلاش میں ہوں اور تو یہاں قبر کھود کر اس میں کھڑا رو رہا ہے؟

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: ابا جان! آپ ہی نے مجھے بتایا تھا کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک طویل فاصلہ ہے جو صرف آنسوؤں کی مدد سے طے ہو سکتا ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں بیٹا! رو لو! اب دونوں رو پڑے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بکثرت روتے تھے اور مسلسل رونے کی وجہ سے ان کے رخساروں پر نشان پڑ گئے تھے۔ (حوالہ البدایہ 2/49)

کثرت سے رونے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گالوں میں گڑھے پڑ گئے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام آٹھ برس کے تھے جب وہ بیت المقدس میں گئے۔ وہاں انہوں نے عابدین کو دیکھا کہ وہ بال اور اون کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، ان میں بھی جو اعلیٰ درجے کے عابد ہیں انہوں نے اپنے گلے کی ہڈیاں چیر کر ان میں زنجیریں ڈال رکھی ہیں اور ان زنجیروں کے ذریعے اپنے جسموں کو بیت المقدس کے ستونوں سے باندھ رکھا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام عبادت اور مجاہدے کے یہ مناظر دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھے، جب وہ اپنے والدین کے پاس لوٹنے لگے تو راستے میں انہیں بہت سے بچے مختلف کھیلوں میں مشغول نظر آئے، ان بچوں نے انہیں بھی اپنے ساتھ کھیلنے کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوا ہوں، اس کے بعد اپنے والدین کے پاس پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں بالوں کا لباس بنا کر دیں، ماں باپ نے ان کی مرضی کے مطابق لباس تیار کرا دیا، یہ لباس پہن کر آپ علیہ السلام بیت المقدس تشریف لے آئے، دن کو اس کی خدمت کرتے اور رات بھی وہاں بسر کرتے، اسی حالت میں آپ علیہ السلام نے 15 برس گذار دیئے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام وہاں سے نکلے اور پہاڑوں اور گھاٹیوں میں رہنے لگے، ان کے والدین انہیں ڈھونڈنے نکلے۔ کافی جستجو کے بعد وہ بحر اردن کے کنارے اس حال میں ملے کہ اپنے دو پاؤں پانی میں ڈالے ہوئے تھے اور پیاس کی شدت سے پریشان تھے، لیکن پی نہیں رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قسم ہے تیری عزت اور عظمت کی، میں اس وقت تک ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ تیرے نزدیک میرا مقام کیا ہے۔

آپ علیہ السلام کے والدین کے پاس جو کی ایک روٹی تھی، انہوں نے زور دیا کہ وہ روٹی کھائیں اور پانی پئیں۔ انہوں نے اپنے والدین کی خواہش کا احترام کیا، ان کی دی ہوئی روٹی کھائی اور ٹھنڈا پانی پیا۔ بعد میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس وصف کو بھی سراہا کہ وہ اپنے والدین کے مطیع تھے۔ فرمایا:

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ (پ 16، ع 4، آیت 14)

اور اپنے والدین کے اطاعت گذار تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس واقعے کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والدین انہیں بیت المقدس سے لے آئے۔ آپ علیہ السلام نے گھر پر عبادت شروع کر دی، جب آپ علیہ السلام نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ شجر و حجر بھی رونے لگتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بھی ان کے رونے سے اس قدر روتے کہ بے ہوش ہو جاتے۔ آپ علیہ السلام اس قدر رویا کرتے تھے کہ آنسوؤں کی حرارت سے آپ علیہ السلام کے دونوں رخساروں کا گوشت جل گیا تھا اور منہ کے اندر کی ڈاڑھیں نظر آنے لگی تھیں۔ یہ حال دیکھ کر ان کی والدہ نے کہا کہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں کوئی ایسی چیز بنا دوں جس سے تمہارا گوشت چھپ جائے اور داڑھیں نظر نہ آئیں۔ چنانچہ انہوں نے گدے کے دو ٹکڑے لے کر ان کے رخساروں پر چپکا دیئے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام جب بھی نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور آنسو بہاتے تو وہ دونوں ٹکڑے گیلے ہو جاتے اور ان کی والدہ وہ ٹکڑے نچوڑ کر پھر ان کے رخساروں پر چپکا دیتیں۔ ایسے موقع پر اپنے آنسو دیکھ کر آپ علیہ السلام فرماتے: اے اللہ! یہ میرے آنسو ہیں اور یہ میری والدہ ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے۔

ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے بیٹے! میں نے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ تجھے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے جبکہ تو روتا ہی رہتا ہے۔

انہوں نے عرض کیا: ابا جان! مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ خبر دی ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے جسے وہ شخص عبور کر سکتا ہے جو بہت زیادہ رونے والا ہو۔

یہ سن کر حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹے! اب تمہیں ضرور رونا چاہئے۔

(حوالہ البدایہ والنہایہ و تاریخ ابن عساکر)

شیطان کی حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات

وہب بن الورد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابلیس صورت بدل کر حضرت یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ بتاؤ کہ بنی آدم کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ ابلیس نے جواب دیا کہ ہمارے یہاں بنی آدم تین قسموں میں ہے (یعنی ہم نے بنی آدم کو تین درجوں میں تقسیم کر رکھا ہے) پہلی قسم میں وہ لوگ ہیں جو ہمارے لئے بہت سخت ہیں۔ کیونکہ ہم ان کے پاس جاتے ہیں اور کافی محنت کرنے کے بعد اس کو بہلا پھسلا کر اپنے قابو میں کر لیتے ہیں اور ان کو دین کے راستے سے روک دیتے ہیں۔ مگر یہ (قسم) فوراً گھبرا کر توبہ و استغفار کر لیتے ہیں اور ان کی اس توبہ و استغفار سے ہماری ساری محنت رائیگاں ہو جاتی ہے۔ پھر ہم دوبارہ جا کر ان کو بہکانے اور اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں مگر پھر وہ توبہ و استغفار کی پناہ لے لیتے ہیں۔ غرضیکہ ایسا شخص ہمارے جال میں نہیں آتا۔ اس لئے ہم اس سے اپنی کوئی حاجت روائی نہیں کر سکتے۔ تا آنکہ اس قسم سے ہم بہت مشقت میں پڑ جاتے ہیں اور بنی آدم کی دوسری قسم میں وہ لوگ ہیں جو آسانی سے ہمارے قابو میں آ جاتے ہیں اور وہ ہمارے ہاتھوں میں اس طرح رہتے ہیں جیسے بچوں کے ہاتھوں میں گیند کہ جس طرف کو چاہا لڑھکا دیا۔ اس قسم کے ذریعے ہماری محنت ٹھکانے لگ جاتی ہے اور تیسری قسم میں آپ جیسے معصوم لوگ ہیں، جن پر ہمارا کوئی قابو نہیں چلتا۔ (حوالہ حیات الحیوان از علامہ دمیری)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مسکن: جبل قاسیون

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ قاسیون پہاڑ میں جس جگہ خون (کا نشان) ہے وہ بہت عظیم مقام ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ اس مقام پر چند سال رہائش پذیر رہے ہیں اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریین نے نماز پڑھی ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق، ج ۵، صفحہ ۳۳۲)

جبل قاسیون جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کچھ سال قیام فرمایا

پہلا قول: Herod بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کیوں قتل کروایا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت کی شریعت چلا کرتی تھی۔ چنانچہ توریت کے مطابق بھتیجی سے نکاح جائز تھا۔ مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت اتری تو اس میں بھتیجی سے نکاح حرام تھا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے۔

چنانچہ جب بنی اسرائیل کا ہیرودو نامی بادشاہ اپنی ایک بھتیجی سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ مگر شرعاً اس کے لئے یہ نکاح جائز نہ تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے منع کیا تو عورت ناراض ہوگئی۔ جب اس نے محسوس کیا کہ بادشاہ اس پر فریفتہ ہو چکا ہے تو اس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کی فرمائش کر دی۔ بادشاہ نے ایک آدمی بھیجا جو آپ علیہ السلام کو شہید کر کے آپ علیہ السلام کا سر اور آپ علیہ السلام کا خون ایک تھال میں ڈال کر لے آیا اور ملکہ کے سامنے پیش کر دیا، ملکہ فوراً ہلاک ہوگئی۔ (حوالہ قصص الانبیاء، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

دوسرا قول: حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دمشق کے بادشاہ ھداد نے ذبح کروایا

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "المستقصی فی فضائل الأقصیٰ" میں ایک اور واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دمشق کے بادشاہ "ھداد بن حدار" نے اپنے بیٹے کی شادی اس کی چچازاد "اریل" سے کر دی جو "صیدا" کی ملکہ تھی۔ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔ پھر رجوع کرنا چاہا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فتویٰ پوچھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ حلال نہیں۔

عورت ناراض ہوگئی اور اپنی ماں کے مشورے سے بادشاہ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر لانے کا مطالبہ کر دیا۔ بادشاہ نے ایک شخص کو آپ علیہ السلام کا سر کاٹ کر لانے کا حکم دیا تو وہ آپ علیہ السلام کا سر ایک تھال میں رکھ کر لے آیا۔

جب آپ علیہ السلام کا سر اس کے سامنے آیا تو اس میں سے یہی آواز آ رہی تھی:

"اے بادشاہ! تجھ پر یہ عورت حلال نہیں...... حلال نہیں......"

آخر وہ عورت زمین میں دھنسا دی گئی۔ (حوالہ البدایہ والنہایہ 2/55)

مصنف قصص الانبیاء نے واقعہ کے بعد یہ افسانہ لکھا کہ بادشاہ اور دیگر لوگ یہ دیکھ کر دہشت زدہ رہ گئے۔ ادھر حضرت زکریا علیہ السلام کو جب اپنے بیٹے کے قتل کا علم ہوا تو انہوں نے اس کے قاتلین کے لئے بددعا کی جس سے وہ فوراً مردار ہوگئے۔ لوگوں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت زکریا علیہ السلام سے انتقام لینے کے لئے انہیں محراب میں شہید کر دیا۔ اس واقعہ کا وقوع پذیر ہونا تھا کہ بنی اسرائیل پر مصائب ٹوٹ پڑے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر بخت نصر کو مسلط کر دیا جس نے انہیں تباہ و برباد کر کے شہر اور ہیکل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور باقی ماندہ کو گرفتار کر لیا۔ ظالم لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ اسی طرح ہلاک فرماتے ہیں۔

سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ بخت نصر جب دمشق میں آیا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون ابل رہا تھا۔ اس نے واقعہ معلوم کیا۔ پتہ چلنے پر بخت نصر نے اس خون پر ستر ہزار افراد قتل کرائے، تب جا کر خون بند ہوا تھا۔ اس روایت کی سند حضرت سعید بن المسیب تک صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کو دمشق میں قتل کیا گیا اور یہ کہ بخت نصر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تھا۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

وہ چٹان جس کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اس چٹان پر ذبح کیا گیا اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت محمد ﷺ نے معراج کا سفر کیا۔

قبۃ الصخرہ نامی جگہ۔ جہاں ایک قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کہاں ذبح کیا گیا؟

علماء کا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مقام قتل کے بارے میں اختلاف ہے۔

تفاسیر میں اس بارے میں دو اقوال ملتے ہیں:

(1) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق قبۃ الصخرہ کی چٹان پر ذبح کیا گیا۔

(2) ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دمشق میں ذبح کیا گیا۔

پہلا قول: قبۃ الصخرہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور زمانہ تصنیف میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ بیت المقدس میں ہیکل اور قربان گاہ کے درمیان حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شمر بن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ اس جگہ ستر (70) انبیاء شہید کیے گئے۔ (تاریخ ابن کثیر، جلد 2 صفحہ 55)

قبۃ الصخرہ کے متعلق یہود کی روایت ہے کہ یہاں ان کے ستر نبی قتل کیے گئے۔ ان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام بھی تھے۔ یہود کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی بھی اسی صخرہ پر کی تھی۔ ان کے نزدیک یہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ کیونکہ وہ لوگ حضرت اسحاق علیہ السلام ہی کو ذبیح مانتے ہیں۔ (البدایہ، والنہایہ 2/55)

بہر حال یہ سب کو معلوم ہے کہ یہودیوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو آپ علیہ السلام نے علی الاعلان اپنی دعوت حق کا وعظ شروع کر دیا اور بالآخر یہودیوں نے آپ علیہ السلام کے قتل کا بھی منصوبہ بنالیا۔ بلکہ قتل کے لئے آپ علیہ السلام کے مکان میں ایک یہودی داخل بھی ہوگیا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک بدلی بھیج کر آسمان پر اٹھالیا۔

دوسرا قول: حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دمشق میں قتل کیا گیا

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کس نے قتل کیا؟ اس بارے میں ابن عساکر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ دمشق ہداد بن حدار نے آپ علیہ السلام کے قتل کا حکم جاری کیا تھا اور بعض مورخین نے ان کا نام ھیرو داس لکھا ہے۔ آپ علیہ السلام کو کس جگہ قتل کیا گیا اس بارے میں قاسم بن سلام نے سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ وہ دمشق میں شہید کیے گئے۔ جامع اموی دمشق (شام) میں ایک قبر کے بارے میں عام شہرت ہے کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ہے۔ واللہ اعلم

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ولید بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سند سے نقل کیا ہے کہ زید بن واقد کہتے ہیں کہ دمشق میں عمود سکاسکہ کے نیچے ایک مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا جا رہا تھا تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ مشرقی جانب محراب کے قریب ایک ستون کی کھدائی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر برآمد ہوا۔ چہرہ مبارک اور بالوں تک میں کوئی تغیر نہیں آیا تھا اور خون آلود ایسا تھا کہ گویا ابھی ابھی قتل کیا گیا ہو۔ (تاریخ ابن کثیر، جلد 2 صفحہ 55)

زیر نظر تصویر دمشق شہر کی ہے۔ ایک قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہاں ذبح کیا گیا اور آپ علیہ السلام کا سر مبارک بھی یہیں مسجد اموی میں مدفون ہے

سنہرا گنبد: قبۃ الصخرۃ

قبۃ الصخرہ یہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں مسجد کے ہال سے **500** میٹر کے فاصلے پر ایک اونچے چبوترے پر قائم ہے۔ اس کو ''قبۃ الصخرۃ'' کہتے ہیں۔ قبہ کے معنی گنبد اور صخرہ کے معنی چٹان کے ہیں۔ یہ قبہ صحن حرم میں قدرے اونچی جگہ موجود ایک قدرتی چٹان پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس لئے اسے ''قبۃ الصخرۃ'' کہتے ہیں۔ یہ عمارت مثمانیہ الاضلاع (آٹھ پہلوؤں والی) ہے۔ اس کا ہر پہلو **66** فٹ طویل ہے۔ اندرونی قطر **192** فٹ اور قبے کے قاعدے کا قطر **66** فٹ ہے۔ یہ **99** فٹ بلند اور لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ جس پر باہر کی طرف سونے کا رنگ چڑھا ہوا پیتل اور سیسہ لگایا گیا ہے اور اندر کی طرف کانچ کا استر کیا گیا ہے۔ جس میں خوبصورت سنہری کام اور پرتکلف آرائش و زیبائش کی گئی ہے۔ اس کی تعمیر کا آغاز **66** ہجری بمطابق **685**ء میں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے کیا۔ اس کی تکمیل اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کے ہاتھوں **72**ھ بمطابق **691**ء میں ہوئی۔ اسے دو ماہر فن معماروں رجاء بن حیوۃ اور یزید بن سلام کی نگرانی میں تعمیر کیا گیا۔ اول الذکر فلسطین کے ایک مقام بیسان اور موخرالذکر القدس کے رہنے والے تھے۔

مشہور ہے کہ خلیفۂ بنی امیہ نے اس کی تعمیر پر مصر کے خراج سے حاصل ہونے والی سات سال کی آمدنی خرچ کی۔ موجودہ عمارت ترک سلاطین عبدالحمید (**1853**ء) اور سلطان عبدالعزیز (**1874**ء) کے عہد کی مرمت کردہ ہے۔ چنانچہ دیواروں کی بیرونی مینا کاری، خوبصورت رنگین شیشوں کی **38** کھڑکیوں اور انداز تزئین سب کا سب مخصوص ترکی طرز کا ہے۔ عمارت کے باہر چاروں طرف خوبصورت پتھروں پر سورہ بنی اسرائیل اور سورہ یٰسین کی آیات خوبصورت اور دلفریب انداز میں تحریر کی گئی ہیں۔ یہ آیات سلطان عبدالحمید ثانی نے تحریر کروائی تھیں۔ کھڑکیوں کی بناوٹ میں اعلیٰ درجے کی حسن ترتیب اور بہترین جالی دار کام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہ قبہ ایک اونچے چبوترے پر ہے جس تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔ ان سیڑھیوں کے اختتام پر محرابی دروازے ہیں۔ اس کے آگے وسیع چبوترہ ہے جس کے بیچوں بیچ قبہ قائم ہے۔ قبے میں اندر کی طرف ستون کی دو قطاریں ہیں، پہلی قطار چٹان کے اردگرد ہے، اس میں چار نہایت ضخیم اور چوڑے اور بارہ گول چھوٹے ستون ہیں۔ دوسری قطار ذرا فاصلے پر ہے۔ اس میں آٹھ بڑے اور سولہ چھوٹے ستون ہیں۔ اس طرح اندرونی حصہ تین حصوں میں منقسم ہوگیا ہے۔ پہلے میں چٹان رکھی ہے جبکہ درمیان کا حصہ ستونوں سے گھرا ہے اور تیسرا حصہ دروازے سے متصل ہے۔ آج کل دروازے کے ساتھ متصل حصے میں سبز اور درمیان والے حصے میں سرخ قالین بچھی ہوئی ہے۔ مسلمان یہاں بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں اور (قبلہ کی طرف منہ کرکے) نماز پڑھتے ہیں۔ اس اعتبار سے بعض کتب تاریخ میں اس کو ''مسجد قبۃ الصخرۃ'' بھی کہا گیا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ باقاعدہ مسجد نہیں، ایک طرح کی جائے نماز ہے۔ جسے مسلمان یہاں آنے کے بعد لہو ولعب میں مشغول ہونے کے بجائے نماز و تلاوت سے آباد رکھتے ہیں۔

چٹان اور غار

یہ قبہ جس قدرتی چٹان پر قائم ہے وہ انسان کے سینے کے برابر اونچی، **56** فٹ لمبی، **42** فٹ چوڑی اور تقریباً نیم دائرے کی غیر منظم شکل میں ہے۔ اس کا مشرقی پہلو منحنی اور ڈھلوان اور مغربی پہلو اونچا اور بلند تر ہے۔ یہ چٹان دراصل یروشلم میں پائی جانے والی سرمئی رنگ کی چٹانوں کے سلسلے کا حصہ ہے اور غیر تراشیدہ شکل میں سالہا سال سے یہاں رکھی ہوئی ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں جب بدقسمتی اور نااتفاقی کی وجہ سے القدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا تو شکم پرست عیسائی پادریوں کے کردار کی ایک مذموم جھلک دیکھنے میں آئی۔ یہاں متعین بڑے پادریوں نے انجیل کو بیچ کھانے کی طرح یہ کاروبار شروع کردیا کہ یہاں آنے والے عیسائی زائرین کو چٹان کے ٹکڑے ہم وزن سونے کے عوض فروخت کرنا شروع کردیئے۔ صلیبی حکمرانوں کو اس کی اطلاع ملی تو انہیں اس بدعنوانی کو روکنے کا سوائے اس کا کوئی اور راستہ نظر نہ آیا کہ اس چٹان کو سنگ مرمر سے ڈھک دیں کیونکہ متعصب اور دنیا پرست پادریوں کی حرام خوری کو روکنا ان کے بس میں نہیں تھا۔ **80** سال کے وقفے کے بعد جب سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس فتح کیا تو قبے کے گنبد سے صلیب اتارنے اور عیسائیت کے دیگر نشانات مٹانے کے ساتھ ان سنگ مرمر کی سلوں کو بھی ہٹادیا۔

اصل مسجد اقصیٰ کونسی ہے؟

کویت کے میگزین **المجتمع** (یکم اگست **1995**ء) میں سعویہ کے ایک صحافی سعود محمد الزعبی نے لکھا ہے کہ **80** فیصد مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ قبۃ الصخرۃ ہی اصل مسجد اقصیٰ ہے۔ (حالانکہ قبۃ الصخرہ مسجد اقصیٰ ہی کے صحن میں تعمیر کردہ چٹان پر بنی عمارت کا نام ہے) میں سمجھتا ہوں کہ اصل تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ غالباً **89** فیصد لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ غلط فہمی بہت پہلے سے چلی آرہی ہے۔

ابن ہشام نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اور وہ بیت المقدس ہے۔

ثم أسری برسول الله صلی الله علیه وسلم من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ وهو بیت المقدس. (سیرۃ ابن ہشام 2/2)

قبۃ الصخرۃ: جہاں ایک قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا

اموی خلیفہ عبدالملک (685 تا 691ء) نے قبۃ الصخرہ کی تعمیر مکمل کی اور مامون الرشید اور معتصم کے زمانے میں اس کی تجدید ہوئی۔ مشہور مسلمان جغرافیہ نگار مقدسی یروشلم میں 735ء میں پیدا ہوا تھا، وہ قبۃ الصخرہ کے بارے میں لکھتا ہے:

''یہ ایک ہشت پہلو عمارت ہے۔ اس کے چار دروازے ہیں۔ جن تک سیڑھیوں کے ذریعے پہنچا جاتا ہے۔ اندرونی حصہ تین ہم مرکز دالانوں میں منقسم ہے۔ جن کے ستون سنگ مرمر کے ہیں۔ اس کے وسط میں صخرہ ہے اور اس کے نیچے غار ہے جس میں 70 آدمی سما سکتے ہیں۔ صخرہ کے گرد ستونوں کا حلقہ اسے باقی حصوں سے جدا کرتا ہے۔ گنبد کی چھت تک بلندی 100 باع (سوا سو گز) ہے۔ گنبد لکڑی کے تین چوکھٹوں کا بنا ہوا ہے۔ نیچے والی پر سنہری تانبا چڑھا ہوا ہے، دوسرا لوہے کی سلاخوں کا ہے اور تیسرا لکڑی کا، جس پر دھات کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔ صلیبیوں نے اپنے دور میں گنبد کی چوٹی پر سونے کی صلیب لگادی اور صخرہ کو سنگ مرمر کی سلوں سے ڈھانپ دیا اور اس کے اوپر ایک قربان گاہ تعمیر کی گئی۔ بعد میں صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صلیب اتار کر وہاں ہلال نصب کیا اور صخرہ کے گرد کی دیوار مع قربان گاہ ہٹادی۔ نیز گنبد پر دوبارہ سنہری رنگ پھروایا۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 1/16، حوالہ اٹلس سیرت النبی ﷺ)

قبۃ الصخرہ کی چھت پر بنے خوبصورت نقش ونگار
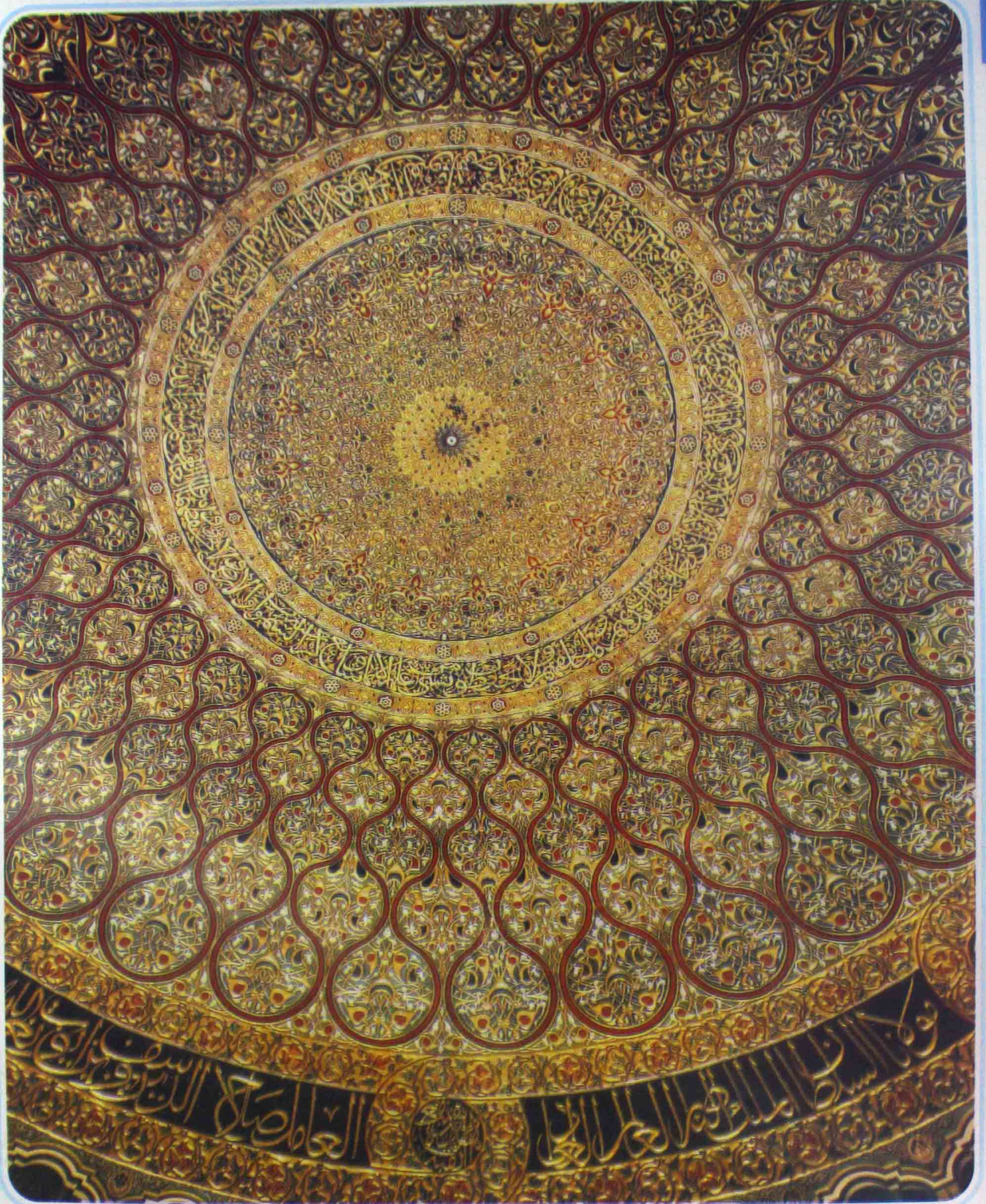
قبۃ الصخرہ کا اندرونی منظر

لمبائی 58 فٹ
چوڑائی 42 فٹ

قبۃ الصخرہ: بیت المقدس یا اقصیٰ کے وسط میں واقع ہے جسے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے تعمیر کیا تھا۔ یہ ایک پہاڑی نما جگہ پر تعمیر کیا گیا ہے جو سفید رنگ کے سنگ مرمر سے ڈھانپی گئی ہے۔ اس کی کل لمبائی شمالاً جنوباً 219 گز جبکہ شرقاً غرباً 223.5 گز ہے اور اس کی اونچائی 12 گز ہے۔ قبۃ الصخرہ کا بنیادی پتھر چار اطراف سے بنا ہوا ہے اور 1.5 میٹر بلند ہے۔ چٹان گنبد کے عین نیچے واقع ہے اور اس کی لمبائی شمالاً جنوباً 177 میٹر جبکہ شرقاً غرباً 13.5 میٹر ہے۔

مسجد اقصیٰ میں موجود چٹان صخرہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا

قبۃ الصخرہ نامی اس چٹان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہی وہ چٹان ہے جہاں حضرت داؤد علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا سفر فرمایا

غار والے کمرے میں جانے کا راستہ

اس چٹان کے نیچے ایک قدرتی غار ہے جس میں تقریباً ستر آدمی سما سکتے ہیں۔ یہ غار مربع شکل کا ہے۔ جس کا ہر ضلع تقریباً ساڑھے چار میٹر اور چھت تین میٹر اونچی ہے۔ چھت میں تقریباً ایک میٹر چوڑا ایک شگاف ہے۔ اس غار میں گیارہ سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک محرابی دروازے کے ذریعے داخل ہوا جاتا ہے۔ یہ محرابی دروازہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ غار کے فرش پر بھی سنگ مرمر بچھا ہوا ہے۔ اس غار میں دو محراب ہیں، دائیں طرف والے محراب کے سامنے ایک چبوترہ ہے جسے عوام ''مقام خضر'' کہتے ہیں اور شمال کے چبوترے کو ''باب الخلیل'' کہا جاتا ہے۔

قبۃ الصخرہ کا اندرونی منظر

یہودی اعلانات

بیت اللہ سے بیت المقدس تک ہماری سرحد ہے

زیرنظر نقشہ میں یہودیوں کی خیالی ریاست کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہودی پیشواؤں کا اعلان ہے کہ ہماری سرحد دریائے نیل سے دجلہ تک اور لمبائی میں شام سے مدینہ منورہ تک ہے۔

لہو لہو فلسطین

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مزار مبارک
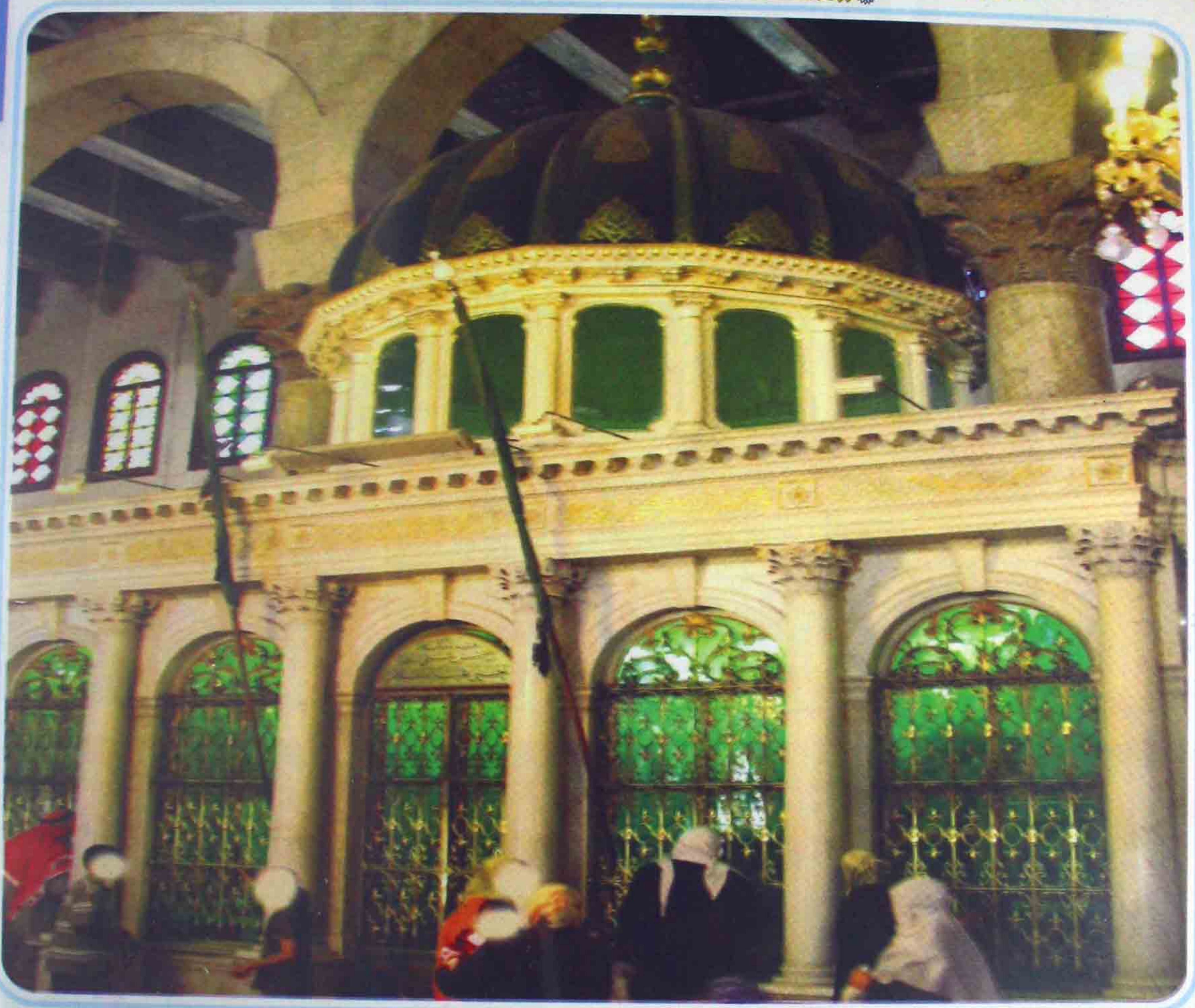
زیرِ نظر تصویر شام کے شہر دمشق کی جامع مسجد اموی کے اندر موجود حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کی ہے

جب خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجد اموی کی تعمیر شروع کروائی تو زید ابی وقاص نامی ایک آفیسر کو کام کا نگران مقرر کیا۔ دورانِ تعمیر زید کو تہہ خانہ میں پتھر کی ایک ٹوکری میں رکھا ہوا ایک سر ملا جو کہ ایک کالی داڑھی اور چمکتے چہرے سے مزین نوجوان کا تھا اور اس خوبصورت نوجوان کی گردن سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ تحریر تھی کہ یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نبی اللہ کا سر ہے۔

اب خلیفہ وقت نے حکم جاری کیا کہ اسی جگہ ایک پروقار مزار بنایا جائے۔ اس طرح یہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مقبرہ بنا دیا گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جو قبر گائیڈ بتاتے ہیں اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر ہے جبکہ آپ علیہ السلام کا جسم مبارک مکویر میں دفن ہے۔

مصنف معجم البلدان لکھتے ہیں کہ حلب میں ایک صندوق ہے جس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام کے سر مبارک کا ایک حصہ ہے۔

(حوالہ معجم البلدان 282/2)

حلب شام کا شہر ہے۔ اس کی آبادی 13 لاکھ سے زائد ہے۔ اس کا نام حلب اس لئے رکھا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیام حلب کے دوران اس شہر میں بھیڑ بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے اور وہ پھر فقیروں میں بانٹ دیتے تھے۔ تب فقیر حلب، حلب (دودھ) پکارتے پکارتے جمع ہو جاتے۔ اس طرح اس شہر کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فیاضی کی وجہ سے حلب مشہور ہو گیا۔

مسجد اموی کا صحن جس میں لکڑی کی چھت اور مسجد میں بچھا قالین اور خاص طور پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مزار مبارک نظر آ رہا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قبر مبارک کے باہر لگی جالیاں

حضرت یحییٰ علیہ السلام جنہیں عیسائی یوحنا کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ بڑے تھے۔ ان کا یہ مقام یہاں مسجد امیہ میں محراب سے تھوڑے فاصلے پر بائیں طرف ہے۔ آپ علیہ السلام کے قبر کے اردگرد جالیاں لگی ہوئی ہیں۔ قبر زمین سے تقریباً آٹھ فٹ اونچی ہے۔ جس پر چادر پڑی ہوئی ہے۔ سر کی طرف قبر کے اوپر ایک سبز رنگ کی پگڑی رکھی ہے۔ اندر شیلف پر قرآن پاک کا ایک نسخہ رکھا ہوا ہے۔ مزار کے اوپر چرچ کی پرانی گھنٹیاں نظر آتی ہیں اور مزار کی جالیوں کے ساتھ بے شمار تالے اور کپڑے بندھے ہوئے ہیں۔

زیر نظر تصویر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار کی ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار دمشق میں امیہ مسجد میں واقع ہے۔ بعض اسکالرز کے مطابق یہاں پر صرف حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مدفون ہے جو اس وقت ملا تھا جب اموی دور میں مسجد کو دوبارہ بنوایا گیا تھا۔ دوسرے اسکالرز کا کہنا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر نابلس کے نزدیک Sebastiya کے پرانے شہر میں ایک مسجد کے نیچے مدفون ہے اور باقیوں کا کہنا ہے کہ ان کا سر نہر اردن کے نزدیک John's baptism site میں مدفون ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر مبارک کی نادر تصاویر

مسجد کے اندر وہ مقام جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک دفن ہے۔

مسجد امیہ کے عین درمیان میں آپ علیہ السلام کا مزار مبارک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ جس کے اوپر ایک چھوٹا سا گنبد بھی ہے اور چاروں طرف جالی لگی ہوئی ہے۔ جہاں کھڑے ہو کر حضرت یحییٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام کی خدمت میں سلام و فاتحہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار مبارک میں موجود قبر یحییٰ علیہ السلام والے کمرہ کا اندرونی منظر (نادر تصویر)

امو ی مسجد میں موجود وہ جگہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے۔

روایات میں لکھا ہے کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گلے پر چھری پھیری گئی تو انہوں نے چاہا کہ فریاد کریں۔ حکم ہوا کہ اے یحییٰ! اگر تو نے دم مارا تو یاد رکھ تیرا نام اپنے محبوبوں سے کاٹ ڈالوں گا۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کے سر مبارک پر آرا چلنے لگا تو انہوں نے چاہا کہ فریاد کریں لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا جناب الٰہی سے یہ حکم ہوا ہے کہ اگر تو نے دم مارا تو تیرا نام صابرین کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا۔

جامع مسجد اموی کا تعارف

موسیٰ ابن حماد البربری بیان کرتے ہیں کہ میں نے جامع مسجد دمشق میں (کھڑکی کے) شیشے پر سونے سے پوری سورۂ تکاثر لکھی ہوئی دیکھی اور اس کی دوسری آیت کے الفاظ "حتی زرتم المقابر" کے حرف ق کے اندر ایک یاقوت جڑا ہوا تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جواہر ولید بن عبدالملک کی ایک بیٹی کی ملکیت تھا جو انتقال کر گئیں اور اس کی ماں نے حکم دیا کہ یہ جواہر بھی اسی کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔ مگر خلیفہ کے فرمان سے یہ سورۂ مذکورہ کے حرف ق میں یہاں جڑ دیا گیا۔

قدیم زمانے کا ایک مصنف لکھتا ہے کہ ابتداء میں مسجد میں سنگ مرمر کے ستونوں کی دو قطاریں تھیں، ایک نیچے کے رخ، جس کے ستون بڑے تھے اور ایک اوپر کو جس کے ستون چھوٹے تھے اور ان کے درمیان کی جگہ میں سنہری، سبز اور زرد مینا کاری تھی۔ جس میں ہر شہر اور ہر درخت کی تصویر بنادی گئی تھی۔ مسجد کے قبلے کی سمت کے پہلو پر وہ گنبد ہے جسے قبۃ الصخرہ کہتے ہیں اور دمشق بھر میں اس سے زیادہ خوبصورت اور بلند عمارت دوسری نہیں ہے۔ ہم نے اس مسجد کی جو کیفیت اور شان و خوبی بیان کی، یہ 461ھ (1069ء) تک کی کیفیت ہے کہ اسی سال وہاں آتش زدگی ہوئی جس سے اس کی خوبصورتی کے بہت سے اسباب ولوازمات غارت ہوگئے۔

شروع زمانے ہی میں جب عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ (717ء میں) خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ "مسجد دمشق میں اس قدر مال اور قیمتی ساز و سامان کا ہونا میرے نزدیک غیر ضروری ہے اور مناسب ہوگا کہ اس کو دوسرے کاموں میں خرچ کیا جائے۔ فی الواقع جو کچھ بچ سکے یا واپس ہاتھ آجائے وہ بیت المال کا حق ہے۔ اب میں یہ سنگ مرمر اور مینا کاری اتروائے دیتا ہوں اور طلائی زنجیروں کے بجائے رسیاں لٹکوا دی جائیں گی۔"

یہ سن کر اہل دمشق بہت پریشان ہوئے اور اتفاق سے اسی زمانے میں شاہ یونان کے دس سفیر دمشق آئے، جنہوں نے مسجد میں آنے اور اس کے دیکھنے کی اجازت مانگی۔ انہیں اجازت دی گئی کہ باب البرید سے داخل ہوں اور ایک ملازم جو ان کی زبان جانتا تھا، ساتھ کر دیا گیا کہ جو کچھ ان کی باتیں سنے، اس کی اطلاع عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دے اور خود ان سفیروں کو یہ خبر ہونے نہ پائے۔ غرض سفراء صحن سے گزر کر قبلے کے پہلو کے سامنے تک پہنچے اور انہوں نے مسجد کو دیکھنے کے لئے نظر اٹھائی، تب ان کے سردار نے گردن جھکالی اور اس کا رنگ زرد ہوگیا۔ پھر جب ساتھیوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ "دراصل میں رومیہ (بانی زنطہ) والوں کے جلسوں میں یہ کہتا رہا ہوں کہ عرب اور ان کا تسلط چند روزہ ہے اور زیادہ رہنے والا نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ انہوں نے بنایا ہے، اب اسے میں دیکھتا ہوں تو یقین ہوتا ہے کہ ان کی سلطنت عرصۂ دراز تک رہے گی۔"

یہ خبر جب عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا:

"میں دیکھتا ہوں کہ یہ تمہاری مسجد تو کفار کے غیظ و حسد کا موجب ہے۔" اور جو کچھ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا اس سے باز رہے۔

اس واقعہ سے قبل بھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے محراب قبلہ میں نہایت بیش قیمت نگ جڑوائے تھے اور بعد میں انہوں نے یہاں سونے اور چاندی کے فانوس آویزاں کروا دیئے۔

جامع مسجد اموی کے صحن کا منظر: یہی وہ مسجد ہے جس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام مدفون ہیں

مسجد اموی کے صحن
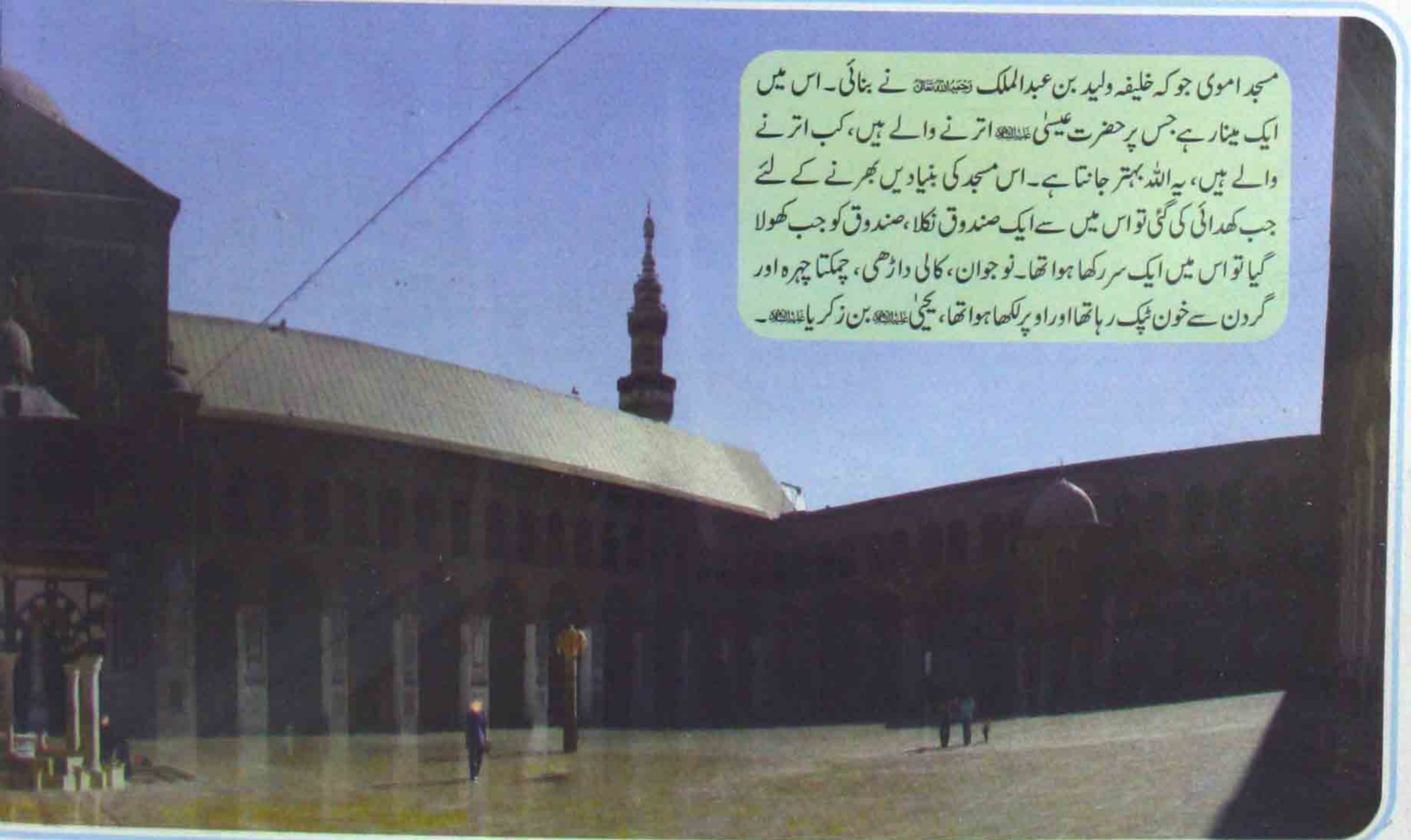
مسجد اموی جو کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بنائی۔ اس میں ایک مینار ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اترنے والے ہیں، کب اترنے والے ہیں، یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس مسجد کی بنیادیں بھرنے کے لئے جب کھدائی کی گئی تو اس میں سے ایک صندوق نکلا، صندوق کو جب کھولا گیا تو اس میں ایک سر رکھا ہوا تھا۔ نوجوان، کالی داڑھی، چمکتا چہرہ اور گردن سے خون ٹپک رہا تھا اور اوپر لکھا ہوا تھا، یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام۔

خوبصورت مناظر
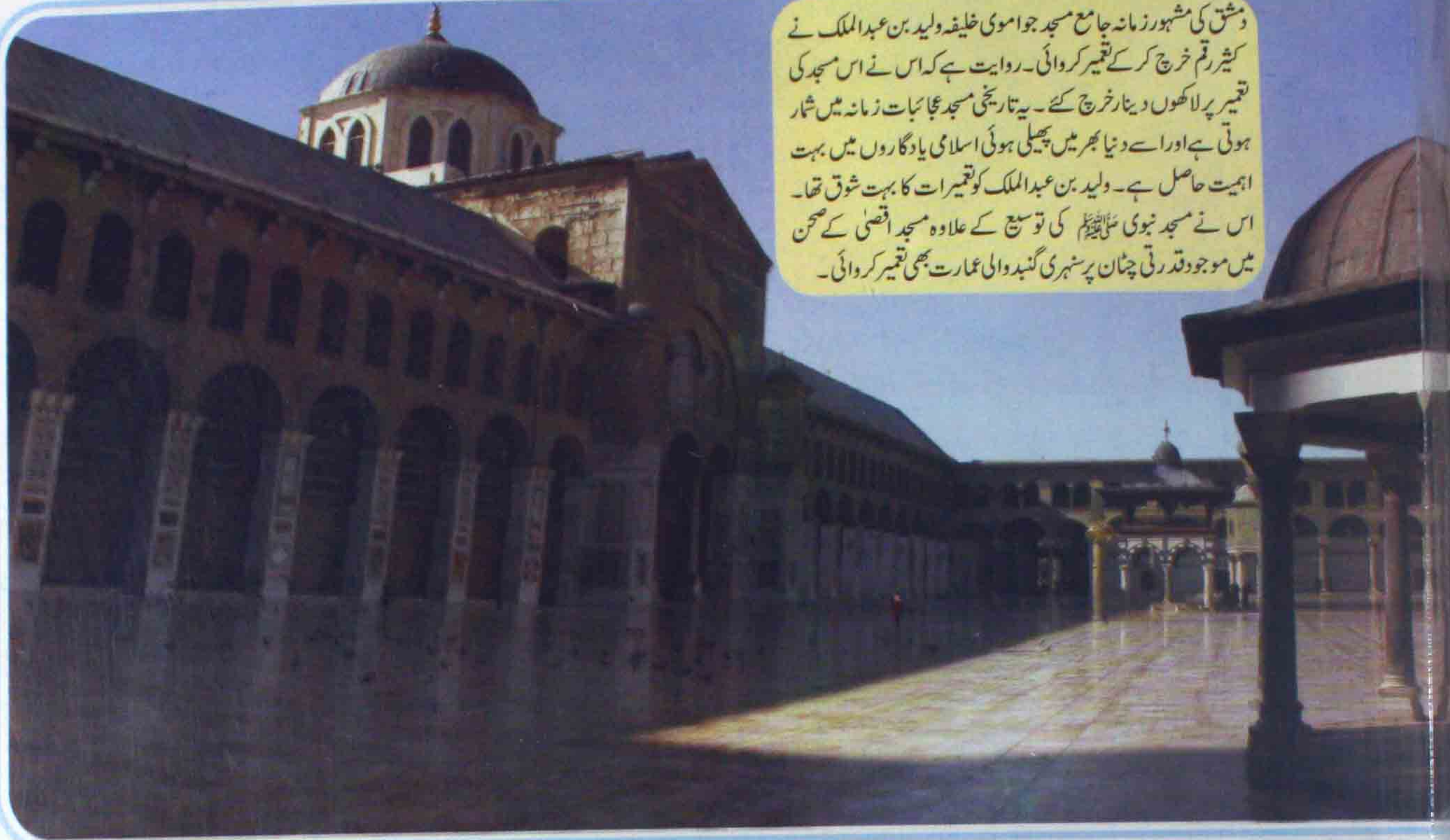
دمشق کی مشہور زمانہ جامع مسجد جو اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے کثیر رقم خرچ کر کے تعمیر کروائی۔ روایت ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر پر لاکھوں دینار خرچ کیے۔ یہ تاریخی مسجد عجائبات زمانہ میں شمار ہوتی ہے اور اسے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اسلامی یادگاروں میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ولید بن عبدالملک کو تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ اس نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے علاوہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں موجود قدرتی چٹان پر سنہری گنبد والی عمارت بھی تعمیر کروائی۔

مسجد اموی کی فضاء سے لی گئی تصویر
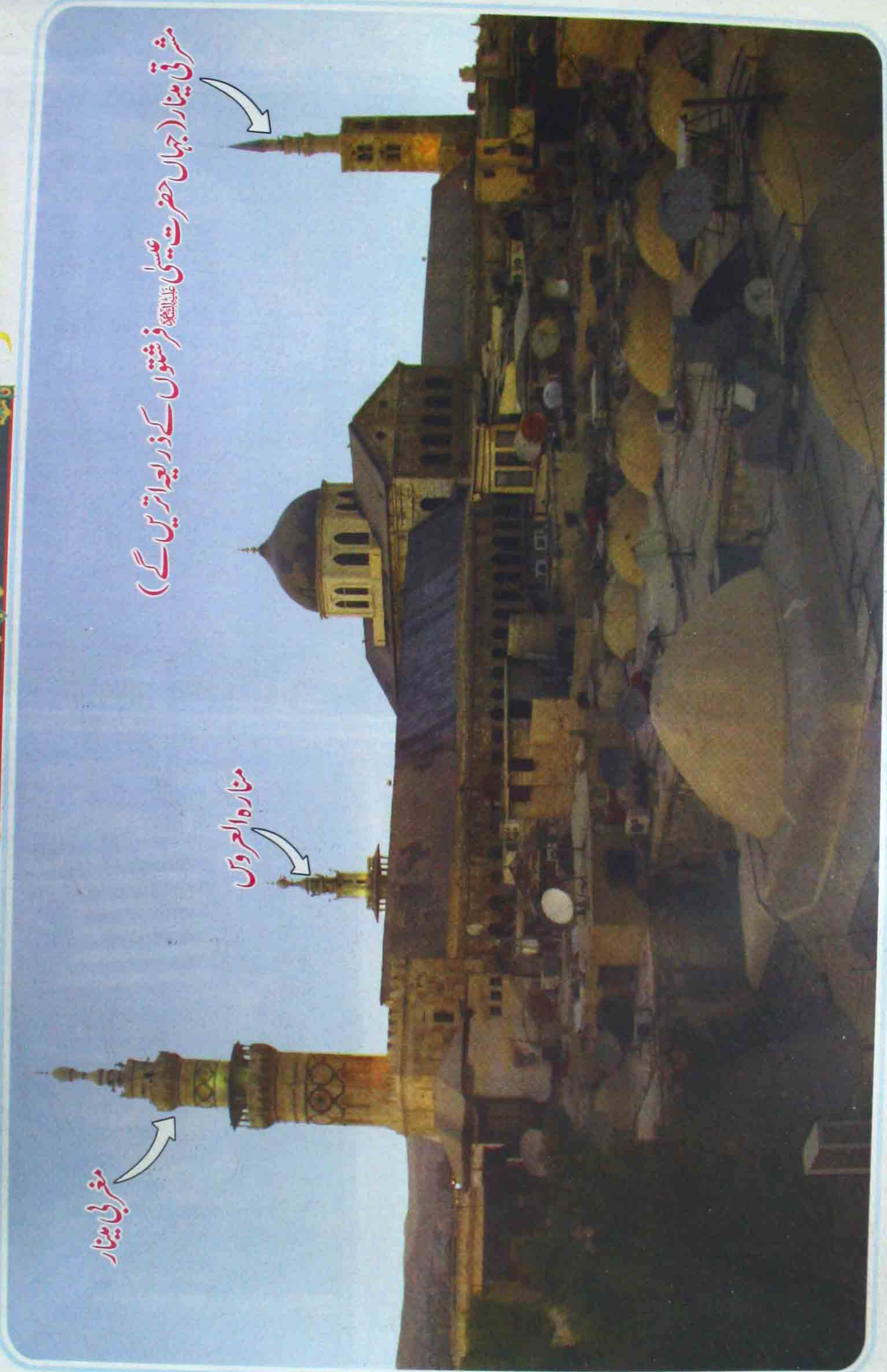
ساتویں صدی میں مسلمانوں میں علمی وعملی ذوق کی آئینہ دار جامع امویہ دمشق جسے 110 کروڑ دینار کی خطیر لاگت سے 12 ہزار انجینئروں اور مزدوروں نے مل کر 10 سال میں تعمیر کیا۔

مسجد اموی کا آنکھوں دیکھا حال

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ جب ہم صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے نکلے تو سامنے ایک عظیم اور عالی شان مسجد میں داخل ہوئے جو اموی حکمرانوں کی جیتی جاگتی نشانی ہے۔ مدینہ منورہ کے بعد دمشق اسلامی ریاست کا دارالخلافہ بنا۔ اسلامی دارالخلافہ کے شایان شان ایک کشادہ اور خوبصورت مسجد کی ضرورت تھی۔ یہ مسجد اسی ضرورت کے پیش نظر تعمیر کی گئی تھی جو آج بھی دنیا کی بڑی اور خوبصورت مسجدوں میں شمار ہوتی ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کے لئے تین بڑے دروازے ہیں جو باب برید، باب امراء اور باب جبرون ہیں۔ ہم باب برید سے مسجد میں داخل ہوئے تو سامنے وسیع و عریض کورٹ یارڈ دیکھا۔ میں نے درودیوار کا جائزہ لیا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں کسی قلعہ میں داخل ہو گیا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسجدیں حکومتی مراکز ہوا کرتی تھیں۔ صحن میں ایک گنبد نما چیز ہے جس پر بیت المال لکھا ہوا ہے۔ اس کو سلطان افضل بن صلاح نے اس لئے بنوایا تھا تاکہ شہری اپنی قیمتی اشیاء اس میں رکھ سکیں۔ گویا یہ بیت المال والا گنبد موجودہ دور کے لاکر کی سروس فراہم کرتا تھا۔ مسجد کے کورٹ یارڈ یعنی صحن کا رقبہ **612** مربع میٹر ہے۔

مسجد کے صحن کے درمیان بڑے بڑے فوارے ہیں اور ان کے گرد ایک تالاب ہے جو اس وقت خشک تھا۔ پرانے وقتوں میں لوگ یہاں وضو کیا کرتے تھے۔ میں نے مسجد کے اوپر سامنے دیوار پر دیکھا تو عقاب پر پھیلائے نظر آیا۔ اسے لوگ ''ایگل ڈوم'' کہتے ہیں۔ جس پر خوبصورت بیل بوٹوں، محلات اور مختلف مناظر کی رنگین تصاویر ہیں۔

جناب یعقوب نظامی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسجد اموی میں مجھے ایک لڑکی ملی۔ وہ کہنے لگی آپ تو بول رہے تھے کہ آج سے **70** سال پہلے یہاں مسجد کی جگہ ہمارا چرچ ہوا کرتا تھا۔ آپ کے خلیفہ ولید بن عبدالملک نے **705**ء میں یہاں مسجد بنوانی شروع کی تو عیسائی پادریوں کو اس جگہ کے عوض شہر میں چار خوبصورت چرچ بنا کر دیئے تھے۔ اب اگرچہ یہ مسجد ہے لیکن اس مسجد کی بنیادیں چرچ پر ہی بنی ہوئی ہیں۔ (حوالہ پیغمبروں کی سرزمین)

جامع اموی کے صحن سے اس کی عمارات کا بیرونی منظر۔ مغربی سمت کے مینار کا بالائی حصہ

مسجد اموی کے اطراف موجود چند متبرک مقامات

جامع مسجد اموی میں قبلہ رخ کھڑے ہوں تو بائیں جانب کے نصف حصے تک فتح کرتے ہوئے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تھے اور دائیں جانب کے نصف حصہ تک حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلحاً داخل ہوئے تھے۔

قبلے کی جانب اس مسجد کے دو مینار ہیں۔ بائیں جانب کا مینار "مینارۂ عیسیٰ" کہلاتا ہے۔ جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

مسجد اموی کا اندرونی حصہ تین چوڑے چوڑے دروں پر مشتمل ہے۔

قبلے کی طرف جو دیوار ہے اس میں بائیں جانب ایک جگہ "مقام خضر علیہ السلام" لکھا ہے۔ اس سے ذرا فاصلے پر بائیں جانب ہی دیوار میں "مقام ہود علیہ السلام" لکھا ہوا ہے۔ یہ دونوں مقامات دونوں حضرات کی عبادت گاہیں تھیں۔

مقام سرانور شہید کربلا

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ مسجد اموی کی جانب میں وہ مقام ہے جہاں سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک عہد یزید میں کربلا سے یہاں لایا گیا۔ نہایت خوبصورت مقام بشکل تاج بنا ہوا ہے۔ اس کے قریب ہی سیدنا امام زین العابدین کا مصلیٰ ہے۔ جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے دفن کے سلسلے میں بہت اختلاف ہے۔ بعض جنت البقیع میں کہتے ہیں، بعض کربلا میں۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک مصر میں ہے۔ جامعہ ازہر کے سامنے بہت بڑی عمارت ہے جو اس امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد اموی کے قریب زندان ہے جہاں کربلا کا قافلہ اہلبیت اترا تھا۔

مزار صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ

اسی مسجد اموی کے باہر غربی جانب وہ مرد مجاہد آرام فرما ہیں جن پر تاریخ اسلام کو ناز ہے۔ یعنی فاتح بیت المقدس حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا مزار مبارک نہایت خوبصورت ہے۔ اکابرین علماء نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر پر جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

مزار نورالدین محمود زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سلطان محمود، صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار کے قریب ہی آپ کا مزار ہے۔ مسجد نہایت شاندار ہے۔ اس میں حوض ہے۔ استنجا خانہ اور وضو کا بھی انتظام ہے۔ لیکن "الصحابۃ الاعلام ممن دفن فی الشام" میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی نہیں لایا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا مزار کسی اور جگہ پر ہے۔ اس کے باوجود ایک مسجد شریف پر جامع ابی ہریرہ لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی مزار تھا۔ پررونق بازار میں مزار بھی پررونق ہے۔ جامع ابی ہریرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے ایک بار یہاں نماز مغرب بھی ادا کی اور بار بار حاضری بھی نصیب ہوئی۔

مصلیٰ سیدنا خضر علیہ السلام

مسجد اموی کے اندر حضرت خضر علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جو مصلیٰ سیدنا خضر علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے۔ لوگ وہاں اکثر تبرکاً نماز پڑھتے ہیں۔ اس دور کے خلیفہ نے وہاں کے نگران سے کہا کہ میں رات بھر اکیلا مسجد میں عبادت کروں گا۔ نگران نے کہا کہ بہت اچھا۔

چنانچہ نگران نے عشاء کی نماز کے بعد سب کو نکال دیا اور دروازے کو تالے لگا دیئے۔ کچھ دیر بعد خلیفہ صاحب آئے اور اپنے کام میں مشغول ہوگئے۔

اچانک اس نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے نگران کے پاس آکر کہا کہ میں نے تم سے کہا کہ مسجد کے اندر کوئی نہ ہو۔ تم نے اس شخص کو کیوں اندر رہنے دیا؟

نگران نے کہا کہ امیر المومنین! یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ ہر رات اسی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ (کتاب الزیارات بدمشق، صفحہ 18)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جب دنیوی امور و ظاہری علوم سے دلبرداشتہ ہوکر بغداد سے نکل کر شام کا رخ کیا تو دمشق کی اسی جامع مسجد میں یہ شغل رہتا کہ اسی مینار غربی پر چلے جاتے اور دروازہ بند کرکے تمام دن مراقبہ و ذکر میں مشغول رہتے۔ دو سال یہاں اسی شغل کے ساتھ گزارے۔ ایک وقت یہاں مینار کے قرب میں درس بھی دیتے تھے۔

دمشق میں موجود مسجد اموی

دمشق کی مشہور زمانہ مسجد جو اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے کثیر رقم خرچ کر کے تعمیر کروائی۔ روایت ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر پر لاکھوں دینار خرچ کیے۔ یہ تاریخی مسجد عجائبات زمانہ میں شمار ہوتی ہے اور اسے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اسلامی یادگاروں میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ولید بن عبدالملک کو تعمیرات کا بہت شوق تھا اس نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے علاوہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں موجود قدرتی چٹان پر سنہری گنبد والی عمارت بھی تعمیر کروائی۔

مسجد اموی کے صحن کا خوبصورت منظر
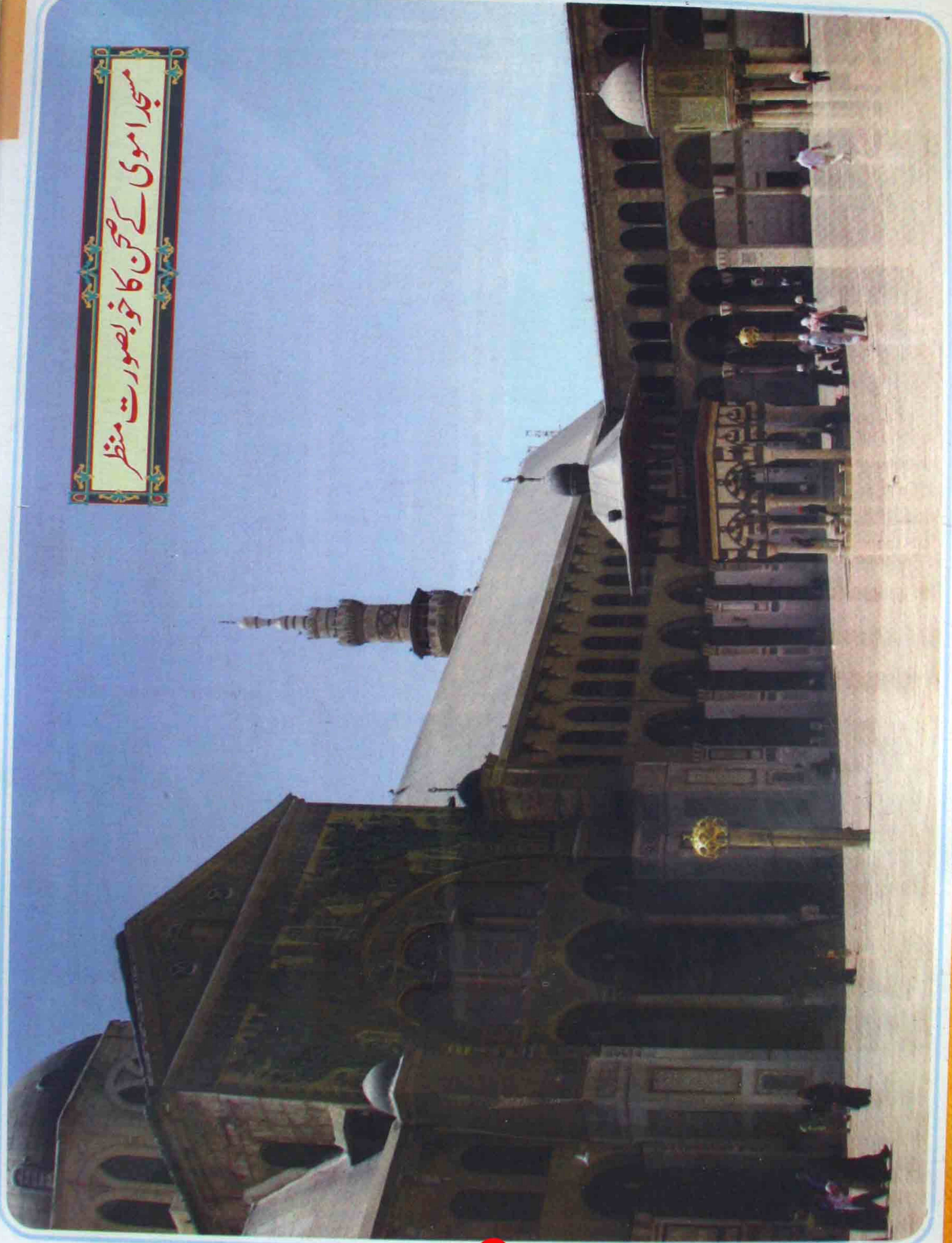
مسجد اموی کے صحن کے دلکش مناظر
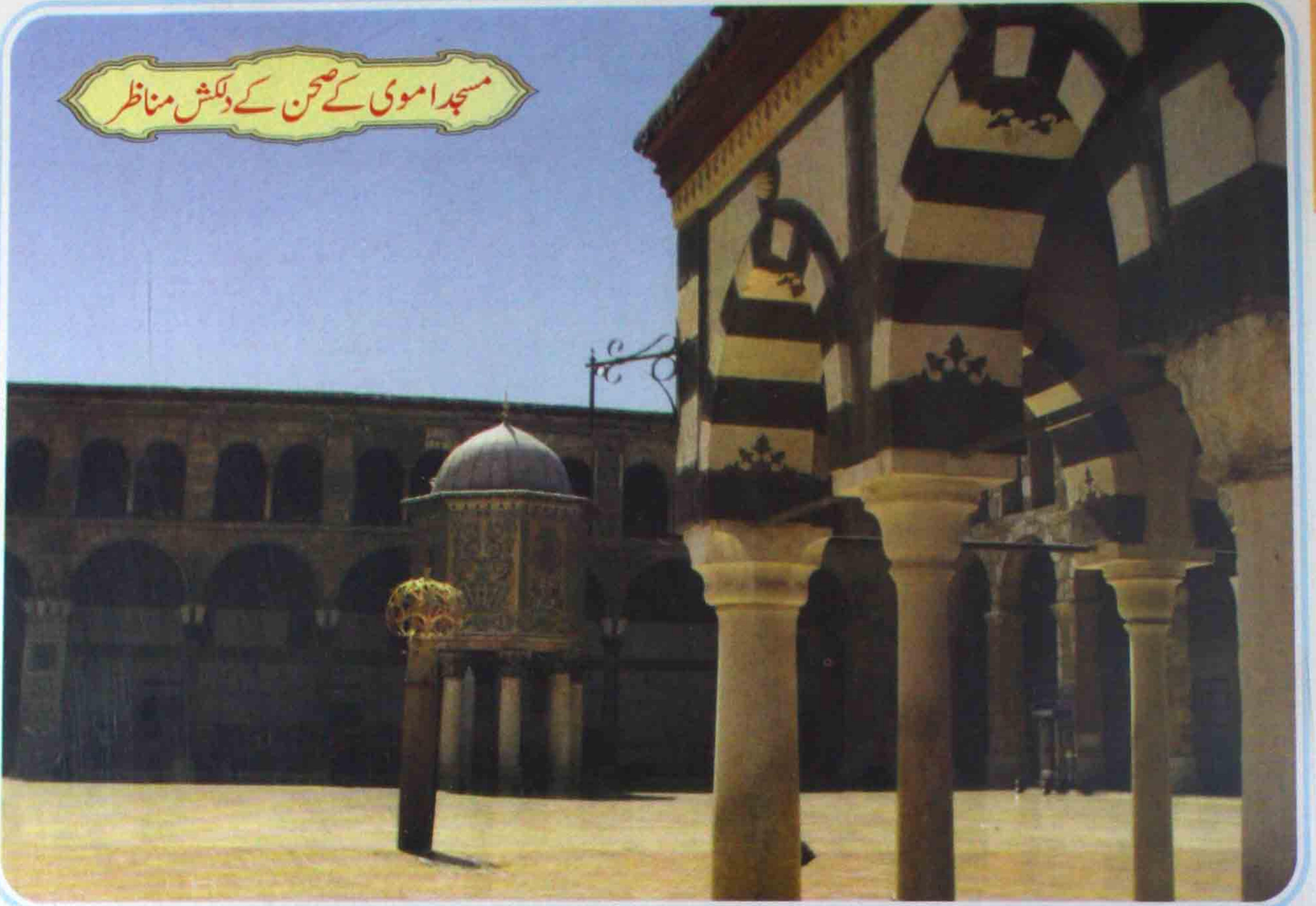
اموی حکومت میں خزانہ رکھنے کی جگہ جو کہ بیت المال کے نام سے مشہور ہے

مسجد اموی میں موجود کتابوں کا شیلف
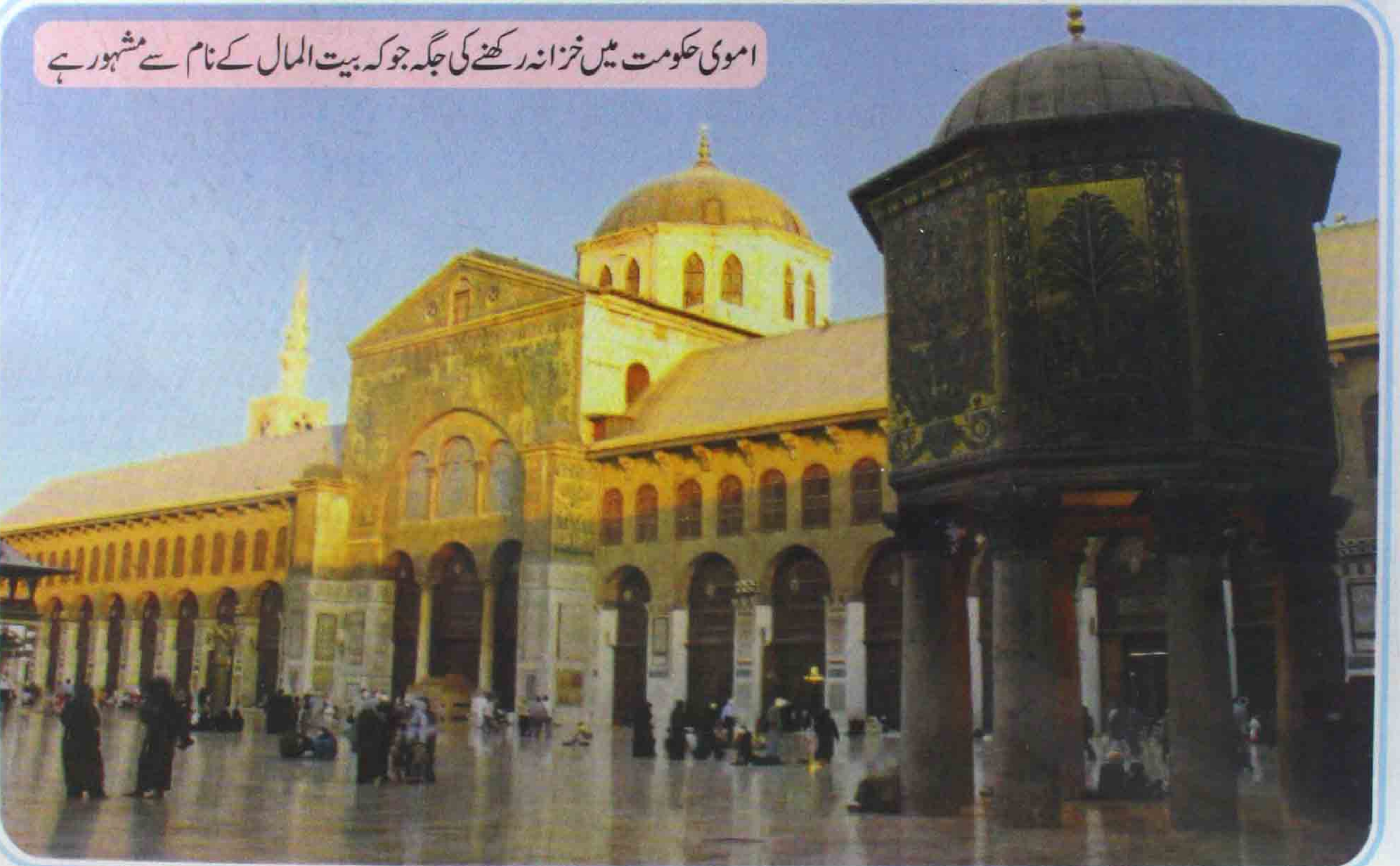
حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کی جالیاں

مسجد اموی کے صحن میں بنا خوبصورت قبہ

مسجد اموی کے صحن کا منظر

مسجد اموی کے برآمدہ کا منظر

اسلامی دور میں بنا بیت المال
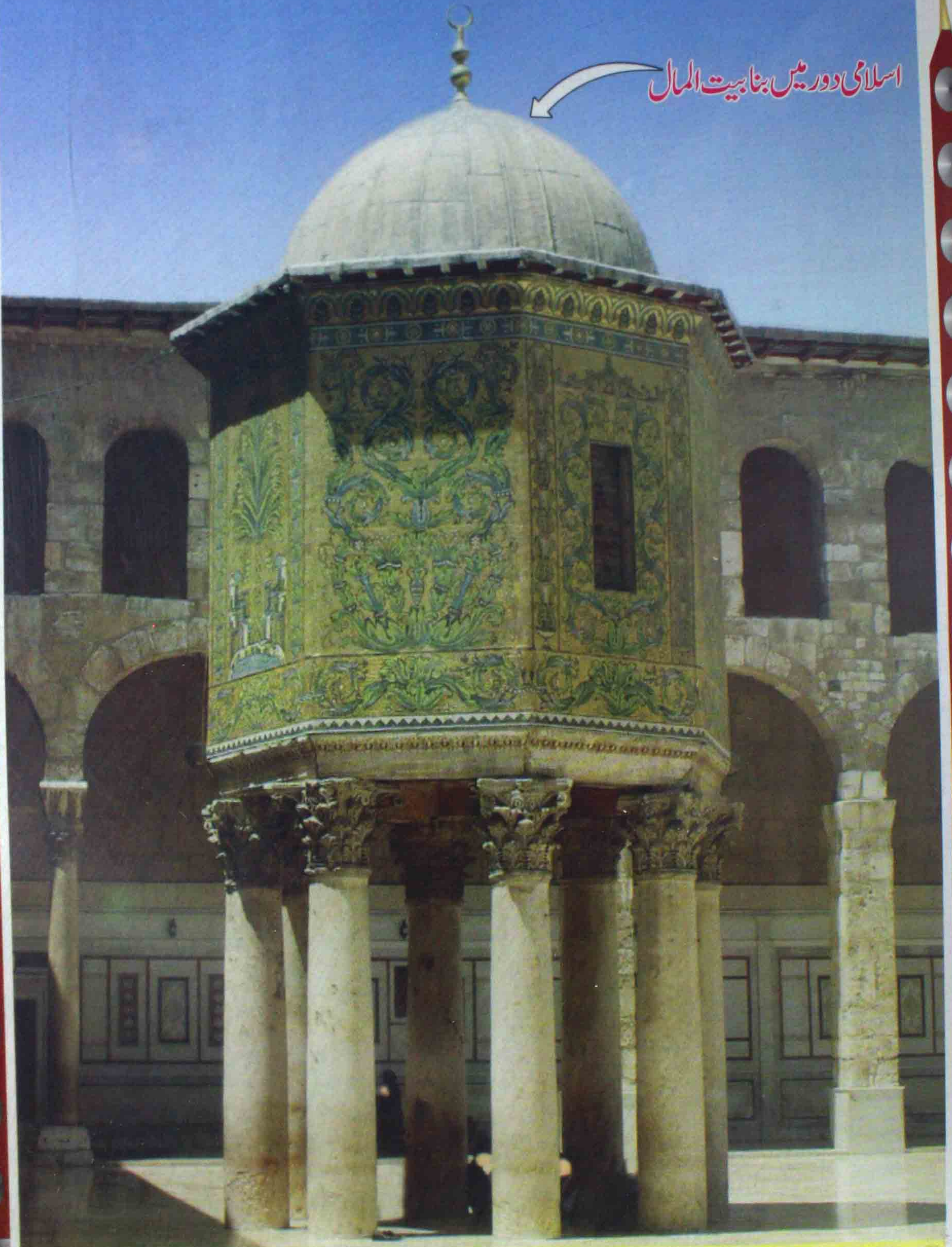
مسجد اموی کے صحن میں اموی دور کا بیت المال، جس میں خزانہ جمع کیا جاتا تھا اور یہیں پر یزید کا تخت لگتا تھا۔
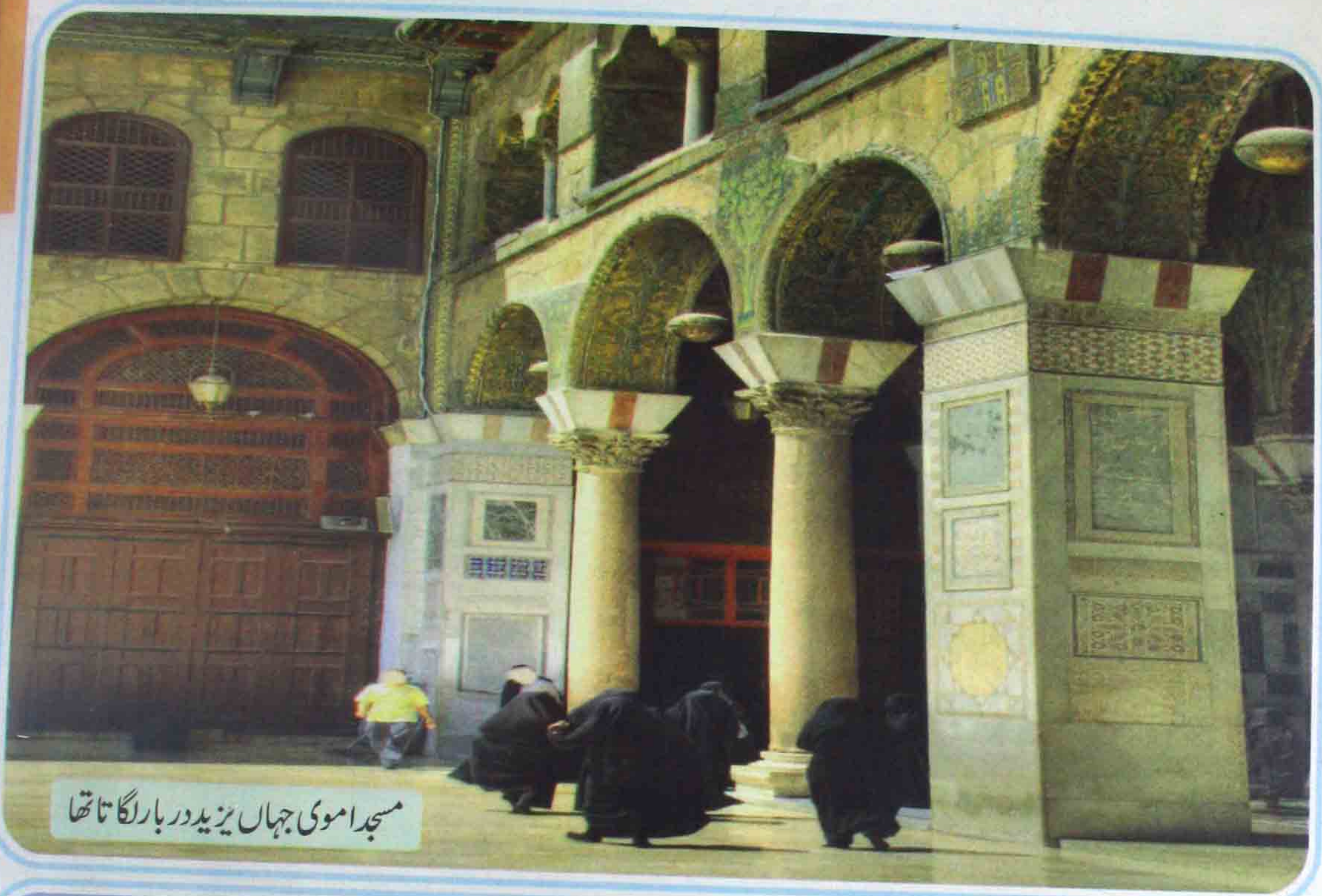
مسجد اموی جہاں یزید دربار لگاتا تھا
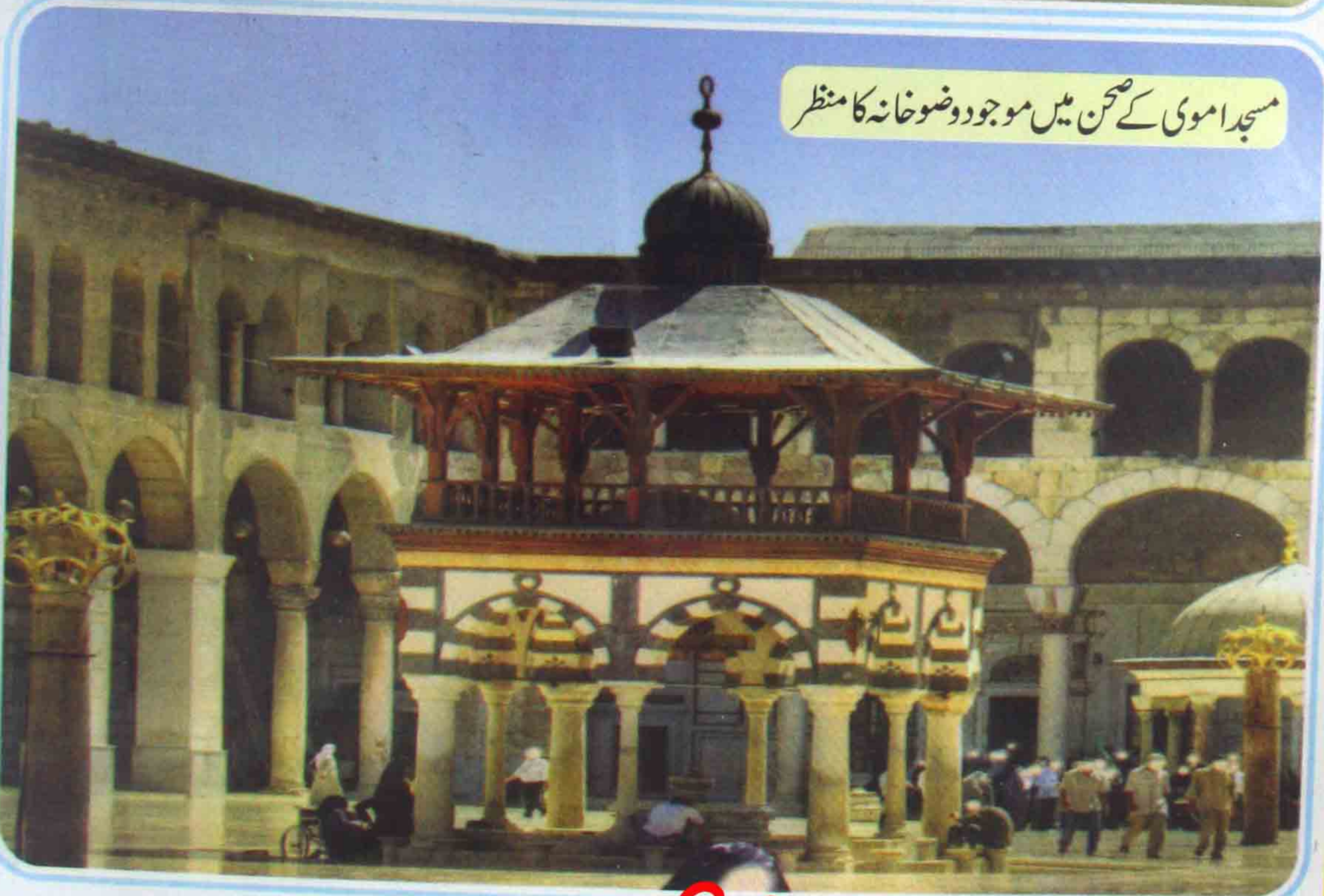
مسجد اموی کے صحن میں موجود وضوخانہ کا منظر

مسجد اموی میں رات کے خوبصورت منظر کی تصویر کشی
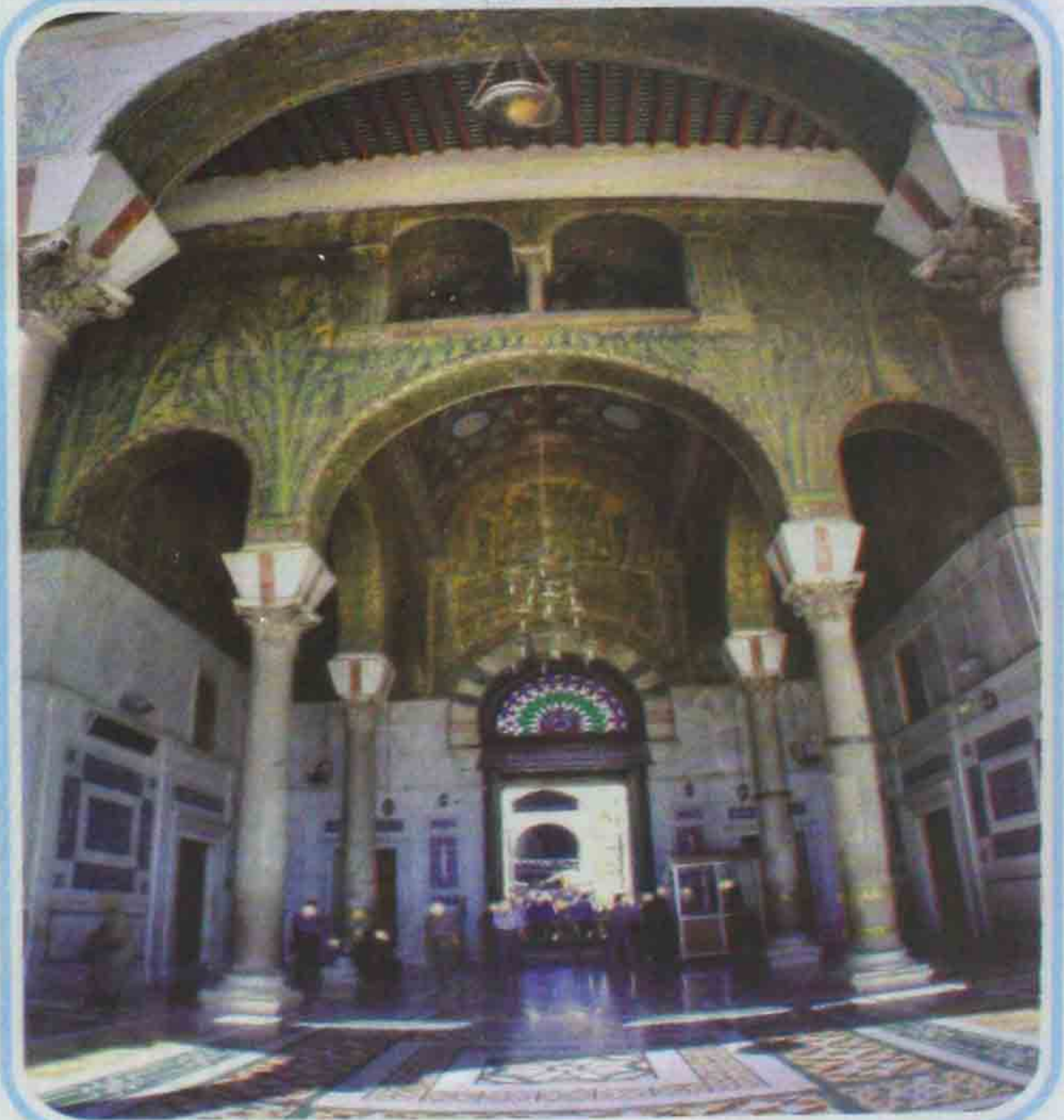
مسجد اموی میں صحن سے مسجد میں جانے کے دروازے پر بنا خوبصورت کام

مسجد اموی کا محراب

مسجد اموی کے صحن میں موجود اموی دور کا بیت المال جہاں خزانہ جمع کیا جاتا تھا

مسجد اموی کے بعض عجائبات

مسجد اموی کی چھت میں مختلف قسم کی کچھ ایسی عجیب وغریب چیزیں لٹکائی گئی تھیں جن کے ذریعہ مختلف قسم کے حشرات الارض اور جانوروں کے مسجد میں داخل ہونے کا امکان ختم کردیا گیا تھا۔ ان چیزوں کو ''طلسمات'' کہا جاتا تھا، ایک ''طلسم'' کا اثر یہ تھا کہ مسجد میں ''سنونو'' نامی پرندہ اپنا گھونسلہ نہیں بنا سکتا تھا، اور کوئی کوا داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ ایک ''طلسم'' چوہوں کو داخل ہونے سے روکتا تھا۔ ایک ''طلسم'' سانپ اور بچھوؤں کو اور ایک ''طلسم'' مکڑیوں کے لئے تھا اور ایک کبوتروں کے لئے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی بھی جانور مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ اس مسجد کا ایک عجوبہ یہاں کی محیر العقول گھڑی تھی جو تقریباً دو کمروں کے برابر تھی۔ اس میں دن کا وقت بتانے کے لئے الگ نظام تھا اور رات کا وقت بتانے کے لئے دوسرا نظام تھا۔ یہ عجیب وغریب گھڑی چھٹی صدی ہجری کے مشہور انجینئر (مہندس) محمد بن عبدالکریم نے ایجاد کی تھی جو دمشق ہی کے باشندے تھے۔ 599ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

شام کے نابغۂ روزگار حافظ حدیث ''علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ'' نے دمشق کی تاریخ پر 80 جلدوں میں جو تالیف کی ہے وہ بھی اسی مسجد میں انجام پانے والا کارنامہ ہے، اس میں علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی بہت تفصیلات تحریر فرمائی ہیں اور بعد میں اندلس کا ایک سیاح ''ابن جبیر'' جب یہاں آیا اور اس نے جو روئیداد لکھی ہے اسے پڑھو تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس مسجد کو دیکھ کر مبہوت ہو کر رہ گیا ہے، ایک کتاب اب سے کچھ برس پہلے بیروت اور دمشق سے 1405ھ (1958ء) میں ''الجامع الاموی'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں ''ابن جبیر'' کی وہ پوری روئیداد چھپی ہے اور اس کے ساتھ اس میں دوسرے مصنفین ''العمری'' اور ''العلیمی'' کے بھی تحقیقی مضامین جو خاص اسی مسجد سے متعلق ہیں، یہ پوری کتاب قابل مطالعہ ہے۔

لیکن اب اس مسجد میں کوئی ایسی غیر معمولی چیز باقی نہیں رہی۔ جسے عجائب میں شمار کیا جائے اور عمارت کی وہ ظاہری شان وشوکت بھی اب دکھائی نہیں دیتی جس کی عجیب وغریب تفصیلات کتابوں میں ملتی ہیں۔

اسی مسجد کے ایک حصے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک کا مزار ہے، اسی مسجد کے شمال مغربی حصے میں ایک کمرہ ہے جس میں حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم ومشہور کتاب ''احیاء العلوم'' کو مکمل کیا۔ انہوں نے یہ تصنیف بیت المقدس میں شروع کی تھی اور یہاں آکر مکمل کی۔ یہ کمرہ اب بھی محفوظ ہے۔ (حوالہ پیغمبروں کی سرزمین)

مسجد اموی کے صحن سے متصل خلیفہ کی نشست گاہ

مسجد اموی کے مینار کے 4 مناظر

یہ مسجد اموی کا وہ مینار ہے
جہاں کھڑے ہو کر مؤذن اذان دیتا ہے
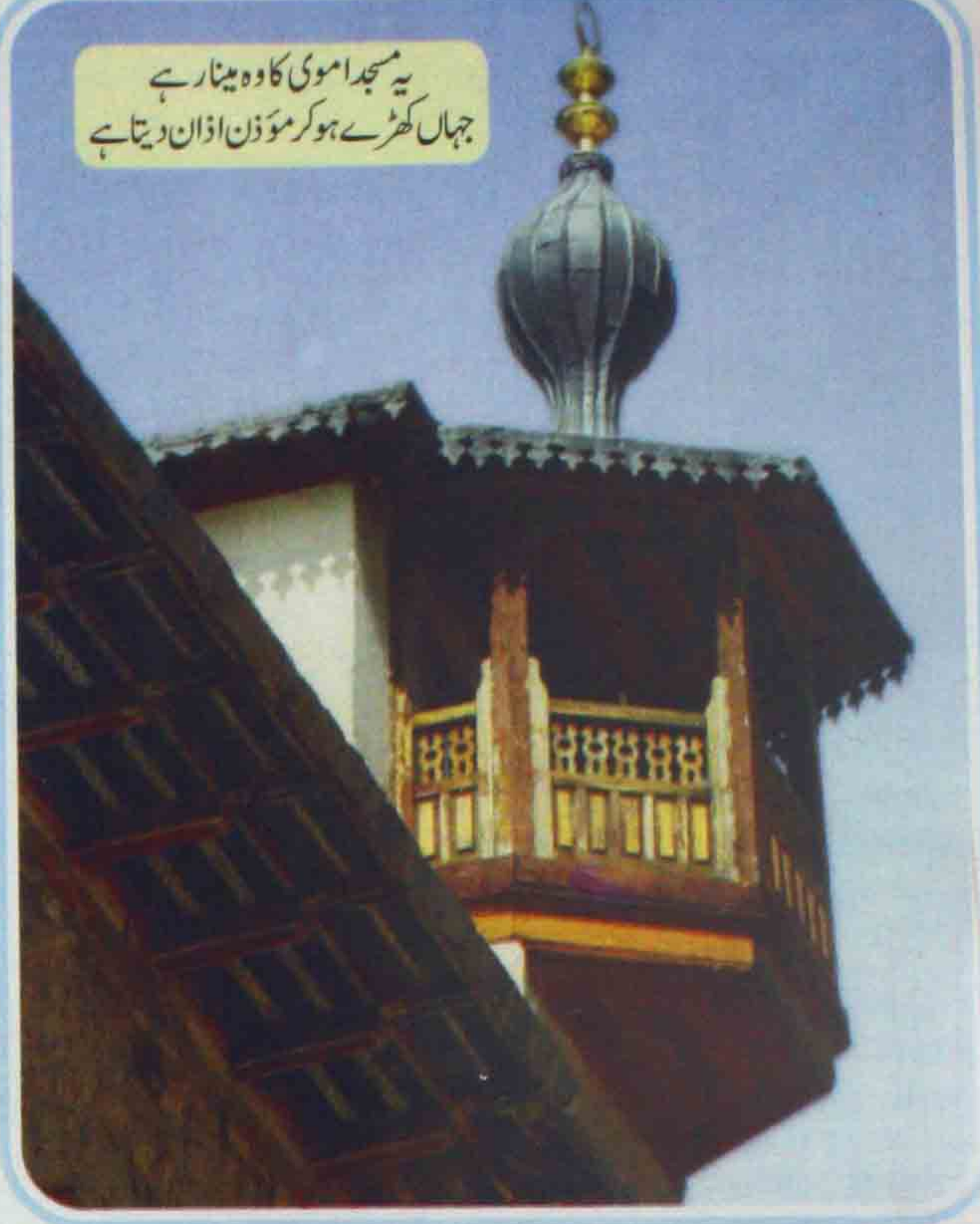
مسجد دمشق کا مینار جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
فرشتوں کے پروں پر یہاں اتریں گے۔
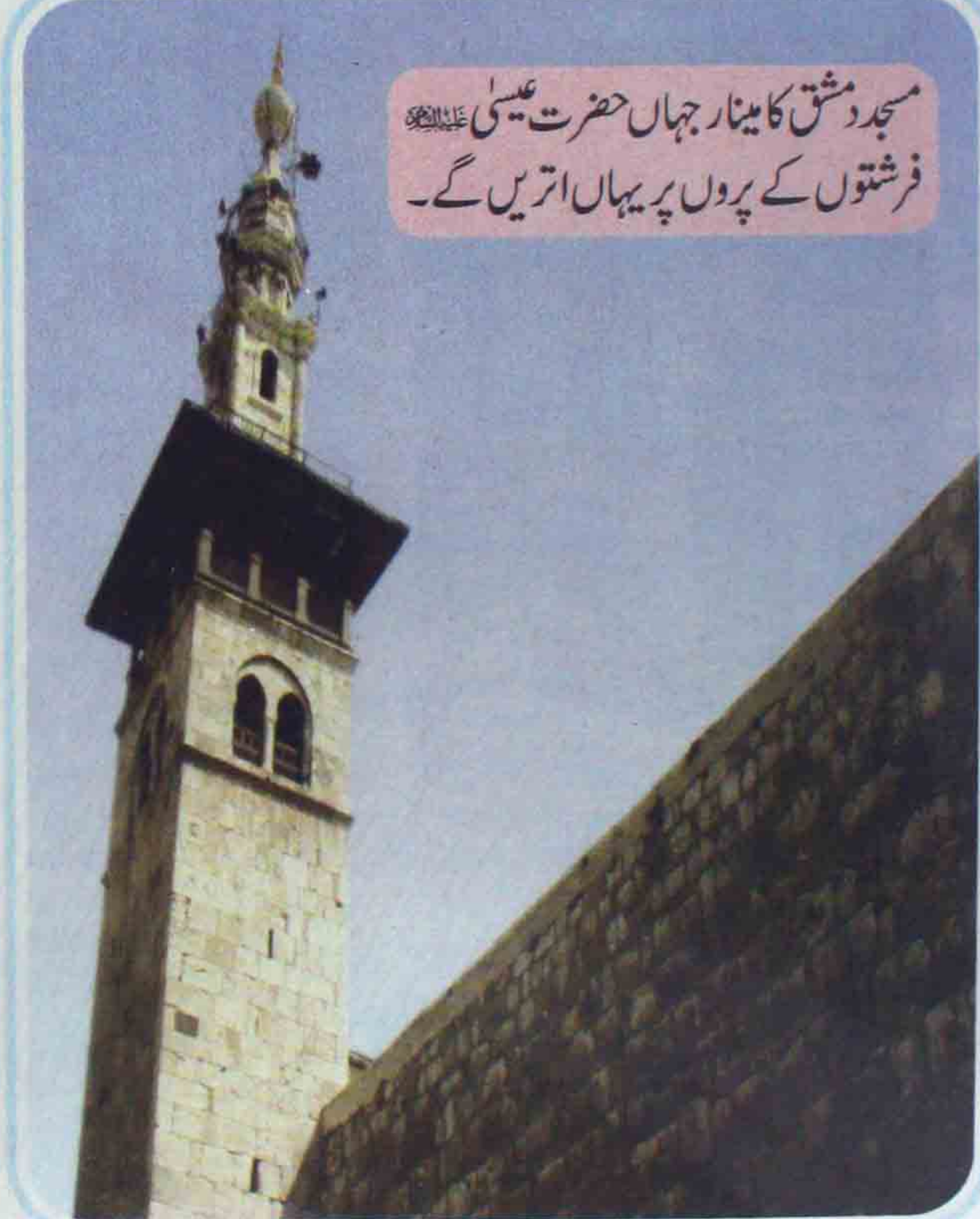
مسجد اموی کا اندرونی ہال
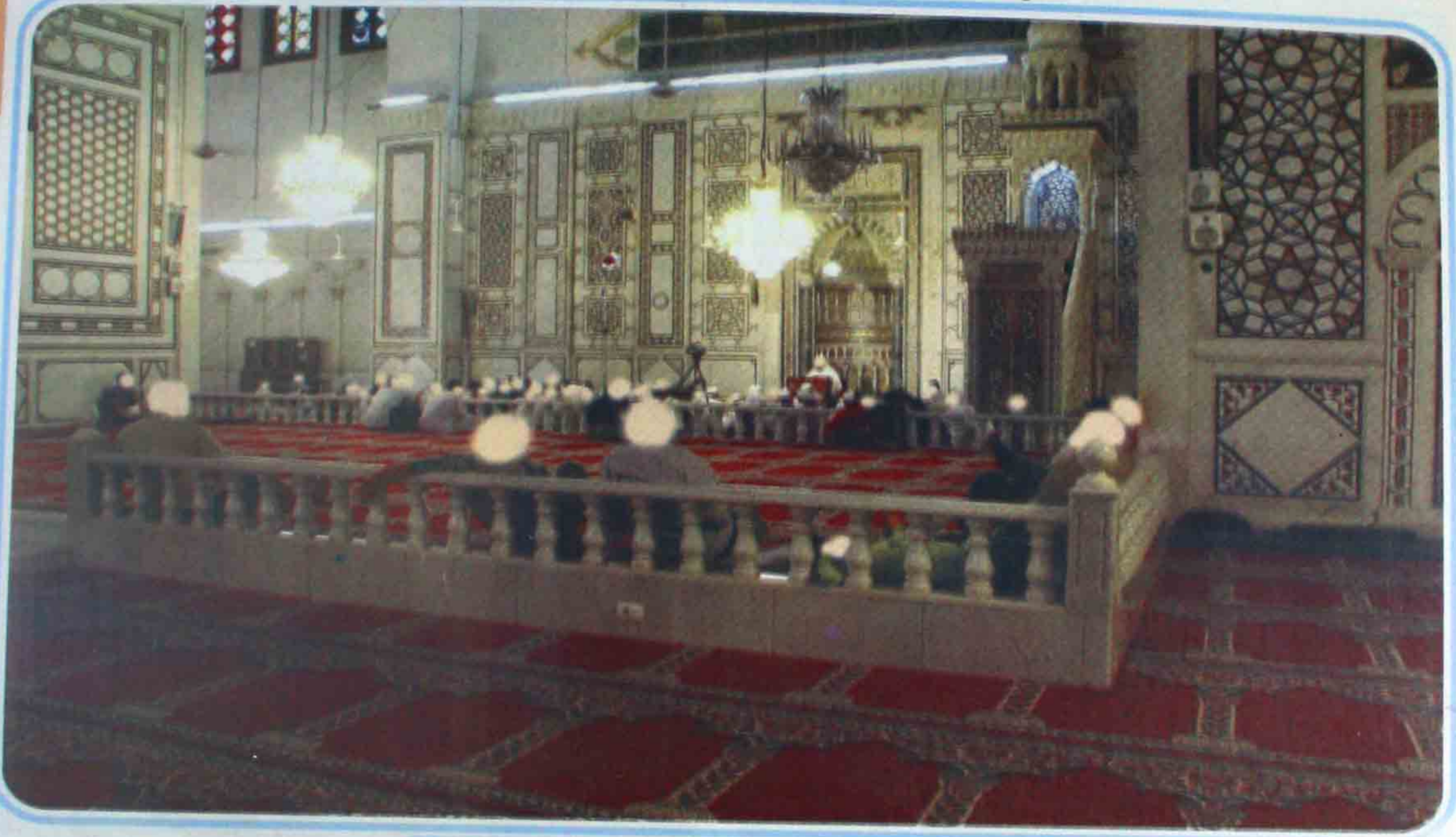
جامع دمشق میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرآن شریف بھی محفوظ ہے۔
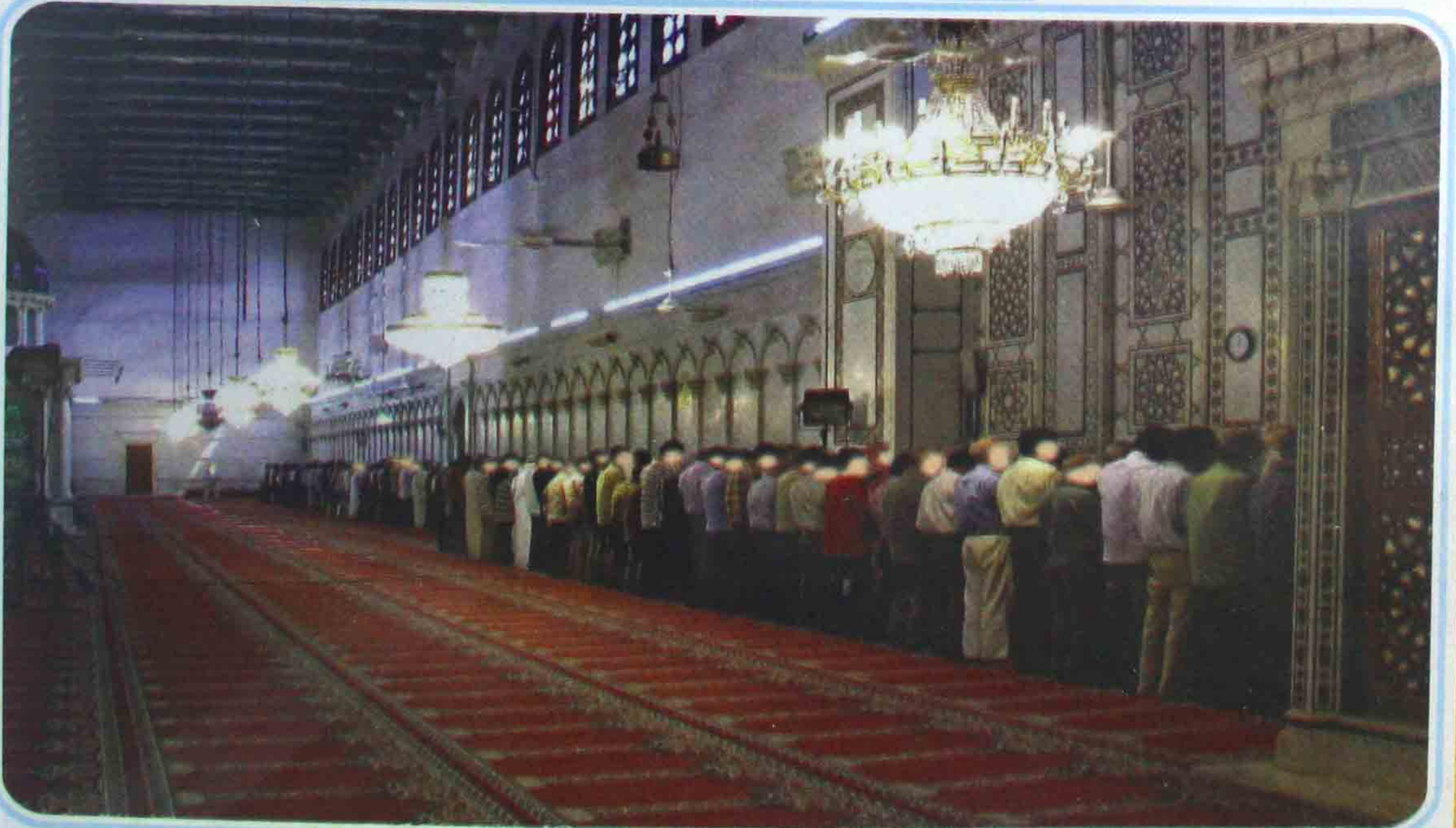
دمشق کی تاریخی مسجد کا اندرونی منظر جو خوبصورتی اور نفاست کے حسین امتزاج کی عکاسی کرتا ہے۔
دوسری طرف مسجد کے ہال کی حدود میں وہ جگہ دکھائی دے رہی ہے جہاں روایات کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے۔

مزار یحییٰ علیہ السلام والی مسجد کا اندرونی منظر
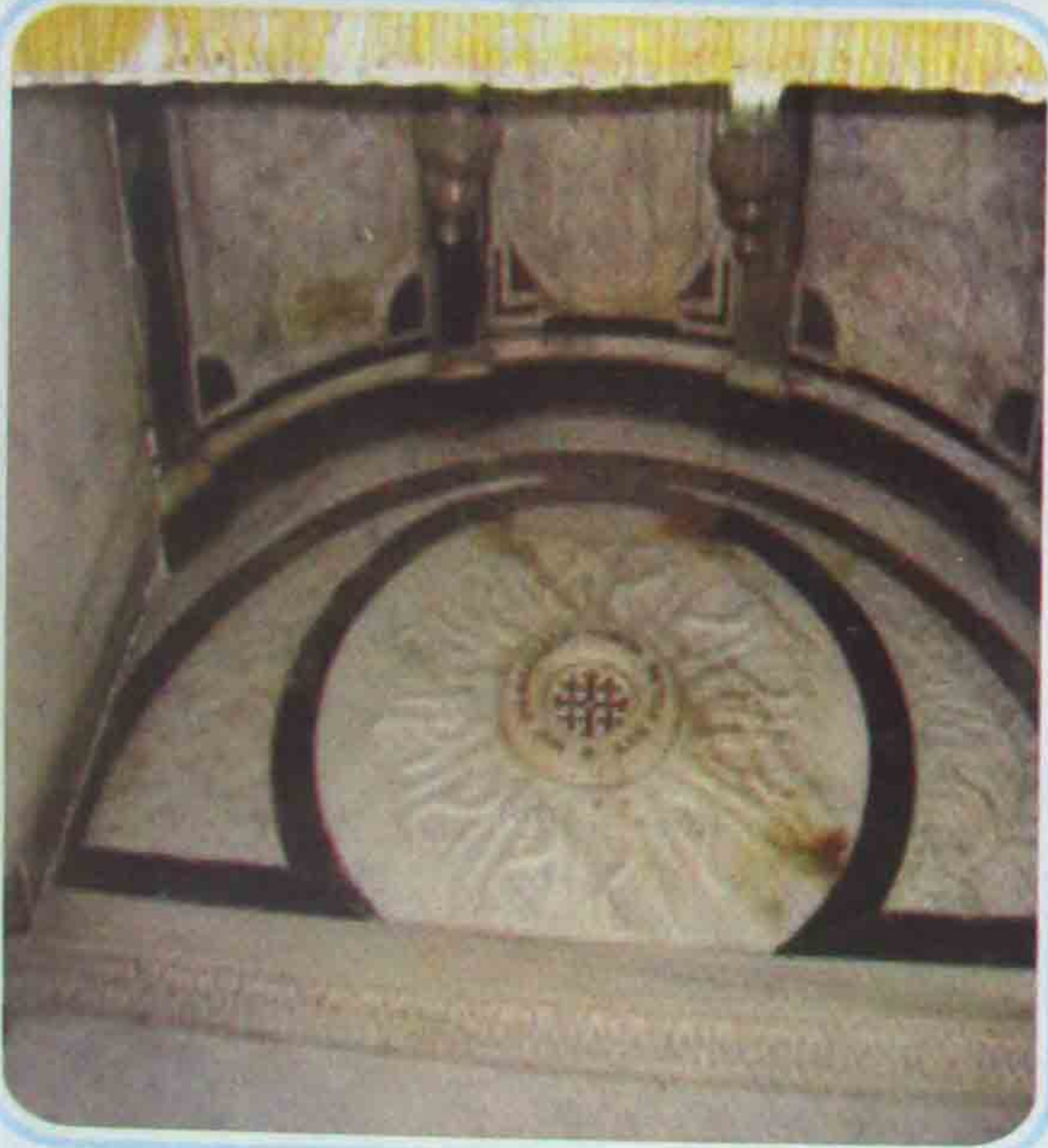
مسجد اموی کا محراب
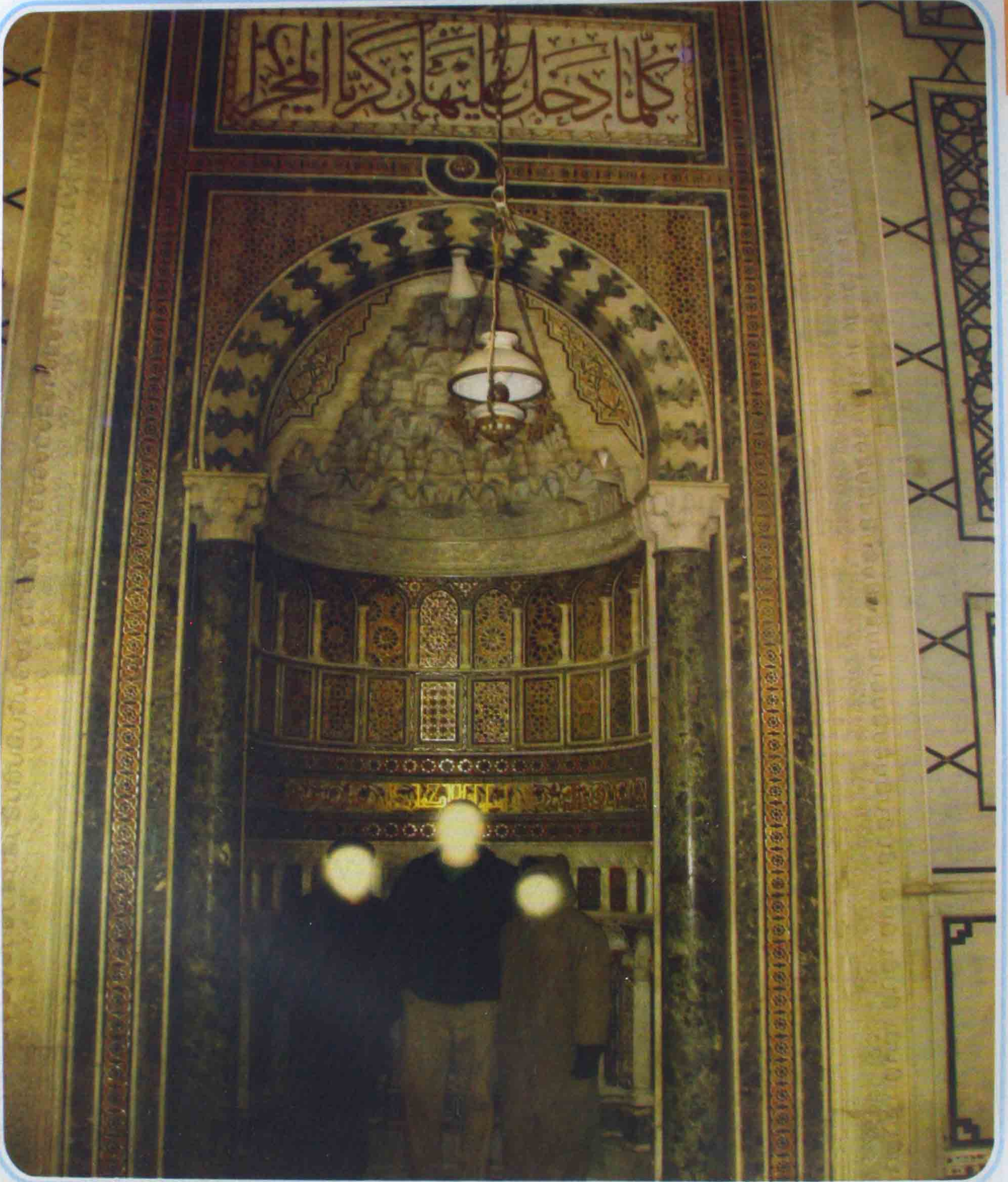
جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم جب مسجد اموی پہنچے تو افسوس ہوا کہ اتنی وسیع اور تاریخی مسجد میں اس کی شان کے مطابق مقتدی نہیں ہیں اور نہ ہی اسلامی لباس میں ملبوس نمازی ہیں۔ اکثر انگریزی لباس والے ہیں اگرچہ امام صاحب لباس اسلامی میں ملبوس ہیں۔ پون گھنٹہ عربی زبان میں علم وعلماء کے فضائل پر تقریر فرمائی۔
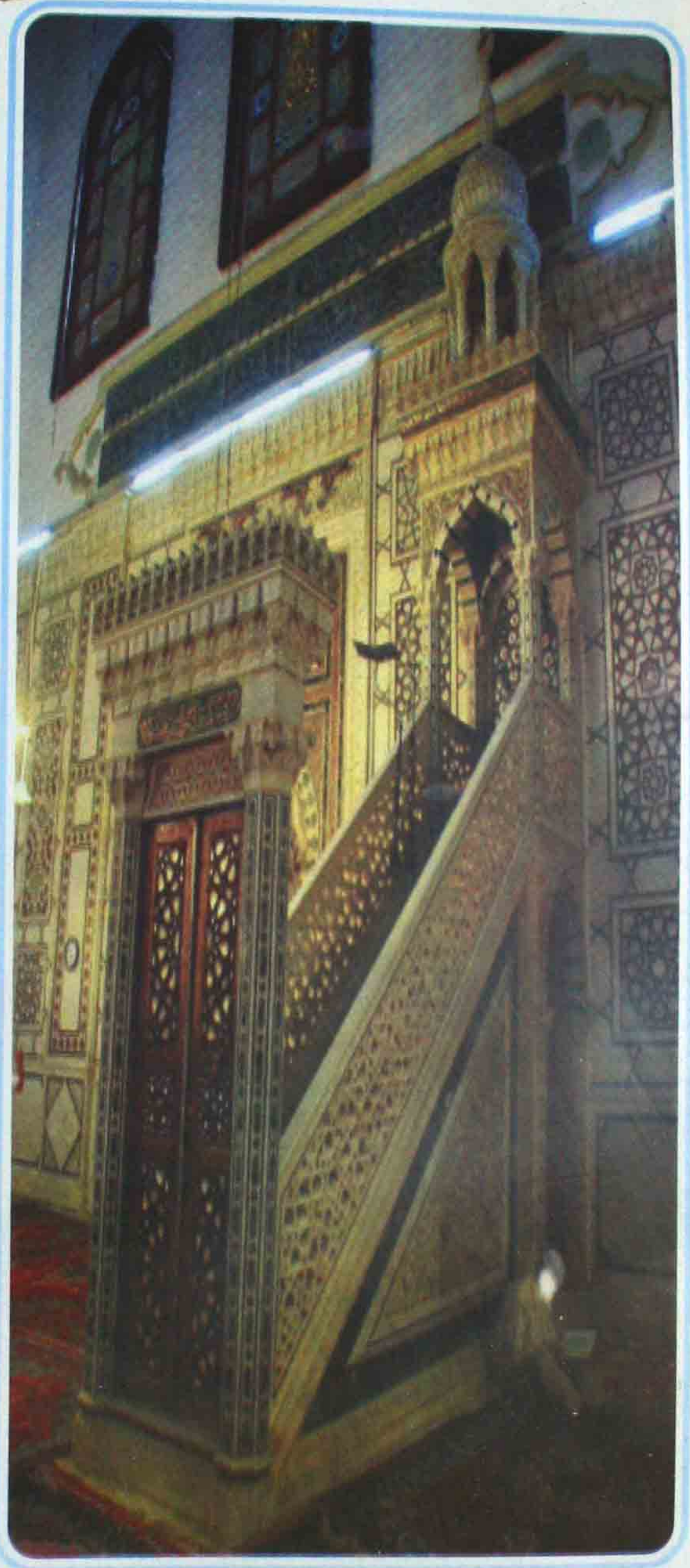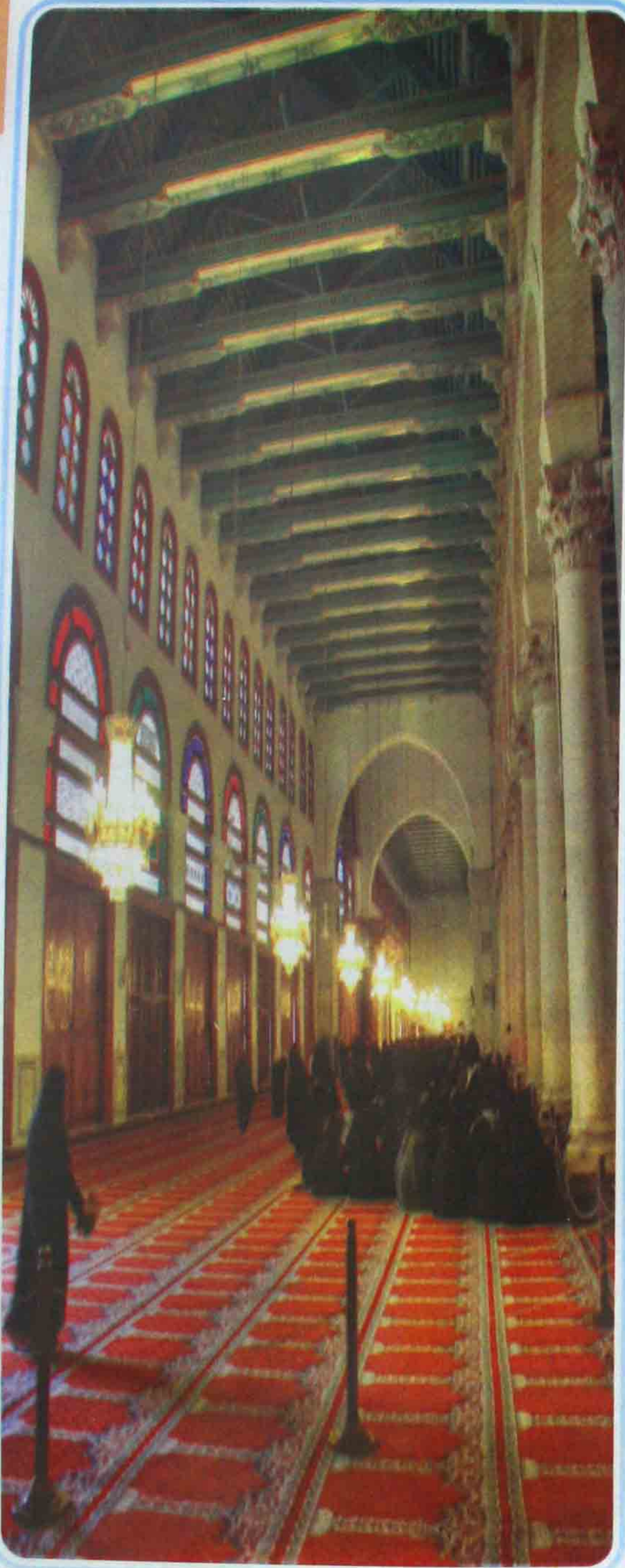
مسجد اموی کا منبر

شام و دمشق کی شہرہ آفاق جامع مسجد اموی کے خوبصورت اور تاریخی منبر و محراب جن کا دلفریب منظر عظمت رفتہ کی یاد دلا رہا ہے۔ یہاں نجانے کتنے ہی اولیاء اللہ اور عظیم فاتحین اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتے رہے۔ یہ عظیم الشان جامع مسجد دنیا کی چندگنی چنی عظیم مساجد میں شمار ہوتی ہے۔

مسجد اموی کے برآمدہ کا منظر

مسجد اموی میں موجود منبر ومحراب
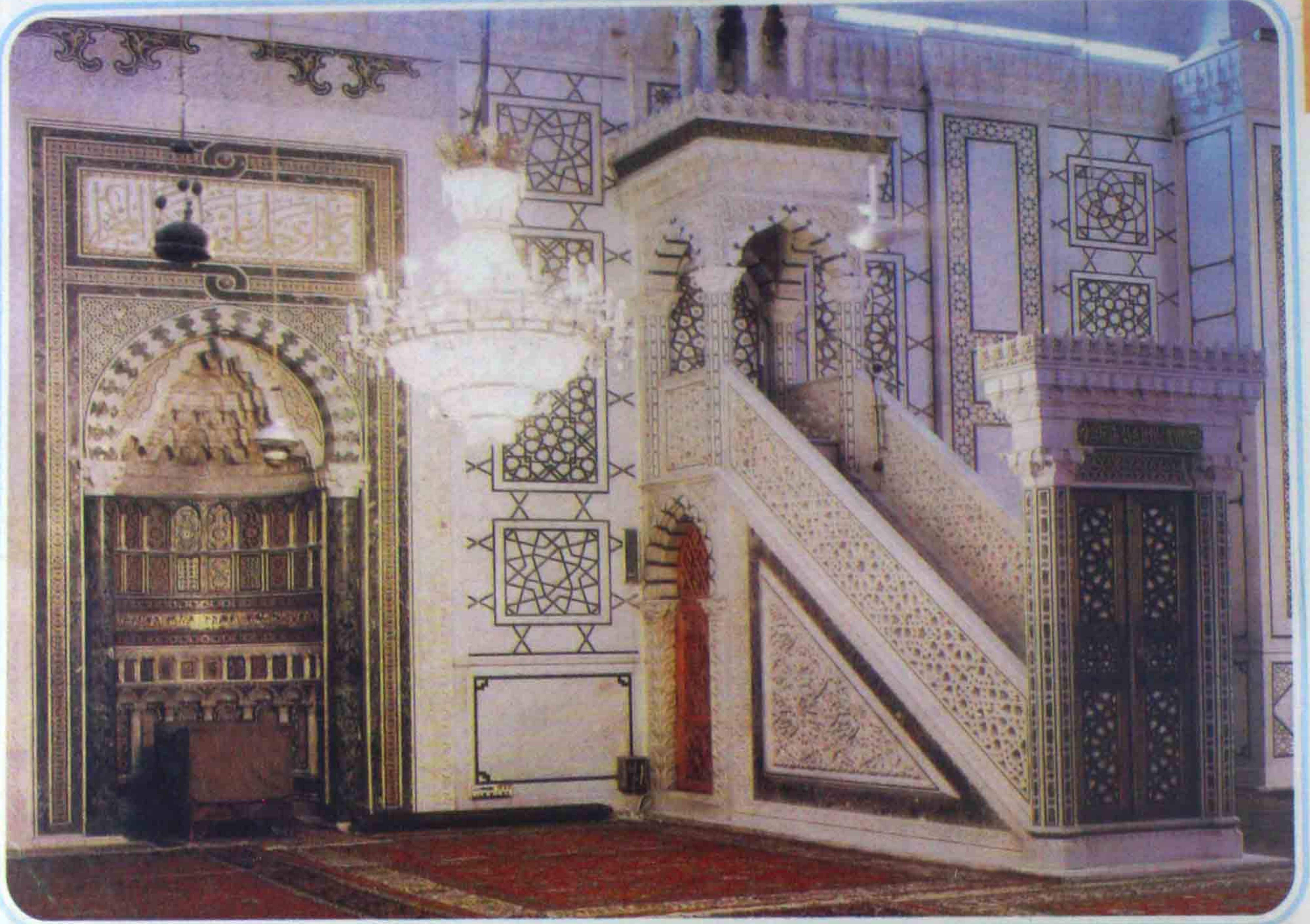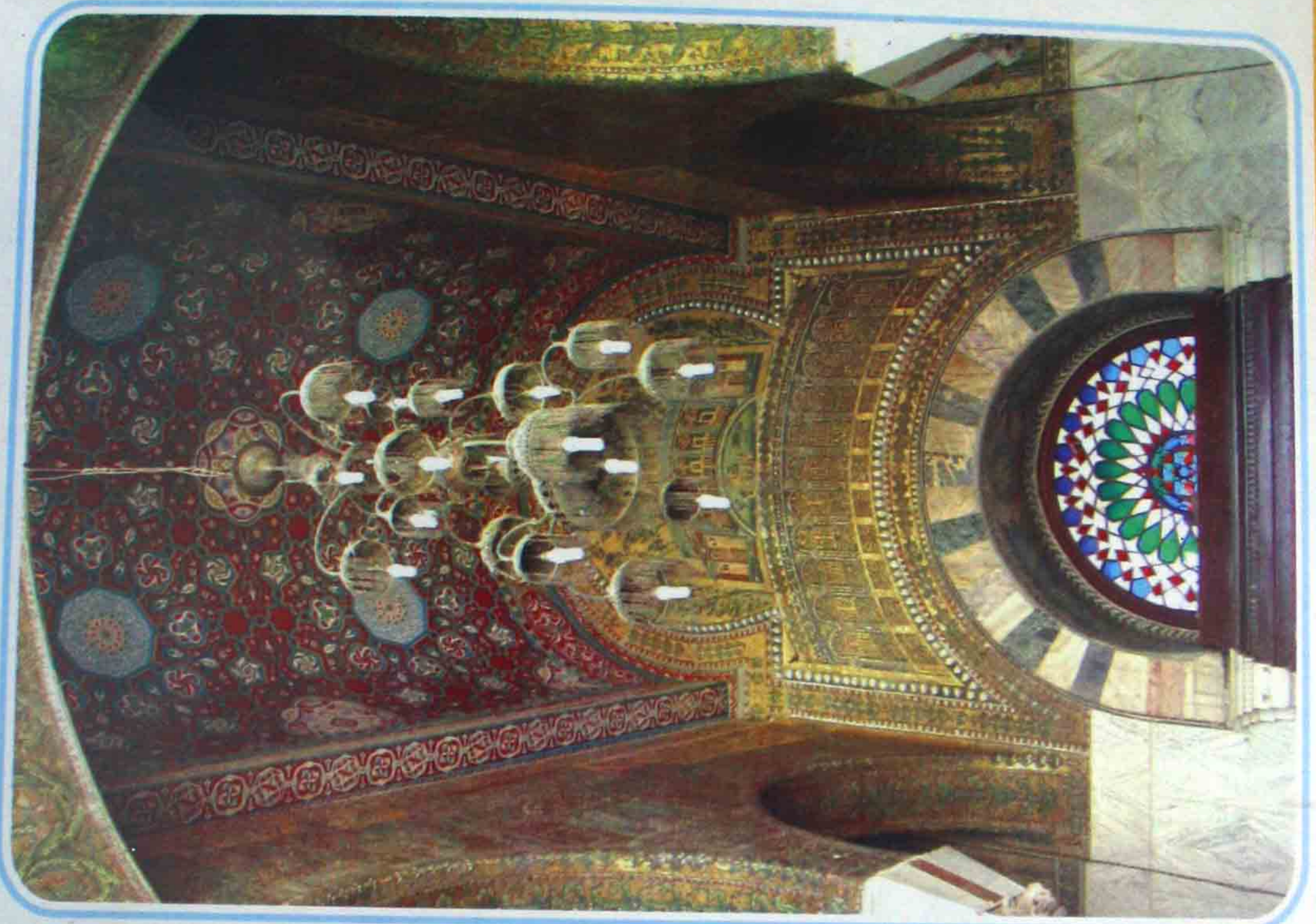
مزار یحییٰ علیہ السلام والی مسجد کے خوبصورت نقش ونگار

حضرت یحییٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں

زیرِ نظر تصویر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار کے اطراف میں بنی مسجد اموی کے صحن میں موجود کنویں کے اوپر بنے پیالہ کی ہے۔ جس کے نیچے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں ہے۔ یہ پیالہ اس کنویں کی نشاندہی کے لئے بنایا گیا ہے۔ (واللہ اعلم)

مسجد اموی کے گنبد کا اندرونی منظر
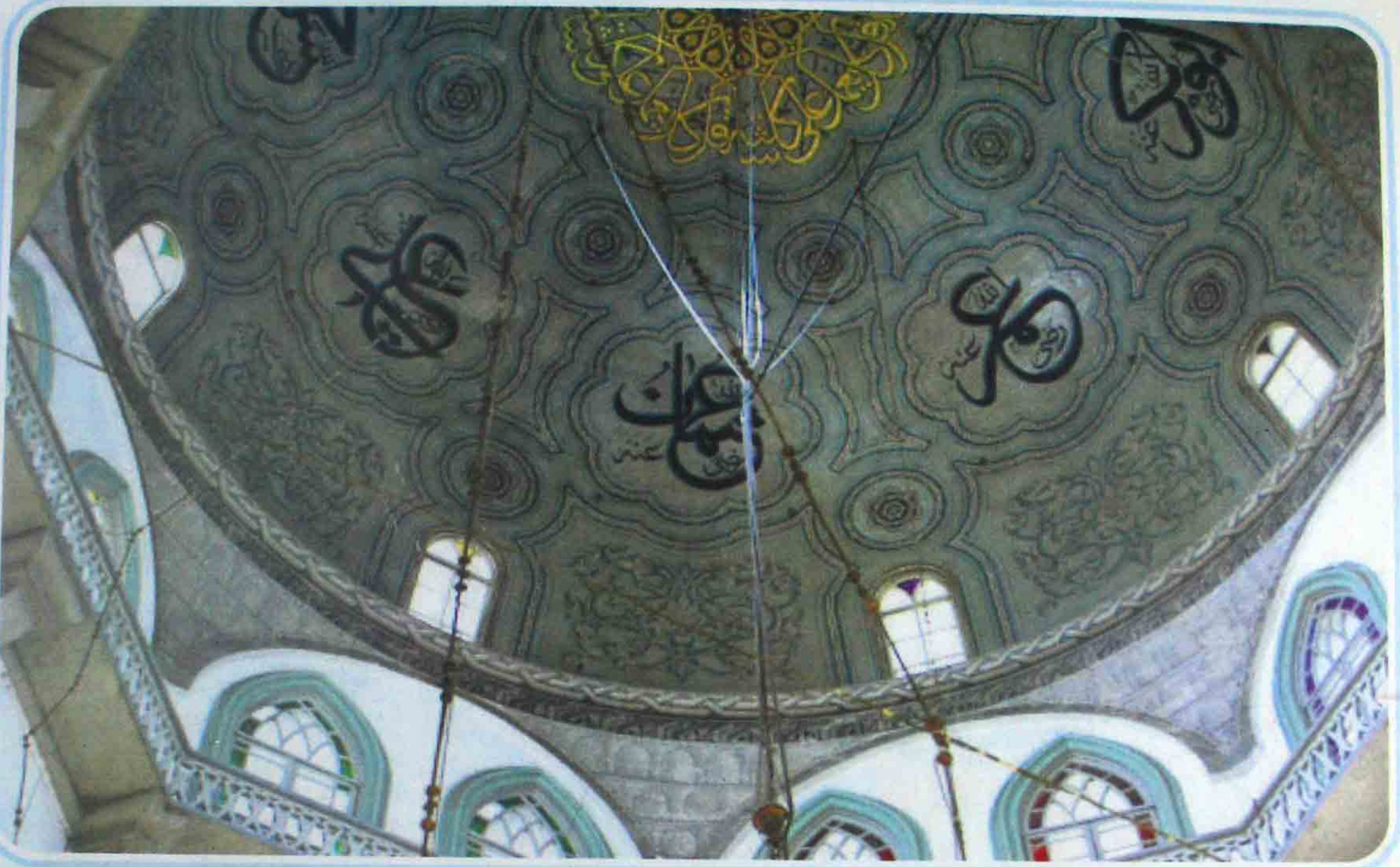
مسجد اموی کے اندرونی حصہ کی چھت کے مختلف مناظر
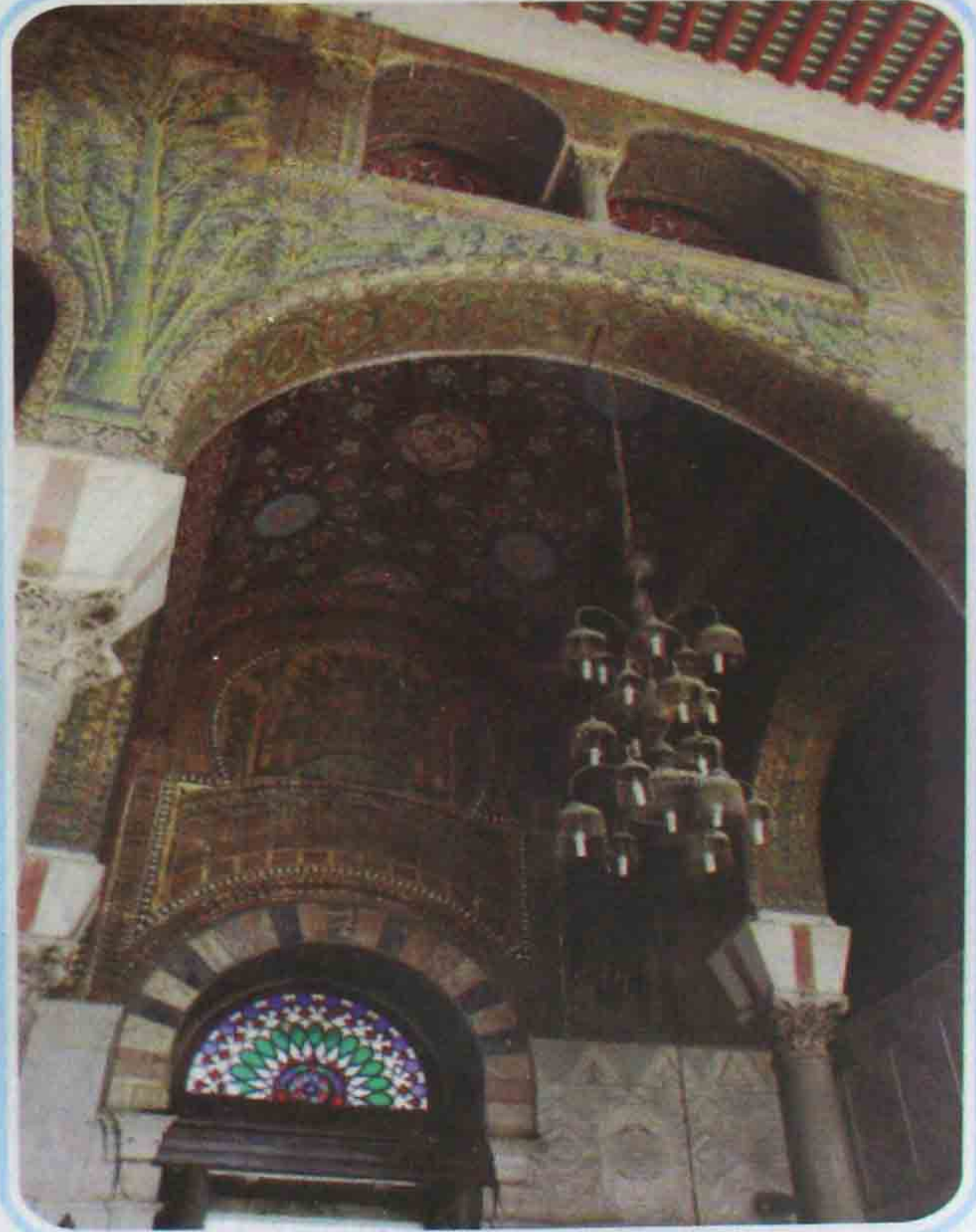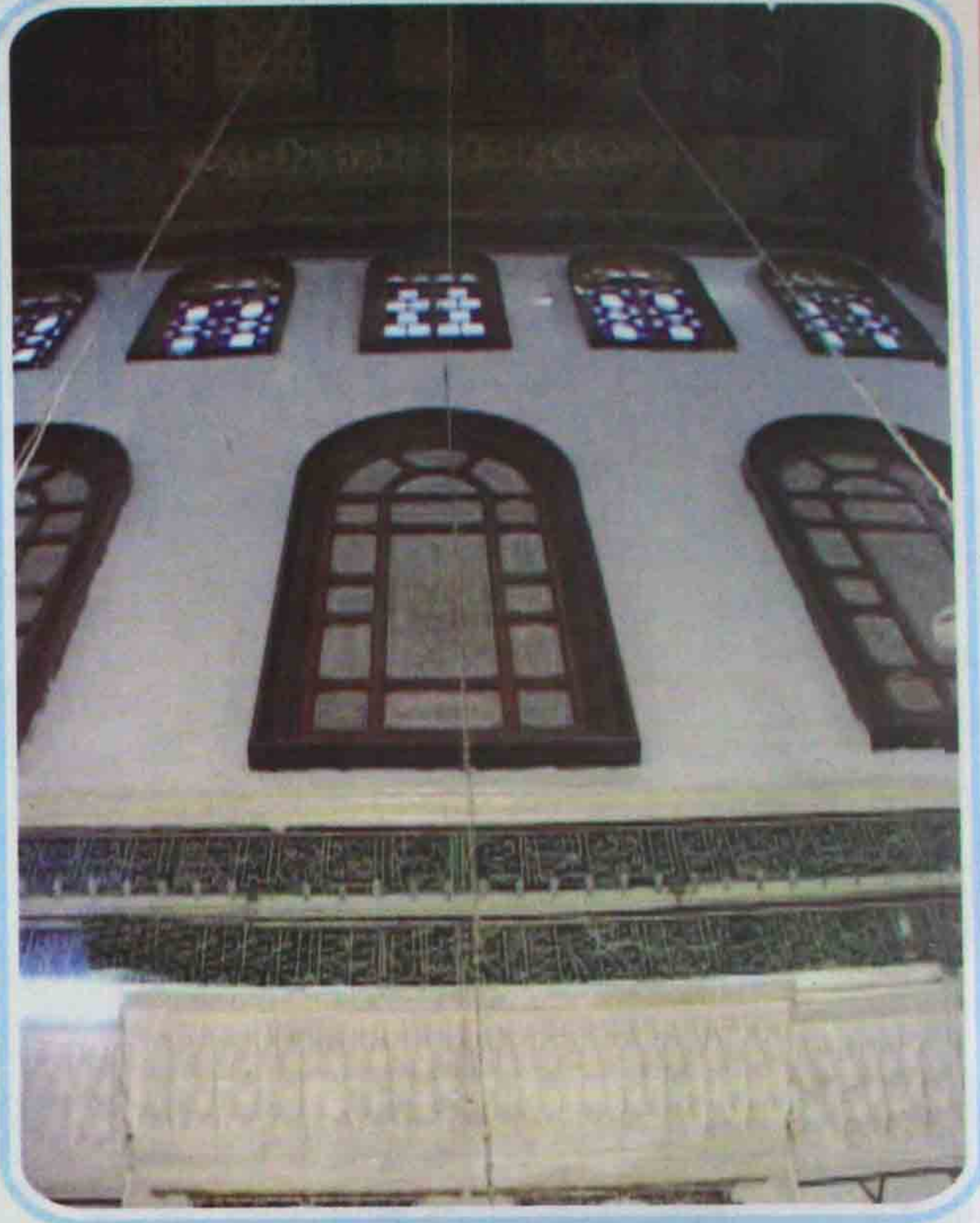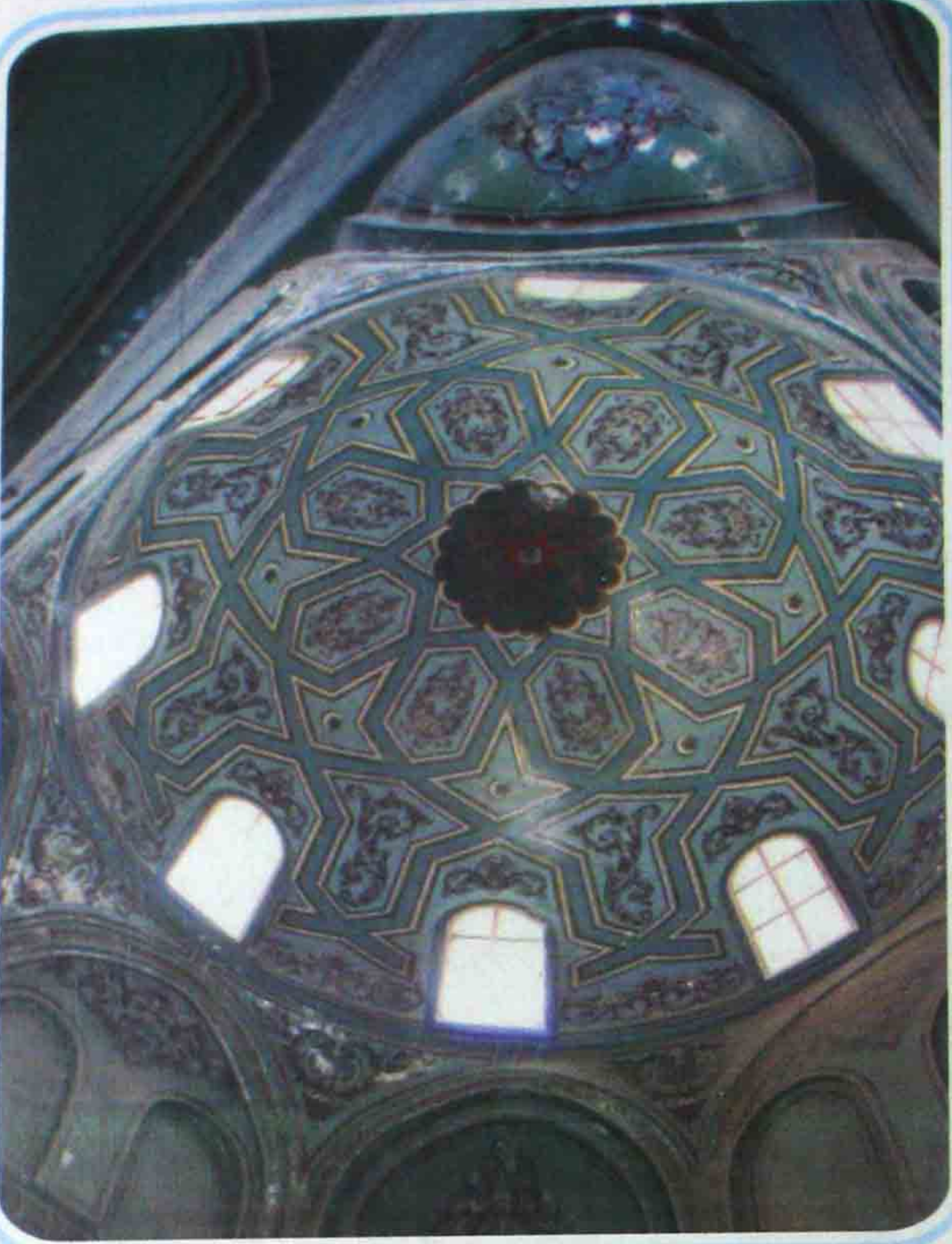
تذکرہ حضرت مریم علیہا السلام

حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام ''عمران'' اور ماں کا نام ''حنہ'' تھا۔ جب بی بی مریم اپنے ماں کے شکم میں تھیں اس وقت ان کی ماں نے یہ منت مان لی تھی کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے آزاد کردوں گی۔ چنانچہ جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو خوف لاحق ہوا کہ اب میں نذر کیسے پوری کرسکوں گی۔ عذر پیش کرتے ہوئے اور حسرت کا اظہار کرتے ہوئے رب تعالیٰ کے حضور عرض کیا:

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی

اے میرے رب میں نے بچی جنی۔

اب میں کیا کروں، نذر کو کیسے پورا کروں؟

تو رب قدوس نے کہا:

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ

اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا۔

جو لڑکا تمہارا مطلوب تھا وہ اس لڑکی جیسا نہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔ یعنی تم تو صرف بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہونے کے لئے لڑکا طلب کررہی تھیں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں وہ لڑکی عطا کی جسے عیسیٰ روح اللہ کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہونا ہے۔

عرض کیا: اے اللہ تبارک وتعالیٰ میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔ مریم عربی زبان میں عابدہ (عبادت کرنے والی) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ نام رکھ کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کی گئی کہ اسے دین ودنیا کی آفات سے محفوظ فرما اور ساتھ ہی یہ دعا کی کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھ۔ یعنی نیک ومطیع بنا۔

حضرت مریم علیہا السلام کے گھر کا دروازہ جہاں عیسائی روایات کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے انہیں ایک کپڑے میں لپیٹا اور مسجد میں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے جو علماء اور قراء موجود تھے ان کے حوالے کر دیا۔ یہ لوگ بیت المقدس کی خدمت گزاری میں رہتے تھے۔

چونکہ حضرت مریم علیہا السلام ان کے امام کی بیٹی تھیں اس لئے ہر ایک چاہتا تھا کہ اس کی کفالت کا حق مجھے ملے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا کہ میں حقدار ہوں، کیونکہ اس کی خالہ میری زوجیت میں ہے۔ لیکن سب نے کہا کہ نہیں قرعہ ڈالتے ہیں۔

یہ حضرات ستائیس کی تعداد میں تھے۔ سب نے اپنے اپنے قلم ایک کپڑے کے نیچے رکھے اور ایک نابالغ بچے کو کہا کہ کپڑے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک قلم نکال لو۔ اس نے جو قلم نکالا وہ حضرت زکریا علیہ السلام کا تھا۔ پھر سب کہنے لگے کہ ایک مرتبہ اور قرعہ ڈالتے ہیں اب سب نہر اردن کی طرف چلے کہ اپنے اپنے قلم نہر میں ڈالتے ہیں جس کا قلم الٹا تیرا یعنی پانی کے آنے کی طرف اس کا رخ ہوا وہ کامیاب ہوگیا۔ یہ قرعہ بھی حضرت زکریا علیہ السلام کے حق میں ہی نکلا، کیونکہ آپ کا قلم ہی الٹا تیرا۔

پھر سب کہنے لگے کہ ایک مرتبہ اور قرعہ ڈالتے ہیں۔ اب جس کا قلم سیدھے رخ کی طرف چلا وہ کامیاب ہوگا۔ تیسری مرتبہ میں بھی حضرت زکریا علیہ السلام کو ہی کامیابی حاصل ہوئی۔ آپ علیہ السلام کا قلم ہی پانی کے بہاؤ کے رخ کی طرف چلا۔ قرعہ میں کامیابی پر آپ علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو اپنی کفالت اور پرورش میں لے لیا اور بیت المقدس کی بالائی منزل میں تمام منزلوں سے الگ ایک محراب بنا کر حضرت مریم علیہا السلام کو اس محراب میں ٹھہرایا۔

چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام اس محراب میں اکیلی خدا کی عبادت میں مصروف رہنے لگیں اور حضرت زکریا علیہ السلام صبح و شام محراب میں ان کی خبر گیری اور خورد و نوش کا انتظام کرنے کے لئے آتے جاتے رہے۔

چند ہی دنوں میں حضرت مریم علیہا السلام کی محراب کے اندر یہ کرامت نمودار ہوئی کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں جاتے تو وہاں جاڑوں کے پھل گرمی میں اور گرمی کے پھل جاڑوں میں پاتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام حیران ہو کر پوچھتے کہ اے مریم یہ پھل کہاں سے تمہارے پاس آتے ہیں؟ تو حضرت مریم علیہا السلام یہ جواب دیتیں کہ یہ پھل اللہ (عزوجل) کی طرف سے آتے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے بلاحساب روزی عطا فرماتا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے والد عمران کی قبر مبارک

زیر نظر تصویر حضرت مریم علیہا السلام کے والد عمران کی قبر مبارک ہے جو کہ عمان کے شہر سلالہ میں واقع ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا نام حنہ بنت فاقود تھا۔ آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ تھیں۔

وہ جگہ جہاں 2100 سال قبل حضرت مریم علیہا السلام کا گھر تھا

اسرائیل میں موجود وہ جگہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام رہا کرتی تھی بعد میں عیسائیوں نے یہاں پر عبادت خانہ بنا دیا

ناظرہ میں موجودہ حضرت مریم اوران کے چچازاد بھائی یوسف نجار کا گھر۔اب عیسائیوں نے اس جگہ عبادت خانہ بنادیا ہے۔جس کا نام چرچ آف دی انٹسی ایشن رکھا گیا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کا گھر۔ترکی کے ازمیر صوبے میں اینٹک افیس کے کھنڈرات سے 7 کلومیٹر دور نائٹ اینجل پہاڑی پر واقع ہے۔
حضرت مریم علیہا السلام نے یہاں اپنی زندگی کے کئی سال گزارے اور یہیں پر آپ علیہا السلام کا انتقال ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انوکھی پیدائش

حضرت مریم علیہا السلام ایک روز اپنے مکان میں الگ بیٹھی تھیں کہ آپ علیہا السلام کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک تندرست آدمی کی شکل میں آئے۔ حضرت مریم علیہا السلام نے جو ایک غیر آدمی کو اپنے پاس موجود دیکھا تو آپ علیہا السلام نے فرمایا: تم کون ہو؟ اور یہاں کیوں آئے ہو؟ دیکھو خدا سے ڈرنا، میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔

جبرائیل امین نے کہا: ڈرو مت، میں تو اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ میں تجھے ایک بیٹے کی خوشخبری دوں۔ حضرت مریم علیہا السلام بولیں۔ بیٹا میرے کہاں سے ہوگا۔ جبکہ میں ابھی بیاہی نہیں گئی اور کسی آدمی نے مجھے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور میں کوئی بدکار عورت بھی نہیں ہوں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے: یہ ٹھیک ہے مگر رب نے فرمایا ہے کہ باپ کے بغیر بھی بیٹا دینا میرے لئے کچھ مشکل نہیں اور یہ بات بھی مجھے آسان ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے یہاں بغیر باپ کے بیٹا پیدا کر کے اپنی رحمت کا اور لوگوں کے لئے ایک نشانی کا مظاہرہ کریں اور یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔ حضرت مریم علیہا السلام یہ بات سن کر مطمئن ہوگئیں۔ پھر جبرائیل امین نے ان کے گریبان میں ایک پھونک ماری تو حضرت مریم علیہا السلام اسی وقت حاملہ ہوگئیں۔ آپ کا بغیر شوہر کے حاملہ ہو جانا لوگوں کے لئے باعث تعجب ہوا۔ سب سے پہلے آپ کے حمل کا علم آپ کے چچازاد بھائی یوسف نجار کو ہوا جو بیت المقدس کا خادم تھا، وہ حضرت مریم علیہا السلام کے زہد و اتقاء اور آپ کی عبادت کی وجہ سے آپ کا بہت احترام کرتا تھا اور پھر آپ کا حاملہ ہو جانا دیکھتا تو بڑا حیران ہوتا کہ یہ کیا بات ہے؟ آخر ایک دن اس نے جرأت کر کے حضرت مریم علیہا السلام سے پوچھ لیا اور بات اس طرح شروع کی کہ اے مریم! مجھے بتاؤ کیا کھیتی بغیر تخم اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام نے جواب دیا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا کی وہ بغیر تخم کے ہی پیدا کی اور درخت بغیر بارش کے اپنی قدرت سے لگائے اور کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ یوسف نے کہا، بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب امور پر قادر ہے اور میرا شبہ رفع ہوگیا۔

یروشلم سے بیت اللحم روانگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

ادھر بچہ کی ولادت کا قریب قریب ہوتا جا رہا تھا۔ اس لئے آپ کو خیال پیدا ہوا کہ یہاں (یروشلم) سے کسی تنہائی کی جگہ چلے جانا اچھا رہے گا۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام یروشلم (بیت المقدس) سے تقریباً 9 میل دور چلی گئیں۔ اس جگہ کو آج کل "بیت اللحم" کہتے ہیں۔

بیت المقدس کے جنوب میں "بیت اللحم" کی بستی ہے جو سطح سمندر سے ڈھائی ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں زیتون کے درخت اور باغات بکثرت ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان درختوں کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ لوگ ان درختوں کے پتے بطور تبرک لے جاتے ہیں اور پادری اپنی چاندی بناتے ہیں۔ عیسائیوں کے بڑے دن میں ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ زیارت کو جاتے ہیں (اور اپنے غلط عقیدہ کے مطابق) رسوم حج ادا کرتے ہیں۔ (ارض مقدس، صفحہ 31)

بیت اللحم پہنچ کر حضرت مریم علیہا السلام کو دردِ زہ شروع ہوگیا۔ اس تکلیف کی حالت میں آپ علیہا السلام کھجور کے ایک درخت کے نیچے اس کے تنے سے سہارا لگا کر بیٹھ گئیں۔ چونکہ آپ علیہا السلام کی زندگی کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ اس لئے اس پریشانی کے عالم میں کہنے لگیں:

يٰلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا (پ 16 سورہ مریم آیت 23)

ہائے! کسی طرح میں اس سے پہلے ہی مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔

حضرت مریم علیہا السلام نے جب یہ بات کہی تو انہیں ایک آواز آئی کہ اے مریم! اپنی تنہائی کا، لوگوں کی چہ میگوئی اور کھانے پینے کا کوئی غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر جاری کر دی ہے اور اس کھجور کے درخت کی جڑ پکڑ کر اسے ہلا، چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام نے اس درخت کو ہلایا تو وہ فوراً سر سبز و شاداب ہوگیا اور اسے تازہ پھل بھی لگ گیا اور پکی کھجوریں گرنے لگیں۔ پھر جب آپ علیہا السلام کے پیٹ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو آواز آئی کہ لے پھل بھی کھا، پانی بھی پی اور اپنے نور عین بچے سے آنکھیں بھی ٹھنڈی رکھ اور جب کوئی شخص تجھ سے اس معاملہ میں پوچھے تو تم خود کچھ مت کہنا بلکہ اسی اپنے بچہ کی طرف اشارہ کر دینا۔

بیت اللحم: وہ شہر جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے

گود میں لیٹے بچہ کی لوگوں سے گفتگو

جب حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لے کر بنی اسرائیل کی بستی میں تشریف لائیں تو قوم نے آپ علیہا السلام پر بدکاری کی تہمت لگائی اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اے مریم! تم نے بہت برا کام کیا۔ حالانکہ تمہارے والدین میں کوئی خرابی نہیں تھی اور تمہاری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔ بغیر شوہر کے تمہارے لڑکا کیسے ہو گیا؟ جب قوم نے بہت زیادہ طعن زنی اور بدگوئی کی تو حضرت مریم علیہا السلام خود تو خاموش رہیں مگر اشارہ کیا کہ اس بچے سے تم لوگ سب کچھ پوچھ لو۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس بچے سے کیا اور کیونکر اور کس طرح گفتگو کریں؟ یہ تو ابھی بچہ ہے جو پالنے میں پڑا ہوا ہے۔ قوم کا یہ کلام سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تقریر شروع کر دی۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾

ترجمہ: بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں جہاں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا اور سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔ (سورہ مریم 31 تا 33)

بیت اللحم: جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گود میں لیٹے ہوئے اپنی ماں کی پاکدامنی کی شہادت دی۔

وہ جگہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام کی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ سے ملاقات ہوئی

اسرائیل میں موجود وہ جگہ جو کہ ویزیٹیشن کے نام سے مشہور ہے۔اس جگہ حضرت مریم علیہا السلام حالت حمل میں اپنی خالہ زاد بہن جو کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئی تھیں اور وہاں حضرت مریم علیہا السلام نے تین ماہ قیام فرمایا۔گویا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہیں حضرت زکریا علیہ السلام کا گھر تھا۔یہ جگہ یروشلم کی مغربی جانب عین الکرم میں واقع ہے۔ عین کرم یروشلم میں 8 کلومیٹر جنوب مغرب میں واقع ہے۔

وہ جگہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے پناہ لی تھی

ملک گروٹو: بیت اللحم میں Church of nativity کے جنوب میں ملک گروٹو واقع ہے۔اس جگہ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرود بادشاہ کے سپاہیوں سے چھپ کر کچھ وقت گزارا تھا اور یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلاتے ہوئے حضرت مریم علیہا السلام کے دودھ کا قطرہ غار کی زمین پر گرا تھا اور زمین کا وہ حصہ سفید چٹان میں بدل گیا تھا۔

زیرِ نظر تصویر فلسطین کے شہر بیت اللحم میں موجود ملک گروٹو نامی جگہ کی ہے۔اس جگہ حضرت مریم علیہا السلام نے مصر جانے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلایا تھا۔
اس جگہ دونوں مبارک ماں بیٹے کا قیام تاریخی شہادتوں سے ثابت ہے۔

وہ غار جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے پناہ لی تھی

وہ غار جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے چھپ کر پناہ لی تھی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ علیہا السلام کی گود میں تھے

زیرنظر تصویر فلسطین میں موجود ملک گروٹو نامی اس جگہ کی ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں گفتگو کرنے پر خوفزدہ ہونے کے باعث بادشاہ کے ڈر سے چھپی تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ دودھ پلایا تھا۔ بعد میں اس جگہ پر عیسائیوں نے چرچ بنا دیا۔ زیرنظر تصویر اس جگہ پر بنی عمارت کے اندر کی ہے۔
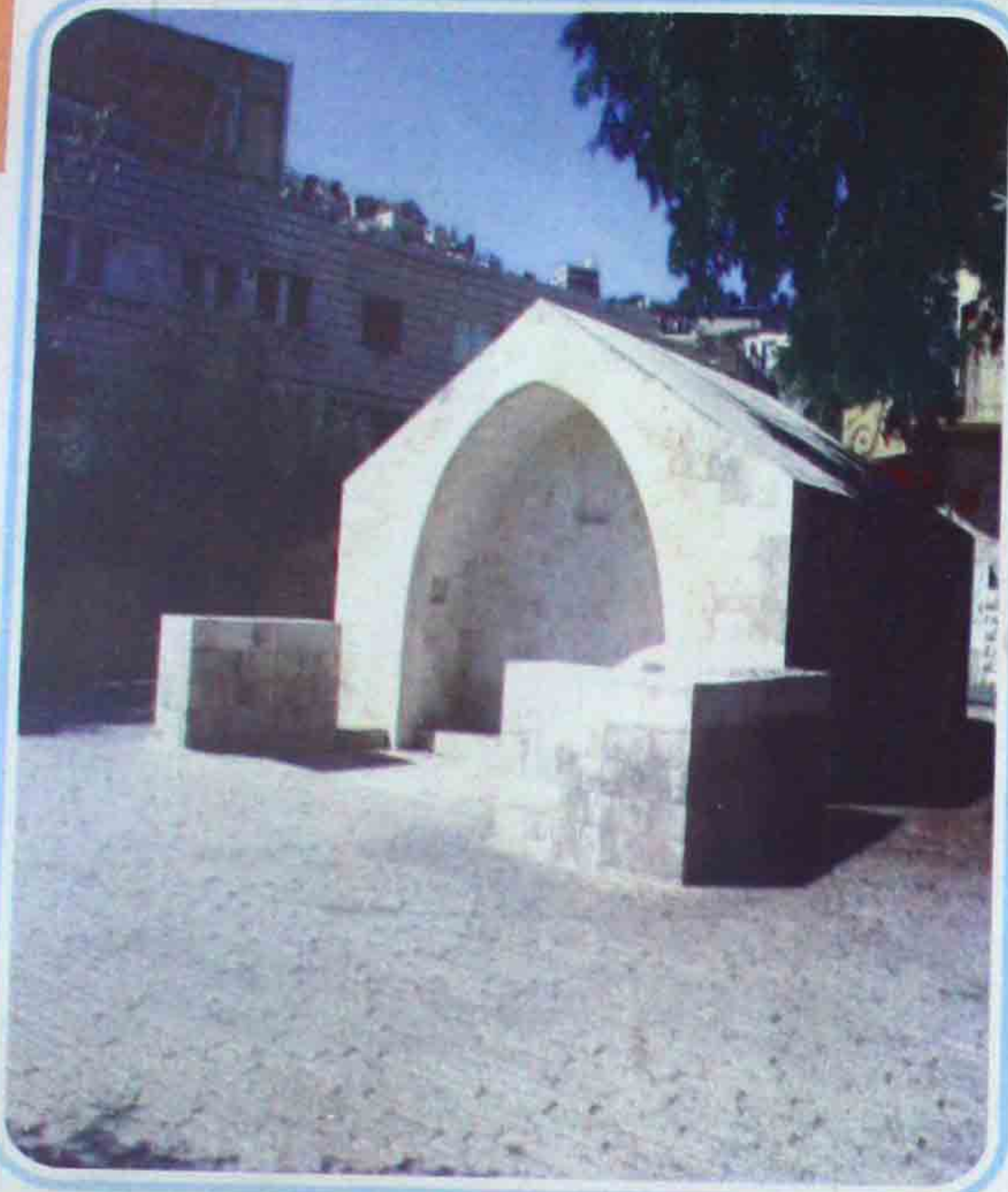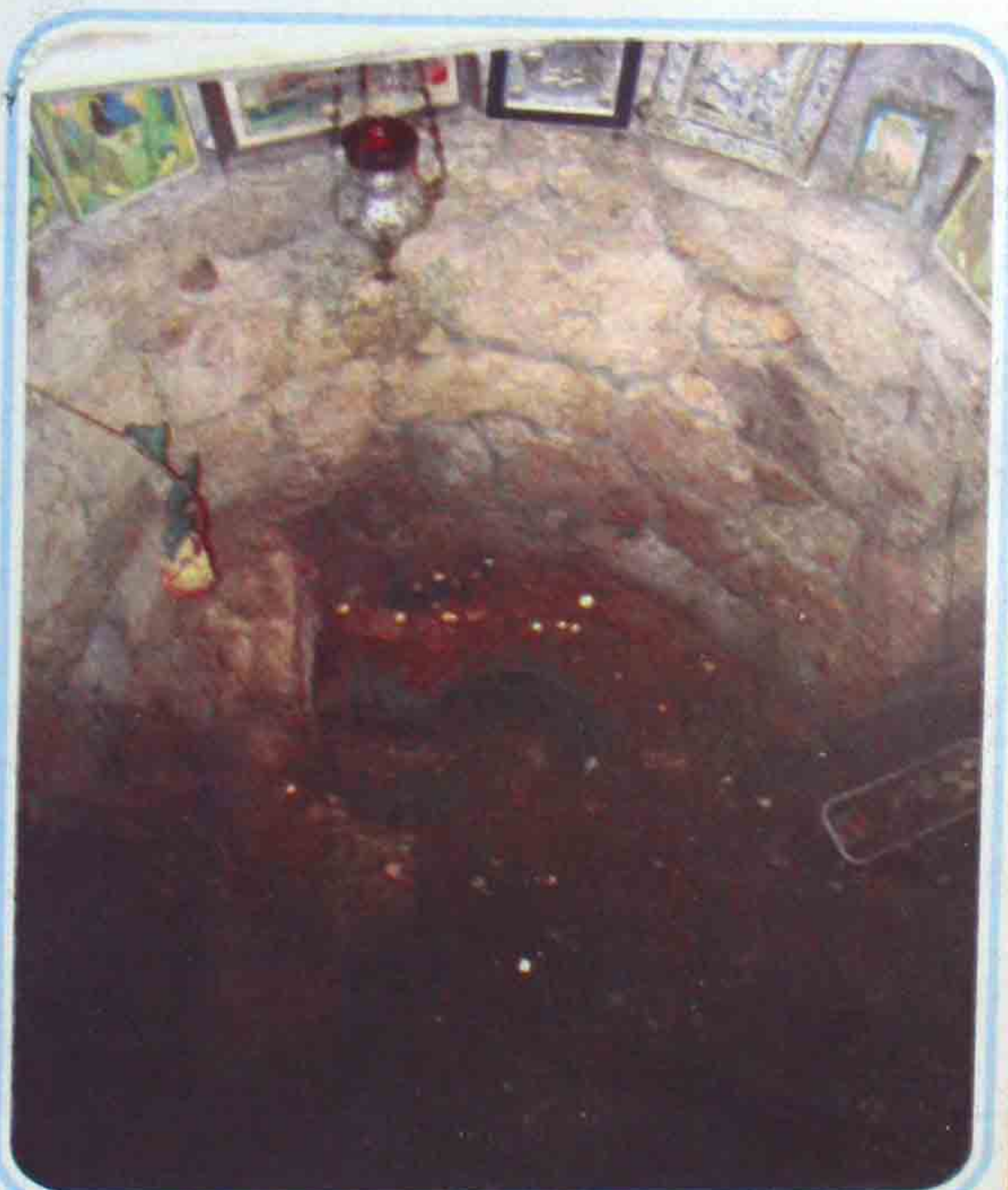
وہ جگہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام کا انتقال
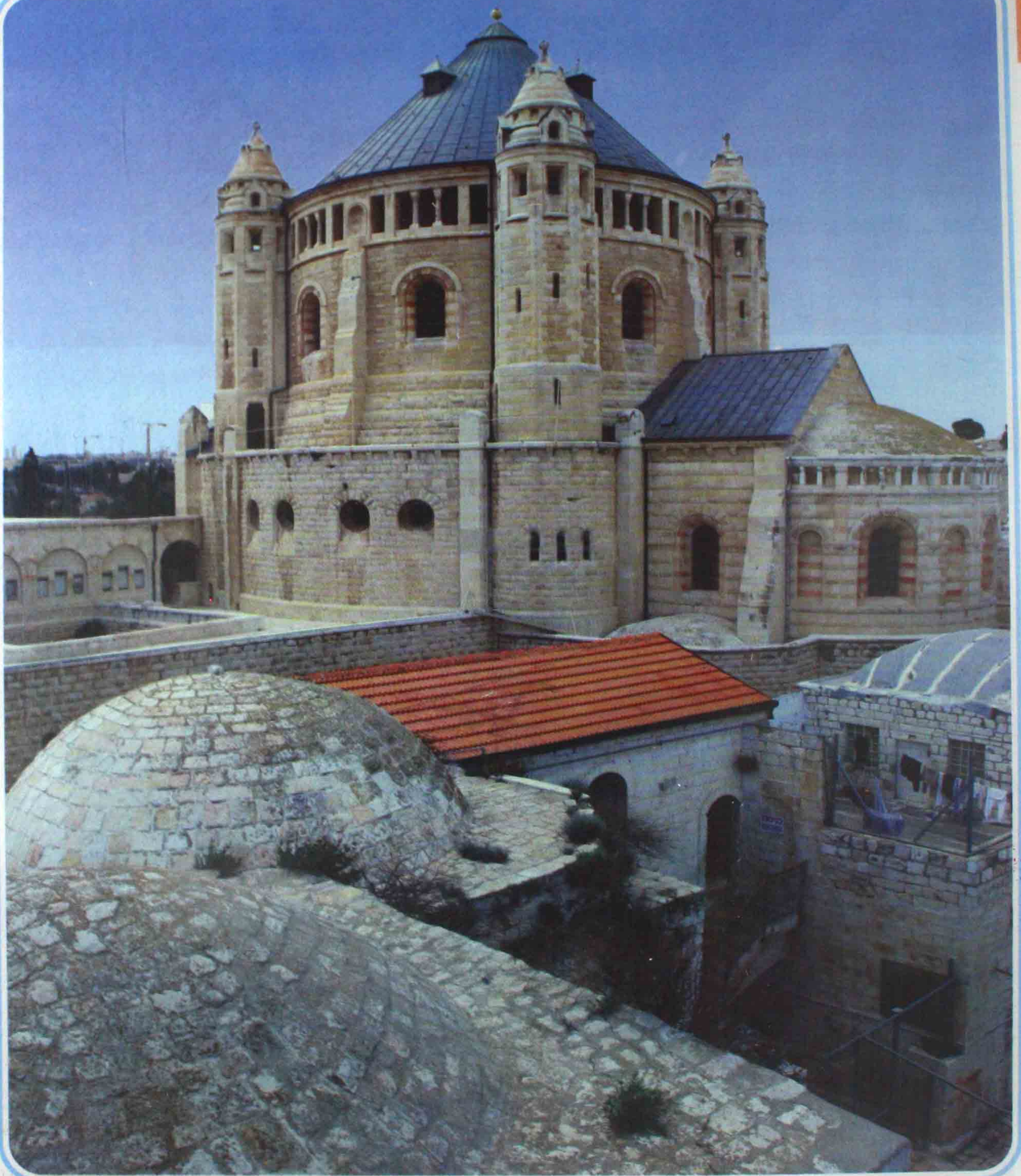
زیرِ نظر تصویر اسرائیل میں موجود ڈیتھ میری نامی جگہ کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام کی وفات ہوئی۔ پھر آپ کو رسومات کے بعد جبل زیتون میں دفن کیا گیا۔ اس جگہ کی تصاویر بھی احقر نے قارئین کے لئے اس کتاب میں شامل کی ہیں۔ بعد میں عیسائیوں نے یادگار کے طور پر اس جگہ عبادت خانہ بنا دیا۔

حضرت مریم علیہا السلام کا مزار

وادی کیدرون میں عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کی قبر ہے۔ یہ ایک چرچ ہے۔ جس کے تہہ خانے میں ایک غار کے اندر حضرت مریم علیہا السلام کی قبر بتائی جاتی ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے مزار کے اوپر جو چرچ ہے اس کی تعمیر 1906ء میں شروع ہوئی اور 1910ء میں مکمل ہوئی۔ جرمنی کے بادشاہ ولیم دوم نے 1898ء میں بیت المقدس کا دورہ کیا تو سلطان عبدالمجید نے یہ جگہ اسے تحفہ میں دی اور پھر جرمن چرچ والوں نے اس مقام پر چرچ تعمیر کرنے کے لئے پیسے دیئے۔

یہ چرچ وادی کیدرون میں ہے جو بیت المقدس میں کافی مشہور ہے۔ یہ وادی پرانے شہر کی ڈھلوان سے شروع ہو کر دوسرے کنارے تک جاتی ہے۔ شہر کا سب سے بڑا اور پرانا قبرستان بھی اسی وادی میں ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کا مزار مبارک
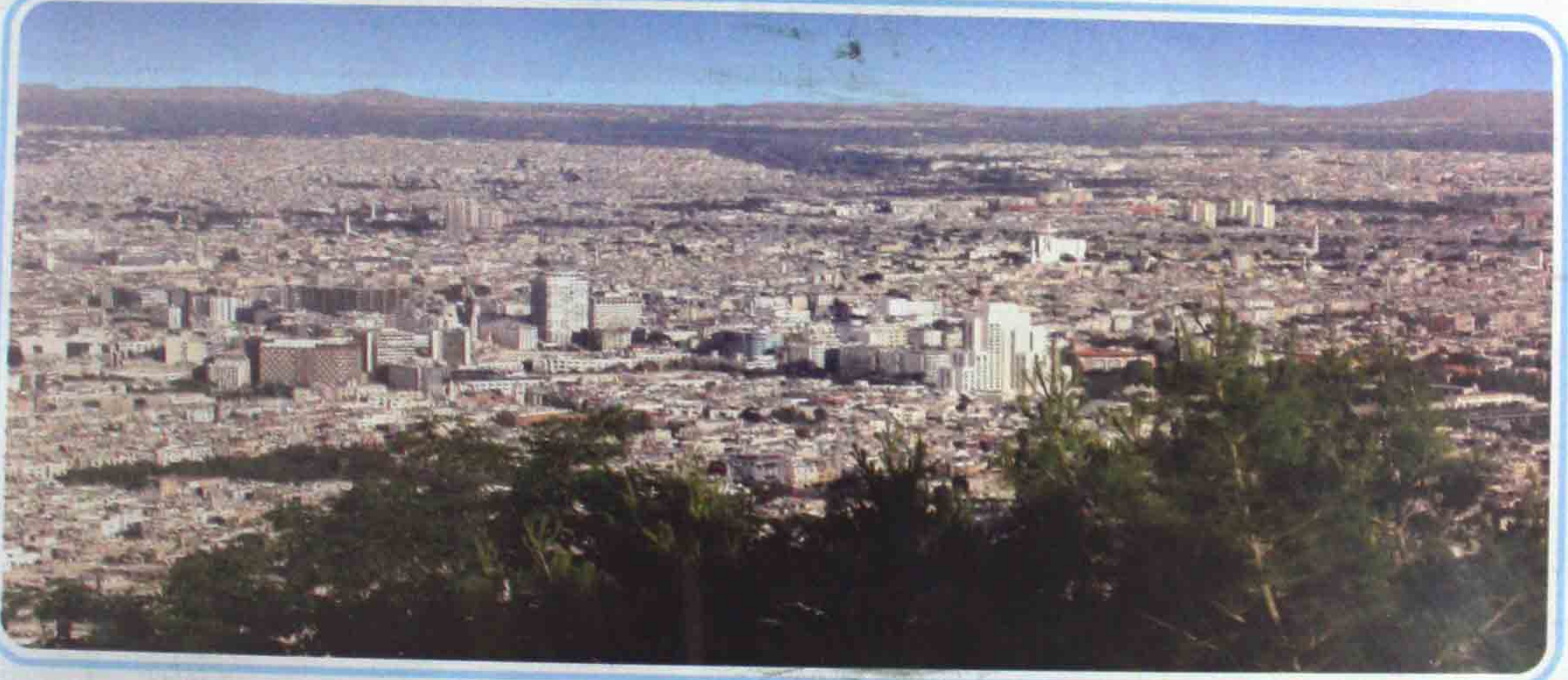
حضرت مریم علیہا السلام کا مقبرہ یروشلم میں ماؤنٹ آف اولیو کے پاس وادی کیدرون میں چٹان میں موجود غار کے اندر واقع ہے۔ یہ غار چٹان کو کاٹ کر پہلی صدی عیسوی میں بنایا گیا۔ اب اس غار پر عیسائیوں نے عبادت خانہ بنادیا ہے۔
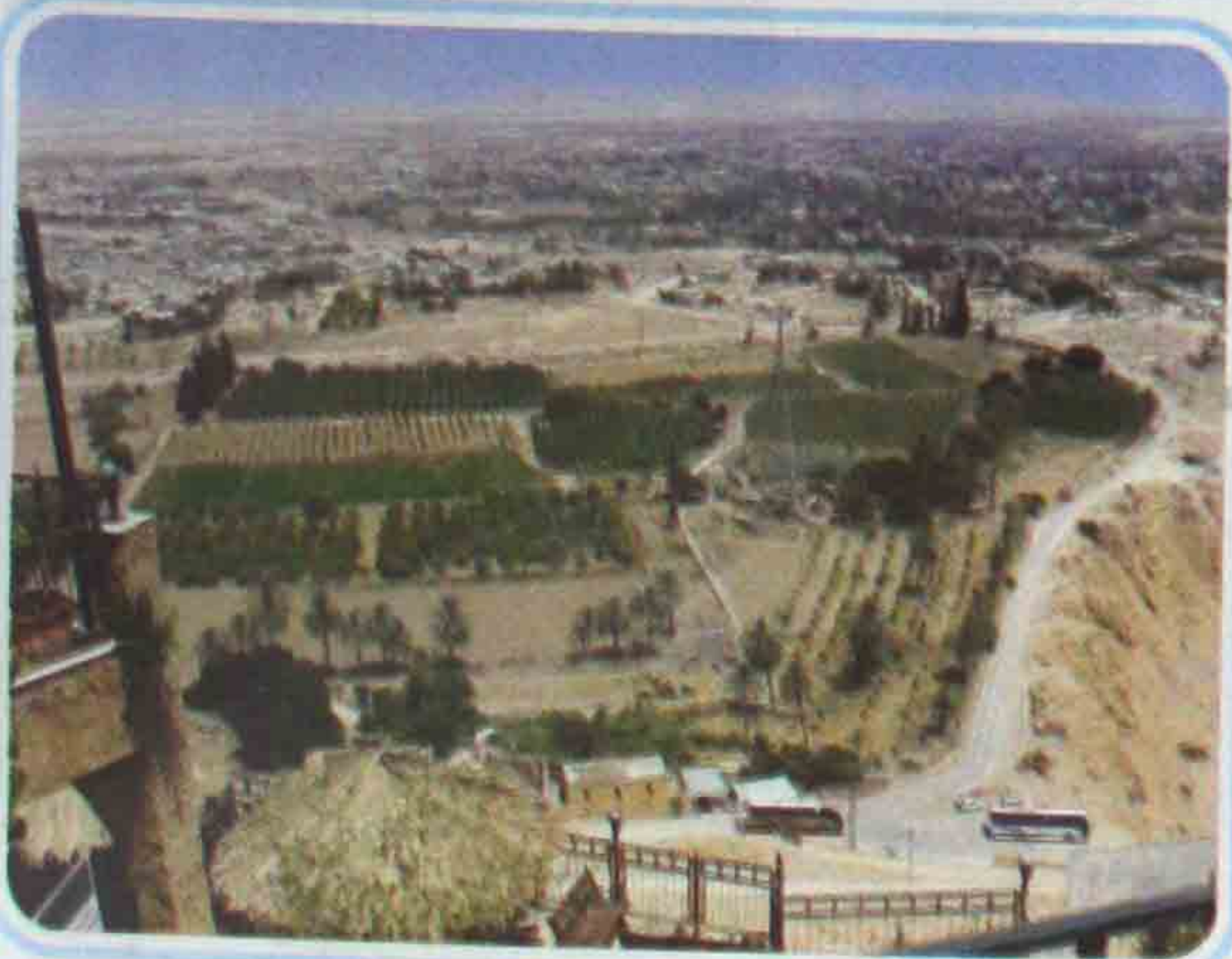
مزار مریم علیہا السلام کا بیرونی منظر

مقام انتقال حضرت مریم علیہا السلام کی جگہ بنی عمارت کا اندرونی منظر
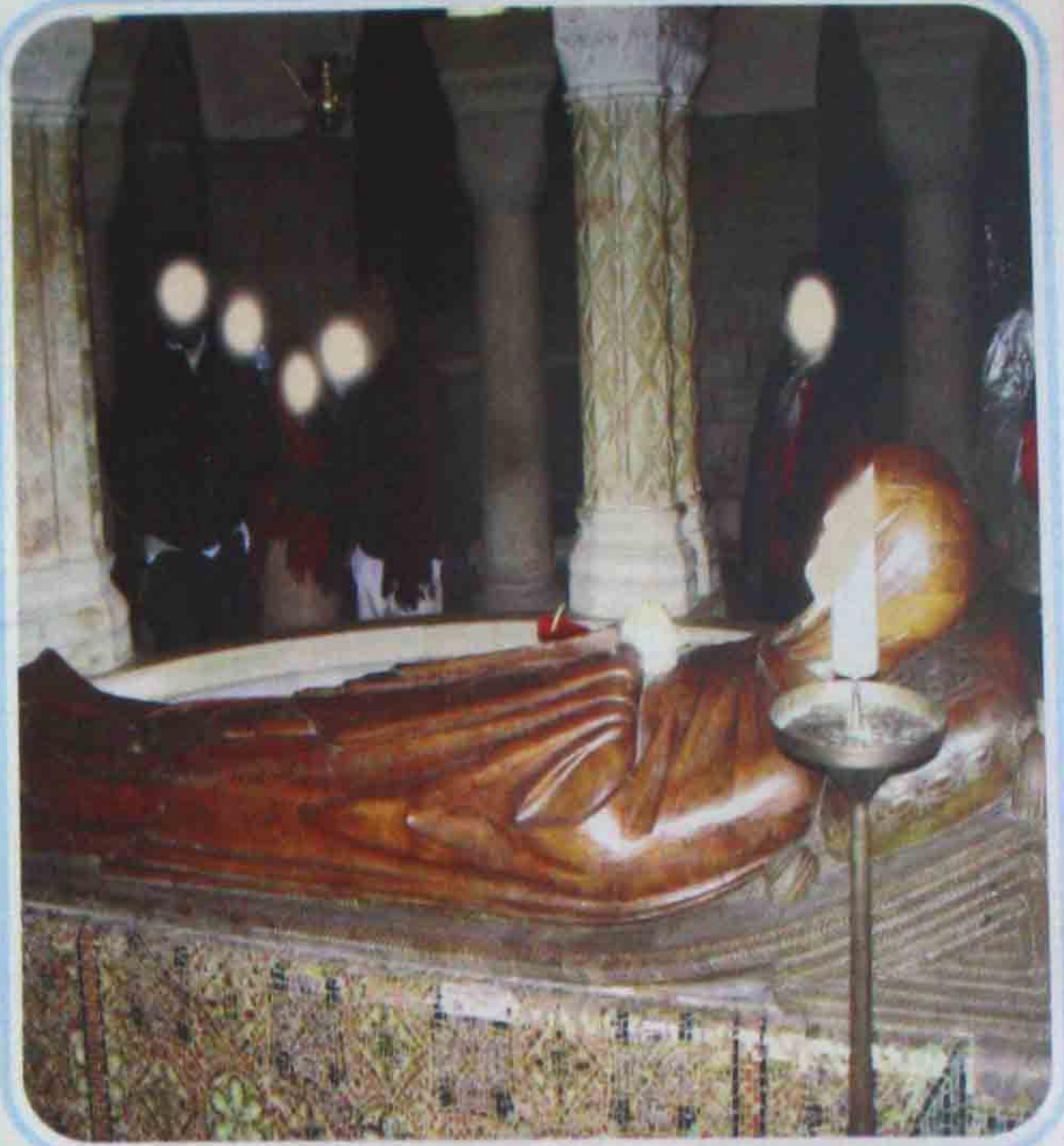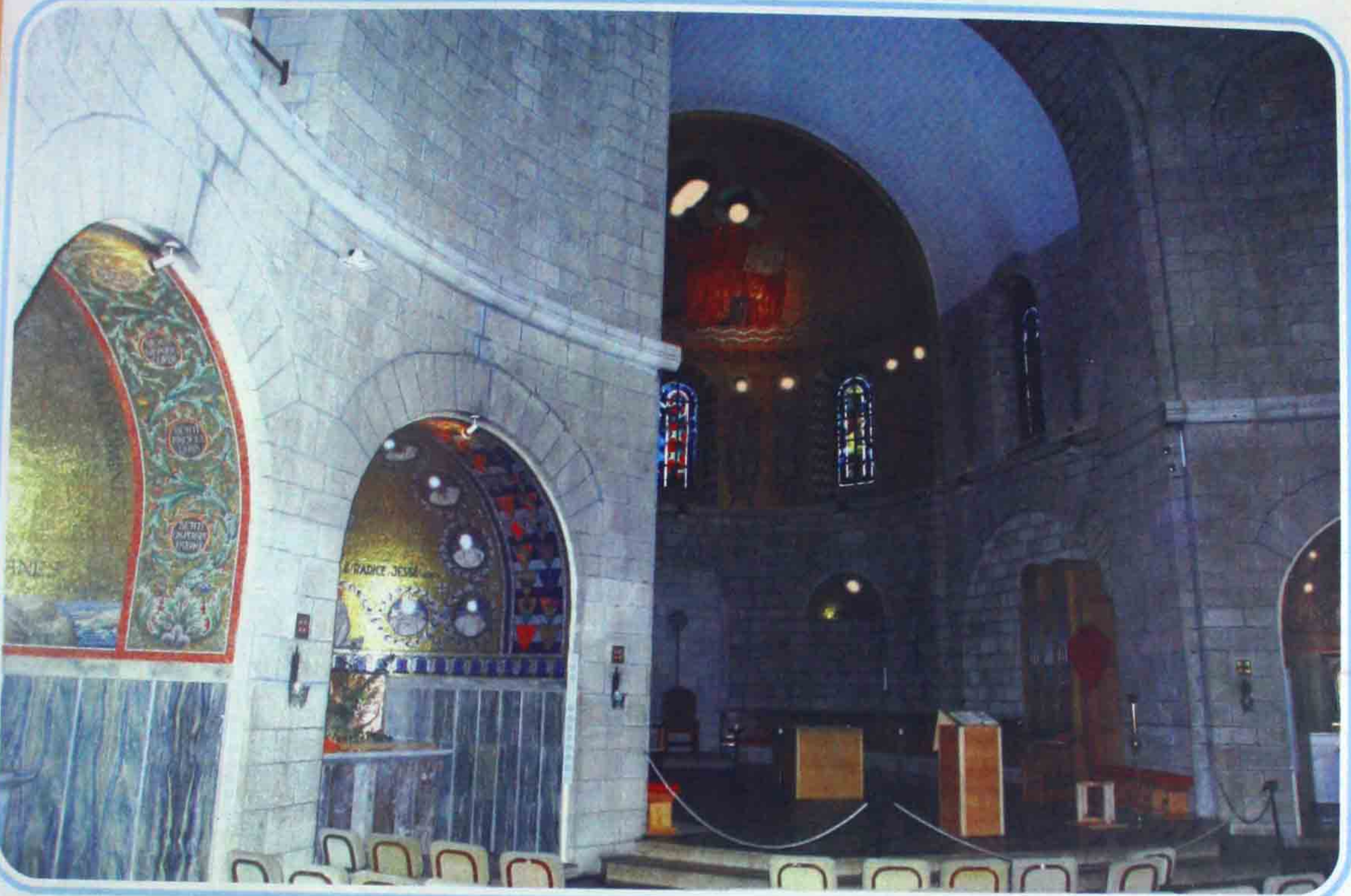
حضرت مریم علیہا السلام کے والد عمران کی قبر و مزار

تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نام نامی کے ساتھ قرآن مجید میں **25** دفعہ، لقب مسیح کے ساتھ **11** دفعہ اور ابن مریم کی کنیت کے ساتھ **23** مرتبہ مذکور ہیں۔

حلیہ مبارک

بخاری کی حدیث معراج میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میری ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تو ان کو درمیانہ قد، سرخ و سپید پایا۔ بدن ایسا شفاف تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حمام سے نہا کر آئے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کے کاکل کاندھوں تک لٹکے ہوئے تھے اور بعض احادیث میں ہے کہ رنگ کھلتا ہوا گندم گوں تھا۔ بخاری کی روایت اور اس روایت میں اداء و تعبیر کا فرق ہے۔ حسن میں اگر صباحت کے ساتھ ملاحت کی آمیزش بھی ہوتی ہے تو اس رنگ میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، کسی وقت اگر سرخی جھلک آئی تو صباحت نمایاں ہو جاتی ہے اور اگر کسی وقت ملاحت غالب آ گئی تو چہرہ پر حسن و لطافت کے ساتھ کھلتا ہوا گندم گوں رنگ چمکنے لگتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام، سلسلۂ انبیائے بنی اسرائیل کے آخری نبی اور حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں۔ ان کی پیدائش معجزانہ انداز میں بغیر باپ کے ہوئی۔ جب یہودیوں نے آپ علیہ السلام کی والدہ پر الزام لگایا تو آپ علیہ السلام نے گود میں معجزانہ انداز میں کلام کر کے اپنی والدہ کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش کوہ ساعیر کے دامن میں ہے۔ یہ جگہ بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے۔ بعض لوگوں نے جائے پیدائش ناصرہ کو قرار دیا ہے۔ (ترجمان القرآن) پیدائش کے بعد سے لے کر نبوت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں رہے۔ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ قرآن و حدیث میں اس مسئلے پر سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ ابن کثیر (البدایہ 70/2) نے وہب بن منبہ وغیرہ سے جو اسرائیلی روایات کے ماہر تھے، یہ نقل کیا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام بادشاہ وقت ہیرود کے خوف سے مصر کے کسی مقام پر چلی گئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے ابتدائی **12** سال وہیں گزرے۔ (الطبری تاریخ 22/2)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر **30** سال ہوئی تو ان پر نزول وحی کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پورے زور وشور سے دعوت و تبلیغ کا آغاز کر دیا۔ ان کی تبلیغ میں حکمت و دانائی کے ساتھ ساتھ احکام الٰہی پر شدت سے عمل کرنے اور کرانے کا جذبہ بھی پایا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے مواعظ میں ان مذہبی لوگوں کو خاص طور پر ہدف تنقید بنایا، جنہوں نے مذہب کے نام پر دکانداریاں قائم کر رکھی تھیں۔ انہوں نے اعلان نبوت کے چند دن بعد ایک پہاڑی پر وعظ کیا، جسے خطبہ کوہ (Sermon on the mount) کہا جاتا ہے۔ اس وعظ میں ان کی تمام تعلیمات کا خلاصہ موجود ہے۔ پھر جیسے جیسے عوام ان سے متاثر ہوتے گئے، خواص، یعنی مذہبی لوگ، کاہن اور فریسی (Pharisees) اتنے ہی ان کے مخالف ہوتے گئے، کیونکہ انہیں اپنی مذہبی سیادت ختم ہوتی نظر آ رہی تھی۔

(اردو دائرہ معارف الاسلامیہ: 364/14/2، بحوالہ: نشانات ارض قرآن)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کا معجزہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں کلام کے معجزے کی خبر ہر طرف پھیل گئی کہ نوزائیدہ بچہ باتیں کرتا ہے۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن ہی میں مشہور ہو گئے

پھر یہ خبر شام کے بادشاہ تک بھی پہنچی۔ وہ کافر اور ظالم تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جاؤ اس بچے کا پتا کرو اور قتل کر دو۔

یہ خبر حضرت مریم علیہا السلام تک بھی پہنچ گئی کہ شام کے بادشاہ کی طرف سے کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں اور وہ ان کے بچے کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ علیہا السلام نے بچے کو اٹھایا اور وہاں سے نکل کھڑی ہوئیں۔ ایک قافلہ مصر کی طرف جا رہا تھا، آپ علیہا السلام اس قافلہ میں شامل ہو گئیں۔ پھر راستے میں آپ علیہا السلام وہاں سے دمشق اور صالحہ کے شمال کی طرف جبل قادسیون میں واقع ایک گاؤں میں یہود کے خوف سے پناہ گزین ہوئیں۔ غرضیکہ حضرت مریم علیہا السلام مصائب سفر برداشت کرتی ہوئیں مصر پہنچیں اور مصر میں **12** برس قیام پذیر رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک کاتب کے پاس لے گئیں اور کہا کہ اس بچے کو لکھنا پڑھنا سکھانا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کو مارنا نہیں۔ معلم نے آپ علیہ السلام کو کہا کہ لکھو۔ آپ علیہ السلام نے کہا کہ میں کیا لکھوں؟ تو اس نے کہا کہ حروف ابجد (ا ب ت وغیرہ) لکھو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ ابجد کیا ہیں؟ معلم نے اپنا کوڑا آپ علیہ السلام کو مارنے کے لئے اٹھایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے مؤدب (ادب سکھانے والے) مجھے ماریں نہیں، اگر آپ کو علم نہیں تو مجھ سے پوچھیں، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ:

(الف) آلاء اللہ (اللہ کی نعمتیں) سے لیا ہوا ہے
(ب) بہاء اللہ (اللہ کی خوبصورتی) سے
(ج) جمال اللہ (اللہ کا جمال) سے
(د) اداء الحق الی اللہ (اللہ کے حقوق اس کے سپرد کرنا) سے ماخوذ ہے۔

اور برکت والا بنانے کا مقصد یہ بھی ہے کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ تمام احوال میں مجھے غالب بنایا، جب تک میں دنیا میں رہوں گا مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ دلائل میں غیروں پر غالب رکھے گا اور جب دنیا سے جانے کا میرا وقت آ جائے گا تو مجھے زندہ ہی آسمانوں پر اٹھا لیا جائے گا۔

مصر کے بعد ماں بیٹا ناصرہ میں مقیم ہو گئے۔ یہاں **18** برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قیام کیا۔ جب آپ علیہ السلام کی عمر **30** برس کی ہو چکی تو وحی الٰہی نازل ہوئی اور ہدایت یہود پر معمور ہوئے۔ اردن ندی پر آپ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہر میں غوطہ دیا (یعنی اصطباغ کیا) اس کے بعد سے **30** برس تک تبلیغ دین عیسوی کرتے رہے۔ ہیروڈوس کی بیوی کے کہنے سے حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل کیے گئے۔ یہ بزرگوار اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ زہد و ورع میں شہرہ آفاق تھے۔ شب و روز عبادت میں ایسے مصروف رہتے کہ جسم لاغر ہو گیا تھا۔

آپ علیہ السلام کی شہادت کے بعد لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معجزات دکھائے۔ ان پر خوان نعمت نازل ہوا، انجیل شریف آپ علیہ السلام ہی پر اتری۔ اون اور بالوں کے کپڑے پہنتے اور ساگ پات کھاتے۔ آپ علیہ السلام کے **12** حواری تھے۔

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
1	شمعون الصفا	2	اندراوس	3	یعقوب ابن زبدی
4	یحییٰ	5	فیلبس	6	برتولوماؤس
7	لوقا	8	متی العشار	9	یعقوب ابن حلفا
10	لیا (نداؤس)	11	شمعون القنانی	12	یہوداالاصحر لوطی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب چند واقعات

زمین میں دھنس گئے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ویران گاؤں پر گزر ہوا۔ آپ علیہ السلام نے خدا سے دعا فرمائی کہ اس کو گویائی عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی خاطر اسے زبان عطا کر دی اور وہ گاؤں کہنے لگا ''اے روح اللہ! آپ کیا چاہتے ہیں؟''

آپ علیہ السلام نے پوچھا:

''تجھے ویران ہوئے کتنا زمانہ گزرا؟''

اس نے کہا:

''چار ہزار سال۔''

پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا:

''تجھ میں کتنے لوگ آباد تھے؟''

اس نے کہا:

''یہ تو مجھے معلوم نہیں، مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک ایک نام کے چالیس ہزار مجھ میں آباد تھے۔''

آپ علیہ السلام نے پوچھا:

''ان کی ہلاکت کا کیا سبب ہوا؟''

اس نے کہا:

''ان کے پاس ایک سونے کا بت تھا، جس کی ہر روز ہزار آدمی خدمت کیا کرتے تھے اور ہر شب کو ہزار عورتیں اس کی خدمت گزاری میں لگی رہتی تھیں اور ہر روز سات بار ان کا بادشاہ اس کو سجدہ کیا کرتا تھا اور ہر شب کو اس کے سجدے میں مشغول رہتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کے سوا ہم کسی پروردگار کو نہیں پہچانتے۔ چنانچہ ایک بار تمام شب اس کے پاس لہو و طرب میں مشغول رہے اور اس پر خدا نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا۔''

پتھر کا تکیہ

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک پتھر کا تکیہ رکھا۔ ابلیس وہاں سے گزرا تو کہنے لگا:

''اے عیسیٰ! آپ تو دنیا میں راغب ہو گئے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سر کے نیچے سے پتھر ہٹایا اور ابلیس کی طرف دے مارا اور فرمایا: ''لے جا! یہ دنیا بھی تو ہی لے لے۔''

پتھر اور پھول

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر یہود کی طرف ہوا۔ یہود نے آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے۔ آپ علیہ السلام نے نہایت نرمی سے اور خیر بھرے الفاظ میں جواب دیا۔

لوگوں نے آپ علیہ السلام سے اس کی وجہ دریافت کی، تو فرمایا:

كل احد ينفق مما عنده

یعنی جس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، وہی خرچ کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، صفحہ ۳۸۳، جلد ۱)

بوسیدہ مکان

امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شعیب بن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ کاش آپ گھر بنا لیتے۔

فرمایا: ''جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کے بوسیدہ مکان ہی ہمارے لئے کافی ہیں۔''

خوف خدا کے سبب آنکھ ہی نکال دی

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بہت سے لوگوں کو لے کر بارش کی دعا کرنے چلے۔ وحی نازل ہوئی کہ ''جب تک تمہارے ساتھ گناہگار لوگ موجود ہیں بارش نہیں برسائی جائے گی۔''

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا کہ ''تم میں سے جو، جو گناہگار رہے وہ چلا جائے، جس نے کوئی گناہ کیا ہو وہ ہمارے ساتھ نہ رکے۔''

یہ سن کر تمام لوگ واپس پلٹ گئے، لیکن ایک ایسا شخص باقی رہا جس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا کہ ''تم واپس کیوں نہیں گئے؟''

وہ شخص عرض گزار ہوا:

''یا روح اللہ علیہ السلام! میں نے لمحہ بھر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی، البتہ ایک مرتبہ بلاقصد میری نظر ایک اجنبی عورت کے پاؤں پر پڑ گئی، اپنے اس فعل پر میں بہت شرمندہ ہوا اور اپنی سیدھی آنکھ نکال پھینکی۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر میری دوسری آنکھ بھی خطا کرتی تو میں اسے بھی نکال پھینکتا۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ علیہ السلام کی مبارک داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر اس شخص سے فرمایا کہ ''تو ہمارے لئے دعا کر، میری نسبت تو زیادہ دعا کرنے کا حقدار ہے۔ کیونکہ میں تو نبوت کی وجہ سے گناہوں سے معصوم ہوں، اور تو معصوم بھی نہیں لیکن پھر بھی ساری زندگی گناہوں سے بچتا رہا۔''

چنانچہ وہ شخص آگے بڑھا اور اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔ پھر کچھ اس طرح سے بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض گزار ہوا:

''اے ہمارے پروردگار عزوجل! تو نے ہی ہمیں پیدا فرمایا اور تو ہماری پیدائش سے پہلے بھی جانتا تھا کہ ہم کیا عمل کرنے والے ہیں، پھر بھی تو نے ہمیں پیدا فرمایا، جب تو نے ہمیں پیدا فرما دیا تو، تو ہی ہمارے رزق کا کفیل ہے۔ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بارانِ رحمت عطا فرما۔''

اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان ہے! ابھی وہ شخص دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ایسی بارش آئی گویا آسمان پھٹ پڑا ہو اور اس کی دعا کی برکت سے پیاسے سیراب ہو گئے۔

(حوالہ عیون الحکایات)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام پیدائش: بیت اللحم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں۔ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے معجزانہ طور پر بغیر باپ کے پیدا کیا۔ آپ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں دو اقوال ہیں۔

1. بعض کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام کی پیدائش بیت اللحم میں ہوئی۔
2. بعض مورخین نے آپ علیہ السلام کی جائے پیدائش ناصرہ کو قرار دیا ہے۔

آپ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم علیہا السلام وقت کے بادشاہ ہیرود کے خوف سے مصر چلی گئی تھیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی 12 سال مصر ہی میں گزرے۔ (حوالہ تاریخ طبری ۲/۲۲)

مشہور قول یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت بیت اللحم ہے۔ یہ بیت المقدس سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ عیسائیوں نے جائے ولادت کی جگہ ایک گرجا گھر بھی بنایا ہوا ہے جو کہ 326ء میں تعمیر ہوا تھا۔

ناصرہ

حضرت مریم علیہا السلام نے زندگی کا اکثر حصہ ناصرہ میں گزارا۔ اس کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے۔ یہ بیت المقدس سے سوکلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

اسرائیل کے شہر بیت اللحم میں جس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اب اس جگہ کے اوپر چرچ بنا دیا گیا ہے جو کہ چرچ آف نیٹی ویٹی کے نام سے مشہور ہے۔

بادشاہ کانسٹنٹائین کی والدہ ہیلن نے ایک عظیم الشان چرچ 330ء میں تعمیر کروایا جو دنیا کا قدیم ترین چرچ ہے۔ یہ چرچ بیت اللحم میں ہے۔ یہ دنیا کی قدیم عمارت میں سے ہے۔ روایات کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام یہاں پیدا ہوئے۔ یہاں پر ایک درخت ہے، جہاں حضرت مریم علیہا السلام دردِ زہ کے وقت بیٹھی تھیں۔ اس درخت نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر آپ علیہا السلام کو کھجوروں کا تحفہ پیش کیا تھا۔ یہاں پر ایک غار ہے اور غار سے بالکل متصل کونے میں ایک پتھر نصب ہے جس میں ایک سوراخ ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس جگہ کھجور کا وہ درخت تھا جس کے متعلق قرآن مجید میں ذکر ہے کہ "اے مریم! اس کو ہلاؤ تو کھجوریں گریں گی۔"

جس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی وہاں ایک بچے کی شکل کا بت بھی رکھا ہوا ہے۔ اس کے قریب ایک پنگوڑے میں بھی بچے کا بت ہے۔ زیارت کو آنے والے عیسائی ان بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کی ماں (نعوذ باللہ من ذلک) مانتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر شوقی ابوخلیل اطلس القرآن میں بیت اللحم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بیت اللحم، بیت المقدس کے جنوب میں آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر غرب اردن کے اندر واقع ہے جو 1967ء سے اسرائیلی تسلط میں ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ یہاں کلیسائے ولادت ہے۔ جسے قسطنطین اعظم نے آٹھ کلومیٹر تعمیر کرایا تھا۔

یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس آئے تو بیت اللحم کا ایک راہب حاضر ہوا، اس نے کہا کہ میرے پاس آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیت اللحم کے لئے امان نامہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لاعلمی ظاہر کی تو اس نے وہ امان نامہ پیش کیا (جو اس نے دور جاہلیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لکھوایا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہچان کر کہا کہ یہ درست ہے۔ مگر ضروری ہے کہ ہم عیسائیوں کے ہر مقام پر مسجد بنائیں۔

راہب نے کہا کہ بیت اللحم میں ایک محراب ہے جس کا رخ آپ کے قبلے کی طرف ہے۔ اسے آپ مسلمانوں کے لئے مسجد بنالیں اور گرجا منہدم نہ کریں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے گرجے کو چھوڑ دیا اور محراب کے پاس جا کر نماز پڑھی اور اسے مسجد بنالیا۔ اسے محراب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ فرنگیوں (صلیبیوں) نے جب شہر پر قبضہ کیا تو اس میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہاں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبریں ہیں۔ (معجم البلدان)

مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنکھوں دیکھا حال

جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم پھر بیت اللحم میں موجود تھے۔ مسجد عمر سے ہوتے ہوئے ایک کھلے صحن سے گزر کر ایک عالیشان چرچ میں داخل ہوئے۔ چرچ میں داخل ہونے کے تین دروازے ہیں۔ لیکن پادریوں نے دو دروازے اینٹیں لگا کر بند کر کے ایک چھوٹا 120 سینٹی میٹر اونچا دروازہ کھلا چھوڑا ہے۔ میرے خیال میں دروازہ چھوٹا اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ لوگ جھک کر چرچ میں داخل ہوں۔ دنیا کا یہ پہلا چرچ چوتھی صدی عیسوی میں رومیوں نے بنایا تھا۔ چرچ کے تہہ خانے میں ایک غار ہے جہاں پر چرچ تعمیر ہونے سے قبل ایڈونس دیوتا کی عبادت کی جاتی تھی اور اسے اس دیوتا کی جائے پیدائش قرار دیا جاتا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی میں عیسائی علماء نے اس غار کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش قرار دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ کیتھولک اور مغربی چرچ اسے 25 دسمبر قرار دیتے ہیں۔ آرمینا کے چرچ، جو مشرقی کیلنڈر استعمال کرتے ہیں، 16 جنوری کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش مناتے ہیں۔ جبکہ یونانی آرتھوڈکس یوم پیدائش 7 جنوری کو قرار دیتے ہیں۔

بیت اللحم کا یہ چرچ یورپ اور دنیا کے کونے کونے سے آنے والے عیسائی زائرین سے بھرا ہوا تھا۔ ہم نے چرچ کو گھوم پھر کر دیکھا۔ یہ اعلیٰ نقش ونگار سے مزین تھا۔ ہم ایک تنگ راستے سے چرچ کے تہہ خانے میں بھی اترے۔ وہاں وہ غار ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے بچے کی پیدائش کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے پناہ لی تھی۔

حضرت مریم علیہا السلام اسی کھجور کے درخت سے کھجوریں کھا کر اور پانی پی کر گزارہ کرتی رہی تھیں۔ اسی مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جنم لیا تھا۔ جس مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، وہاں ایک ستارے کا نشان لگا کر اس بات کی نشاندہی کر دی گئی ہے تاکہ لوگوں کو پیدائش کے اصل مقام کا پتہ چلتا رہے۔ اس ستارے کے قریب دو موم بتیاں جلتی رہتی ہیں۔ فرش سنگ مرمر کا ہے۔ غار میں داخل ہونے کے لئے ایک طرف سے نیچے سیڑھیاں اترنی پڑتی ہیں جبکہ باہر نکلنے کے لئے دوسری طرف سیڑھیاں اوپر چڑھتی ہیں۔

بیت اللحم کا عربی میں مطلب "گوشت کا گھر" اور عبرانی میں مطلب "روٹی کا گھر" ہے۔ اس قصبہ میں مجھے زیادہ تر لکڑی کے وہ کاریگر نظر آئے جو زیتون کی لکڑی سے زائرین کے لئے مذہبی اشیاء تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے کاریگر پتھر کی دیواریں تیار کرنے کے لئے مشہور ہیں۔ لوگوں کی آمدن کا انحصار زائرین پر ہے۔

یہ قصبہ بیت المقدس سے 330ء میں دور ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام جو ایک زاہدہ، نیک، پرہیزگار اور اللہ کی نیک بندی تھیں، مسجد اقصیٰ کے قریب ہی ایک محلّہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ بیت المقدس میں وہ حضرت زکریا علیہ السلام کی نگرانی میں زیر تربیت رہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام حرم شریف کے مشرقی حصہ میں پردہ کر کے اعتکاف میں بیٹھی تھیں جب اللہ کا فرشتہ آیا اور حضرت مریم علیہا السلام کو بیٹے کی بشارت دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مکمل تفصیل قرآن پاک کی سورہ مریم کی آیت نمبر 16 میں موجود ہے۔

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے

اسرائیل کے شہر بیت اللحم میں موجود وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے

بیت اللحم شہر بیت المقدس سے تقریباً **8 کلومیٹر** دور مشہور بستی ہے۔
اس شہر کے اگلے کنارہ پر حضرت راحیل زوجہ حضرت یعقوب علیہ السلام یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کی قبر شریف ہے، یہ قبر شریف یہاں کے قبرستان میں ہے۔ قبر پر قبہ بنا ہوا ہے۔ 8 فٹ اونچی 5 ہاتھ لمبی قبر ہے۔

یہاں کے منتظم عیسائی ہیں، بیت اللحم میں 10 فیصد مسلمان ہیں اور 90 فیصد عیسائی ہیں۔ بجلی کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے، سارے شہر میں صرف ایک جامع مسجد ہے، اس کے مقابلہ میں قریب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ یہاں بہت پرانا گرجا ہے۔ اس گرجے کو بیت اللحم کہتے ہیں۔ اسی نام پر شہر کا نام بیت اللحم ہے یہ گرجا تمام دنیا کے گرجوں سے زیادہ پرانا ہے، عجیب قسم کی عمارت ہے۔ ہم کو ایک عیسائی انگریز اندر لے گیا بہت گہری عمارت چلی گئی ہے۔ اندر جا کر دیکھا کہ ایک محراب سی پتھر کی بنی ہوئی ہے جس پر غلاف پڑا ہے اور بہت آراستہ ہے، محراب کے اندر اور دروازہ پر موتی لٹک رہے ہیں۔ غلاف اٹھا کر اصلی پتھر نظر آیا۔ اسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اصلی پتھر ویسے ہی محفوظ ہے، وہ پادری ہم کو سورہ مریم کی آیات نہایت فصاحت سے پڑھ کر سناتا جاتا اور زیارات کراتا جاتا تھا۔

جائے ولادت کے قریب ہی اس کھجور کی جگہ ہے جس کے پھل حضرت مریم علیہا السلام نے بوقت ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھائے۔ یہاں درخت تو نہیں ہے۔ ہاں اس جگہ سنگ مرمر کا ایک پتھر رکھا ہے جس کے وسط میں کھجور کی جڑ کے برابر سوراخ ہے۔

جائے پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام

چرچ آف نیٹی ویٹی کے برآمدہ کا منظر

چرچ آف نیٹی ویٹی کا داخلی دروازہ

مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام والے کمرے کا داخلی دروازہ

مشہور مؤرخ ناصر خسرو اپنے سفر نامہ میں جو کہ **700** سال پرانا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام پیدائش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میرے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جھولا یہاں رکھا رہتا تھا۔ یہ پنگورا پتھر کا ہے اور اتنا وسیع ہے کہ ایک آدمی اس میں اچھی طرح نماز ادا کر سکتا ہے۔ چنانچہ خود میں نے اس میں نماز پڑھی۔ یہ پنگورا زمین میں گڑا ہوا ہے اور اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جا سکتا۔ یہ وہ پنگورا ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لٹائے گئے اور انہوں نے شیر خوارگی میں لوگوں سے گفتگو فرمائی۔ اسی کو مسجد کی محراب بنا دیا ہے۔ اور اسی مسجد کے مشرقی پہلو میں محراب مریم علیہا السلام اور ایک محراب حضرت زکریا علیہ السلام کی واقع ہے۔ ان محرابوں کے اوپر قرآن شریف کی وہ آیات لکھی ہوئی ہیں جن میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جگہ پیدا ہوئے تھے جہاں یہ مسجد واقع ہے۔ ایک ستون کے پیٹے پر اس قسم کا نشان بنا ہوا ہے گویا کسی نے پتھر کو انگلیوں سے مروڑا ہے اور لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو دردزہ کی تکلیف ہوئی تو آپ نے اس طرح پتھر کو زور سے پکڑا تھا جس کا یہ نشان یہاں پڑ گیا۔ اس مسجد کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں چاندی اور پیتل کے بہت سے فانوس لٹکے ہوئے ہیں جنہیں ہر رات روشن کیا جاتا ہے۔ (تاریخ ناصر خسرو۔33)

مؤرخ علی ہروی لکھتے ہیں کہ بیت المقدس اور بیت اللحم کے درمیان حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ بی بی راحیل کا مقبرہ ہے۔ بیت اللحم وہ گاؤں ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہاں حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبریں بھی ہیں۔ نیز ایک گرجا بھی یہاں بنا ہوا ہے جس میں اعلیٰ درجہ کی مینا کاری ہے، اور سنگ مرمر کے ستون ہیں اور اس کے بننے کی تاریخ **1200** سال سے بھی زیادہ پہلے کی ہے۔ جیسا کہ ایک شہتیر کے کتبے سے جو ہمارے زمانے تک خراب نہیں ہوا ظاہر ہوتا ہے۔ کھجور کا درخت جس کا قرآن شریف میں ذکر مذکور ہے اس کی بھی جگہ یہیں ہے۔ نیز خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محراب ہے۔ جس کو فرنگیوں نے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچایا۔

مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنی عمارت کی مختلف تصاویر

یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ یہ شہر سطح سمندر سے چار ہزار فٹ بلند ہے۔ آبادی دس ہزار کے قریب ہے۔ زیادہ لوگ عیسائی ہیں۔ اس شہر کے وسط میں وہ جگہ ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام بیٹھی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

وھزی الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک رطبا جنیا

اس کھجور کے درخت کی جگہ ایک سوراخ ہے، یہاں عیسائیوں نے بہت بڑی عمارت بنائی ہے۔ اس عمارت کے کئی بڑے بڑے بلند ستون ہیں۔ ہر ستون کے ساتھ ایک ایک پادری بیٹھا ہوتا ہے جو زائرین کو موم بتیاں جلا کر دیتا ہے۔ موم بتیوں کے دھوئیں سے یہ عظیم الشان عمارت سیاہ ہو چکی ہے۔

اسی عمارت میں اس چشمے کی جگہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت بہہ نکلا تھا۔ جس کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا تھا:

واشربی وقری علینا

پانی پی اور آنکھوں کو ٹھنڈا کر۔

چشمے کے سامنے ایک غار ہے، جس میں بے پناہ مردوں کے سر اور ہڈیاں پڑی ہیں۔ ایک پادری نے کہا کہ یہ ان لوگوں کے سر ہیں جنہوں نے بیت اللحم کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔

عیسائی مورخین کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بیت المقدس سے آٹھ کلو میٹر دور جنوب کی جانب بیت اللحم نامی قصبہ میں ہوئی تھی۔ یہ قصبہ ایک اونچی پہاڑی پر آباد ہے جس کی آبادی بائیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں نصف مسلمان اور نصف عیسائی ہیں۔

مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فلسطین کے شہر بیت اللحم میں موجود وہ جگہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ تصویر میں ☆ والا نشان اس جگہ کی نشاندہی کے لئے بنایا گیا ہے۔

بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے
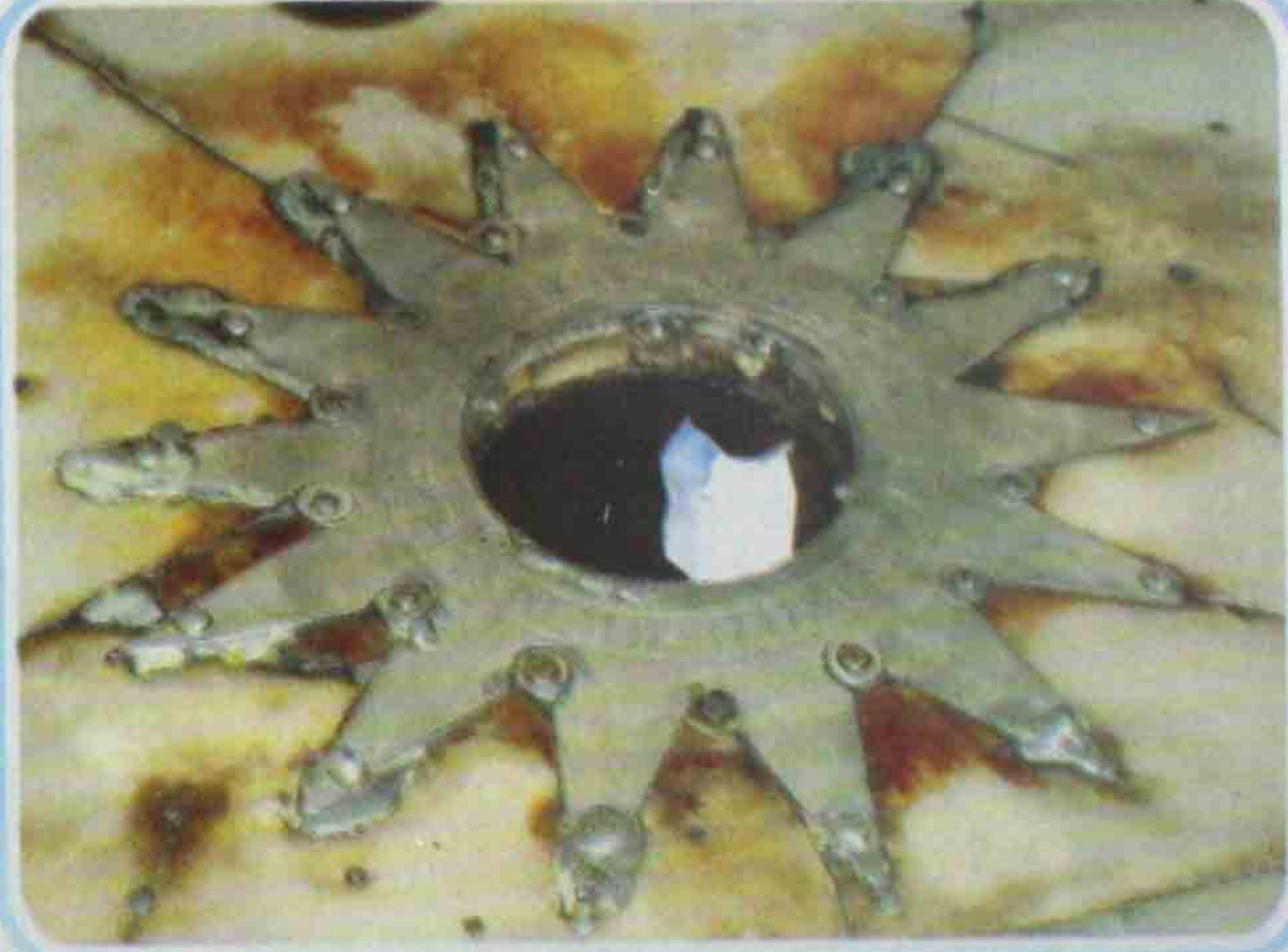
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش والے کمرہ کا اندرونی منظر

ناصرہ: جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 18 سال گزارے

یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارض فلسطین کے علاقے بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ پھر بادشاہ وقت کے خوف سے 12 سال مصر میں گزارے اور پھر ناصرہ میں بعد کے 18 سال گزارے۔ پھر آپ علیہ السلام کو 30 سال کی عمر میں نبوت دے دی گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں کے چپہ چپہ میں پھرتے اور لوگوں کو تبلیغ کرتے تھے۔ لیکن لوگوں نے آپ علیہ السلام کی تبلیغ سے بغاوت کی اور آپ علیہ السلام کو مارنے کی کوشش کی۔ نظارہ شہر یروشلم سے 100 کلومیٹر شمال میں بحیرہ روم اور دریائے گلیلی کے درمیان واقع ہے۔

ناصرہ (Nazareth)

یہ فلسطین کے علاقہ گلیل میں واقع ہے اور اسرائیلی ناجائز اور غاصب مملکت میں شامل ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کا تعلق ناصرہ ہی سے تھا۔ ناصرہ کی نسبت ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ بیت المقدس سے ناصرہ کا فاصلہ تقریباً 100 کلومیٹر شمال کی طرف ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مریم علیہا السلام کی رہائش گاہ

قرآن حکیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی رہائش گاہ اس طرح بیان کی ہے:

واوينٰهما الى ربوة ذات قرار ومعين

اور ہم نے عیسیٰ اور ان کی والدہ کو ایک ایسے ٹیلے پر ٹھکانا دیا جہاں رہائش کا موقع تھا اور پانی جاری تھا۔

بعض تفسیری روایات میں اس ٹیلے کا محل وقوع فلسطین کا ''الرملة'' اور بعض میں ''مصر'' بیان کیا گیا ہے۔ لیکن تفسیر روح المعانی میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اس سے مراد ''دمشق'' ہے۔ اور ایک روایت میں ''غوطة'' بیان کیا گیا ہے۔ (حوالہ تفسیر روح المعانی ۱۸/۳۸)

لیکن ناچیز کا خیال ہے کہ ان آخری دو روایتوں میں کوئی تضاد نہیں، اس لئے کہ پیچھے آپ دیکھ چکے ہیں کہ ''غوطة'' بھی دراصل دمشق ہی کا مضافاتی حصہ ہے اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین 12 تھے اور وہ دمشق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ''نہر بردیٰ'' کے کنارے رہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ غوطة میں تھی۔ کیونکہ ''نہر بردیٰ'' غوطة کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہوئی آگے گئی ہے اور ٹیلے شہر دمشق میں نہیں بلکہ غوطة میں ہیں جو جبل قادسیون کا ابتدائی حصہ ہے۔

جبل قادسیون میں حضرت مریم علیہا السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیام

جبل قادسیون نامی پہاڑی کی چوٹی جس کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ وہاں رہی تھیں یہ بہت ہی دلکش مقام ہے اور ایک قصر بلند سے ملتا ہے جس پر آپ سیڑھیاں چڑھ کر پہنچتے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کے رہنے کی جگہ ایک چھوٹا غار، حجرے کی مانند ہے۔ اسی کے سامنے حضرت خضر علیہ السلام کی نماز کا مقام بتایا جاتا ہے۔ یہاں چھوٹے چھوٹے آہنی کواڑ لگا دیئے گئے ہیں اور مسجد اور نہایت خوشنما حوض بنا ہوا ہے جس کا پانی نیچے گرتا ہے۔ (مسجد کی) دیوار میں پن چکی لگی ہے اور پانی اس پر بہہ کر نیچے سنگ مرمر کے ایک خوبصورت طاس میں آتا ہے۔ عقب میں بیت الخلاء بنے ہوئے ہیں جن میں بہتا ہوا پانی موجود ہے۔ یہ پہاڑی ان باغوں کے اوپر واقع ہے، جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا اور اس کا پانی شاخ در شاخ ہو کے انہی باغوں سے گزرتا ہے۔ پانی کی سات شاخوں میں سب سے بڑی ثورا کہلاتی ہے۔ یہ پہاڑی کے بالائی حصے پر چلتی ہے اور سخت چٹان کو کاٹ کر ٹکرانے سے سرنگ کی مثل اپنی گزرگاہ بنالی ہے۔

جبل قادسیون، جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر جاتے ہوئے کچھ عرصہ قیام فرمایا تھا۔
امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جبل قادسیون میں ایک غار ہے، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں نے نماز پڑھی۔ (حوالہ تاریخ دمشق 336/2)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب مقامات کا نقشہ

1	بیت اللحم	جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔
2	یروشلم	جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکثر آتے تھے۔
3	سامرہ	جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قیام کیا۔
4	ناصرہ (نظارہ)	جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرورش پائی۔
5	بیت الصیداء	جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اندھے کو بینائی کا تحفہ دیا۔
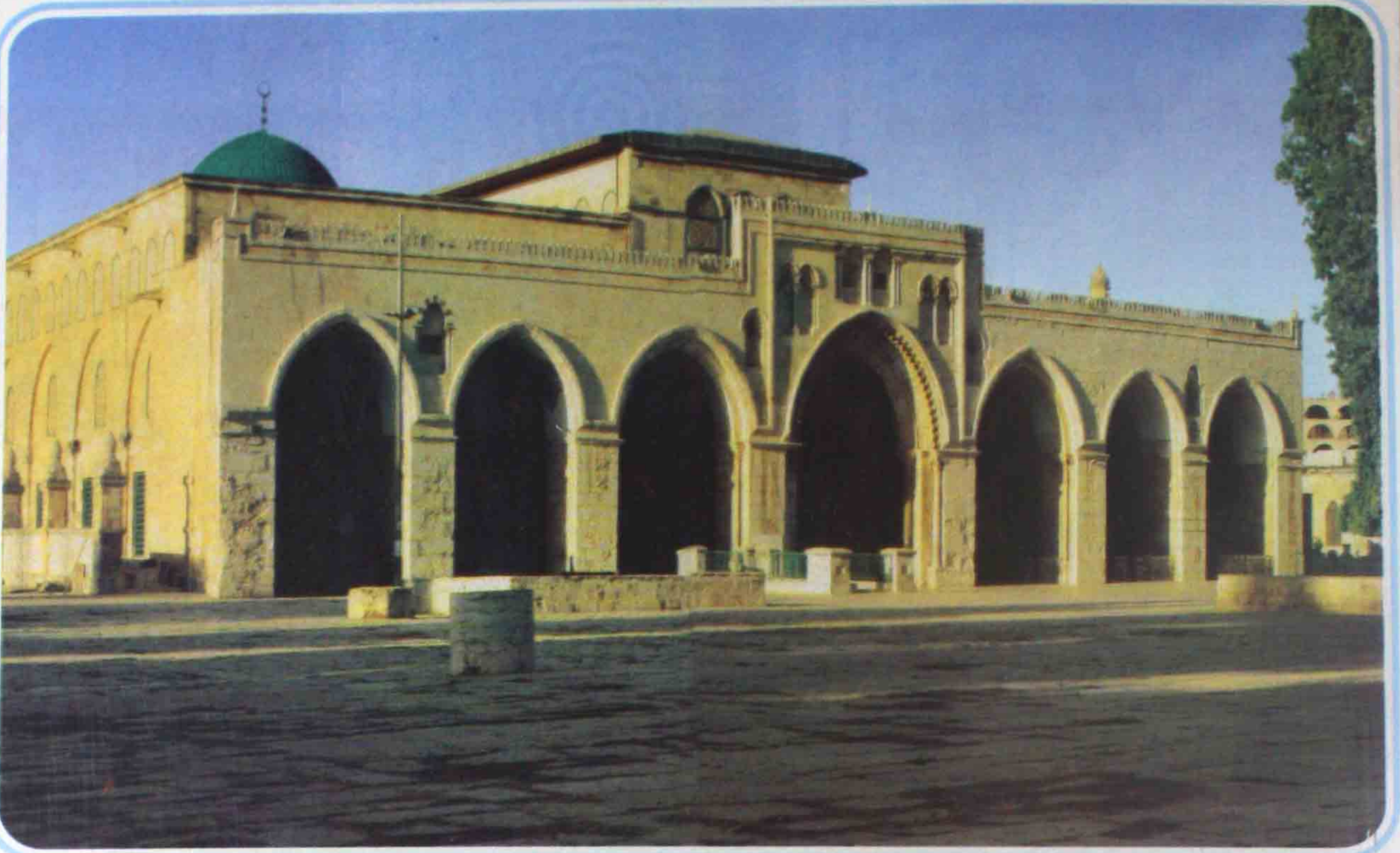
مسجد اقصیٰ: جہاں حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو جنتی پھل کھاتے دیکھا۔

زیرِ نظر تصویر مسجد اقصیٰ کے اندر کی ہے۔ اس میں جو چھوٹا محراب نظر آ رہا ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام عبادت کرتی تھیں اور اسی جگہ حضرت زکریا علیہ السلام نے آپ کو پھل کھاتے دیکھا تھا۔

اس شخص کا مزار، جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زندہ کیا تھا

زیرِ نظر تصویر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوست کے مزار کی ہے۔ اس کا نام عاذر تھا۔ جسے عبرانی میں لذارش اور یعاذر بھی کہتے ہیں۔ یہ مر گیا تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اس کو حکم باری تعالیٰ سے زندہ کیا۔ یہ جگہ یروشلم کے قریب **Mount of Olives** کے مشرقی سلوپ پر واقع ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرماتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا فرماتے اور **یا حی یا قیوم** پڑھتے تو مردہ زندہ ہو جاتا۔ محی السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ آپ علیہ السلام نے چار انسانوں کو زندہ کیا۔

1	عاذر	2	بڑھیا کا بیٹا
3	عاشر کی بیٹی	4	سام بن نوح

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست عاذر جب فوت ہو گیا تو اس کی بہن نے آپ علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ علیہ السلام کا بھائی عاذر فوت ہو گیا ہے۔ عاذر کے گھر اور آپ علیہ السلام جہاں تشریف فرما تھے اس کے درمیان تین دنوں کی مسافت تھی۔ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے کچھ ساتھی جب وہاں تشریف لائے تو اس کی بہن کو کہا کہ مجھے اس کی قبر پر لے جاؤ۔ آپ علیہ السلام نے قبر پر آ کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔ وہ کچھ زمانہ زندہ رہا، یہاں تک کہ زندہ ہونے کے بعد اس کی اولاد بھی ہوئی۔

(2) اسی طرح ایک بڑھیا کا بیٹا فوت ہو گیا۔ اسے چارپائی پر اٹھا کر لے جا رہے تھے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریب سے جنازہ گزرا تو آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو وہ زندہ ہو کر چارپائی پر بیٹھ گیا اور نیچے اتر آیا۔ اس نے کفن اتار کر کپڑے پہن لیے۔ چارپائی کو خود کندھوں پر اٹھا لیا اور اپنے گھر واپس آ گیا۔ وہ بھی کچھ زمانہ زندہ رہا اور اس کی اولاد بھی بعد میں ہوئی۔

(3) ایک شخص جو لوگوں سے عشر وصول کرتا تھا، یعنی بادشاہ کی طرف سے اسے عشر وصول کرنے پر مقرر کیا ہوا تھا، اس کی بیٹی فوت ہو گئی۔ دوسرے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی وہ زندہ ہو گئی۔ وہ بھی اس کے بعد کچھ وقت تک زندہ رہی۔ اس کی بھی اس کے بعد اولاد ہوئی۔

(4) حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کو فوت ہوئے کئی صدیاں بیت چکی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی قبر پر آئے، اس کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی زندہ کر دیا۔ جب وہ قبر سے نکلا تو قیامت کے خوف سے اس کا سر نصف سفید ہو چکا تھا۔ حالانکہ اس زمانے میں لوگوں کے بال سفید نہیں ہوا کرتے تھے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے۔ اس نے قبر سے نکلتے ہی پوچھا کہ کیا قیامت آ گئی ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں، قیامت تو ابھی نہیں آئی۔ البتہ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کر کے تمہیں زندہ کیا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم پھر مر جاؤ۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے، لیکن مجھے موت کی تکلیف سے محفوظ رکھا جائے۔

آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے موت کی تکلیف کے بغیر ہی دوبارہ موت عطا فرما دی۔

سام بن نوح کو زندہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جب قوم نے کہا کہ تم نے جو مردے ابھی زندہ کیے ہیں ان کی موت کے بعد جلدی ہی تم نے ان کو زندہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ حقیقت میں مرے ہی نہ ہوں بلکہ ان کو سکتہ کا مرض لاحق ہو تو ان کے کہنے پر آپ علیہ السلام نے سام بن نوح علیہ السلام کو زندہ کیا۔ آپ علیہ السلام کے اور ان کے درمیان چار ہزار سال کا عرصہ تھا۔ جب وہ زندہ ہوا تو اس نے کہا کہ اے لوگو! تم ان پر ایمان لے آؤ، یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

کچھ لوگوں نے تو ایمان قبول کر لیا لیکن کچھ بدبختوں نے یہ عظیم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی یہ کہا کہ جادو ہے اور وہ ایمان لانے سے محروم ہے۔ (روح المعانی)

(5) بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس وقت کے بادشاہ نے اپنے بیٹے کو زندہ کرنے کی درخواست کی تھی، تا کہ وہ زندہ ہو کر اس کا خلیفہ بن سکے۔ تو آپ علیہ السلام کی دعا سے وہ بھی زندہ ہو گیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس سے دعا کر کے کئی جانوروں کو بھی زندہ کیا تھا۔

عازر کی قبر کی دو نادر تصاویر

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عازر نامی شخص کو زندہ کیا تھا

عازر کے 2100 سال پرانے مزار کا اندرونی منظر

عازر کی قبر تک جانے والا راستہ

عازر کی قبر تک جانے والا راستہ

عازر کے مقبرہ کا اندرونی منظر
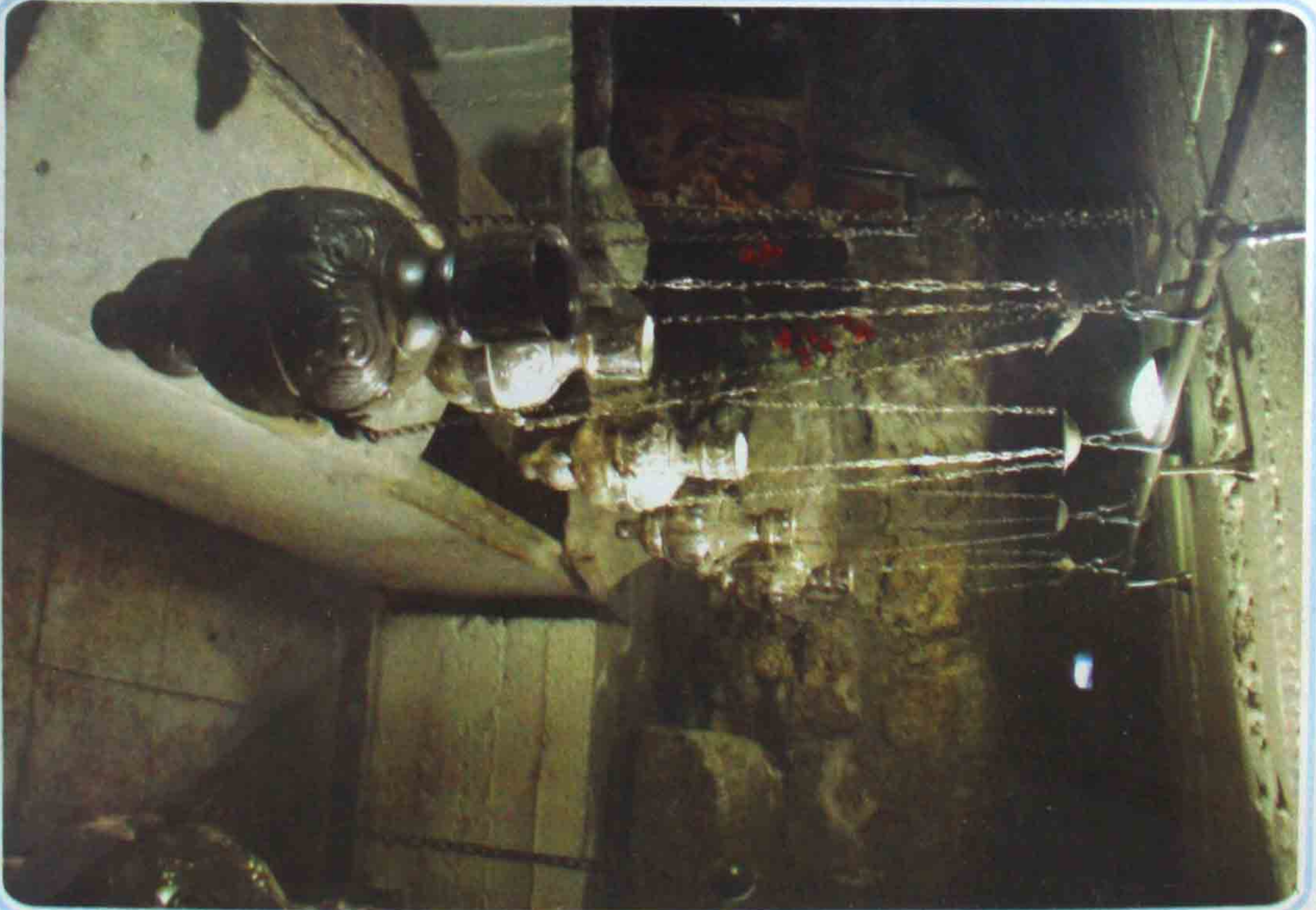
وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی سے نابینا کو بینائی دی

اریحا شہر 6000 سال قبل مسیح میں وجود میں آیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل یہاں آئے۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نابینا کو خدا کے حکم سے بینائی بخشی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اندھوں اور برص والوں کو تندرست اور مردوں کو زندگی بخشنے کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔ رب العزت قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

وتبرئُ الاکمه والابرص باذنی واذ تخرج الموتیٰ باذنی

اور تم اچھا کردیتے، مادرزاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے اور تم نکالتے قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے میرے حکم سے۔

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تین مرضوں کے ازالہ کی قوت دی گئی تھی۔ مگر حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن ہر مرض کی دوا اور ہر بیماری کے لئے فوری شفا ہے۔

اریحا: یہ دنیا کے قدیم شہروں میں سے ایک ہے اور پچھلے 10,000 سال سے آباد ہے۔ یہ جگہ سطح سمندر سے 260 میٹر (853 فٹ) نیچے واقع ہے۔ یہ یروشلم سے 36 کلومیٹر مشرق کی طرف عمان کی طرف جانے والے روڈ پر واقع ہے۔

عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جریکو میں کچھ دن گزارے تھے۔ حال میں جریکو کے قریب ''سلمان کی پہاڑی'' نامی بستی دریافت ہوئی ہے۔ جس کے بارے میں ماہرین آثار قدیمہ کا کہنا ہے کہ یہ دو ہزار سال پرانی بستی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس بستی کو بھی ضرور دیکھا ہوگا۔ جریکو میں آثار قدیمہ کے ماہرین نے اس زمانے کی چیزیں دریافت کی ہیں جب لوگ پتھر کے دور کو خیر باد کہہ کر زراعت کا آغاز کرنے والے تھے۔ پتھر کے اس قسم کے اوزار بھی ملے ہیں جن سے کاشتکاری کی جاتی تھی۔

اریحا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نابینا کو حکم خدا سے بینائی دی تھی

بیت المقدس (یروشلم) کی تین پہاڑیاں بڑی تاریخی اور مذہبی اہمیت کی حامل ہیں۔ 1۔ موریہ پہاڑی (Mount Moriah) 2۔ صیہون کی پہاڑی (Mount Zion) 3۔ زیتون کی پہاڑی (Mount of Olives)۔ یہودیوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت اہم یادگاریاں بھی انہی پہاڑیوں پر ہیں۔

کرب کی چٹان جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکثر عبادت کرتے تھے

بیت المقدس (یروشلم) کے مشرق میں 2 کلومیٹر لمبا کوہ زیتون نامی پہاڑی سلسلہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے درخت آج بھی موجود ہیں۔ یہاں پر ایک چٹان ہے جو کہ کرب کی چٹان کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکثر عبادت کے لئے آیا کرتے تھے اور یہیں پر اپنے حواریوں کو شریعت کا درس دیا کرتے تھے۔ اب اس چٹان پر نشاندہی کے لئے عبادت خانہ تعمیر کر دیا گیا ہے۔

کرب کی وہ چٹان جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادت کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گھر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ اپنا گھر بنایا تھا۔ یہ جگہ یروشلم کے گاؤں Capernaum میں ہے۔
یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بہت سے معجزات دکھائے۔ یہ گاؤں بحیرہ طبریہ کے شمال کی طرف واقع ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازش کرنے والے ہیرود بادشاہ کا محل

زیرِ نظر تصویر اسرائیل میں موجود ہیرود نامی بادشاہ کے محل کی ہے۔ یہ وہ بادشاہ تھا جس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کروایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھی سازشیں کرتا رہا۔ یہ محل یروشلم میں بحرِ میت کے قریب واقع ہے۔

ہیرود بادشاہ کے بنائے ہوئے محل کے آثار

بحرمیت کے کنارے پر ہیرود بادشادہ کا بنایا ہوا حوض، جس میں ہیرود بادشاہ کے محل میں موجود سوئمنگ پولز میں تازہ پانی بھرنے کے لئے پانی جمع کیا جاتا تھا۔

ہیرود بادشاہ کی بنائی ہوئی تعمیرات کے آثار

ہیرود بادشاہ کی بنائی ہوئی عمارت کے آثار

مصر کی وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیرود بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر آ گئے تھے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں
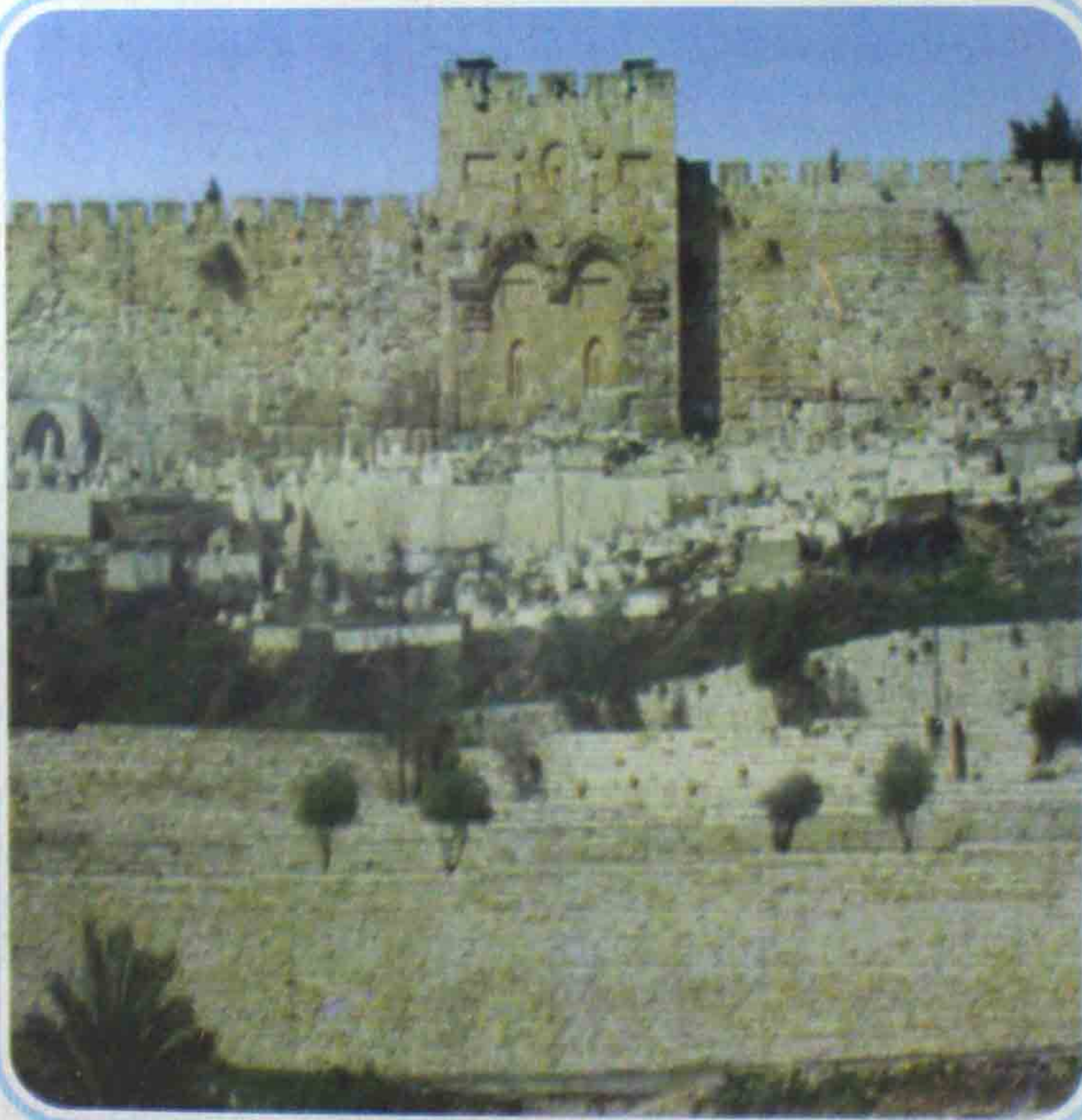
یروشلم کا مشرقی گیٹ، جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام گزرے تھے

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 40 دن عبادت میں گزارے
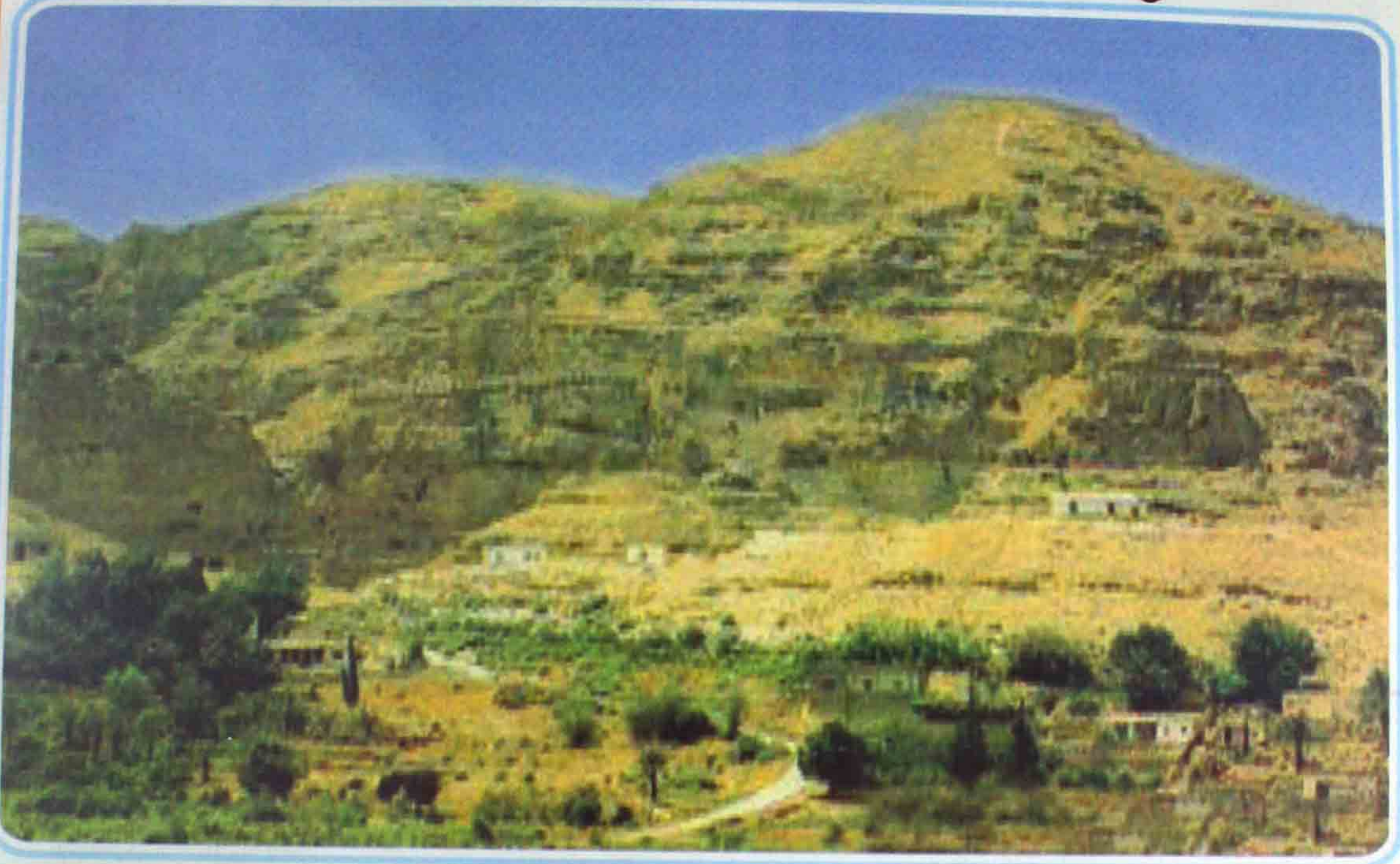
زیر نظر تصویر Mount of Temptation نامی پہاڑ کی ہے۔ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 40 دن روزہ رکھ کر گزارے۔ یہ جگہ جورڈن کی وادی میں جریکو سے 3 کلومیٹر شمال مغرب میں واقع ہے اور سطح سمندر سے 350 میٹر بلند ہے۔ اس پہاڑ کو قرنٹل کا پہاڑ بھی کہا جاتا ہے۔ قرنٹل کا مطلب ہے (40) یہ نام ان 40 ایام کی مناسبت سے دیا گیا ہے جو اس جگہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھ کر گزارے۔

بحیرہ طبریہ

بحیرہ طبریہ: جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہت سے معجزات دکھائے

بحیرہ طبریہ کو See of Galilee بھی کہتے ہیں۔ یہ اسرائیل کا مشہور دریا ہے جو کہ یروشلم کے شمال میں واقع ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے ساتھ بہت سا وقت درس وتدریس میں گذارا اور اس دریا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پانی پر چلنے کا معجزہ بھی روایات میں نظر آتا ہے۔

"بحیرہ طبریہ" وہ دریا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے کہ قرب قیامت میں جب یاجوج ماجوج نکلیں گے اور بحیرہ طبریہ پر پہنچیں گے تو اس کے لشکر کا اگلا حصہ اس کا سارا پانی پی جائے گا۔ جب آخری حصہ وہاں پہنچے گا تو انہیں وہاں پانی نہیں ملے گا۔

(کتاب الفتن لنعیم بن حماد ج 2 ص 589 مکتبہ التوحید، القاہرہ)

بحیرہ طبریہ سے مزید بائیں طرف ہٹ کر فلسطین کی پہاڑیاں ہیں، ان پر بھی ہماری شامت اعمال سے اسرائیل کا قبضہ ہے۔

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری کھانا کھایا

ماؤنٹ زیون پر موجود وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری کھانا کھایا تھا۔ زیر نظر تصویر ماؤنٹ زیون پر موجود حضرت داؤد علیہ السلام کے مزار کی ہے جو کہ ہزاروں سال پرانا ہے۔
یہ کمرہ حضرت داؤد علیہ السلام کے مزار کی دوسری منزل پر واقع ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق آپ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے تھے اور عیسائیوں کے مطابق اس کے بعد انہیں سولی چڑھا دیا گیا۔

اسرائیل کے شہر یروشلم کی ماؤنٹ زیون پر موجود حضرت داؤد علیہ السلام کا مزار مبارک۔ یہیں پر وہ کمرہ ہے (جس کی تصویر احقر نے اوپر دی ہے) جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری کھانا کھایا تھا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا۔

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری کھانا کھایا تھا۔ اس کمرہ میں بنے محراب کا منظر

مقام عبادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذہبی تہوار کے موقع پر بیت المقدس آئے ہوئے تھے۔ یہاں انہوں نے فسخ کا آخری کھانا کھایا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے گیارہ شاگردوں سمیت شہر کے باہر گتسمین نامی ایک جگہ رات گذارنے کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر اپنے شاگردوں سے الگ ہو کر منہ کے بل گر کر اللہ سے دشمنوں سے نجات کی دعا مانگی۔ جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔
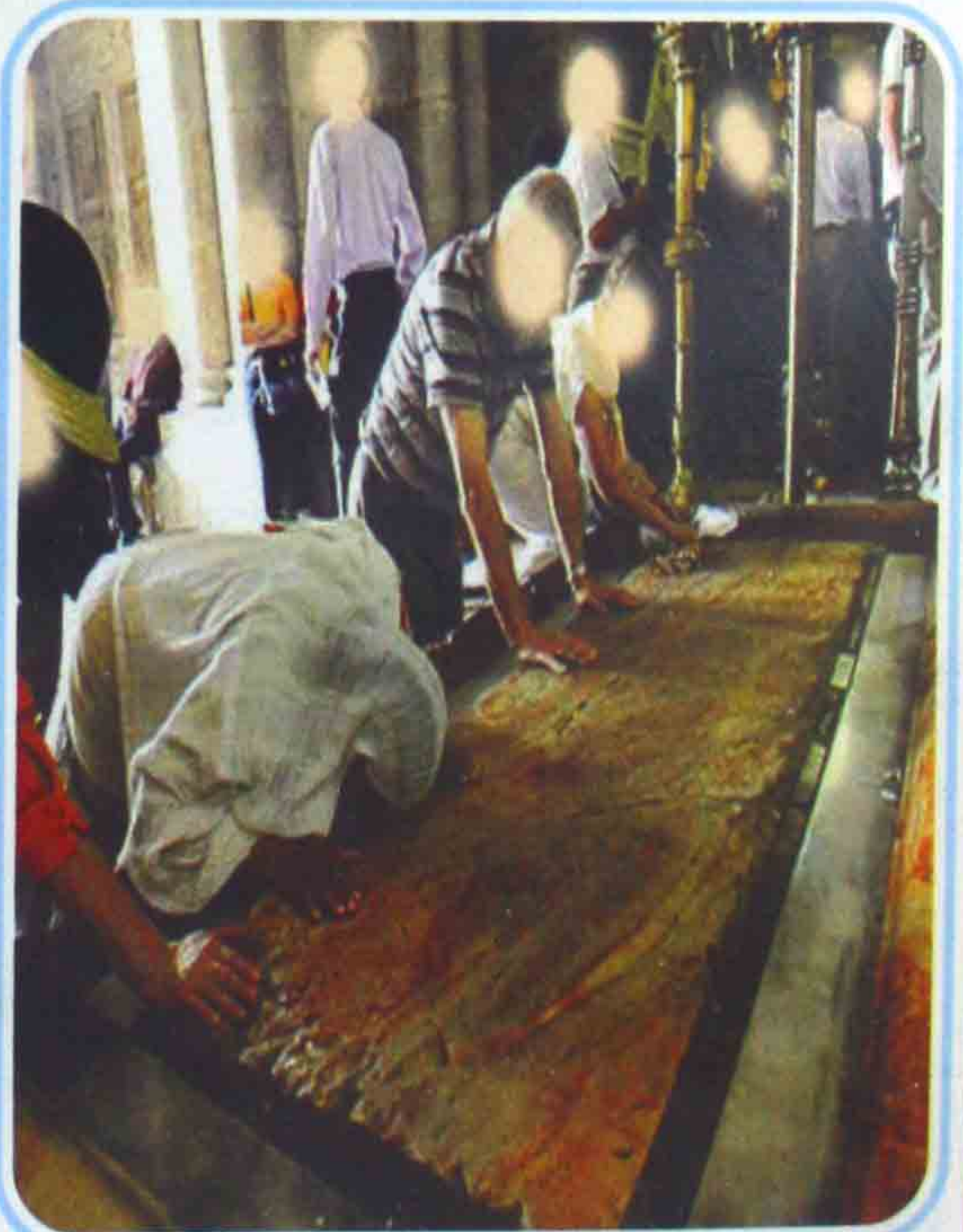
غار والے کمرہ کا اندرونی منظر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے کی کوشش کیوں کی گئی؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شہر شہر، گاؤں گاؤں اللہ کا پیغام پہنچاتے اور دین حق کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہتے۔ جہاں رات ہو جاتی، وہیں شب گزاری کر لیا کرتے تھے۔ اللہ کی مخلوق ان سے روحانی فیض پاتی اور جس جانب سے بھی ان کا گزر ہو جاتا، ایک جم غفیر ان کے گرد جمع ہو جاتا۔

یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقبولیت کو برداشت نہیں کر سکے۔ ان کے دونوں فرقوں یعنی فریسیوں (Pharisee) اور صدوقیوں (Sadducee) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازش کے جال بننا شروع کر دیے۔ طے یہ پایا کہ بادشاہ وقت پیلاطیس کو مشتعل کر کے انہیں تختہ دار پر چڑھا دیا جائے۔

ان دنوں یہود کے بادشاہ ہیرودیس کی حکومت کمزور تھی۔ شہنشاہ روم اصل اقتدار کا مالک تھا، مگر دیندار نہ تھا۔ پیلاطیس اس کا نائب تھا اور اپنی چالاکیوں اور ہنرمندی کے ذریعے اکثر علاقوں کا بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ یہود نے اس کے دربار میں پہنچ کر فریاد کی کہ اے شہنشاہ! یہ شخص نہ صرف ہمارے لئے بلکہ آپ کی حکومت کے لئے بھی زبردست خطرہ ہے۔ اگر اس کے خلاف فوری کارروائی نہ کی گئی تو نہ ہمارا دین باقی رہے گا اور نہ ہی آپ کا اقتدار۔

انہوں نے پیلاطیس کو ڈرایا کہ اس شخص نے عجیب و غریب شعبدے دکھلا کر کثیر آبادی کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور اب اس تاک میں ہے کہ عوامی طاقت کے بل پر قیصر روم اور آپ کو شکست دے کر خود بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے۔ اپنے اقتدار کو خطرے میں محسوس کر کے پیلاطیس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے اور شاہی دربار میں مجرم کی حیثیت سے پیش کرنے کے احکام جاری کر دیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو جمع کر کے فرمایا کہ ”امتحان کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اب میں تمہارے درمیان زیادہ دن نہیں رہوں گا۔ اس لئے میرے بعد دین حق پر استقامت، اس کی تبلیغ اور نصرت کا معاملہ صرف تم لوگوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے مجھے بتاؤ کہ خدا کی راہ میں سچا مددگار تم میں سے کون کون ہے؟“

حواریوں نے بیک آواز میں کہا کہ ”ہم سب اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ ہم سچے دل سے خدا پر ایمان لائے ہیں اور اپنی صداقت ایمانی کا آپ علیہ السلام کو گواہ بناتے ہیں۔“

آخر وہ وقت آن پہنچا کہ بنی اسرائیل کے سرداروں، کاہنوں اور فقیروں نے ایک بند مکان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا محاصرہ کر لیا۔ اس نازک گھڑی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی آئی کہ ”اے عیسیٰ! خوف نہ کر، تیری مدت حیات پوری کی جائے گی۔ اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا۔“

قرآن کریم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کے قتل اور صلیب پر چڑھانے کی یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کردہ داستان سراسر من گھڑت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

”اور (یہود) پھر اپنے کفر پر اتنے بڑھے کہ مریم علیہا السلام پر بہتان لگایا اور خود کہا کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا، بلکہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس معاملے میں کوئی علم نہیں۔ محض گمان ہی کی پیروی ہے۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ زبردست طاقتور اور حکیم ہے۔“ (سورہ نساء، آیت 156 تا 159)

قرآن کریم کی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقوع قیامت کے لئے ایک ”نشان“ ہیں اور اس لئے دوبارہ روئے زمین پر واپس آ کر موت سے دوچار ہوں گے۔

تاریخ کی ملی جلی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے جب سپاہی گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے خود اپنوں ہی میں سے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم پلہ بنایا۔ چنانچہ زبردستی اسے گرفتار کر کے لے گئے۔ اسے کانٹوں کا تاج پہنایا، منہ پر تھوکا، کوڑے لگائے اور ہر طرح کی توہین و تذلیل کرنے کے بعد مجرموں کی طرح سولی پر لٹکا دیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں میخیں ٹھونک دیں اور سینے کو برچھی کی انی سے چھید دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نبوت تین سال کا تھا۔ بیت المقدس کے مقام ناصرہ میں زیادہ رہے۔ اسی نسبت سے ان کے ماننے والوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔ (بشکریہ جناب شاہ مصباح الدین شکیل)

جبل زیتون کی مسجد میں ایک چٹان پر محفوظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بائیں پاؤں (قدم) کا نقش۔ عام خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے وقت زمین پر رہنے والا ان کا یہ آخری ”نقش کف پا“ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانے کا واقعہ

تفسیر خازن اور روح المعانی میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی تو وہ آپ علیہ السلام سے مقابلہ تو نہ کر سکے، البتہ آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخی شروع کردی اور آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ پر عیب لگانے شروع کردیئے اور آپ علیہ السلام کو طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کردیں۔

ایک دن آپ علیہ السلام شہر میں گشت فرمارہے تھے کہ شہر کے لوگوں نے آپ علیہ السلام کو بہت پریشان کیا۔ تب آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے مولائے کائنات! میں کہاں تک صبر کروں، اب بہتر یہی ہے کہ تو ان کو خنزیر بنادے۔ آپ علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ وہ سب خنزیر بن گئے۔ اس واقعہ سے لوگوں پر ایک خوف طاری ہوگیا۔ کسی نے اس وقت کے یہودی بادشاہ کو خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ آپ علیہ السلام کی دعا سے اتنے لوگ خنزیر بن گئے ہیں۔ تم بھی ان کے مخالف ہو، اس لئے تم اپنی فکر رکھو، کہیں وہ تمہارے خلاف بھی دعا نہ کردیں اور تمہار بھی ایسا حال نہ ہوجائے۔

اس نے کہا، کیا ہوسکتا ہے؟ ایسے مقبول الدعاء کے مقابلہ میں کوئی تدبیر بھی کام نہیں آسکتی۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ انہیں کسی حیلہ سے شہید کردیا جائے تو ان کی دعا کا خوف ختم ہوجائے گا کہ کہیں وہ مخالف دعا نہ کریں۔ اس نے ایک شخص ''ططیانوس'' کو اس کام کے لئے منتخب کردیا۔ وہ ایک منافق شخص تھا۔ بظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملتا تھا، لیکن درپردہ وہ یہود سے بھی ملا ہوا تھا۔ جب یہ واقعہ پیش آنے والا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے پہلے فرمادیا تھا کہ آج صبح سے پہلے ہی مجھے ایک شخص چند دراہم کے عوض فروخت کردے گا۔

خیال رہے کہ منافقین تقریباً ہر دور میں رہے۔ یعنی جہاں مخلصین ہوتے ہیں وہاں منافقین بھی ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی منافقین تھے۔ جب تک اللہ کی طرف سے حکم نہیں آیا تھا اس وقت تک جاننے کے باوجود آپ ﷺ ان سے چشم پوشی فرماتے رہے۔ جب حکم آگیا تو ایک ایک کا نام لے کران کو مسجد سے نکال دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی معلوم تھا۔ لیکن آپ علیہ السلام بھی رب تعالیٰ کی مشیت پر شاکر تھے۔ اسے کچھ نہیں کہا اور نہ ہی کسی اور کو کہا کہ اسے قتل کردیا جائے۔ چنانچہ ططیانوس کو اس یہودی بادشاہ نے جس کا نام بھی یہودا تھا تمیں درہم دینے کا وعدہ کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خود شہید کردے یا کسی سے کرادے۔ تمیں درہم کے لالچ میں آکر ططیانوس نے یہود کے چند آدمیوں کو ساتھ لیا اور آپ علیہ السلام کی قیام گاہ پر آگیا۔ ان لوگوں کو باہر کھڑا کیا اور خود اندر گیا۔ اس کے سامنے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھڑکی کے ذریعے آسمانوں پر زندہ اٹھالیا گیا۔ وہ یہ ماجرا دیکھ کر بہت متعجب ہوا اور کافی دیر تک اس تعجب میں گم صم رہا۔ اس کے ساتھیوں نے سمجھا کہ شاید ططیانوس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان لڑائی ہورہی ہے۔ وہ اندر جانا ہی چاہتے تھے، لیکن ان کا ساتھی باہر آگیا۔ اللہ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا تھا۔

اب اس کے باہر نکلتے ہی اس کے ساتھی یہودیوں نے سمجھا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ یہ ان کا ہم شکل تھا۔ اس لئے انہوں نے اسے پکڑلیا۔ یہ چلا چلا کر انہیں بتارہا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کرنے گیا تھا، لیکن اس کی بات کو کسی ایک نے بھی نہ سنا بلکہ وہ کہنے لگے۔ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کردیا۔ اب ہمیں دھوکہ دینا چاہتے ہو۔ یہ کہہ کر اسے سولی پر چڑھادیا۔

خیال رہے کہ عیسائی بھی آج تک اسی وہم میں مبتلا ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھادیا گیا تھا۔ البتہ پھر زندہ کرکے انہیں آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ اسی وجہ سے سارے عیسائی صلیب کو پوجتے ہیں اور اس سولی کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ططیانوس کو قتل کیا گیا نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔

بعض روایات میں ہے کہ جب یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو آپ علیہ السلام کے حواری ایک جگہ جمع ہوگئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے پاس تشریف لے آئے۔ ابلیس نے یہود کے اس دستہ کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے تیار کھڑا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ دیا اور چار ہزار آدمیوں نے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریین سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس کے لئے آمادہ ہے کہ باہر نکلے اور اس کو قتل کردیا جائے اور پھر جنت میں میرے ساتھ ہو؟

ان میں سے ایک آدمی نے اس غرض کے لئے اپنے آپ کو پیش کردیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کو اپنا کرتہ اور عمامہ عطا کیا۔ پھر اس پر آپ علیہ السلام کی مشابہت ڈال دی گئی۔ جب وہ باہر نکل آیا تو یہود اسے پکڑ کر لے گئے اور سولی پر چڑھادیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ (قرطبی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک والی جگہ بنی ہوئی عمارت (اسرائیل)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان والی جگہ پر بنی عمارت

زیر نظر تصویر اس عمارت کی ہے جس میں موجود پتھر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروں کے نشان موجود ہیں۔ اس عمارت کا نام چیپل آف اسینشن ہے۔ یہ چرچ یروشلم میں Mount of Olive کے قریب واقع ہے۔

وہ مقام جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل کے کندھوں پر صلیب رکھا گیا تھا

بیت المقدس میں مقام حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ پرانے شہر میں عیسائیوں کے دعویٰ کے مطابق وہ مقام ابھی تک موجود ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مقدمہ چلا تھا۔ جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ اس جگہ ایک بہت بڑا گرجا گھر ہے۔ جس کے اندر ان جگہوں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں پونٹس پیلاطس کی عدالت تھی۔ عیسائیوں کے مطابق جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کا حکم دیا گیا تھا۔ جس راستہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب کندھے پر ڈال کر صلیب گاہ تک پہنچا اور جن بارہ جگہوں پر وہ تھک کر بیٹھا۔ وہاں اب گرجا گھر ہیں اور دنیا بھر کے عیسائی ان کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

ہم نے نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں ادا کی۔ نماز عشاء کا وقت ساڑھے چھ بجے تھا۔ یوں تین بجے سے ساڑھے چھ بجے تک ساڑھے تین گھنٹے ہم نے اس مقام مقدس میں گزارے۔ نماز ختم ہوئی تو نمازی بڑے دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔ میں نے وجہ پوچھی تو گائیڈ نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کی چابیاں یہودیوں کے پاس ہیں جو صبح فجر کے وقت حرم شریف کے بڑے دروازے کھولتے ہیں۔ جس کے اندر مسجد اقصیٰ، مسجد صخرہ اور دوسرے مقامات ہیں اور اسے عشاء کی نماز کی ادائیگی کے فوراً بعد بند کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی باہر نکلنے میں دیر کرے تو اسے یہیں کھلے آسمان کے نیچے رات بسر کرنی پڑتی ہے۔

جناب عاصم صاحب سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کی زیارت کے بعد ہم قریب ہی میں موجود راستہ پر چلے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عدالت سے سزائے موت کا حکم پانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل صلیب اپنے کندھے پر رکھ کر اس مقام کی طرف گئے تھے جو صلیب دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس راستہ میں بارہ مقامات پر وہ تھک کر دم لینے کے لئے ٹھہرے تھے۔ ان تمام مقامات پر عیسائیوں کے عقیدے کے مختلف فرقوں نے کنیسہ بنا رکھے ہیں۔ اس راستے پر چلتے ہوئے ہم کنیسہ القیامہ گئے، جہاں عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی اور دفن کیا گیا اور ہمارے عقیدے کے مطابق جہاں شبہ لھم کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچا لیے گئے اور کسی اور شخص کو ان کے شبہ میں سولی دے دی گئی۔

یہاں ایک بہت ہی عالیشان کنیسہ بنا ہوا ہے جسے عیسائی دنیا کے قبلہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کنیسہ میں بھی عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے مختلف حصے ہیں، جن میں وہ الگ الگ عبادت کرتے ہیں۔ اس سے بالکل متصل وہ مسجد واقع ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے موقع پر نماز پڑھی تھی۔ آج تک عیسائی اس بات کے معترف ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فتح کے بعد اس کنیسہ میں تشریف لائے تھے اور نماز کا وقت ہو گیا تھا تو پادریوں نے ان سے کہا تھا کہ آپ یہیں نماز پڑھ لیں۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر نماز وہاں پڑھنے سے انکار کر دیا کہ اگر میں یہاں ایک مرتبہ نماز پڑھ لوں گا تو ممکن ہے کسی وقت مسلمان اس کنیسہ کو مسجد بنانے کی کوشش کریں۔ اس لئے آپ نے کنیسہ سے باہر نکل کر اس مقام پر نماز ادا فرمائی جہاں اب مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی ہوئی ہے۔

اس احسان کا جیسا بدلہ صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں عیسائیوں نے ادا کیا اور اب فلسطین میں امریکہ اور انگریزوں کی طرف سے ادا کیا جا رہا ہے وہ سب کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ اس کنیسہ کے سلسلے میں ایک بات یہ قابل ذکر ہے کہ اس کے دروازے کی کنجی قدیم زمانہ سے آج تک ایک مسلمان خاندان کی تحویل میں چلی آ رہی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے مختلف فرقے آپس میں اس بات پر اتفاق نہیں کر سکے کہ اس کنیسہ کی کلید برداری کا شرف ان میں سے کس فرقہ کو حاصل ہو۔ آخرکار انہوں نے از خود اس بات پر اتفاق کیا کہ ایک مسلمان اس کا کلید بردار ہو۔ کلید برداری کا منصب ایک ہی خاندان میں وراثتاً چلا آ رہا ہے اور پورے انصاف کے ساتھ یہ خاندان تمام فرقوں کے لئے کنیسہ کا دروازہ کھولتا اور بند کرتا ہے اور اس پر گواہی لیتا ہے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہیں ہوئی ہے۔

وہ جگہ جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب اٹھا کر چلا تھا

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ کے کارندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے پہنچے تو آپ علیہ السلام وہاں موجود نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے آنے سے قبل ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا۔ چنانچہ جب وہ کمرہ سے باہر نکلے تو ان ہی کے ایک شخص اور بعض مورخین کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کو (یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل بنادیا جسے ان لوگوں نے صلیب چڑھا کر سولی پر لٹکا دیا۔ پھر اس کو دفن کر دیا۔ چنانچہ آج تک عیسائی یہ سمجھتے رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھا دیئے گئے ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی مسجد کے سفید مینار پر نازل ہوں گے اور دجال سے مقابلہ کریں گے۔

وہ جگہ جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب اٹھا کر چلا۔ یہ جگہ طریق الآلام کے نام سے مشہور ہے۔

طریق الآلام کا داخلی دروازہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے پونتس بیلاطس (بیت المقدس کے قریب) کی عدالت میں مقدمہ چلا کر سزائے موت کا حکم سنایا تھا۔ اب اس جگہ ایک تہہ خانہ ہے۔ زیر نظر تصویر اس گلی کی ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کو موت کی سزا کا حکم سنایا گیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب اپنے کاندھے پر اٹھا کر اسی گلی سے گزر کر اس مقام کی طرف گیا تھا جو صلیب دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ روایت میں آتا ہے کہ اس راستہ میں بارہ مقامات پر وہ تھک کر دم لینے کے لئے ٹھہرا تھا۔ ان تمام مقامات پر عیسائیت سے تعلق رکھنے والے مختلف فرقوں نے اپنے اپنے کنیسہ (چرچ) بنا رکھے ہیں۔

طریق الآلام کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کو سولی پر چڑھایا گیا

اسپلجر نامی عبادت خانہ کے نام سے یہ جگہ یروشلم میں واقع ہے۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھایا گیا تھا۔ لیکن مسلمان اس عقیدے کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ ان کے ہمشکل کو سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر آپ علیہ السلام کو اوپر اٹھا لیا اور آخری وقت میں آپ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے اتریں گے۔

اسپلجر نامی عبادت خانہ کی عمارت کا بیرونی منظر

اس مقام پر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر مقدمہ چلا کر پھانسی کی سزا سنائی گئی۔

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ 28 اگست کی دوپہر کو ایک اطالوی مسیحی کے ہمراہ کنیسہ القیامہ دیکھا۔ یہ بہت بڑا ہے اور مسجد عمر سے ملا ہوا ہے۔ اسی کے اندر وہ جگہ ہے جس کے متعلق عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی۔ اس کو مقدس اسپلجر کہا جاتا ہے۔ یہاں عجیب و غریب منظر ہے۔ دیوار سے ملا ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قد آدم مجسمہ ہے۔ اس کے پیچھے صلیب کی لکڑی ہے۔ اس لکڑی کے ساتھ آپ کے مجسمے کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں کیل ٹھونکی ہوئی ہے جس سے خون نکل رہا ہے۔ گردن میں پھانسی کی رسی ہے اور آپ کا جسم مردہ کی مانند لٹک رہا ہے۔

اسی کے ساتھ چرچ میں کئی اور مقدس مقامات ہیں۔ وہ مقام جہاں مسیحی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو صلیب سے اتار کر رکھا گیا تھا۔ یہاں ایک چبوترہ ہے۔ جس کو عورتیں چومتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ایک اور مقام ہے، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ تین دن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زندہ ہو کر یہاں نمودار ہو گئے اور یہاں سے پر آسمان میں چلے گئے۔

28 اگست کی شام کو دیوار گریہ دیکھی۔ یہ مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کے احاطہ کی دیوار سے ملی ہوئی ہے۔ دیوار کے ساتھ ملا ہوا وسیع میدان ہے جس میں ایک رسی تان کر عورتوں اور مردوں کا علاقہ الگ کر دیا گیا ہے۔ بہت سے یہودی مرد اور عورتیں دیوار کے پاس کھڑے ہو کر پیشانی کے ساتھ دیوار سے چمٹے ہوئے تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کو سولی چڑھانے والی جگہ پر بنی عمارت کا بیرونی منظر

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے قریب ہی اولاً مسجد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچے جسے یہاں جامعہ عمر کہتے ہیں۔ یہ مسجد پرانے زمانہ کی تاریخی عمارت ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد تعمیر کرائی۔ یہ مسجد اقصیٰ سے قریب ہی واقع ہے اور اس کے اردگرد عیسائیوں کے گرجا ہیں۔ اس کے بالکل متصل ایک بہت بڑا گرجا ہے جس کی عمارت دیکھنے ہم اندر چلے گئے۔ اس گرجا کی عمارت ایسی مضبوط اور عجیب ہے جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ یہ دومنزلہ عمارت ہے۔ آج چونکہ اتوار ہے اور بعد نماز عصر کا وقت ہے اس لئے بالائی عمارت پر کچھ عیسائی گا رہے ہیں۔ ہم کو اوپر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ نچلی عمارت کی سیر کی، یہاں سامنے ایک لمبا پتھر کا تختہ ہے جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے بعد اس پر غسل دیا گیا۔

یہاں عیسائی زائرین بڑی عقیدت سے آتے ہیں۔ اس کے شرقی جانب ایک اندھیری تہہ خانہ نما عمارت ہے جہاں موم بتی کی روشنی ہے۔ جاتے ہی وہاں برآمدے میں ایک اونچا پتھر ہے جس پر شیشہ چڑھا ہے اور چاروں طرف موم بتیاں روشن ہیں۔ عیسائی بڑے احترام سے اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اس پتھر کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی۔ اس کے متصل چھوٹا سا دروازہ ہے جسے عبور کر کے اندر پہنچے۔ وہاں چھوٹی سی محراب ہے جس میں سخت اندھیرا ہے۔ محراب کے دروازے پر زیتون کے چراغ جل رہے ہیں جن کی روشنی بہت ہلکی ہے۔ ہم کو موم بتیاں دے کر وہاں بھیجا گیا۔ اس محراب کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مصلوبی فوٹو ہے۔

مقام سولی حواری پر بنی عمارت کے گنبد کا اندرونی منظر

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کو سولی چڑھایا گیا۔ اس جگہ پر بنی عمارت کا منظر

جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کو دیکھنے کے بعد قریب ہی وہ جگہ ہے جہاں عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اس جگہ عیسائیوں نے ایک عظیم الشان کنیسہ بنا رکھا ہے۔ اس کنیسہ کے اندر وہ حصہ ہے جہاں پونتس پیلاطس کی عدالت تھی۔ یہ جگہ اب ایک تہہ خانے کی شکل میں واقع ہے اور اس کے پتھر وہی چلے آ رہے ہیں جو رومن عہد میں تھے۔ اس جگہ کو دیکھنے کے بعد ہم اس راستہ میں چلے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عدالت سے سزائے موت کا حکم پانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب اپنے کندھے پر رکھ کر اس مقام کی طرف گیا تھا جو صلیب دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس راستہ میں بارہ مقامات پر وہ تھک کر دم لینے کے لئے ٹھہرا تھا۔ ان تمام مقامات پر عیسائیوں کے مختلف فرقوں نے کنیسہ بنا رکھے ہیں۔ اس راستہ پر چلتے ہوئے ہم کنیسہ القیامہ گئے، جہاں عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی اور دفن کیا گیا اور ہمارے عقیدے کے مطابق جہاں شبہ لھم کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچا لیے گئے اور کسی اور کو ان کے شبہ میں سولی دے دی گئی یہاں پر ایک بہت ہی عالیشان کنیسہ بنا ہوا ہے، جسے عیسائی دنیا کے قبلہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کنیسہ میں بھی عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے مختلف حصے ہیں۔

اسپلجر نامی عمارت کی مختلف تصاویر

مورخین نے لکھا ہے کہ تیرہ سال کی عمر میں شکم مریم میں استقرار عیسیٰ ہوا اور سرزمین بابل پر سکندر کے حملہ کو 65 سال گذرے تھے کہ آپ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور آغاز وحی کے وقت آپ علیہ السلام کی عمر 30 سال تھی اور جب آپ علیہ السلام 33 سال کے ہوئے تو شب قدر ماہِ رمضان میں بیت المقدس سے (آسمان پر) اللہ نے آپ علیہ السلام کو اٹھالیا۔ گویا اٹھنے کے وقت آپ علیہ السلام کی نبوت کو تین سال گذرے تھے۔ آپ علیہ السلام کے بعد حضرت مریم علیہا السلام چھ سال زندہ رہیں۔ (حوالہ حیات الحیوان)

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل دفن ہوا
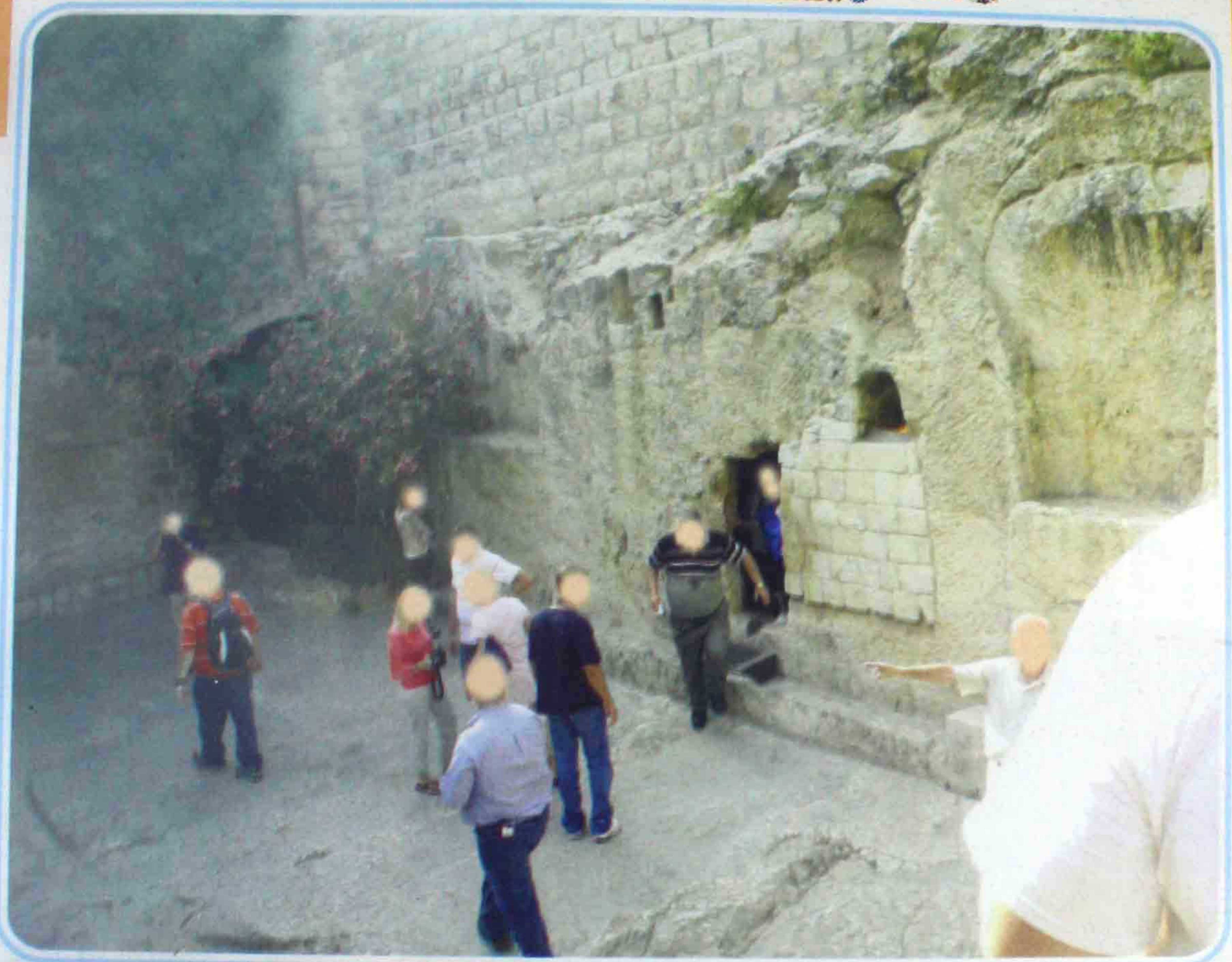
زیر نظر تصویر اسرائیل کے علاقہ میں گارڈن ٹومب میں موجود اس جگہ کی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ ان کے ہمشکل کو سولی چڑھا کر دفن کر دیا گیا۔

یہ یروشلم کے باہر ایک پہاڑ ہے۔ اس کی نسبت عیسائی مفکرین کا خیال ہے کہ یہ وہی مزار ہے جس کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاش کو دفن کیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کا مزار

یہ ایک چھوٹی سی مرمریں کوٹھری ہے جو ساڑھے چھ فٹ لمبی اور چھ فٹ چوڑی ہے۔ اس میں بیک وقت دو تین سے زیادہ آدمی داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کے اندر دائیں جانب تین فٹ اونچی چٹخی ہوئی مرمریں سل ہے جو سیدھی کھڑی ہے۔ کہتے ہیں یہ وہ چٹانی ٹکڑا ہے جس پر صلیب دیئے جانے کے بعد ان کو رکھا گیا تھا۔

اس کی چھوٹی سی مرمریں چھت پر یونانی، لاطینی، ارمنی اور قبطی گرجاؤں کی طرف سے مرصع شمعدان لٹکے ہوئے ہیں۔ رومن کیتھولکوں کو فلسطین میں لاطینی کہتے ہیں۔ سل کے ساتھ ایک پادری کھڑا رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں موم بتیوں کا بنڈل ہوتا ہے جو زائر اندر داخل ہوتا ہے وہ اسے ایک بتی دے دیتا ہے۔ زائر دوسری بتیوں سے اسے روشن کرتا ہے اور قندیل میں لگا دیتا ہے۔ اس طرح اس کوٹھری میں ہر وقت موم بتیاں جلتی رہتی ہیں۔ زائر اس پادری کو کچھ نذر دیتا ہے۔ اس سل اور قبر پر چمٹ چمٹ کر عیسائی والہانہ انداز میں روتے ہوئے بوسہ دیتے ہیں اور بعض آنسوؤں سے انہیں تر رکھتے ہیں۔ بعض چیخیں اور دھاڑیں مارتے ہیں۔ بعض قندیل میں جل رہے تیل کو اپنی پیشانی پر بطور تبرک لگاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کا مزار

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ ان کا ہمشکل مدفون ہے

بیت المقدس وہ جگہ ہے جہاں ہزار ہا پیغمبروں کے مزارات اس شہر اور اس کے مضافات ونواح میں موجود ہیں۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے نام سے ایک گرجا ہے۔ اس میں ایک بڑا پتھر ہے جس پر بقول عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نعش کو غسل دیا گیا تھا۔ یہاں پر سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاش کو رکھا جانا بتایا جاتا ہے۔ اس گرجے میں یونانی، لاطینی اور ارمنی سب شریک ہیں اور ہر سال وقت مقررہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے اور دوبارہ زندہ ہونے کا سوانگ بھرتے ہیں اور نعش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہیں۔ سوائے اس گرجا کے ہم مسلمان وہاں کے کل مقدس مقامات کو مانتے ہیں۔ کیونکہ ہر مسلمان خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب دیئے جانے سے یک قلم انکار کرتا ہے۔ دراصل یہ مقبرہ یہودی اسکریوطی کا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شبہ میں سولی پر چڑھایا گیا اور ان کی جگہ دفن ہوا۔

اسرائیل میں واقع گولگتھا نامی وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام روایات کے مطابق مدفون ہیں اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہودا نامی بادشاہ کے سپاہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے پہنچے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موجود نہ پایا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے آنے سے پہلے آسمان پر اٹھالیا تھا۔ چنانچہ جب باہر نکلے تو انہیں کے ایک سپاہی کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل کا بنادیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر صلیب چڑھایا اور پھر اس جگہ دفن کر دیا۔

بیت اللحم میں موجود مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت

جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ بیت اللحم میں ہم پیدل چلتے ہوئے ایک پہاڑی پر چڑھتے ہوئے اوپر گئے تو سامنے ایک عالیشان مسجد نظر آئی۔ یہ مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی۔ یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا کی تھی۔

روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شہر میں داخل ہوئے تو عیسائی عالموں نے انہیں شہر کی سیر کروائی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس مقام پر پہنچے تو نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو عیسائی عالموں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ ہمارے چرچ میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ''اگر میں نے یہاں نماز پڑھ لی تو ممکن ہے کل مسلمان اس چرچ کو مسجد بنا دیں۔''

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چرچ کے باہر جانب جنوب ذرا ہٹ کر ایک کھلی جگہ میں نماز ادا کی۔ جہاں **1193**ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بیٹے افضل نے مسجد بنائی اور اس کا نام مسجد عمر رکھا۔

نوٹ: مسجد عمر جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی۔ صحابہؓ کے مقامات و مزارات کی زیارت کے لئے احقر کی کتاب ''تبرکات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تصویری البم'' کا مطالعہ کریں۔

کوہ زیتون: جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تھا

جبل زیتون (بیت المقدس) شہر سے 100 کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک غار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عبادت کرتے تھے اور بیت المقدس جانے کے لئے یہیں سے گذرتے ہیں اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت زکریا علیہ السلام مدفون ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے احقر کی کتاب تبرکات انبیاء علیہم السلام کا مطالعہ فرمائیں۔

کوہ زیتون کی عام بلندی شہر کی بلندی سے کچھ بہت زیادہ نہیں۔ ہیکل والی پہاڑی سے یہ بقدر 300 فٹ اور کوہ صہیون سے 100 فٹ زائد اونچا ہے۔ یہ اپنی ہیئت میں گولائی لیے ہوئے ہے۔ جبل زیتون کے کسی مقام سے بیت المقدس دن یا رات میں دیکھا جائے تو شہر کا نظارہ بہت بھلا نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے کوہ زیتون کو نظاروں کے لئے موزوں مقام پر نصب کیا ہے۔

ماؤنٹ اولیو پر لگے زیتون کے درخت۔ یہ وہ درخت ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے اب تک موجود ہیں ان کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا۔ اس جگہ پر موجود زیتون کے درختوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہی لگایا تھا۔

بیت اللحم: جہاں آسمانی دسترخوان حوارین کے لئے نازل ہوا

بیت اللحم اسرائیل کا وہ شہر ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مائدہ (جنتی دسترخوان) کے نازل ہونے کی دعا کی جو کہ معجزانہ طور پر قبول کر لی گئی، جس کا تفصیلی واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین نے آپ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ علیہ السلام اپنے رب سے کہیں کہ وہ ہمارے لئے آسمان سے طعام اتاریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو تنبیہ فرمائی کہ مجھ سے زیادہ معجزات ونشانیوں کا مطالبہ نہ کرو بلکہ تم اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھو تا کہ تمہاری امیدیں پوری ہوں، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور میری نبوت پر کامل یقین رکھو۔ اگر تمہارا ایمان خالص ہے تو پھر یہ مطالبہ کیوں کر رہے ہو؟

آپ علیہ السلام کے حوارین بولے کہ یہ مطالبہ دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ہماری بھوک دور ہو اور آسمان سے کھانا نازل ہونے پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ علیہ السلام کی نبوت کی صداقت پر یقین کامل حاصل ہو جائے اور ہم دوسروں کو بھی اس مستحب وعظیم معجزے کے متعلق بتائیں تا کہ انہیں بھی آپ علیہ السلام کے متعلق یقین اور اطمینان حاصل ہو اور وہ بھی آپ علیہ السلام کی معرفت حاصل کر لیں اور یہ کھانا ہمارے لئے باعث تبرک ومحبت والفت بھی ہو۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تبارک وتعالیٰ سے حوارین کے اس مطالبہ کے پورا ہونے کی دعا فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی، مگر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ آپ کے حوارین کے اس مطالبہ کو میں پورا تو کر رہا ہوں، لیکن کھانے کے نازل ہونے کے بعد جو بھی ان میں سے کفر کرے گا اور تمہاری تابعداری سے روگردانی کرے گا اسے ایسی سزا دوں گا اور ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جو کبھی کسی کو نہ دیا ہوگا۔

چنانچہ آسمان سے ایک سرخ دسترخوان نازل ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وضو فرمایا، نوافل ادا کئے اور روتے ہوئے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس خوان کو ہمارے لئے رحمت بنا اور ہمارے لئے تباہی اور عذاب نہ بنا۔ پھر آپ علیہ السلام نے خوان پر سے کپڑا ہٹایا اور بسم اللہ خیر الرازقین پڑھا۔ دیکھا تو اس میں بغیر کانٹے اور چھلکے کے بنی ہوئی مچھلی اور ہر قسم کی سبزیاں اور پانچ روٹیاں تھیں جن میں ایک پر شہد، دوسری پر گھی، تیسری پر زیتون، چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر بھنا ہوا گوشت موجود تھا۔ (حوالہ تفسیر مظہری وقرطبی)

بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمانی کھانا نازل ہوا

سفید مینارہ جس کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے

حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ دمشق میں جبل قادسیون کے راستے میں جاتے ہوئے ایک بلند سفید مینارہ ملا، مقامی ساتھیوں نے بتایا کہ یہی وہ مینارہ ہے جس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس نازل ہوں گے۔

مجھے یہ مینارہ دیکھنے کی پہلے ہی سے تمنا تھی، کیونکہ قران حکیم نے خبر دی ہے اور پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ظلم و تشدد کیا اور قتل کا منصوبہ بنایا تو اللہ رب العالمین نے ان کو اپنے پاس زندہ اٹھالیا تھا اور قیامت سے پہلے ان کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے ان کے دنیا میں نازل ہونے کی تفصیلات اور کیفیات بہت سی احادیث میں ارشاد فرمائی ہیں، جن کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔ ان میں سے تین حدیثوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتلا دیا کہ جب دجال کا فتنہ پھیلا ہوا ہوگا تو:

بعث اللہ لمسیح ابن مریم، فینزل عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق

اللہ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا، پس وہ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے۔

ساتویں صدی کے مشہور محدث وفقیہ اور صحیح مسلم کے عظیم شارح علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ (ولادت محرم 631ھ وفات رجب 676ھ) جو شام ہی کے باشندے ہیں اور دمشق میں رہے ہیں وہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''یہ مینارہ آج بھی دمشق کے مشرق میں موجود ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے جس مینار پر نازل ہونگے اس کے بارے میں مورخین و مفسرین کے 2 اقوال ملتے ہیں۔

1 وہ مینار غوطہ میں ہے۔ 2 وہ مینار جامع اموی کی مسجد کا مینار ہے۔

آٹھویں صدی کے مشہور مفسر و محدث اور فقیہ و مؤرخ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ جو خاص دمشق ہی کے رہنے والے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام نزول کے بارے میں زیادہ مشہور یہی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ مینارہ 741ھ میں ہمارے زمانے میں از سر نو سفید پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے، کیونکہ عیسائیوں نے اسے جلا دیا تھا، اب انہی کے مصارف پر اسے تعمیر کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: ''شاید یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے کھلے دلائل میں سے ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے مال سے اس سفید مینارے کی تعمیر مقدر فرمادی تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں نازل ہوں۔''

اس وقت یہ سفید مینارہ ہمارے سامنے تھا اور یہ دمشق کے ٹھیک مشرق میں ''غوطہ'' کے پاس یا ''غوطہ'' کے اندر ہی ہے۔ موجودہ لوگوں کا غالب گمان بھی یہی ہے کہ یہی وہ مینار ہے جس کی خبر مذکورہ بالا حدیثوں میں دی گئی ہے۔

''جامع اموی'' (دمشق) کے مغربی مینار میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کیا تھا۔ حافظ حدیث علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ کا عام دنوں میں تلاوت قرآن کا معمول ہر ہفتے میں ایک ختم کرنے کا تھا مگر رمضان میں ہر روز ایک ختم فرماتے تھے اور اعتکاف اسی مسجد کے مشرقی مینار میں کیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چالیس سال تک مسلسل جاری رہا۔

جس سفید مینارے کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونے والا ہے اس کے بارے میں احادیث میں صرف اتنی بات ثابت ہے کہ وہ مینار دمشق کے مشرق میں ہوگا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ کسی مسجد کا مینار بھی ہوسکتا ہے اور بغیر مسجد کے بھی ہوسکتا ہے۔ اگر جامع اموی دمشق کے مشرق میں ہے تو امکان یہ بھی ہے کہ نزول اسی مینار کے پاس ہو۔ (حوالہ انبیاء کی سرزمین)

سفید مینارہ

وہ مینار جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روز قیامت اتریں گے

ملک شام کے شہر دمشق کی مشہور عالم جامع مسجد اموی کا ایک طائرانہ منظر۔ مسجد کی مشرقی جانب وہ مینار واقع ہے جس کو عوام ''منذنہ عیسیٰ'' کہتے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مینار۔ طبرانی کی ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے۔ ممکن ہے کہ آگے چل کر اس پر سفید رنگ ہو جائے۔ یہود مردود کی شرارت اور پروپیگنڈہ دیکھیے کہ اس مینار پر بھی ستارۂ داؤدی بنا ہوا ہے۔ لیکن یہی نشان ان کے لئے ستارۂ موت ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کا قتل

قران کریم کے علاوہ احادیث میں بھی آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات بڑی تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہر عقل سلیم رکھنے والے انسان کو آپ علیہ السلام کی حیات کا ایسے یقین ہو جاتا ہے جیسے اندھے کو سورج نکل آنے کا یقین ہوتا ہے۔

دل چاہتا ہے کہ حدیث کی عبارت اور ترجمہ دونوں پیش کروں، لیکن طوالت کے خوف سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

(1) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں اور قیامت سے پہلے ان کو لوٹ کر (دنیا میں) تمہارے پاس پھر آنا ہے۔ (ابن کثیر)

(2) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روئے زمین پر اس حال میں اتریں گے کہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ان کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا ہے۔ حالانکہ ان کے سر میں کسی قسم کی کوئی نمی یا تری نہ ہوگی۔ وہ صلیب توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ (ان کی آمد سے) مال کی کثرت ہو جائے گی۔ زمین میں امن وانصاف پھیل جائے گا (عدل وانصاف کا یہ عالم ہوگا کہ) شیر، اونٹ کے ساتھ، چیتا گائے کے ساتھ پانی پئیں گے۔ بکری اور بھیڑیا ایک ساتھ پانی پینے میں کوئی خوف وہراس محسوس نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلتے ملیں گے۔ ایک دوسرے کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ اس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زندہ رہیں گے۔ پھر انتقال ہو جائے گا تو مسلمان تجہیز وتکفین کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں گے۔

بعض دوسری احادیث میں یہ وارد ہے کہ آپ علیہ السلام پینتالیس سال تک زندہ رہیں گے۔ یہ دونوں باتیں بظاہر اس قول کے منافی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ان کی عمر تینتیس سال تھی اور پھر آسمان سے زمین پر اترنے کے بعد وہ سات سال دنیا میں رہیں گے۔ اس طرح دنیا میں ان کی کل مدت قیام چالیس سال ہوتی ہے یا پینتالیس سال۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آسمان سے اترنے کے بعد دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رہنے کی مدت سات سال ہے۔ اس لئے یہ طے ہے کہ دوسری حدیث میں جو پینتالیس سال کی مدت نقل کی گئی ہے وہ دنیا میں ان کی مجموعی مدت قیام ہے اس مدت میں ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے کا عرصہ قیام بھی شامل ہے اور آسمان سے اترنے کے بعد کی مدت قیام بھی شامل ہے۔ رہا چالیس اور پینتالیس کا فرق، تو اس سلسلے میں یا تو یہ کہا جائے گا کہ چالیس سال والے قول میں کسور یعنی پانچ کو حذف کر کے پوری مدت مراد لی گئی ہے یا یہ کہ اس روایت کو راجح قرار دیا جائے گا جو صحیح مسلم میں منقول ہے۔ (12 محمد عباس فتح پوری)

صلیب توڑنے کی وجہ

عیسائی اقوام صلیب کو اس وجہ سے مقدس سمجھتی ہے کہ (ان کے عقیدہ کے مطابق) اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھائے گئے تھے اور وہ پوری قوم کے گناہوں کا کفارہ بن گئے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ بالکل من گھڑت اور باطل ہے۔ اس لئے آپ علیہ السلام صلیب کو توڑ کر شرک کی جڑ اور بنیاد کو اپنے ہاتھ سے ختم کر دیں گے۔

عصر کی نماز کے لئے اذان ہو چکی ہوگی۔ لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر سہارا لئے دمشق (دار الخلافہ شام) کی جامع مسجد کے شرقی مینارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے۔ "سلم" یعنی سیڑھی لاؤ۔ اسی وقت سیڑھی حاضر کر دی جائے گی۔ آپ علیہ السلام اس سیڑھی کے ذریعے نیچے آ کر امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام بڑی تواضع اور خوش خلقی سے پیش آئیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی درخواست اور آپ علیہ السلام کا انکار

امام مہدی علیہ السلام فرمائیں گے کہ "یا نبی اللہ! تشریف لایئے اور امامت فرمایئے۔" حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ "امامت آپ ہی کریں۔ کیونکہ تمہارے بعض، بعض کے لئے امام ہیں اور یہ عزت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ہی کو حاصل ہے۔"

اس گفتگو کے بعد امام مہدی علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

دجال کا قتل

نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ "یا نبی اللہ! اب لشکر اسلام کا انتظام آپ علیہ السلام کے سپرد ہے، آپ علیہ السلام جس طرح چاہیں انجام دیں۔" آپ علیہ السلام کو بتلایا جائے گا کہ دجال نے بیت المقدس کو گھیر لیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے۔ "فوج وغیرہ کا انتظام آپ اپنے ہی ہاتھ میں رکھیں۔ میں تو صرف دجال کو قتل کرنے آیا ہوں۔ جس کا مارا جانا اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ سے مقدر کیا ہے۔"

رات امن وامان سے گذار کر امام مہدی علیہ السلام اپنی فوج جانباز کو لے کر میدان کارزار میں تشریف لائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ "میرے لئے گھوڑا، نیزہ لاؤ، تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کر دوں۔"

اس کے بعد آپ علیہ السلام دجال پر اور اسلامی فوج دجال کے لشکر پر حملہ آور ہوگی، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی یہ خاصیت ہوگی کہ آپ علیہ السلام کی حد نگاہ تک آپ علیہ السلام کا سانس پہنچے گا اور جس کافر تک آپ علیہ السلام کا سانس پہنچے گا وہ وہیں موم کی طرح پگھل کر ختم ہو جائے گا۔

دجال آپ علیہ السلام کے مقابلہ سے جان بچا کر بھاگے گا، آپ علیہ السلام اس کا تعاقب کرتے کرتے باب لُد میں جا کر گھیر لیں گے اور نیزہ سے اس کا کام تمام کر دیں گے۔

دجال کا فتنہ ختم ہونے کے بعد امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں دجال کے فتنہ سے تباہ اور برباد شدہ شہروں کا دورہ کریں گے اور مصیبت زدہ لوگوں کو خدا کے یہاں اجر وثواب کی بشارت دے کر تسلی وتشفی دیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کی وفات

امام مہدی علیہ السلام کی خلافت کی مدت مختصر ہوگی، جو عیسائیوں کے فتنہ کی سرکوبی اور ملکی انتظام میں صرف ہوگی۔ یعنی صرف آٹھ سال اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گذرے گا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود نماز جنازہ پڑھا کر دفن کریں گے۔

لُدّ: جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے

لُدّ: اسرائیل کا ایک شہر ہے جہاں یہودیوں نے جدید ترین ایئرپورٹ بنایا ہوا ہے۔ یہاں کی آبادی 61 ہزار سے زائد ہے۔

لُدّ فلسطین کا پائے تخت تھا۔ الرملہ کی بناء کے بعد یہ ویران ہو گیا۔ اس پرانے شہر کے اردگرد کا علاقہ بھی ضلع لُدّ کے نام سے موسوم ہے۔ (یعقوبی 110)

مشہور مورخ مقدسی لکھتے ہیں کہ ''لُدّ، الرملہ سے کوئی میل بھر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں ایک بڑی مسجد بنی ہوئی ہے۔''

واضح ہو کہ دجال کی آمد یوم حشر کی سب سے بڑی نشانیوں میں سے ہے۔ احادیث کی رو سے دجال کا خروج بالائی عراق میں ہوگا یا خراسان میں۔ وہ گدھے پر سوار ہوگا اور اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے پیرو ہوں گے۔ کرۂ ارض پر اس کی چالیس برس تک حکومت رہے گی اور بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے، جو لُدّ کے دروازہ پر اس کا مقابلہ کریں گے، وہ ہلاک ہوگا۔

مورخ علی ہروی لُدّ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ایک وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لُدّ میں رہتے تھے۔ یہیں حضرت مریم علیہا السلام کا مکان ہے۔ جس کا فرنگی بہت احترام کرتے ہیں۔ (نسخہ آکسفورڈ۔ 32)

مؤرخ یاقوت تیرہویں صدی عیسوی میں تحریر کرتے ہیں کہ ''لُدّ'' یروشلم کے ضلع میں ایک گاؤں ہے۔ اس کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام دجال کو قتل کریں گے۔ (جلد چہارم، مراصد، سوم)

وہ مقام جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے
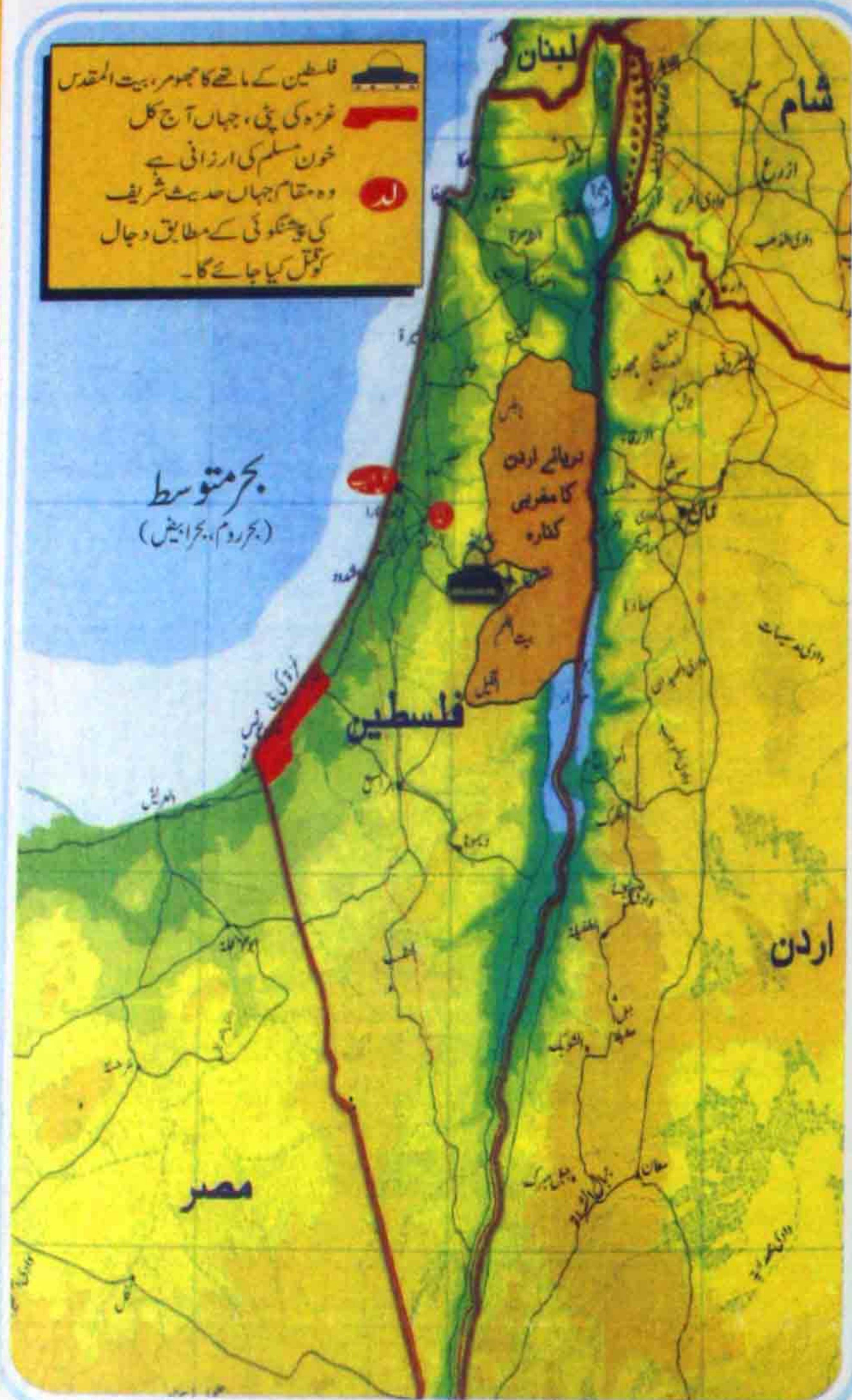
اسرائیل کی دنیا میں ''غرقد'' کی مفت شجر کاری کی کوششیں، بھارت کو خصوصی پیشکش

اسرائیل نے بھارت کو پیشکش کی ہے کہ وہ اس کے ملک میں ''غرقد'' کے پودے کی وسیع پیمانے پر مفت شجر کاری کرنا چاہتا ہے۔ جس کے لئے وہ ملک کے بنجر، ویران اور دور افتادہ علاقوں میں بھی جانے کا خواہشمند ہے۔ اس بارے میں مقبوضہ کشمیر میں جمعیت اہل حدیث کے صدر مولانا شوکت احمد نے سیمینار میں اس وقت سب کو حیران کر دیا جب انہوں نے کہا کہ اسرائیل نے بھارت کو یہ پیشکش کی ہے کہ وہ بھارت کی بے کار اور بنجر اراضی پر ''غرقد'' کے درخت لگانے کے لئے تیار ہے اور اس شجر کاری کا سارا خرچہ اسرائیل خود برداشت کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔

مولانا شوکت نے حدیث کی روشنی میں غرقد درخت کے حوالے سے تفاصیل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس درخت کی طبعی خصلت یہودیوں کے مشابہ ہے۔ انہوں نے ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ''قیامت تب تک برپا نہیں ہو سکتی جب تک مسلمانوں کو عروج حاصل نہ ہوگا اور یہودیوں اور فساد برپا کرنے والوں کا خاتمہ نہیں ہوگا۔''

جمعیت کے سربراہ نے حدیث کے تناظر میں کہا کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب یہودیوں کے لئے زمین تنگ ہوگی اور وہ درختوں اور پتھروں سے پناہ مانگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ لیکن ان درختوں اور پتھروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے گویائی عطا ہوگی اور وہ یہودیوں کا تعاقب کرنے والے مسلمانوں سے کہیں گے کہ ان کی اوٹ میں یہودیوں نے پناہ لی ہے۔ جب کہ غرقد نام کی واحد خاردار جھاڑی ہی ایک ایسا درخت ہوگا جو اس گویائی کی قوت سے محروم ہوگا۔ لہٰذا یہودی ان کی اوٹ میں پناہ لینے کی کوشش کریں گے۔

یہودیوں کو اس حدیث مبارک پر اتنا اعتبار ہے کہ انہوں نے پورے اسرائیل میں بڑے پیمانے پر غرقد نام کے یہ درخت کاشت کیے ہیں اور اسرائیل کی یہ کوشش ہے کہ وہ دنیا میں اپنے حلیف ممالک میں ان درختوں کی وسیع پیمانے پر شجر کاری کرے۔ اسی تناظر میں بھارت کو بھی اس نے مفت شجر کاری کی پیشکش کی ہے۔

غرقد کا درخت جو کہ یہودیوں کو پکار کر پناہ دے گا

اسرائیل میں موجود غرقد کے درخت کی دو مختلف تصاویر

دجال کا تعارف

دجال قوم یہود میں سے ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب ''مسیح'' ہوگا۔ دائیں آنکھ میں پھلّی ہوگی۔ گھونگر دار بال ہوں گے۔ سواری میں ایک بہت بڑا گدھا اس کے ساتھ ہوگا۔ شروع میں اس کا ظہور ملک عراق و شام کے درمیان ہوگا اور بیت المقدس کے قریب باب لدّ کے پاس جا کر ختم ہو جائے گا۔

صرف چالیس روز اس کا دنیا میں قیام رہے گا، جن میں سے پہلا دن ایک سال کے دنوں کے برابر بڑا ہوگا۔ دوسرا ایک مہینہ کے دنوں کے برابر، تیسرا دن ہفتہ کے دنوں کے برابر، باقی سینتیس دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ عراق و شام کے درمیان ظاہر ہو کر نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا۔ یہاں اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے اپنے آپ کو خدا کہلوائے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ اس سے خرق عادات باتیں ظاہر کرائے گا۔

پہچان

اس کی پیشانی پر (ک، ف، ر) حروف لکھے ہوئے ہوں گے۔ جس کی شناخت صرف اہل ایمان کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا اور ایک باغ ہوگا جو جنت سے موسوم ہوگا۔ مخالفین کو آگ میں اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا۔ مگر وہ آگ درحقیقت باغ کے مانند ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا۔ نیز اس کے پاس اشیاء خوردنی کا بڑا ذخیرہ ہوگا۔ جس کو چاہے گا دے گا۔

جو فرقہ اس کی خدائی کو تسلیم کرلے گا تو اس کے لئے اس کے حکم سے بارش ہوگی۔ اناج پیدا ہوگا، درخت پھل دار، مویشی موٹے تازے اور شیر دار (دودھ والے) ہو جائیں گے۔ جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا تو اس سے اشیاء مذکورہ بند کر دے گا اور اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا۔ مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں کو تسبیح وتہلیل، کھانے پینے کا کام دے گی۔ اس کے خروج سے دو سال پیشتر قحط پڑ چکا ہوگا۔ تیسرے سال دورانِ قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا۔ زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔ بعض آدمیوں سے کہے گا کہ میں تمہارے مردہ باپوں کو زندہ کر دوں تا کہ تم میری اس قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کرلو۔

اس کے بعد شیاطین کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپوں کے ہمشکل ہو کر نکلو۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ اسی طرح بہت سے ممالک پر اس کا گذر ہوگا۔ یہاں تک کہ جب وہ سرحد یمن میں پہنچے گا اور بد دین لوگ بکثرت اس کے ساتھ ہو جائیں گے تو وہاں سے لوٹ کر مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا۔ مگر فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے مکہ معظمہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ کا قصد کرے گا۔ اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازہ کی محافظت کے لئے خداوند کریم دو دو فرشتے متعین فرما دے گا۔ جن کے ڈر سے دجال کی فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے گی۔ نیز مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے بدعقیدہ و منافق لوگ ڈر کی وجہ سے شہر سے بھاگ کر دجال کے جال میں پھنس جائیں گے۔

ایک بزرگ کا دجال سے مناظرہ

اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے، جو دجال سے مناظرہ کرنے کے لئے نکلیں گے۔ دجال کی فوج کے قریب پہنچ کر ان سے پوچھیں گے کہ دجال کہاں ہے؟ وہ ان کی گفتگو کو خلاف ادب سمجھ کر ان کے قتل کا ارادہ کریں گے۔ مگر بعض لوگ قتل سے منع کریں گے اور کہیں گے کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے تمہارے خدا (دجال) نے منع کیا ہے کہ بغیر میری اجازت کے کسی کو قتل نہ کرنا۔ پس وہ دجال کے سامنے جا کر بیان کریں گے کہ ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ دجال ان کو اپنے پاس بلائے گا۔ جب وہ بزرگ دجال کو دیکھیں گے تو فرمائیں گے۔ میں نے تجھے پہچان لیا۔ تو وہی ملعون دجال ہے جس کی پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرمادی تھی۔

دجال غصہ میں آ کر کہے گا کہ اس گستاخ کو آرے سے چیر دو۔ حکم ملتے ہی ان بزرگ کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ پھر دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان سے نکل کر لوگوں سے کہے گا کہ ''اگر اب میں اس مردہ کو زندہ کر دوں تو تم میری خدائی پر یقین کرو گے؟'' لوگ کہیں گے کہ ہم تو پہلے ہی آپ کی خدائی پر یقین کیے ہوئے ہیں اور کسی قسم کا شک و شبہ دل میں نہیں رکھتے۔ ہاں اگر ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو جائے گا۔ پس وہ دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا۔ چنانچہ وہ خداوند قدوس کی حکمت و ارادہ سے زندہ ہو کر کہے گا۔

''اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا کہ تو وہی مردود دجال ہے جس کی خبر مخبر صادق پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔''

دجال جھنجھلا کر اپنے معتقدین کو حکم دے گا کہ اس کو ابھی ذبح کر دو۔ پس وہ لوگ ان کی گردن پر چھری پھیریں گے۔ مگر اس سے ان کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہوگی۔ جس سے دجال کو شرمندگی ہوگی، اور شرمندگی کی حالت میں وہ ان کو اپنی اس آگ میں ڈال دے گا جس کا ابھی بیان ہو چکا ہے۔ وہ آگ خدا کی قدرت سے ان کے لئے برد و سلام ہو جائے گی۔ اس کے بعد دجال کسی مردہ کے زندہ کرنے پر قدرت نہ پائے گا اور یہاں سے ملک شام کی جانب روانہ ہو جائے گا۔

ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نزول آسمان کے بعد دو بڑے فتنوں سے سابقہ پڑے گا۔ پہلا فتنہ دجال کا ہوگا جو امام مہدی علیہ السلام کی زندگی میں پیش آئے گا اور دوسرا فتنہ یاجوج ماجوج کا ہوگا۔ یہ امام مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد ظہور میں آئے گا۔

یاجوج ماجوج اور ذوالقرنین سے متعلق مزید تفصیل اور ان سے منسوب مقامات کی تصاویر دیکھنے کے لئے احقر کی کتاب ''قرآن کے تاریخی مقامات'' کا مطالعہ کریں۔ (زیر طبع)

بعض علاماتِ قیامت

مفتی رفیع عثمانی صاحب نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ اردن میں جن جن تاریخی مقامات پر جانا ہوا اکثر جگہ اسرائیل کے مقبوضات بھی ساتھ ہی نظر آئے جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے، دل جو شامت اعمال سے پہلے ہی زخمی ہے۔ ان مناظر کو بچشم خود دیکھ دیکھ کر اور بھی چوٹ پر چوٹ کھاتا رہا۔

لیکن پوری دنیا جس تیزی سے بدل رہی ہے اور جس طرح بدل رہی ہے، خصوصاً شرق اوسط میں تقریباً ساٹھ سال سے انقلابات رونما ہو رہے ہیں، انہیں اگر آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ علامات کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیا اب بہت تیزی سے قیامت کی طرف رواں دواں ہے۔ اردن اور شام کے اس سفر میں قدم قدم پر نظر آتا رہا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور اور دجال سے ان کی ہونے والی جنگ کا میدان تیار ہو رہا ہے اور اسی جنگ کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے فوراً بعد ان کے ہاتھوں دجال کے قتل اور ساتھ ہی یہودیوں کے قتل عام کا جو واقعہ ہونے والا ہے اس کی تیاری میں خود یہودی نادانستہ ہی سہی، پیش پیش ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کافی پہلے "بخت نصر" بادشاہ نے جب یہودیوں پر ضرب کاری لگائی تو یہ تتر بتر ہو کر پوری دنیا میں ذلت کے ساتھ بکھر گئے تھے۔ اب سے تقریباً ساٹھ سال پہلے تک ان کا یہی حال تھا۔ اب ہزروں سال بعد ان کا پوری دنیا سے جمع ہو کر فلسطین میں آکر، دوسرے لفظوں میں اپنے مقتل میں آکر جمع ہو جانا یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کا کام آسان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ورنہ بقول حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے "حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو پوری دنیا میں کہاں کہاں تلاش کرتے پھرتے۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دجال کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور اس کی آمد کے اسی مقام پر منتظر ہیں جہاں پہنچ کر اس کا قتل ہونا رسول اللہ ﷺ کی پیشگی خبر کے مطابق مقدر ہو چکا ہے۔

ہمارے ایک میزبان جناب حسن یوسف یہ اصل باشندے فلسطین کے ہیں، وہاں سے ہجرت کر کے تقریباً 25-30 سال سے عمان میں ہی مقیم ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب سے کئی برس پہلے وہ تبلیغ کے سلسلے میں فلسطین گئے تو وہاں کے ایک شہر "لُدّ" میں جانا ہوا۔ جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ وہاں ایک بڑا گیٹ دیکھا جو "باب لُدّ" (لُدّ کا دروازہ) کہلاتا ہے۔ اوپر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہوا ہے کہ:

هنا يخرج ملك السلام

"سلامتی کا بادشاہ (دجال) یہاں ظاہر ہوگا۔"

اب آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث دیکھئے، جس میں آپ ﷺ نے قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی تفصیلات ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ حدیث اعلیٰ درجے کی صحیح سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اسے تین صحابہ کرام (یعنی حضرت نواس بن سمعان، حضرت مجمع بن جاریہ الانصاری اور حضرت ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہم) اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله

"پس عیسیٰ (علیہ السلام) دجال کو تلاش کریں گے۔ یہاں تک کہ اسے "باب لُدّ" (کے دروازے) پر جالیں گے اور قتل کر دیں گے۔"

حضرت مفتی رفیع عثمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ جناب علی حسن باری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ان کے ایک ماموں زاد بھائی بھی جو "علامات قیامت" کی تحقیق و جستجو میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں، "لُدّ" گئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک محل دیکھا جو اسرائیلی انتظامیہ نے اپنے "ملک السلام" (دجال) کے لئے بنایا ہے۔

یہودی، عیسائی اور مسلمان

جناب یعقوب نظامی صاحب نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ میں قاہرہ کے بستر پر لیٹا تو نیند کے بجائے سوچوں نے آگھیرا۔ میں سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خاص کرم ہے کہ میں پیغمبروں کی سرزمین کے تمام ممالک کی سیاحت کر چکا ہوں۔ جہاں میں کوہ طور پر گیا، میں نے غار حرا اور بیت المقدس میں بھی حاضری دی۔ ان تمام مقامات کی زیارت کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ تین بڑے الہامی مذاہب میں جہاں بہت سی باتیں مشترک ہیں وہاں ان مذاہب کے پیروکاروں کے جذبہ ایمان میں زمین و آسمان کا فرق بھی ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر بڑی نوازشات کیں، جہاں انہیں دین کی دولت سے مالا مال کیا وہاں انہیں فراعنہ کے ظلم سے نجات دلوائی۔ لیکن یہ اس قدر لاڈلے تھے کہ جب صحرائے سینا میں پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لئے پانی کا بندوبست کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور پانی کا بندوبست کروایا۔ پانی ملا تو پھر کھانے کی فرمائش کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے من وسلویٰ اتارا۔ اسی طرح گرمی اور دھوپ کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے بادل چھا دیئے۔ اس دوران جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو اس قوم نے سب کچھ بھلا کر بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ پھر جب جنگ کرنے کا حکم آیا تو لڑنے سے انکار کر دیا اور کہا:

"اے موسیٰ تو اور تیرا خدا ہی دشمن سے جنگ کریں، ہم نہیں لڑیں گے۔"

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ ہی معجزات ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مردوں کو زندہ کر دیتے، مادرزاد اندھے کی بصارت بحال ہو جاتی، کوڑھ کے موذی مرض میں مبتلا مریضوں کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔ ان تمام کرامات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ان کے اندر جذبہ ایمان زیادہ پختہ نہ ہو سکا۔ جس کا واضح ثبوت محققین کی وہ رائے ہے جس کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے مخبری کرنے والا یہودا نامی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریبی ساتھی اور حواری تھا۔ جب رومی حکمرانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھانے کا حکم دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے سوائے رونے دھونے کے کچھ نہیں کیا۔ صدق ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ حواری رومیوں کے خلاف تلواریں اٹھاتے ہوئے جان نثاری کا مظاہرہ کرتے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔

حضور اکرم ﷺ کے ماننے والوں کا کمال یہ ہے کہ جس نے بھی اسلام کا دامن پکڑا، وہ صدق دل سے اسلام میں داخل ہوا۔ حضور اکرم ﷺ کے حکم پر جان کے نذرانے پیش کیے۔ جنگ بدر، جنگ خندق، جنگ احد سے لے کر رومیوں کے خلاف جنگ کے تمام معرکوں میں اسلام کے جان نثاروں نے ایک سے بڑھ کر ایک شجاعت کے مظاہرے کیے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر رات حضور اکرم ﷺ کے بستر پر گزاری۔ جنگ احد میں حضور اکرم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو کئی صحابہ نے اپنے دانت اکھاڑ دیئے۔ اپنی قیمتی سے قیمتی چیز کو حضور ﷺ پر قربان کیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی بھی حضور اکرم ﷺ سے معجزے دکھانے کے لئے نہیں کہا۔ کبھی کھانے پینے، مال و دولت یا دنیاوی دکھاوے کے کاموں کی فرمائش نہیں ہوئی۔ مسلمانوں نے یہودیوں کی طرح کبھی بھی حضور ﷺ سے یہ نہیں کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کروائیں یا ہم جنگ نہیں لڑیں گے اور آپ اور آپ کا خدا جنگ لڑیں۔

جانثاران محمد ﷺ دور نبوت سے آج تک ہر گستاخی رسول کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں تلوار بھی اٹھائی۔ ممکن ہے اسی وجہ سے مغربی مفکرین اپنے لوگوں سے کہہ گئے ہیں کہ دنیا میں ہر کسی کے خلاف بات کرو لیکن:

"Be careful with Muhammad (P.B.U.H)"

"حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بات کرتے ہوئے وقت انتہائی محتاط رہو۔"

وفات عیسیٰ علیہ السلام

چالیس سالہ دورِ حکومت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے:

فیکمث اربعین سنة ثم یتوفیٰ ویصلی علیه المسلمون ویدفنونه

پھر کائنات ارضی پر اتر کر چالیس سال قیام کریں گے اور اس کے بعد وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور ان کو دفن کریں گے۔

اور ترمذی نے بسند حسن محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام کے سلسلہ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

مکتوب فی التوراۃ صفة محمد وعیسیٰ ابن مریم یدفن معه

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تورات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت (حلیہ وسیرت) مذکور ہے اور یہ بھی مسطور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام ان کے ساتھ (پہلو میں) دفن ہوں گے۔

ترمذی کی روایت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تورات میں موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابومودود کہتے ہیں کہ حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے، شادی کریں گے، اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال گذاریں گے اور فوت ہو کر میرے ساتھ مدفون ہوں گے۔ (قیامت کو) میں اور عیسیٰ علیہ السلام، ابوبکر و عمر کے درمیان ایک ہی جگہ سے اٹھیں گے۔ (الوفاء)

چوتھی قبر کی جگہ

احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ شریفہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ یہ وہی جگہ ہوگی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔

موت کے ذکر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال

روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام موت کا ذکر فرماتے تو ان کی کھال سے خون کے قطرے ٹپکنے لگتے اور اپنے حواریین سے کہتے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ موت کے وقت آسانی فرما دیں کہ مجھے موت کا اتنا شدید خوف ہے کہ لگتا ہے کہ موت سے پہلے ہی موت آ جائے۔

آدمی کیسے ہمیشہ رہنے کی تمنا کرتا ہے جبکہ کوئی نبی بھی دنیا میں باقی نہیں رہا۔ یہ کیسے موت سے محفوظ رہ سکتا ہے جبکہ نیک لوگ اور احباب کوئی زندہ نہ رہا۔ دور ہے بہت دور ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے: ”بتحقیق تمام انبیاء کی وفات ہوگئی اور ہر خبردار کرنے والا گزر گیا“ ”تمام شریف، عاقل اور بے وقوف لوگوں نے موت کا ذائقہ چکھا۔ وہ راستہ تجھے وحشت میں نہ ڈالے جس راستے میں تمام مخلوق چل رہی ہے۔“

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سات گھڑیوں تک موت عطا کی۔ پھر انہیں زندہ کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام حاملہ ہوئیں، جب ان کی عمر تیرہ سال تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں اٹھایا گیا۔ آپ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد چھ سال تک حضرت مریم علیہا السلام زندہ رہیں۔

زیر نظر تصویر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے باہر لگی جالیوں کی ہے جس سے زائرین اندر کا دیدار کرتے ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہاں دفن کیا جائے گا۔

تذکرہ حضرت محمد ﷺ

خانہ کعبہ: جہاں شاہ دو جہاں حضرت محمد ﷺ عبادت فرماتے تھے
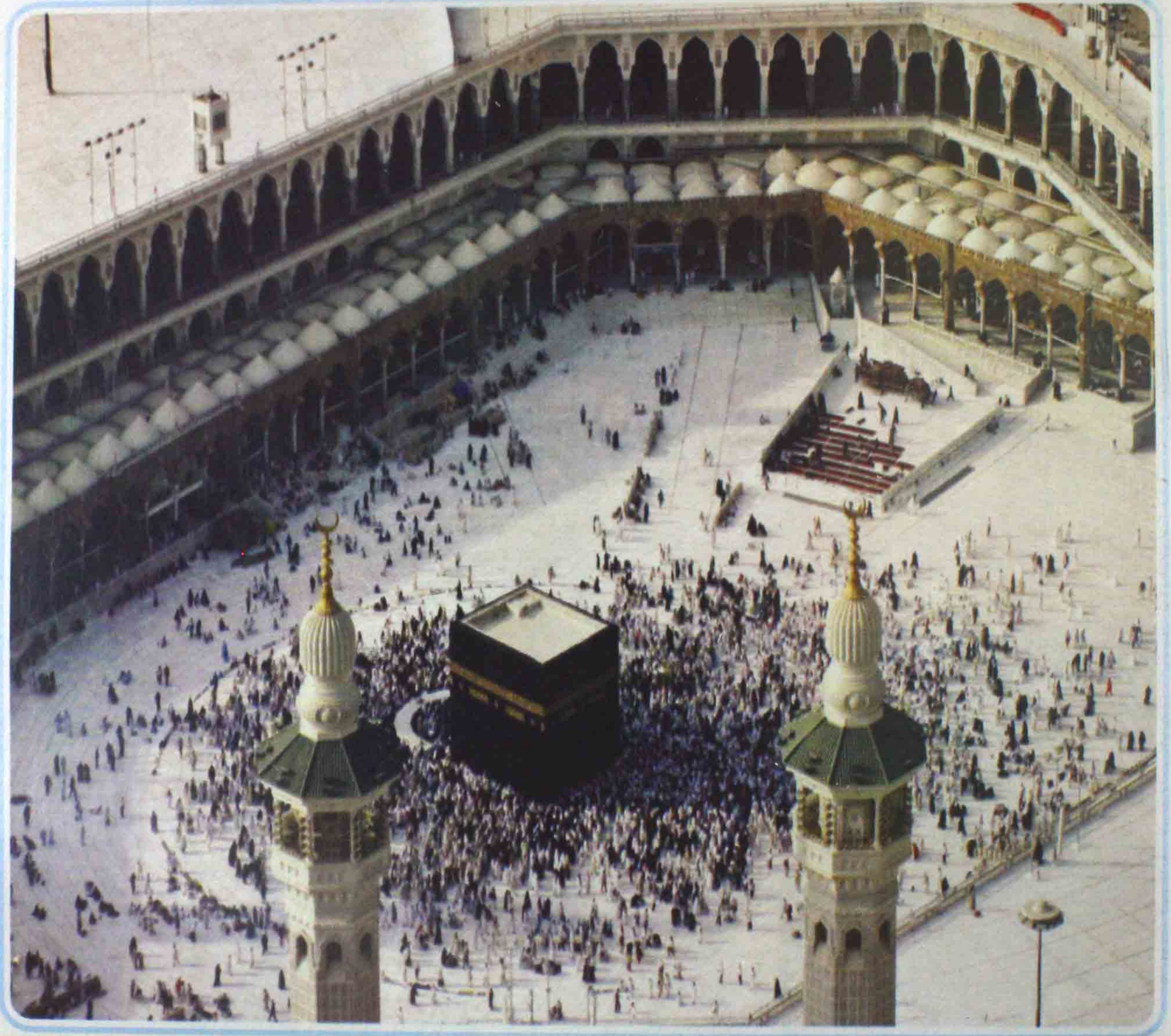
ایک موقع پر حضرت محمد ﷺ خانہ کعبہ کے سایہ میں اپنے دادا عبد المطلب کی موجودگی میں آرام فرما رہے تھے تو عبد المطلب نے دیکھا کہ کعبہ آپ ﷺ پر سایہ دینے کیلئے جھکا ہوا تھا اس وقت عبد المطلب نے فرمایا میرے بیٹے کی شان بہت بلند ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ خانہ کعبہ کے قریب کھڑے ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کندھے پر کھڑا کر کے کعبہ کی چھت پر چڑھایا پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ کے بعد پہلی اذان کعبۃ اللہ میں دی۔

نوٹ: حضرت محمد ﷺ سے منسوب 400 متبرک مقامات کی رنگین تصاویر دیکھنے کیلئے احقر کی کتاب ''تبرکات نبوی ﷺ کا تصویری البم'' کا دیدار کریں

خانہ کعبہ کا اندرونی منظر
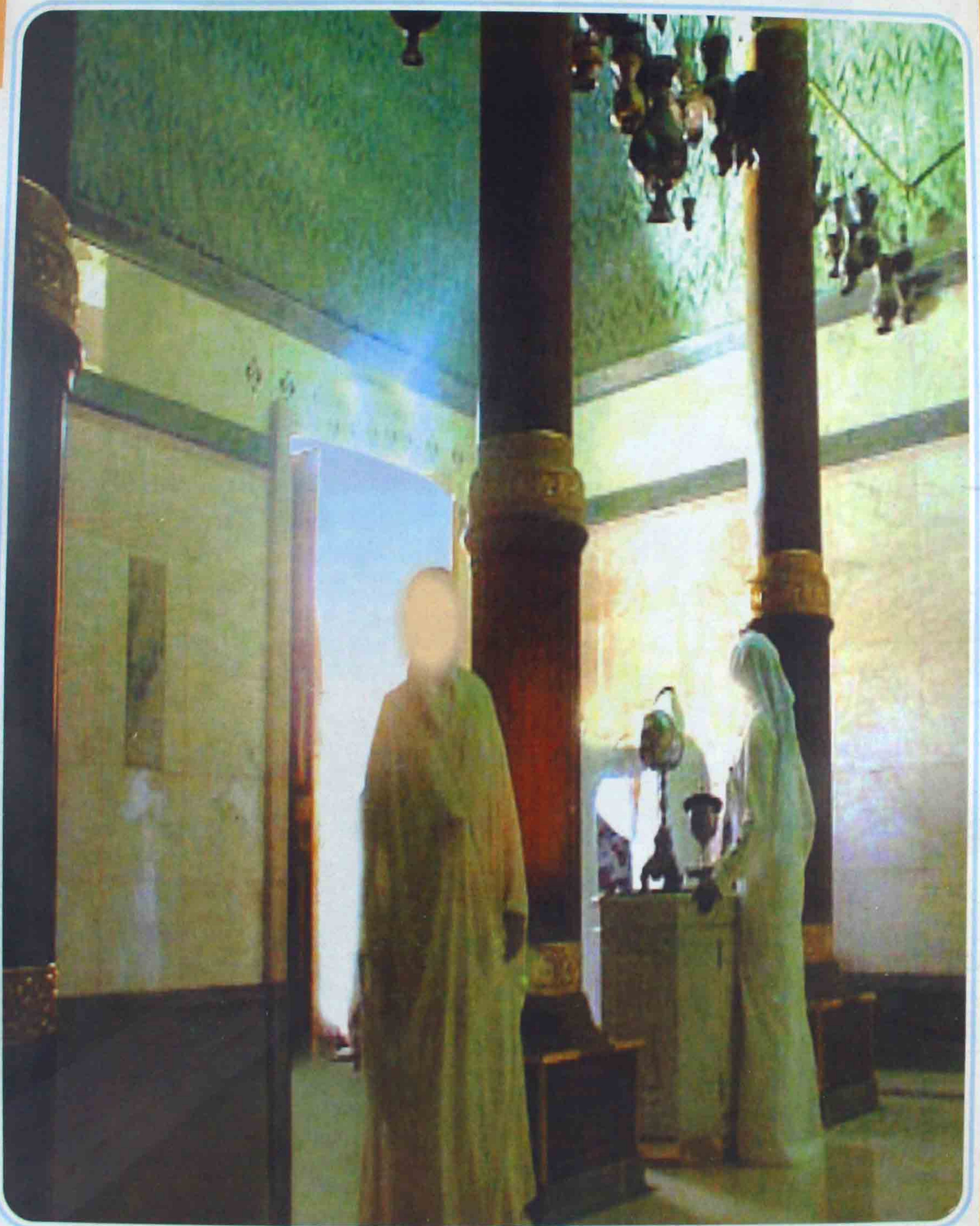
غار حرا: جہاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی
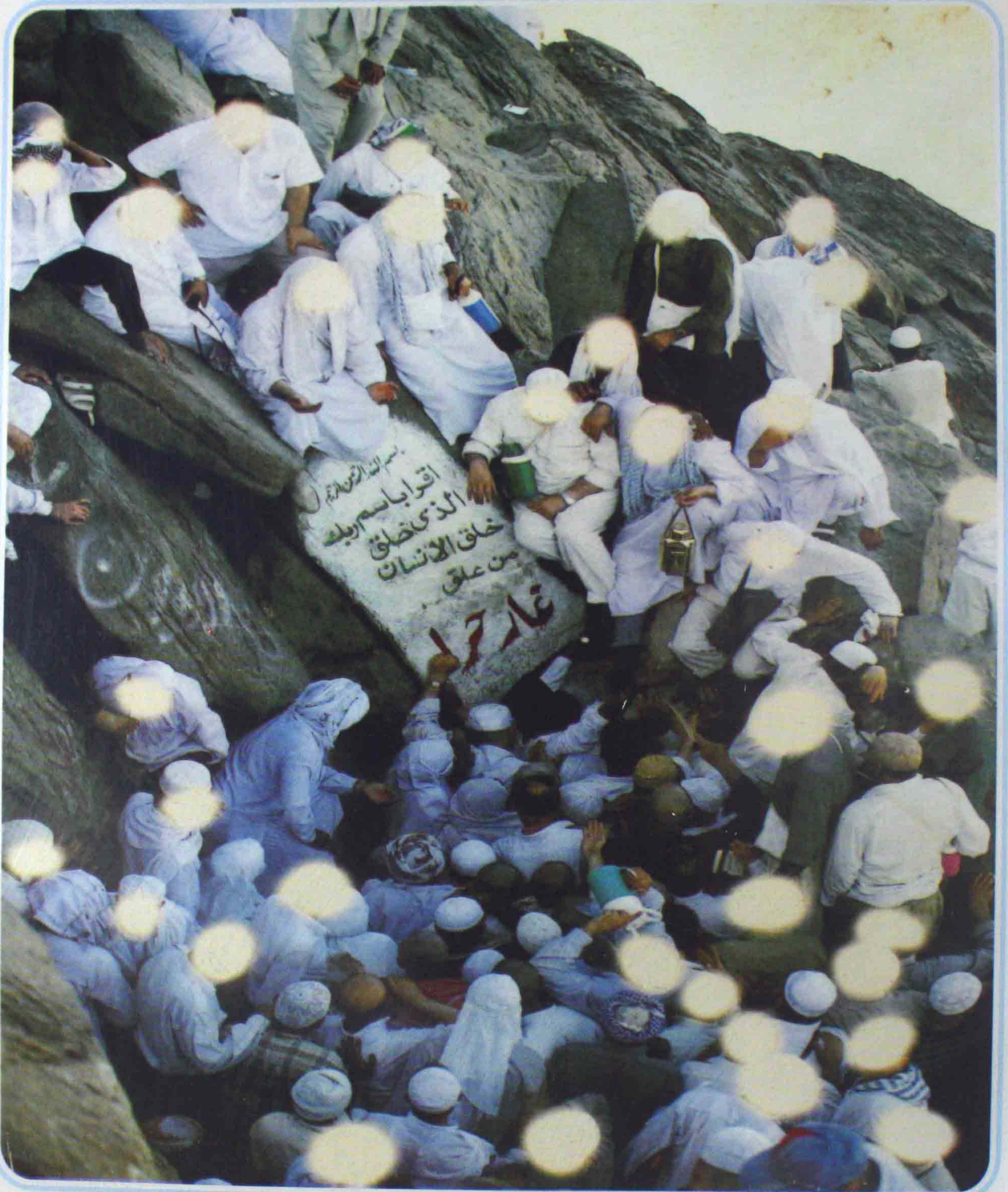
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرا پہاڑ پر بیٹھے تھے۔ چٹان نے ہلنا شروع کیا۔ رسول اللہ فرمانے لگے: رک جاؤ اس پر ایک نبی، ایک صدیق اور ایک شہید بیٹھے ہیں۔ (حوالہ صحیح مسلم حدیث 2418)

ریاض الجنہ: جہاں تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو قرآن وحدیث دیتے تھے
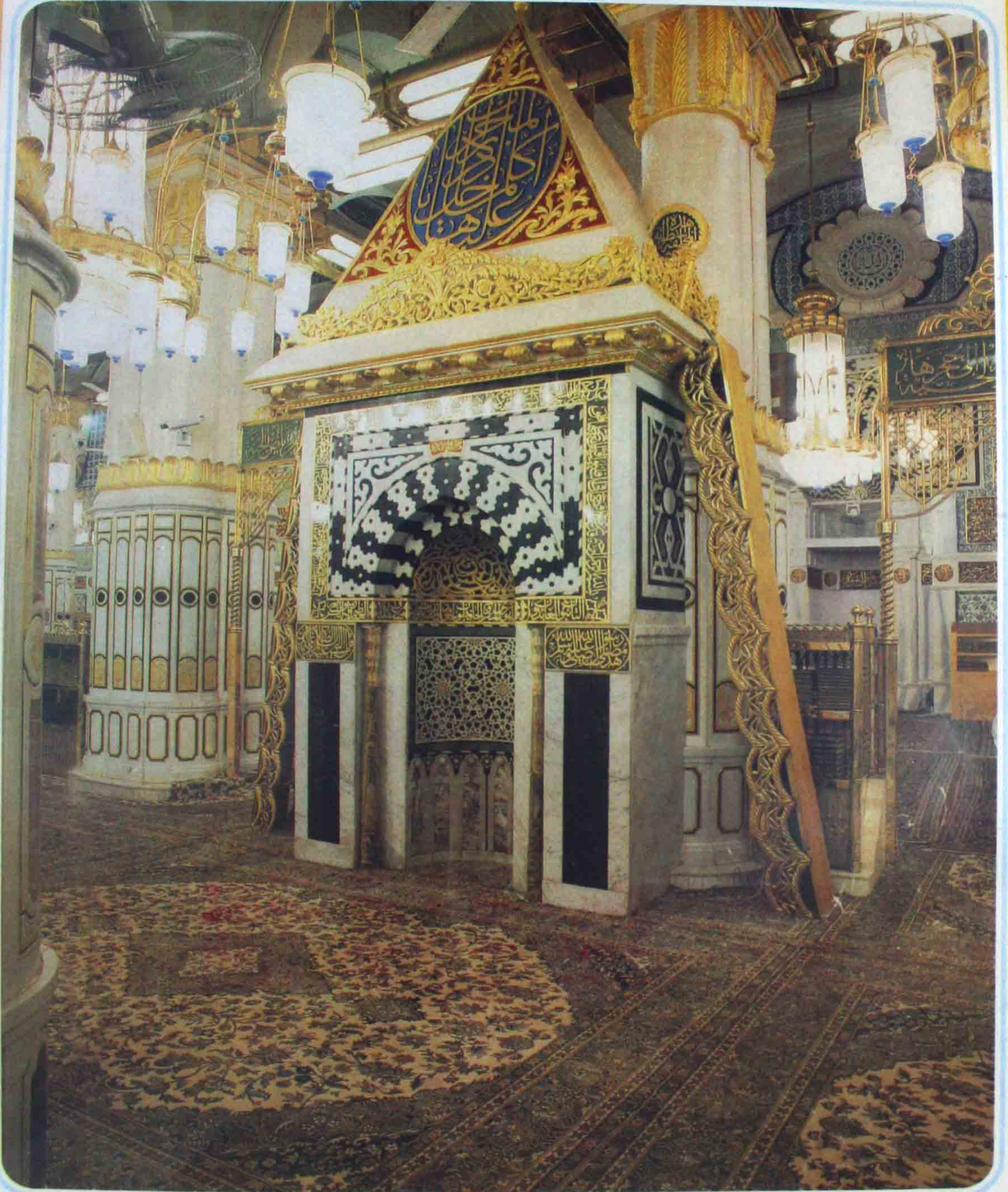
ریاض الجنہ: وہ جگہ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 1400 سال قبل صحابہؓ کے ساتھ نماز اداء فرماتے تھے۔ جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے اور یہاں سے گزرو تو کچھ (انوارات) لے کر گزرو۔ (حوالہ الوفاء ابن جوزی)

مسجد مستر ح: وہ جگہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد سے واپسی پر آرام فرمایا تھا

مسجد شجرہ: یہ مسجد اس جگہ بنائی ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کافر کی ہدایت کیلیئے بطور معجزہ ایک درخت کو بلایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر زمین کو چیرتا ہوا آیا اور کہا السلام علیکم یاایھا النبی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو واپس لوٹ گیا۔

مسجد عقبہ: جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے موت پر بیعت لی

منیٰ میں واقع یہ مسجد اس جگہ تعمیر کی گئی ہے جہاں مدینہ منورہ سے آنے والے انصار صحابہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ایمان، نصرت اور جہاد کی بیعت کی تھی۔ مسجد کی قدیم تعمیر کا کتبہ بھی دکھائی دے رہا ہے۔

حجر اسود: جنت کا پتھر جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نصب کیا گیا
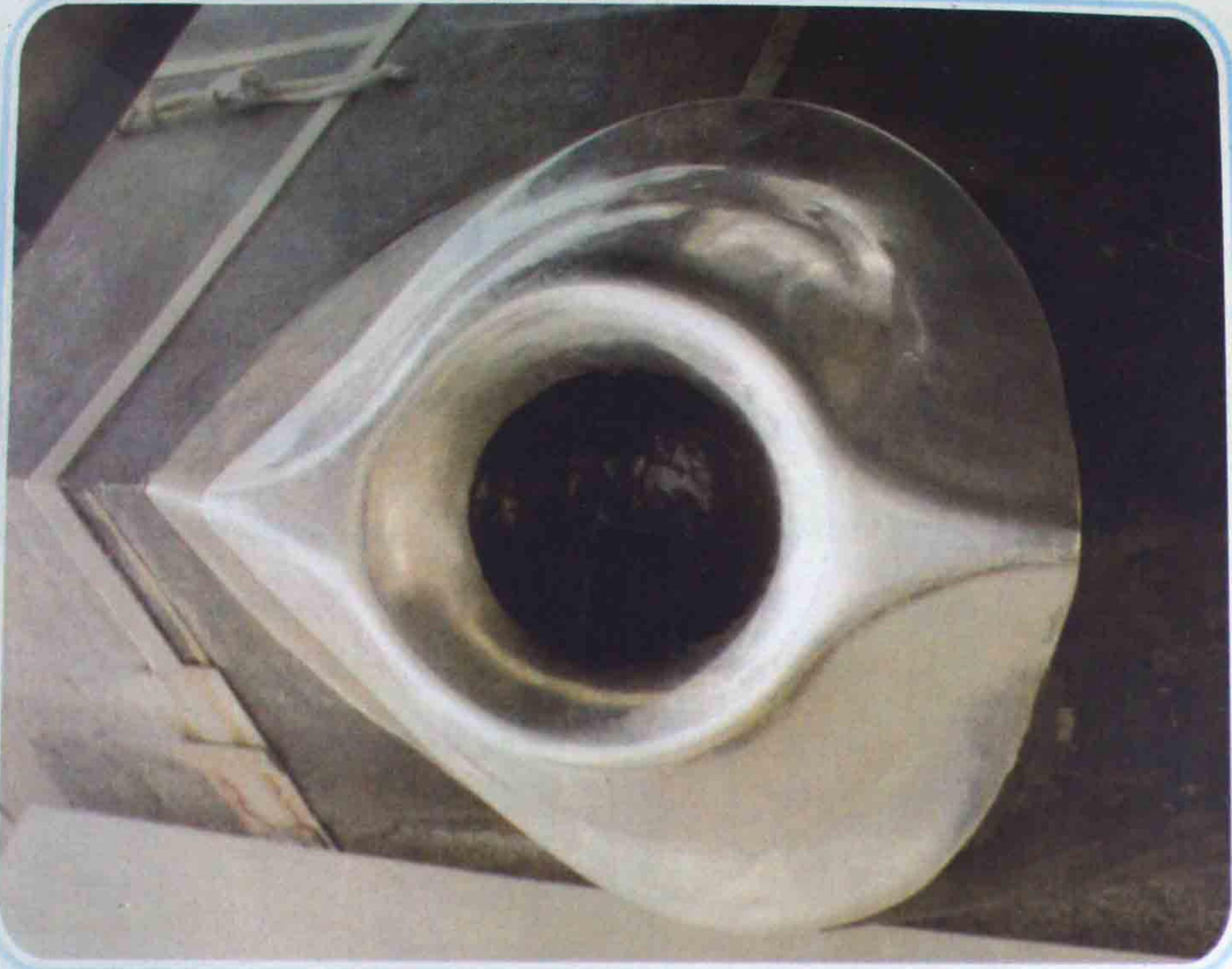
حجر اسود جنت کا پاک اور محترم پتھر ہے جو حضرت آدم کے ساتھ جنت سے اتارا گیا۔ یہ پتھر کعبۃ اللہ کے اس کونے میں پیوست ہے جو کعبۃ اللہ کے سنہری دروازے سے متصل ہے۔ اس مقام سے ہی طواف کعبہ کا آغاز ہوتا ہے اور ہر چکر اسی مقام پر ختم ہوتا ہے۔

مسجد جن: جہاں سردار دو عالم شفیع اعظم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر جنوں نے اسلام قبول کیا
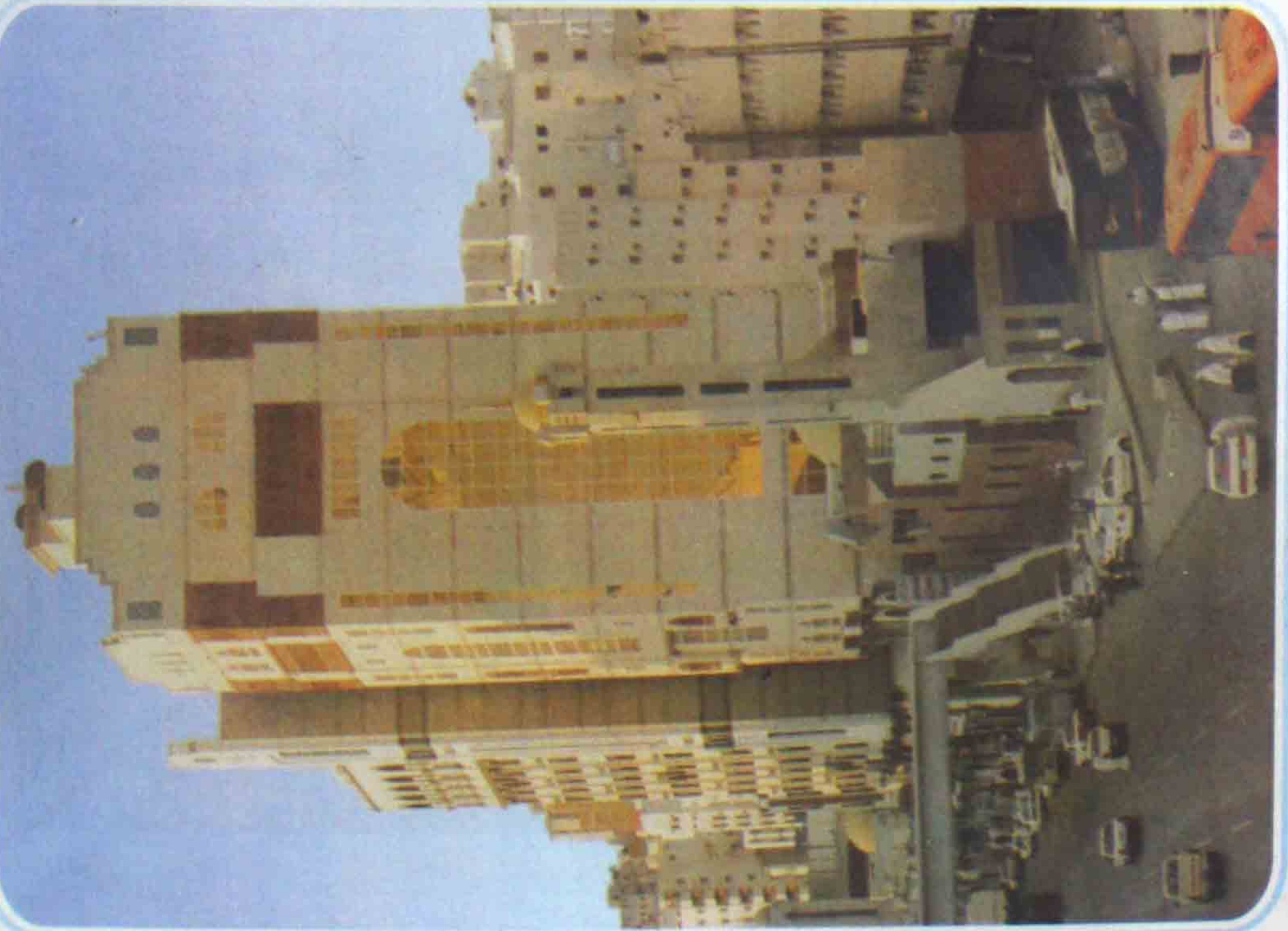
شعب ابی طالب: جہاں آپ ﷺ 3 سال حالت قید میں رہے

شعب ابی طالب: مسجد حرام سے صفا مروہ کی جانب نکلیں تو سامنے یہ گھاٹی نظر آتی ہے جہاں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے وفادار ساتھیوں نے قریش کے بائیکاٹ کے بعد محصور ہو کر تین سال گزارے

بئر اریس نامی کنواں پر بنا قبہ جہاں نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی گری تھی (جدید تصویر)

جنۃ البقیع: مسجد نبوی کے ساتھ ہی پرنور قبرستان

یہ وہ مبارک قبریں ہیں جس میں 10 ہزار صحابہؓ اور اولیاء مدفون ہیں حتیٰ کہ بعض صحابہؓ کو حضور ﷺ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے دفن کیا

جنۃ البقیع: مکہ کے اس قبرستان میں 10 ہزار صحابہؓ مدفون ہیں

اس مبارک قبرستان میں اکثر اولیاء، خاص طور پر آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم، سیدہ فاطمہؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ زینبؓ مدفون ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی بہت سی ازواج بھی مدفون ہیں

مسجد نبوی: جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں

وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے

مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے قریب وہ مکان جسے جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اب یہاں دینی کتب خانہ قائم ہے۔

سرور کائنات حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کے باہر لگی ہوئی جالیاں جس میں موجود گول سوراخ سے زائرین اندر کا نظارہ کر کے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتے ہیں

غار ثور: جہاں ہادی عالم ﷺ نے 3 دن قیام فرمایا

جبل ثور کی چوٹی کے قریب ہی یہ غار واقع ہے اس کا رقبہ 2 میٹر مربع ہے۔ دہانہ بہت تنگ ہونے کی وجہ سے ایک آدمی بڑی مشکل سے اندر جا سکتا ہے۔ غار کی وسعت بہت تھوڑی ہے اندرونی بلندی پانچ چھ فٹ ہے اور سات آٹھ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔

وادی محسر: مزدلفہ کے قریب اس وادی تک جب ابرہہ کا لشکر آ پہنچا تو ابابیلوں نے کنکریاں برسا کر افریقہ کے دیو پیکر ہاتھیوں کو روندے ہوئے بھوسے کی مانند بنا ڈالا۔

وہ مکان جہاں رہبر اعظم ﷺ نے قیام فرمایا

مدینہ میں موجود حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان جہاں نبی آخر الزمان سالار اعظم ﷺ نے مدینہ ہجرت کے بعد قیام فرمایا تھا۔

وہ جگہ جہاں بادل نے آپ ﷺ کے سر پر سایہ کیا

وہ جگہ جہاں بحیرہ راہب نے آپ ﷺ کی نبوت کی پیشگوئی کی۔ اس نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آمد پر بادل آپ ﷺ پر سایہ کئے آپ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا

دائی حلیمہ کا گھر: جہاں آپ ﷺ نے اپنا بچپن گزارا

ہادی عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر مبارک کا نقش

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے پائے اقدس کا نقش، رنگین سنگ مرمر پر ایڑی کی طرف ٹوٹا ہوا جس کو چاندی کے تاروں سے جوڑا گیا۔

اس صندوق میں سونے کا ڈبہ ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک محفوظ ہے۔

ہیرے جواہرات سے مزین و مرصع صندوق اس کے اندر سونے کے ڈبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دندان مبارک کے اجزاء ہیں

سونا جڑی شیشی جس میں رسول اللہ کے بال مبارک محفوظ ہیں۔
(ٹاپ کاپے میوزیم ترکی)

مزار اقدس کی خاک پاک ان ڈبوں میں صدیوں
سے توپ کاپی میوزیم میں محفوظ ہے
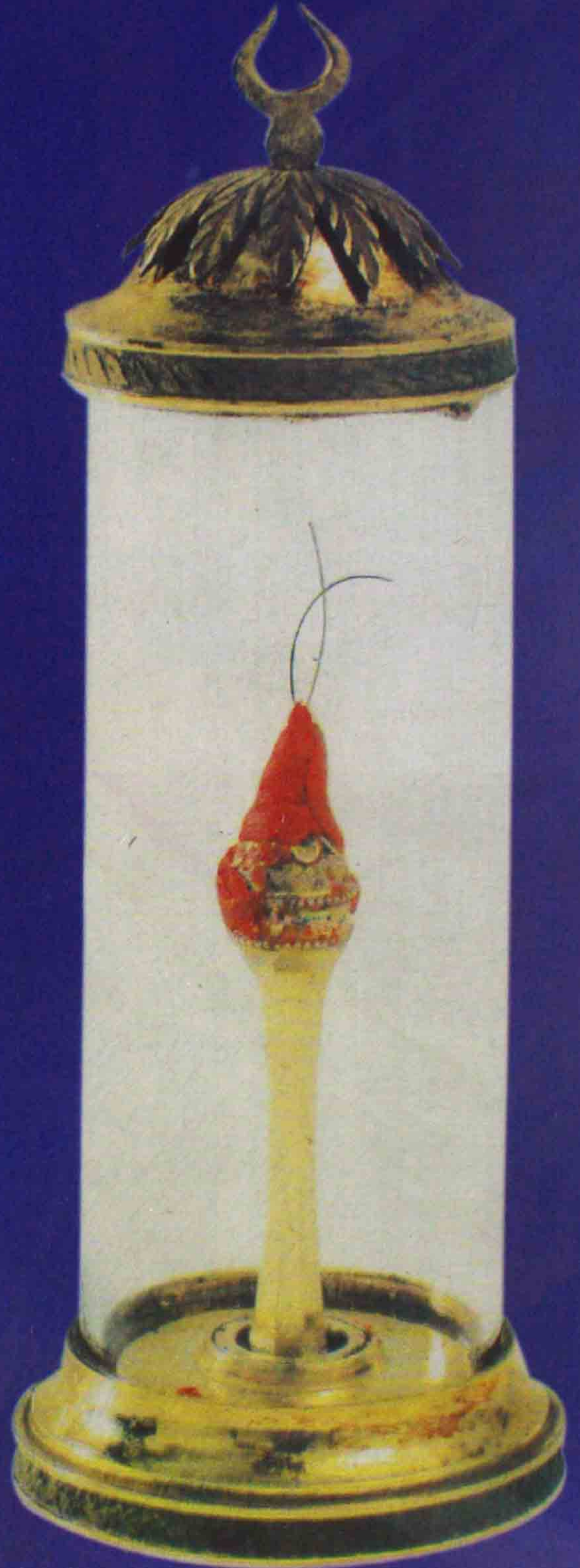
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکڑی کا پیالہ۔
جوش عقیدت میں آج سونے کے پتر میں محفوظ ہے۔
ان پر آیات بھی کندہ ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا خط مبارک

بسم الله الرحمن الرحيم
من محمد عبد الله و رسوله إلى
المقوقس عظيم القبط.
سلام على من اتبع الهدى أما بعد..
فإني أدعوك بدعاية الإسلام أسلم
تسلم يؤتك الله أجرك مرتين فإن
توليت فإنما عليك إثم القبط.
و يا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمة
سواء بيننا و بينكم أن لا نعبد إلا
الله و لا نشرك به شيئا و لا يتخذ
بعضنا بعضا أربابا من دون الله
فإن تولوا فقولوا اشهدوا بأنا مسلمون

الله
رسول
محمد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک

زیر نظر تصویر چاندی کے
خوبصورت بکس کی ہے
جس کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا جبہ مبارک محفوظ ہے
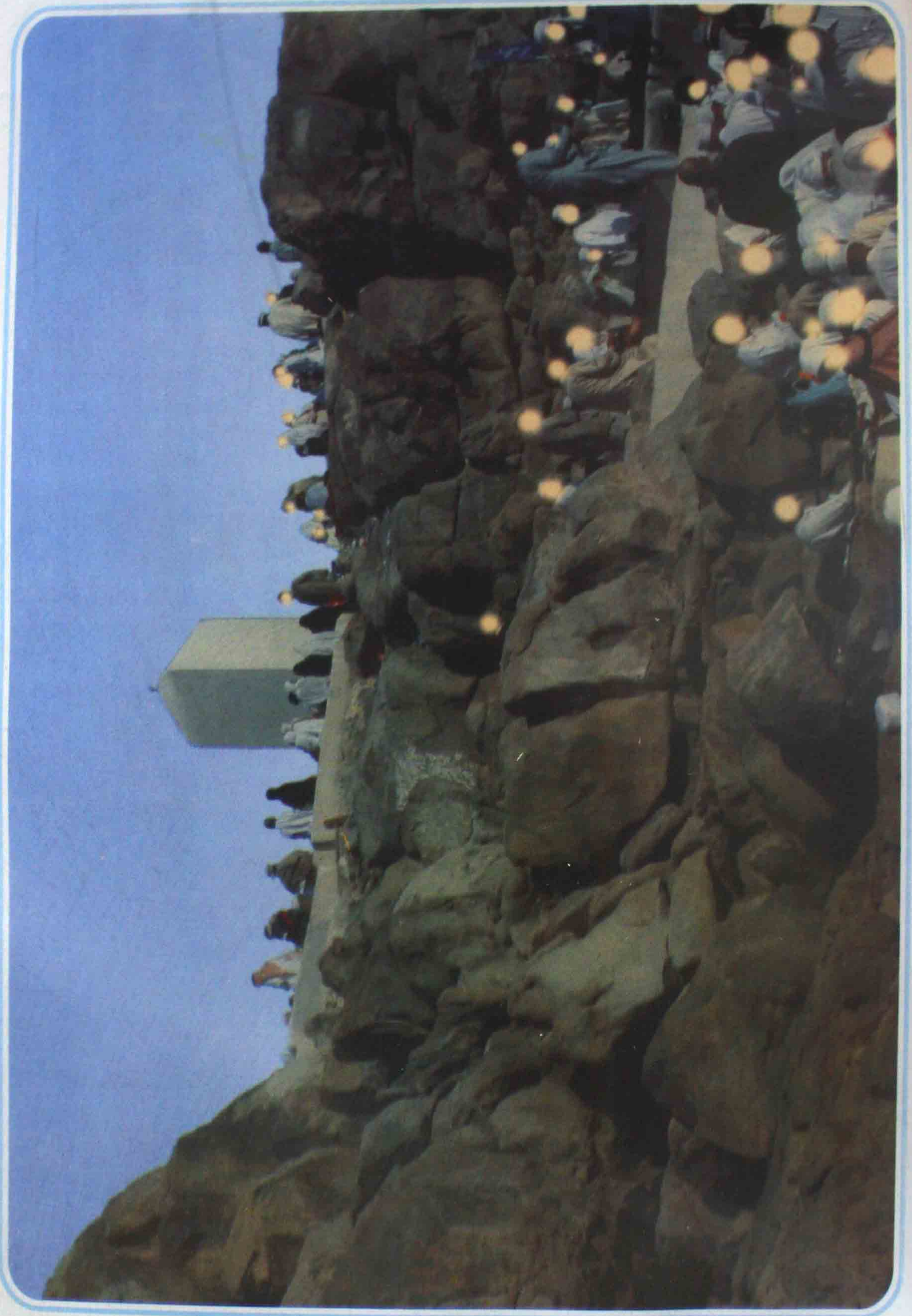
جمرات: جہاں آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں شیطان کو کنکریاں ماریں

شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ محل

خادم الحرمین شریفین نے 1982 میں اس محل کا افتتاح کیا۔ یہ 25000 مربع میٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے جہاں سے دنیا کی بیسیوں زبانوں میں 15 کروڑ قرآنی نسخے شائع کیے جاچکے ہیں۔ جن کو 80 ممالک میں تقسیم کیا گیا۔ یہ محل نما پریس چالیس زبانوں میں قرآن کا ترجمہ شائع کر چکا ہے۔ یہاں 1800 افراد کام کرتے ہیں۔